

کلیاتِ صغیر

تصنیف

نواب محمد صغیر علی خاں صغیر رامپوری

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

کتابخانه ملی و موزه و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی
طبع می‌نماید. کتب و اسناد خطی و چاپی موجود در این مجموعه
از کتابخانه‌های مختلف گردآوری شده و به منظور اطلاع رسانی و
ترویج فرهنگ و هنر ایرانی گردآوری شده است.

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جو چکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چاہیہ خانہ سے منگنی ہو چکے معائنہ و کاغذ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب کلیات و دروادیں اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجود ہو کاغذ سے قدر و اتون کو آگاہی کا ذریعہ ملے ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دروادیں اردو		حیدر علی آتش لکھنوی۔	۱۰
کلیات ظفر۔ از حضرت سرنگ الدین		کلیات نصرت نبیدہ مصنفہ سوری	
ظفر بادشاہ ہر چار جلد کامل		عبدالمجید خان۔	۵
دو جلد میں۔		کلیات نظام۔ از خواجہ	
انتخاب کلیات ظفر۔	۶	مردان علیخان بہادر مرہوم۔	۱۰
کلیات مؤذن۔ از استاد خوشن		کلیات امیر السدس تسلیم شاہ	
دہلوی۔	۹	حضرت نسیم دہلوی۔	۱۳
دیوان ناسخ۔ از استاد شیخ		کلیات سیرتقی۔ از استاد	
امام بخش ناسخ لکھنوی۔	۱۲	سلم اثبوت سنہوری۔	۱۴
کلیات آتش۔ از استاد خواجہ		کلیات سودا از استاد مسرور	۱۵

مستاجر و مرگامستاجر
بعد از این نین نین نین

و بعد از این نین نین نین

کتابخانه

و بعد از این نین نین نین

و بعد از این نین نین نین

و بعد از این نین نین نین

۳۲۱۵۵



M. A. LIBRARY, A. M. U.



U32155

سید محمد رحمن اکبر

دیباچہ دیوان نگارستان لکھتہ کہ در تاج امتیاز علیج شد و

نامہ مرکوبی جو کجی نامک بس

قدسی یکار سید و چک کیا

سبحان احد کیا حکمت حکیم مطلق ہو کہ ہر شے کا قدر و ان کے ساتھ بن پیدا کیا ہے
مگون کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی میں چشم و اوج عنایت نہ ہائی تو قدر کیا ہوئی
عبد بن کو ترسے بشتے تھے میں گوش شنو نہ سنے تو لطف کوئی تھا نہ کلام
نہ زمین میں نہ میں نہ انی نہ دنیا و مافیہا کے آقا نہ نہیں میں سارہمہ جیسا تھا
ہمیں تو نہیں طلب ہدایت نمونی تو دولت یمان کسے مٹی صلی امہ علیہ و آلہ و سلم
اظہار میں الی یوم الدین اگر انتظام دارا ریاست رام پور کے و اس کے سپاہیوں
عادل مشقت خلق نہ و تا تو و اہلنگان و اسج و دت و عام خلق خدا کے

خس فاشفت مین آرام و گشایش پاستے وہ فرزند اسے رشک شایان عالم
 کون نیش سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ ریند و سیر
 حکمرانی و زوال تاج جہان بانی حاجی حرمین شریفین زائر و نمہ شنشاه دارین حافظ
 شرع بین حامی دین تین شیر فیض بند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر
 فرزند و پندریو دست نگل شیشہ عیس و لا ورم عظم طبقہ اعلا سے سارہ بند دوم ملک
 و اہتمام حق یہ ہے کہ یہ شہر یار عالیو تار رشک قبصر و خانان بہمہ صفات جلیلہ
 موصوف سخاوت مین حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین رستم فراست
 مین افلاک و ان وجاہت مین یوسف شریعت مین پیر و رسول خدا طریقت مین مہیاب
 او بیار غیت پروسا فر نواز حق دوست حق شناس خلیق حسین تقی پرہیزگار
 ساکنان ہر شہر و دیار فیض عام سے شکر گزار ارباب فضل و کمال جو د عطا سے
 آسودہ حال خداوند عالم عمر و اقبال جناب مدوح مین یو ثانیو تاثر حق کرامت
 فرما سے اب خاکسار سراپا انگسار بندہ درگاہ الم نیری محمد صفدر علی خلیف جناب
 مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جناب آرام گاہ خلیف
 جناب نواب علام محمد نھان صاحب بہادر آرام آشیان خلیف الرشید جناب
 نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلیف ارشد جناب
 نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان و الیان دارالریاست مصطفیٰ آباد
 عرب رام پور خدمت ارباب سخن مین عرفی پر فانی کہ بعد انتقال اعلیٰ حضرت

نواب جنت آرام کا وہ اس وحید عالم ہیچانی کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب
ہرادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مگلان نے
فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی استاد کامل و جدید عصر سے
ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی نشی میر عوض علی صاحب خوشنویس کیا سے
روزگار سے ایک مدت شوق کی بعد تکیس تحریر فنون سپاگری کا مینائی خان سے
حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مگلان نے بابو شکل سین
صاحب مصور عظیم المثال کو بلا کر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوفت نے
کئی قواعد تصویر بروغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اس فن کو میں نے اپنے
فنون حاصل کردہ میں بہت نازک اور مشکل پایا جب بے ثبات اکہی اس سے
بھی استفعا ہوا تو نوٹوں گراں یعنی تصویر عکسی کھینچنا مشرقی نور کا صاحب اور
مشکور الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنوں طبعیات وغیرہ کا
چرچا رہا پھر خند کے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذہب و لغت
و طب و حساب وغیرہ کی سیر میں بحوث رہتی پھر ایک عرصے تک صحبت نقرہ ادراس
علما رہی اس میں ہر طرح کے مسائل مشکلا شریعت و طہارت و توحید و تصوف
حل ہوئے پھر ہوائے سیاحی سرزمین بھری سیر دیار و مزار ہندوستان
بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اسی زمانے میں ایک پری پیکر غازیگر
ممبر و قرار سے دل اُلجھا میں کیا کمون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جہان کو بیچ و تاب خاطر کو گرائی حواس میں پریشانی آنکھوں کو سیرت طبیعت کو
 وحشت پیدا ہوئی نبش و عشرت و آرام سب چھوٹ گیا اسی افسان میں شاعری
 خیالی آبا شعر و سخن سے ابتدا سے طبیعت کو ناگ تھنی آخر شوق نے اُڑا کچھ نظم
 کرنے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر جناب نشی امیر احمد صاحب ایس
 آفتاب ہند کی صفائی زبان نثر کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی
 آنکو کلام دکھایا آنھوں نے کہاں و سوزی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ
 ہر قسم کا کلام مثل قصائد و غزلیات و مثنوی و دوا و سوجت و قصید و مہر و سہر
 سلام و رباعیات و قطعات تاریخ و غیرہ فراہم ہو کر کلیات تیار ہوا محمد مہدی علی
 وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نظر ثانی باقی تھی اور
 محکومی الحال سفر کلکتہ درپیش ہو لہذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کر کے
 سر دست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہنشینوں کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے
 بھی سنائے ان میں سے ہر قسم مشرلو ہر چند کہ میں اور تم ایک ہی خم کے
 باد و خوار میں مگر تم زلال شام ہو میں دردی کش تم اپنے رنگ میں مست ہو
 میں اپنی بیاہگی سے غش تم آفتاب میں سہا تم شہسوار میں نقش باتم سرود میں
 ساز شکستہ تم نغمہ میں آواز خستہ تم نشے کی ترنگ میں شمار کارنگ تم عرش پروا
 میں پرگستہ تم طوفان میں آب بستہ تم دریا میں چاہ تم سبزہ میں کاہ میں اس
 بزم میں چراغ ہوں لیکن مرد اس باغ میں بھول ہوں مگر پرمردہ جواہر ہوں

مگر بے رنگ جس ہوں لیکن بے آہنگ دریا ہوں گریبے موج اختر ہوں لیکن
 بے اوج طوطی ہوں مگر سبز بان بلبل ہوں لیکن نوحہ خوان شیشہ ہوں مگر بے بادہ
 دل ہوں لیکن بے ارادہ حسرت ہوں مگر خون گشتہ بخت ہوں لیکن برگشتہ شمع
 ہوں مگر بے نور صبا ہوں لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ
 فرمانروایان قیسم سخن کا پیرو ہوں اس تصدیقہ پر داری سے فقط اتنی غرض
 ہو کہ اگر زبانہ انان سخن سنج کہیں خطا پائیں تو میری عاجزی پر نظر کر کے عیب
 کو کام فرمائیں

صفدر مجھے سب کتنے ہیں کیا سے زما | لیکن نہیں معلوم کہ میں کون کون کیا ہوں

نامہ

اس کوہ و دہان کو دکھا اپنی تیریاں | فرش زمین بساط سپہر برین آئٹ

اجرا دل ہی کیا یا رب کہ جسکا ہی یہ شوق | لب کمرشتاق ہیں میرے نسلے کے لیے

سر دستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت نسیم بہار مودت زاد احسن

و جوار۔ اشتیاق ملاقات فرحت آثار و تمنا سے دیدار مسرت انبار زیادہ از

حد و حساب ۵ گریبہ سال تو نسیم صفت شتافی + ماند از شوق تو صصال

حکایت باقی + جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صدور

تسل نامہ و شرح در ذوق و امید وصال و بیان شہما سے تنہائی و تصورات ناز و

انداز و رسید تجاافت روانہ کر چکا ہوں یقین ہو کہ ملاحظہ سے گذرا ہو گا مگر اسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا۔ فریاد کہ دلدارِ خطا بے نفرت سادہ نامہ نوشتیم چو آہ
 نہ فرستادہ وہ کیا گردشِ زمانہ ناہنجار ہو اور کیا دورنگیِ لیل و نہار ہو کہ ابھی
 چند روز پہلے آپ کی غماتیوں سے جھکواپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعہ آپ نے ایسا
 گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس و مساز ہو۔ صبا غبار
 رہت را بچشمِ ما نرسا ندہ میان باد صبا این غبارِ خاطر ماندہ ایک چشمِ زردن مین
 کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہیں معلوم ہے وگرمرا بچہ
 تقصیر متسم کردی، چہ کردہ ام کہ مین التفات کم کردی، یا تو یہ غمایت تھی کہ ہر روز
 خط پر خط چلے آتے تھے یا نہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا۔ فرمزدہ
 وصلے نہ پیاسے نہ حدیثے، در کوے تو بستند مگر باد صبا را، اور ایک شعر اسی
 مضمون کا حسبِ حال یا دیا ہے: نمی آئی نینخواہی نینجوائی نے پرسی، چہ سہا را
 آشنایان این قدر کس بخیر باشد، اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدتِ دراز
 معلوم ہوتا ہے ہر وقت چشمِ براہ گوشِ برآواز ہوں مگر شد عمر با کہ از تو پامی
 نیرسد، قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا، اور کبھی مین دل سے کتا ہوں
 سمجھو نگا میرے خط کا جواب آئے اب لکھا، اعمال کا ملیگا جو روز شمارِ خط
 اور کبھی دل مجھ سے کتا ہے، حسین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا،
 وہی ظالم نے کیا خاچہ دفتر کا غذہ غرض کہ دونوں کا ایک سا حال ہے
 کھٹنا نہیں کہ ہم سے دلدار کیوں خفا ہے، مین دل سے پوچھتا ہوں دل مجھ سے

پوچھتا ہوں کہ خیر آپ سے شکایت نہیں اپنے تقدیر سے شکایت ہے اب کچھ حال
 اپنا تحریر کرتا ہوں ہر چند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہے وہ نفرت
 تیموری چڑھائے گئے مگر حال دل ہم سنائے گئے ہر دم دل میں آہی یاد ہے
 ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہے تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا دکھا کر
 راز راز لاکھ لاکھ جلا جلا کر مٹا کر یہ ادراک حال پر ملال میں نہ کوئی نہیں
 نہ راز دار نہ منس نہ غمگسار کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا اکیلے
 بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا البتہ درد و بقراری کو کچھ انداز اور غمگسار کیسے
 کس واسطے بقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی و درد دل نے جو مدد کی
 تو میں بستر سے اٹھا دن تو آپ کے تصویر بنانے میں اور ذکر خیر میں بسر ہو جاتا ہے
 لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہے کون شبِ نعم کی کیا مصیبت سدا
 ایذا ہوئی نہ راحت نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا اگر
 کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بقرار کو سمجھتا لیکن
 یہ بھی سوغ و نہیں تراک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر اور افسوس
 صبر اتنا ہمارے دل امیدواروں کا خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سڑا طول
 ہے بنگنی فرقت میں جو کچھ اپنے دل پر بنگنی ہو گیا جو کچھ ہمارے دل کا
 عالم ہو گیا تصویر میں آپ کی تیار ہو گئیں انکی تعریف میں زبان قاصر ہے سچ ہے
 کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہے کہ دن تعریف میں کہا اسکی صفد

وہ اک تصویر ہر نازداد کی : جو دیکھتا ہر شل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہر خصوصاً
 امین دلدادہ محبت پہرون محو حیرت رہتا ہوں اور یہ کتا ہوں سے کھینچی تصویر یہ
 کس آئینہ رو کی صفدر : کرو یا حسن خدا داد نے جرن بجو : ہر صبح و شام شمس و قمر
 پر تو جمال سے شرماتے ہیں پردہ شام و سحر میں منٹھ چھپاتے ہیں سے ہلال بدر و زون
 زمین ترمی تصویر کے خاکہ : وہ صوٹ ہر ٹرکپن کی یہ نقشہ ہر جوانی کا : ایک امر کا
 نہایت شکر گزار ہوں کہ ہمیشہ شمع و دوا عطر تصویر بنانے سے ڈرتے تھے اب جو کوئی
 سمجھتا ہر تو یہ عزربان پرتا ہر سے پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن : تصویر ترمی
 ہو کھا بنگلے ہم : ہاں سچ تو یہ ہر سے آفرین کہے آسن مہور کو : جسے صوٹ ترمی بنائی :
 اگر قدر دانی فرمائیے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہو کہ پھر کوئی آرزو میرے دلین باقی نہ رہیگی
 ورنہ سے ایک بوسے کا تم سے طالب ہوں : اور کوئی مراسدال نہیں : کج شیخ صاحب
 سب تصویرین لیکر روانہ ہوتے ہیں میرا یہ حال ہر کہ قاب بیان ہر اور جان ہر تصویر
 کے روان ہر اور جہدہ رکہ اشتیاق میرے دل میں تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
 رہ گئے کچھ زبانی کہہ دیے آتی ہر بات بات مجھے یاد بار بار : کتا ہوں ڈر و در
 قاصد سے راہ میں : اور کبھی قاصد سے کتا ہوں سے خط کو کمر سے باندھا آخر تو
 بوجھ اٹھایا : میری زبان بھی رکھلے احوالہ بردہ میں : اور کبھی یہ کتا ہوں سے
 قاصد ہمارا نام نہ لینا تو یار سے : کتا کسی کی جان ہر ہو ٹھون برا گئی : اور کبھی دعا
 مانگتا ہوں سے وہ بد گمان نکتہ چین ہر بیڈنہ کین تہ قاصد ہو قتل یار ہر :

اگرچہ لکھا ہے حزن مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ہر چند کہ میرے رفیق و ہدم مجھے سمجھاتے
ہیں اور کہتے ہیں ۵ دیکھنا کیا فساد قاصد پر ۵ میرے طرزِ رقم سے اُتھا ہو ۵ مگر
میں کیسا کروں مجبور ہوں کہ دل میرے کہنے میں نہیں ۵ ہر سخن میں گرچہ سو پہلو بچاتا
ہوں مگر ۵ آرزو میں کی بڑتی میں میری تحریر سے ۵ اگر کوئی بات خلافت مزاج ہو تو سنا
فرمائیے آپ نے رفت ملاقات کے محکومت گستاخ کر دیا تھا ۵ شروع عشق میں
گستاخ تھے اب میں خوشام گو ۵ سلیقہ بات کرنا کہ جب آیا نہ اب آیا ۵ زیادہ شہین
وصال ۵ شد نامہ ام تمام سخن نامہ ماند ۵ گشت جام و بادہ فروتر ز جام ماند ۵

تحریر آور و در حالت بیثباتی و ہمارا نامہ	نویسہ خامہ جا سہ بسم اللہ بسم اللہ
بیان کرنا جو اس طرح سے میں صنف تیرہ	پہلے کے کرنی ہے پار پیر زبان دین دین

تو ہمارا حزن اخلاق نورس گلشن اختصاص ہو گل محبت لذت ثمر سود زرا احمد حسنہ
و جمالہ ۵ اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزو گلگشت بہارستان صال بعدیست کہ
۵ زبان خامہ ہند سال اشتیاق مرا ۵ رصہ ہزار کہ دارم کی بیان نکند ۵ جانم
ایک مدت ہوئی کہ کوئی تسلی نامہ آپکا مجھ نجف و نازک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق
نامے ارسال ہو لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد فرمایا ۵ نہ خط رسید
نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ۵ مرا خیال نامت چہ در خیال گذشت ۵ حیران ہوں
۵ قاصد کا پتا نہ کہو تر کا نشان ہے ۵ پھر تاجی نہیں کہ چہ دہلا کر کوئی ۵ اور کبھی
کتابوں ۵ جو وہاں جاتا ہے پھر اسکی خبر ملتی نہیں ۵ نامہ ہر کے واسطے بھی نامہ ہر

دو کار ہو: کیا تحریر کروں کہ کیا کیا خیال دل پر ملال میں گذرتے ہیں اور کیا کیا
تصور رہن بگر بگڑتے ہیں؟ کو چہ یار میں قاصد کو تو بھیجا ہو مگر وہ دین سو طرح کے
آتے ہیں تو ہم مجھ کو کسی وقت خیال آتا ہو کہ شاید کوئی لفظ نامے میں خلافت مزاج
ہوا ہو اور مضمون اس شعر کا صادق ہو؟ مرا خط اُسے پڑھا پڑھ کے نامہ بر کیا؟
یہی جواب ہو اسکا کہ کچھ جواب نہیں؟ اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہوں؟ نہ ملا تھا جواب
نامہ اگر؟ آکے قاصد جواب ہی دیتا؟ اور کبھی قاصد پر جھجھاتا ہوں؟ قاصد یہاں تک
برق تھا پرنسٹ راہ سے؟ بیار کی ہر چال قدم ناتوان کے ہیں؟ اور کبھی تقدیر پر
نامہ بر کی رشک کرتا ہوں؟ اور کہتا ہوں؟ ہم رہ گئے یار تک وہ پہنچا؟ تقدیر تو
دیکھو نامہ بر کی؟ اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ لکھ کر یاوس کر دیتا ہوں؟ کیا
جواب حضرت دل دیکھئے دریا؟ پیغام بر کے ہاتھ میں ٹکڑے زبان کے ہیں؟ اور کبھی
دل کا مجھ سے بیان ہو کہ شاید؟ سُنکے احوال صداک خط پڑے کیا؟ اُسے
قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب؟ سبحان! اس کی قدرت پروردگار ہو کہ کوئی سرے
یا جیسے اور کسی کو انہی بنجیری اور بے پروائی پر ناز ہو؟ اک ترانہ نام کہ ہر دم ہر وقت
مجھ کو؟ اک مری بات کہ برسوں میں نشی جاتی ہو؟ غرض کہ ایسے ایسے توہمات سے جب
دل بے قرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہنچے اُس وقت
عقل نے تدبیر بتائی کہ وہ لکھو قریب چاہیے کچھ مضطرب میں؟ اُنکی طرف سے آپ لکھو خط
جواب میں؟ یہ تجویر مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلم ان منگو کر دے سمجھا نیگو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اس شعر تک لکھا تھا
 ۵ کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ دہم و گمان ۶ انتظار یار کی ہر کیفیت تاخیر سے ۷
 کہ دفعہ ۵ رسید باوصفا نازہ کرد جان مرا ۶ ہفتہ داد بن چو دستان مرا ۷ یعنی ۵
 قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ ۶ یا نکت گل لیکے سیم سحر آل ۶ مگر قاصد کیسے کیسے
 اشتیاق دلا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر بخت نامہ بھگو دیا ۵ خط مجھے لا کر دیا لیکن بُرے
 اغماض سے ۶ قاصد محبوب میں بھی ناز عشق فانیہ ۶ اُسکے دیکھتے ہی غالب بجان میں جان
 آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ بخشینی یاد آئی ۵ چون ملت رسید
 کشاد گریتم ۶ آمد ز در وصل تو یاد گریتم ۶ قاصد رسید و نامہ رسانید و من شوق ۶
 سر زیر پا او نہاد گریتم ۶ اور کبھی خوش ہو کر یہ کہتا ہوں ۵ خط یار نے لکھا تو ایسے
 ہوئے میں خوش ۶ آنکھوں پر سر پہ رکھتے ہیں ہم بار بار خط ۶ سبحان اللہ کیا صاف صاف
 فقرے ہیں کیا سادہ سادہ لفظ ہیں کیا کیا فریاد کرتے ہیں ۵ مزہ ۶ نامہ دہر میں کیا
 مصروف پڑھا ہوں ۶ پھر کہ کاتب اعمال کو حفظ کرتے ہیں ۶ اور اگر کچھ کیفیت بالی
 نامہ بر سے دریافت کرتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا اور کمال اشتیاق پڑھتا ہوں مگر میں خوب
 جانتا ہوں ۵ گوچپ ہر پر خیش لب کہ رہی ہر صاف ۶ قاصد کے نسخہ میں بھرتی ۶
 شونجی جواب کی ۶ ہنر در شوری و اصرار آپ کے جواب اور کلمات غایت آئین بیان کرتا
 ہوں میں ہر کلمہ پر از نور رقمہ ہوا جاتا ہوں اور ہر دم گوش دل سنتا ہوں ۵ مدت
 پیاسہ کو بنایا ہر ہضم خوان ۶ برسوں ترا جواب ہم اس سے سنا کہ ۶ اب کچھ حال دل لڑی

تحریر کرنا ضرور ہے نہ لہ برآید از ورث گریہ کنان رو و قلم کا تب اگر رقم کند حال دل
 خراب راہ اپکی جدائی میں ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہر ہر دم آنکھوں سے ایک نہر
 اشک جاری ہے چہ می پرسی زین حال دل غمیدہ ات چو شبنم دلہ شد خون خون شد
 آب آبار دیدہ بیرون شد یادہ وقت تھا کہ دم بھر اپکی جدائی ناگوار تھی باب سے نہ
 گذر گئی نہیں دیکھا جہاں ایک آنکھیں گس گس کر دیکھ کر کے لیے عجب انقلاب ہے
 کبھی یہ دل ناشاکا تھا غیش و مست کا اب اس میں حسرت و یاس و تاسیر کرنے ہیں ہر دم
 حد نہ جدائی سے چشم پر آب ہے ہر لحظہ آتش فراق سے دل کی باب ہے رو کی آنکھیں
 خوگر جلنے کا شوق دلو الفت نے روگ کیا کیا دلو لگا دیے ہیں مگر افسوس ہزار
 افسوس کہ ہمارا سنج رنگین کی لوثا ہر خط ہم ایک عمر سے جیسے ہیں ہر کھا کھوٹے
 ہمیشہ دل کی جناب باریگی یہ آرزو ہے جنت کا نہ میں خواہاں خود دکانہ میں طاب
 ہوا سادہ قدم ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا لیکن یہ صفت خیال ہے کیونکہ برآنا دعا عاشق کا
 محال ہے اسی تباہ میں مرجائینگے دیکھ خیالات سانچہ جائینگے اگر حشر میں سامنا ہوا تو بھی
 صاف گوئی سے باز نہ آئینگے خدا ہی کوئی پوچھے حشر میں ہم سے تر آگے کہ وہاں
 تم کس پہ مرتے تھے کہیں ہم اس پہ مرتے ہیں جو جو کچھ اپنے کلمات محبت آئینہ تحریر فرمائے
 سب بجا اور درست ہیں اگر آپ کو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا بھرتوین عید
 کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا لگا وٹ تری خوب میں جانتا ہوں مری جان لینگے
 یہ جھوٹے دلاستہ اور یہ جو تحریر ہے کہ دل تو دے ہی چکا ہوں دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہرے حقیقت درد و بید روی کی اُس تم آشکارا ہو + ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا
 دل ہمارا ہو + اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہیں کہ نہ رکھوں آپ کی
 قدر دانی ہی کافی ہے + ملگیا ہکو وفا و عشق و الفت کا صلہ + ہندہ پر دریا کی بس
 یاد گاری چاہیے + دس گلوں پر ان آپ کی مرسلہ پوچھیں مین کمال سے خرد ہوا اُسکی تعریف
 مین زبان لال ہو کر سے فرہ ہو کہ ساتھ اسکے بوسہ بھی دیجئے + یہ سادی گلوں کی کھلا
 سے حاصل + اگر کوئی بات سجا ہو معائن فرمائیے زیادہ اشتیاق و مصلحت سے گر
 شب بھر سیاہی شود و آہ قلم + نامہ شوق محال ست بیان آید سے خط طویل یا رکو
 مین نے لکھا اگر + مطلب کو دیکھیے تو کہیں کچھ پتا نہیں + سے بھری ہو دین جو حسرت
 نکا نوین اگر اُسکو + قیامت تک یہ نکلے گز نہایت کم سے کم نکلے +

نامہ

بر کاغذ زرد می نویسم

مین نامہ درد می نویسم

بستہ ام تر صفت بر خامہ چشم خویش را

می نویسم نامہ و مشتاق ویدار تو ام

مردمک دیدہ اتحاد سر بہ چشم و داد غارہ غدار محبت گلگونہ زخار موت زاد اسر حسنہ
 و جمالہ - اشتیاق دیدار سراپا ہمار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت ترجمان معترف بجز و تھو
 ہو اور آرزوے وصال لدا ز شتری جمال کیا تحریر کردن کہ خامہ مقلع اللسان خود معذو
 و مجبور سے از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم + دل یکشدہ آزار چہ گویم چہ نویسم + بخت کش
 شوق ست چہ تعریف چہ تحریر + آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم + ناچار بخت و عا دچا

کہ یہ دل فگار صدقہ تظار سے چشم در راہ گوش بر در دل پیمان جان مضطرب سچکسین مار ب
مبادا مبتلا افتاد کا مصداق تھا وقوعہ سے خبر از مقدم علی نفسی وادیم کہ کہ توان کرد بجا
قدش جان سلیم یعنی سے قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید کہ در حیرت کہ جان بکدامی کشم
نثار سے اسوقت کی کیفیت کیا بیان کروں سے من انم و دل اندک ز نامہ چا دیدم صدا
ز بیانی واکرم و پیچیدم اور کبھی بعد شوق سے نہام بر سر پریدہ خونبار جا کردم و گر نفم
و بر و آئینہ بجان را جلاروم اور گاہی سے بوسیدم و بر سر دیکم نہام و پیچیدم و نعوید
دل سوختہ کردم و آخر ہزار استقلال ل بیاب کوٹھہر اگر تمام و کمال پڑھا سے خط غبرین
رتم کسے کہ تسلی دل دیدہ شد و خیال سر سعاداد و بیاض یہ کشیدہ شد و لفظ لفظ
انداز عشق و فانی پیدا اور حرف حرف نامزد بلکہ ہویدا سے حرفش چو زلف تان چکل
ہمہ جا جانست ما و اول دعائیش زیر حرف سیاہ و خوشنہ چون ہر شش چو ماہ
لیکن جو تعریف نامہ غبر شامہ کی کی بھی اس سلوب کھاس صدقہ فراق سے غیر ممکن ہو لہذا
اس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہوں سے سیاہ جلوہ خست بچہ بن نگ سوزانم
شمارم شعلہ م طومر پسندم برق خشانم باقی حال لی پر چنان قابل ویدہ نہ لائق شنیدہ
کیا کون حال ہو جو کچھ دل کا دھن دیکھا ہے منہ بسمل کا اگر حکم مجھت رتم مثل سون صد زبان
ہو تو بحر الم مفارقت دشا ہوا اور اگر ہر موتن زار ہزار زبان ہو تو قریع غم مبارکت پیش از شمار
سے شب ز پروانہ شرح انتہا دو پریدم کفن خاکستری نشانہ بردمان نو سے شب کو
ہیشہ آخر شماری ہو اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف اپنا ذکر حاصل کائنات ہو

دل غم پرور کو یہی سبب جانتا ہے جسم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعر خوانی وہ
 بے نطفہ غانہ در پیکر امام باڑہ پر آنا اور برہنہ سر سر آپا معشوقانہ دکھانا یا داتا ہر اسوقت دل
 حشر پرور کیا کیا گھبراہٹ ہے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے ۵ ورد و دیوانہ آئینہ شد از
 کثرت شوق ۶ ہر کجائی نگرم کہ روز ترا می بینم ۷ اور کبھی وہ خرام نازدہ ادا و فغان ۸ وہ
 بھولی بھولی مشورہ بیماری بیماری طلعت ۹ آنکھوں میں پھر جاتی ہے کیفیت جملہ تمام
 مجبور بان جان نظر سے گرجائی اسوقت یہ شعر یاد آتا ہے ۵ اُسکی بچک پہ دل فدا اُسکی
 ادو پہ جان شمار ۶ کادہ شاخ سی کمر کا وہ قد نہال سا جانمن آپکی جدائی ایسی شاق ہے کہ
 اگر داتا آسمان زمین کا نام جامع المتفرقین ہوتا دل ہل مددہ دلق سے شق ہو کر
 جان کھوتا ہر دم خاطر پر غم کو یہ کمک نہ لاسے رکھتا ہوں کہ اُسکی ذات مقصد رو کا کل
 مخلوقات ہر اُسکے نزدیک بگردن کا بنانا مجبورون کا لانا کیا بات ہے۔ کوئی دین
 کو کب بخت جلوہ گر ہوتا ہے اور نخل تنائفات مراد سے ہار و رنجدے اور صبر و کار ہے
 بیک جھپکی کہ شاہد مدعا ہلکا رہے ۵ خامہ لبیک ستم و لب ستم از تعداد شوق +
 اکین نہ در کبریا گنجد نہ در تقریر ما ۶ اگر کوئی لفظ جا بجا ہوا ہو تو معائنہ فرما ہے
 کیسے کہ محبت نامہ میں نے نہایت جلدی اور بیماری میں تحریر کیا ہے ۵ قاصد
 در اضطراب دل من در اضطراب ۶ من سرسری نوشتہ امین شوق نامہ را ۷
 تمام شد

نگارستان افست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حسد

<p>شمع جیوشن نہ تھی محفل میں پر دانہ ایک ہی جلوہ میان کعبہ و تنجانہ تھا دونوں عالم تھے صدق تو گوہر کیدانہ کان رکھ کر چوسنا جس سے ترا افسانہ تھا صبح کو بیل مراد دل شام کو پر دانہ تھا تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ دانہ بگانہ تھا شمع محفل میں تھی میں پر دانہ تھا بچ میں ہم تھے ادھر کعبہ دھر تنجانہ تھا جنت آئینہ دل مد جاگ بے رانہ تھا</p>	<p>بتلا پیش از نور جلوہ جانا نہ تھا خوبے یکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا تیرے آگے حسن میں کیا آبر پانا کوئی کھل گئی جیہ آنکھ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا شمع و گل دونیں تیرا جلوہ آتا تھا نظر کسکی جانب تھا ازل میں گلہ کن سے خفا تھا شب یثاق میں میں تیرے جلوہ پر فدا اک طرف ذکر صد تھا اک طرف شور صنم عشق نے میرے بڑھائی زیب تیرے حسن کی</p>
--	---

<p>اور وہاں اک جلوہ انداز معشوقانہ تھا تھا یگانہ جہنمک میں آپ سے بیگانہ تھا ہر شیار اس وقت تک تھا جہنمک دیوانہ تھا وہ مراد پرست اک نعرہ مٹانہ تھا یہاں سارا زمانہ ایک صاحبزادہ تھا زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز نہا تھا</p>	<p>اگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری بخودی میں کچھ بھی غیرت کی گنجائش نہ تھی دین دنیا کے بکھیر دن سے خبر مجھ کو نہ تھی کوئی قرآن میں نہ سمجھا منی قالو ابلی غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا فنا گور میں جا کر حقیقت ہو کو دنیا کی کھلی</p>
<p>کھل گئیں آنکھیں تو صفہ ہو گیا روشن ہوا مخل عالم میں وہ خود شمع خود پردانہ تھا</p>	<p>کھل گئیں آنکھیں تو صفہ ہو گیا روشن ہوا مخل عالم میں وہ خود شمع خود پردانہ تھا</p>
<p>غزل دلعت</p>	<p>غزل دلعت</p>
<p>طے بخت ہما یوں مجھے افسردہ کا کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرا شک نہ امت کا گنگا گردن کے نیچے کھلیا دروازہ جنت کا چمک کر رشک تنی نگیا تاج شفاعت کا تہ وبالا ہو جا گئیں عرصہ قیامت کا وہاں عالم ہو جھوکا یہاں عالم ہو خلوت کا بغل میں ہم گنگا کار زکی محض شفاعت کا نری تار کا بسمل ہو گئی تیر قیامت کا</p>	<p>بت مشتاق ہو یا رب میں احمد کی زیارت کا ابھی کیا دیکھنا بھڑکے دریا رحمت کا کھلا بند نقاب رہا احمد کیا قیامت میں عدامت کی بد و عاصیوں نے آبرو پائی یہ آتا ہوں میں دین شیعہ قیامت و لکش تجلی گاہ میں تیر ہمار چشم دل و دل دل پر خوف پہلو میں نہیں ایو شافع محشر قیامت ناز کرتی کیوں آئے میری بٹ</p>

<p>خواجہ نظر آتا ہے چہرہ آنکھ پرتی ہے شایا ہر تمنائے ترے بابوس کی مجھ کو شفاعت تیری ارادے رسوائی سے پہنچا سرا با جرم عصیا ہوں مگر چار یاری ہوں</p>	<p>اما شاد بکھتا ہوں عالم کثرت میں وحدت کا الہی ہو ترا نقش قدم تعوید تربت کا کھلے پردہ نہ بخش میں گنگا ران امت کا بھر سادہ شکر کے دن ہر مجھے بارانِ حضرت کا</p>
<p>داغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھ کر صفد کھینچا ہے اس غزل میں عطر گلہا محبت کا</p>	
غزلِ منقبت	
<p>ہمنام خدا کے ہیں یہ رتبہ ہر عمل کا ہمنام خدا دستِ خدا شیر خدا ہیں کعبہ میں لادت ہوئی مسجد میں شہادت اسد کی بھی ہر نظر لطف اُسی پر</p>	<p>بندہ جو خدا کا ہر وہ بندہ ہر عمل کا کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہر عمل کا آغاز بھی انجام بھی اچھا ہر عمل کا سو جان جو عاشق شہید ہر عمل کا</p>
<p>صفد رہے عیان گرمی خوشید قیامت پر خون ہے کیا سر پہ جو سایا ہر عمل کا</p>	
<p>چہ تو ہوں ایک میں بھی رب غفور تیرا چار و لطفِ جہان میں پھیلا ہر نور تیرا تو رنگ لاد دگل تو نور ماہ و خستہ کعبہ کہ تنگدہ ہو دو نوں کان میں ترے</p>	<p>آنکھوں میں نور تیرا دل میں غفور تیرا اک سنگ آستانہ ہے کوہِ طور تیرا بیشِ نظر ہے جلوہ نزدیک و دور تیرا بان بھی غفور تیرا دان بھی غفور تیرا</p>

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت سنبھالتے ہیں عاشق تیرا چھپا نہیں ہون ابکی جو سامنا ہو میں گریہ پون قدم پر اس روز حشر ابھی مدت گزر گئی ہے اک بوند کسی کو رہتا نہیں کبھی تو آئے ہیں شور و سن شتاق دیکھنے کو اگے نہ خود نمائی اتنی مزاج میں تھی سمجھا رہا ہر کسکو میں اور ترک الفت عاشق ہنا کے مجھ کو دنوں جہان گھویا بدگو میں غیر کتنے کرتے ہیں روز شکوہ	پائین کمان نقشہ غلمان و دور تیرا ہمراہ میرے چرچا ہو گا فرد تیرا امید ہی کہیں وہ بخشا تصور تیرا تا چند دیکھیں رستہ اہل قبور تیرا اک چرخ گر کے ٹیٹھ ہو چور تیرا نام خدا ہی شہرا اب دور دور تیرا آئیے نے بڑھایا کبسر و غرور تیرا چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا میں خوب جانتا ہوں اے دل فتور تیرا تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا
---	---

ہر چند وہ خفا ہے صفدر یہ ہے غدر لازم
چل تو معاف کر دے شاید تصور تیرا

آئے حال معلوم ہو کیسا کسی کا عیان بخود ہی میں تھا جلو کسی کا کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا کیا تو نے پامال کیوں دل کو ظالم کلیجی پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے	نہ عاشق کسی کا نہ شہید کسی کا خود ہی ہو گئی اپنی پروا کسی کا پڑا ہاتھ بسمل پر اچھا کسی کا ارے تھا یہ ناز و دل کا پالا کسی کا سنا ہی نہیں تم نے نالا کسی کا
--	--

<p>ہوئی بلبل دگل مین کیوں آج رنجش عہت دل کو لیتے ہوا بجان جان تم بنوں کو جو دیکھوں نہ کر منع دم عطف دم نزع پھر جانی مین تیلیان تک تماشا ذرا بام پر آ کے دیکھو وہ خوش ہو رہے ہیں مے لوٹنے پر دل آیا ہر اسپر تو آئے ہیں کیا وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے زمانے مین ہر کیسا تلون مزاجی شب وصل آتا نہ تھا موت بکھر جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا اٹھائے جویہ ناز بیجا تمھارے</p>	<p>پہن مین اگر تمھارے نہ چرچا کسی کا جو سیرا نہیں کیا یہ ہوگا کسی کا تماشا ہو ازکا تماشا کسی کا کرے کیا پھر انسان بھر دسا کسی کا اٹھا چاہتا ہر جزا کسی کا ترپنا ہو سیرا تماشا کسی کا مریگا وہی جاسیگا کسی کا کوئی خاک رکھے بھر دسا کسی کا کبھی ہر کسی کا کبھی تمھارے کسی کا بنا کھیل تو نے بگاڑا کسی کا وہ شرم کے آنکھیں جھپکا کسی کا ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا</p>
---	---

سنا میرا مرنا تو بے وہ صفدر

جلو ہو گیا توں پورا کسی کا

<p>شدنی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا ہر یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا مرداب اٹھائے گوشہ نقاب کا</p>	<p>آغاز ہر ابھی ترے حسن شباب کا کھلنا گلون کا اور وہ سنا سحاب کا سوغ شب دھال نہیں ہر حجاب کا</p>
--	--

<p>اتنا غر و حسن پہ لازم نہیں تبو جھگڑوں میں سیر روز جزا ہو گیا تمام کس کس طرح تڑپ کے بسر کی شب فراق چہرے کو تیرے سمجھے ہیں ہم آفتابِ خسرو بھر جان سے مخمخہ خسرو خوب ہر پروازِ کزک کی کسکو ہر لاسا قیاسِ شراب قطرہ نرے پسینے کا شاید ٹپک گیا دیکھے جو رو دیا رنو پوچھوں میں شمع سے نامِ صبح سے کون بجٹ کرے کون سر کھیرے اسی شمسِ احسن نے رادک لے عنان زاہد یہ تو بہ تیری سلامت نہ رہ سکے پئی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر اب زندگی بھی دیتی ہے قاصد مجھے جو کیسا پھنسا دیا ہر بلبلوں میں عشق کی</p>	<p>مہمان چند روزہ ہر عالم شباب کا قصہ نہ طر ہوا دل خانہ خراب کا پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا رکھا ہوا نام صبح قیامت نقاب کا صدمہ اٹھیکا جسے کہاں اس عذاب کا جل جھکے دل میں ہو گیا عالم کباب کا دریا میں ہر حجاب ہر شیشہ گلاب کا کیا حال ہر جناب تقدس مآب کا یان ہر کسے دماغ سوال و جواب کا لے لون میں چشم شوق سے دستہ کا کا دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا کہنک میں منتظر رہوں خط کے جواب کا یا رب برا ہو اس دل خانہ خراب کا</p>
<p>دنیا کا حال خاک ہر اپنی نگاہ میں صفہ رہی اتنا قصہ در بہ تراب کا</p>	
<p>تھکا شکایت کا جو اسے حوصلہ جاتا رہا</p>	<p>سنا صاحب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا</p>

<p>ہاتھ سے اُن گیسوؤں کا سلسلہ جاتا رہا نصل گل میں شیربان کا تین جھٹ حداد دائے قسمت بخودی میں کھو گئی تصویر یار استقدر صد سے بنے تون کے عشق میں ساتھ یاروں کا چھڑا تو احمق و اماندگی برہم و درہم مرناؤں سے دونوں ہو ظرفہ یہ ہو خود حاکم تھا ہم عاشق مزاج نجین وہ ساری دین خوش چون کتاب کما آستین دامن گس بیان میں نہیں ہر ایک تا جام ٹوٹے اتنے درخچر مینارنگ سے اٹھ گیا پردہ دولی کا ایک دنوں ہو ہو گئے مانوس مرغانِ نفیس دسے دوستوں کے ہاتھ سے صد اٹھائے استقدر</p>	<p>کیا جنوں کا دل میرے دلوں جاتا رہا تجھ جو سرکارِ بندن سے سلسلہ جاتا رہا وگے ہلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا دل نگاہ کا کسی سے حوصلہ جاتا رہا خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا بیچ سے ارض و سما کا ناصلہ جاتا رہا ہاتھ سے دل ہو مٹے فیصلہ جاتا رہا سر سے وہ سودا رہ دل دلوں جاتا رہا ہاتھ اب بیکار میں وہ مشغلہ جاتا رہا مختسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا شکر ہر اب میرا نکلے فاصلہ جاتا رہا دسے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا دل سے اپنے دشمنوں کا بھی گلہ جاتا رہا</p>
<p>عبد پیری مین کہاں صفدر جوانی کی ترنگ وہ بہارِ آخر ہوئی وہ دلوں جاتا رہا</p>	
<p>وصفِ اعظمت سنا کرتے ہیں سن حور کا دیکھ کر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہر قول</p>	<p>اکونے چھوٹے ہر بیچ ہر شہر و دور کا آدمی کا قد پیری کا رنگ چہرہ حور کا</p>

<p>پردہ لٹاخ سے اُس نے دیکھتے ہوئے کیا نالہ دلا رہی بیباں و فریاد و فغان ہر زشتے کی زبان پر لانا کی ہو لپکا نالہ کرتا قبر سے اٹھا جتیرا نالہ کش ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُن سے علاج گوشتہ گیر و پوچھتے ہو حال مجھ رہے کیا</p>	<p>سامنا ہو شل ہو سی آج برق طور کا رات ن ہو شغل بہت یہ سر رنجور کا میرے نالوں نے کیا شاید ارادہ ور کا پھونکنا محشر میں اسرافیل بھولے صور کا رہ گئے منہ دیکھ کر عیسیٰ ترے رنجور کا دور سے آیا ہوں کھٹا ہوا ارادہ دور کا</p>
<p>سرفردشون کا کبھی صفدر نہیں مٹا ہوا نام ذکر اب تک ہر زبان دار پر منصور کا</p>	
<p>جو وہ آئے نرم میں رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا کوئی مست تھا کوئی بخیر کہیں وجد تھا کہیں حال تھا جو فرغ حسن نظر ٹپا میں ازل سے اُس پہ نہ رہا ہوا مرے مزج دل کا تھا آشیان وہی طور پر جو تھا حال تھا سب سے غیچہ کا ہے کو دیکھتا میں ترے دین کا تھا مبتلا رگ گل سے مجھ کو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا رہے جتنا کہ زمانے میں ہوس وصال بتا ہی نہ ہوا سے حسرت و جاہ تھی نہ خیال دولت مال تھا وہ عجیب مزے کا زمانہ تھا کہ جنوں سے طبع تھی آشنا</p>	

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
 کبھی بزمِ عیش میں لطف سے جو وہ دیتے مجھ کو جگہ کہیں
 کوئی امر غیر محل نہ تھا انھیں سہل مجھ کو محال تھا
 یہ کمال شوق سے بیخبر رہے بزمِ وصل میں چشمِ دل
 نہ اُسے کچھ اسکا خیال تھا نہ اسے کچھ اسکا خیال تھا
 یہ خزان نے اُس کے غضب کیا کہ فسر وہ بھولوں کو کر دیا
 کوئی سہر تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
 رہے چند روز جہان میں ہم چلے نامراد سوئے عدم
 یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اس جہان کا مال تھا
 کبھی عیشِ وصل تھا اور ہم نہیں اب نصیبِ سوا غم
 یہی سوچِ دل میں ہر دمِ دم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
 نہ پسند آیا انھیں کبھی مرا ایک شمع بھی جلتے جی
 میں گذر گیا تو یہ کہتے ہیں کہ اُس کے دم سے کمال تھا
 کروں صفہ را اور تلاش کیا نہیں مجھ کو جس جہان ہوا
 جو خدا نے مجھ کو عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصورِ روشِ طہن ہو گیا سو جاناں کا	دل صد چاک شاہ نہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابلِ پنجہ رنگین ہو کیا نہ ہو ہر جہان کا	کہ اسکے شیک سے دل حسن ہر لعل خندان کا

<p>قصہ را گیا قاتل کا جب شوق شہادت میں بڑی قیمت ہر عالم میں قہیل دست رنگین کی نکلسکتی نہیں تابو سے پران نام کی صورت بلائے آسمانی سے بچا یا میں نے عالم کو انامیلی کا غل ہر کان کھکرا آٹے سن میں تمھاری سہمی نے اڑا یا رنگ نہیں سکر مری جانب سے اسی کیٹ صیاد سے کہنا ہوا سب ہو گئے عاشق جو سبزہ چہرہ آریا اڑے پرز گریبان کے تو نہیں منسکر خون لا</p>	<p>رنگین گردن کی دم بچے لگین شمشیر ران کا دعا مغفرت کرتا ہوا تک پہنچہ مرجان کا رنگین پلہ پنے نقش ہر مہر سلیمان کا ستون آہ سے روکا ہر گنبد چرخ گردان کا زبان قیس ہر جو خار پہنے بیابان کا خنا کا لعل کا یا توت کا خون شہیدان کا کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دربان کا سبق مرغ چمن بھو دق لٹا گلستان کا وہ شیرازہ کھلا مجموعہ حال پریشیاں کا</p>
<p>بجا ہر بلبل خوش لہجہ گر تجھ کو کہیں صفہ ر نہیں تیری غزل ہر زمرہ مرغ خوش لہجان کا</p>	
<p>ترقی پر ہر جو بن چکل ہوا تابان کا چمن میں آج گل نہیں ہے میں غنچے مسکرتے میں رہے باقی نہ دلو کچھ ہوا سے نغمہ بلبل وہ مومن میں رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہوا روانہ تو کیا خط دیکے پریشک آتا ہوا ہوا تمھارا اس گل خیار کا بلبل میں آسدا سے</p>	<p>خدا کی مہر عالم ہر خوشید دستان کا دم گلشت پر تو پیر گیا کس رو خداں کا سنو گز زمزمہ کوئی ہمارے طائر جان کا خط عارض پہ ہر تجھ کو یقین تفسیر قرآن کا کہ قاصد جل کے نظارہ کر لگا رو جانان کا معلم نے پڑھایا تھا سبق جہن گستاخ کا</p>

ارادہ ہی جلا کو کب بخت سیدہ میرا
پھر ہی ہستی میں کچھ رات میں یہ صورت مرگان
کھٹکتا تھا رنگ خار میر غنچہ دل میں
ہوا شوق میں سرمہ بنایا چشم بلبل نے
کہان کی شرم انور بھی بے روروش کو

نہیں بوجہ جانا آسمان پر وہ سوزان کا
ترسی لکھو نہیں عالم دیکھتا بوجھ کر فنا کا
شب وصل صنم میں بھی تصور روز بھر فنا کا
جہان باد بہار سی غبار اٹھا گلستان کا
چھپانا بہ عبت فانوس میں شمع خشتان کا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوق نے صفدر

کیا جلد سحر تک بان کا مٹی کا افشان کا

ہوا ہر عشق جب ابرو و مرگان لب رکا
مری زنجیر نے زندا نہیں ایسا غل مچایا ہر
فقری ہے ہماری آبرو و تاج دولت کی
فرہ ہر فی برسی کا ہمیں ثبوت برستی میں
مرا مکتوب لیکر لے سکے کہ چے میں تو جاتا ہر
طو اکو چہ محبوب سے فرصت نہیں ہم کو
بند طبع نازک سا دگی ہر دہن طفلی کے
پگھلتے ہی نہیں دل عاشقوں کی آہ و زاری سے
تماشا خاک خوش آئے یہیں سب کا گلشن میں
خدا کی واسطے اس سخت جانی رحم کر مجھ پر

اکلا شقائق پر آب دم شمشیر و خنجر کا
کہ بر پارندن ہتا ہر یک شکامہ محشر کا
ہماری خاک ہے اٹھتا ہر صد فان کی ہر کا
صد فانوس کی نعرہ ہر بان اعدا کبر کا
پھر کرنا جلد قاصد واسطہ منجھو پیسہ کا
تو اب یہ حاجت کو مبارک حج اکبر کا
ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہو انکو نہ زبور کا
جگر رو ہے کا دل کھتے ہیں یہ ہر رحم خیر کا
کہ سودا سر میں ہر اس گل کے گیسو مغبر کا
کہ پیسے ڈالنا ہو جو اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین دیکھ لوں حسرت نہ رہ جائے زندہ کیوں نہ چھوڑے کیوں تہ و بالا عالم	بگیراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہی ہم بھیر کا ورق پہونچا ہر خوشترین مرغھیاں دھڑکا
بلاگردان اگر ہوں خانہ دل کا تو زیبا ہر اسی گھر سے پتا ملتا ہر صفدر یار کے گھر کا	
نظارہ رز و شب تھا ہر اسکے رز و نور کا مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہیں قابل ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ پہونچے آہ پہونچے چلے رہے ہیں اٹھ کر ناز سے جب قدم وہ گل سرا پا مجھ میں ہم دیکھ کر اسکے سرا پا کو تسلسل باشن ران کا ہر کیا صحن گلشن میں نہیں اشک مسلسل بڑی ہر کوئی موتی کی وہ لب لباب کوئی وقت زچ خون گرم سے میرے ہمیں باقی سے مطلب ہر نہ پہونچا نیکی حاجت ہر زہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب میں محلو ہوا سے اڑے کیا گیسو وہ چہرہ چھپا یا ہر فراق یار میں کوئی تکلف خوش نہیں آتا	بنا آئینہ دل اپنا طار تہہ سکندر کا بہت اچھا ہوا اتر آقا خاتیر سے خنجر کا ٹھکانا ہاتھ آیا محلو کشتی کے لنگر کا اکھڑ جائے قدم صحن گلستا نین صندوق کا خبر ہو یا توں کی مطلق نہ ہو پوش ہر سر کا ہی ہر وقت ساتی جلد کوئی دوسرا غر کا تن لاغر ہو یا ان تیوں میں رشتہ گو ہر کا پڑن تلوار میں جھالے تو تمھو آجائے خنجر کا ازلست ہن یاں کام کیا مینا دسا غر کا جنان کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہر ترے گھر کا غضب ہر دست زنگی میں ہر آئینہ سکندر کا سیدی ہر مکان کی یا سپیدہ رز و خنجر کا
بھلا پھر فکر دین و رنج عقی کیا رہے اسکو	

جہان جہد رسا مولاے جہان حامی موصفدر کا	
<p>اچھا میں نہیں سے بھی بُرا پھر کسی کو کیا خود ہو گیا اسیر بنا پھر کسی کو کیا رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا اچھا کیا کہ بننے بُرا پھر کسی کو کیا محرم ہوا میں میش خدا پھر کسی کو کیا دل خاک میں ملا تو ملا پھر کسی کو کیا کرتا ہر وہ جفا پہ جفا پھر کسی کو کیا دہ بت اگر نہ ہستے ملا پھر کسی کو کیا جو بن کر ہم پہ نام خدا پھر کسی کو کیا سب سے جدا ہو دین مرا پھر کسی کو کیا</p>	<p>رسوا اگر جہان میں ہوا پھر کسی کو کیا زلفوں کو اتلی سینے چھو پھر کسی کو کیا اجاب منع کرتے ہیں کیوں مجھ کو عشق سے اُس بیوفا کو کچھ تو سمجھ کر دیا ہر دل سجدہ کیا تبوں کو تو تواسح ہر کیوں خفا اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق میں مر کر بھی ہم نہ ہاتھ دفا سے اُٹھا کُننگے کیوں روز طغیے دینے میں ہلو خدا پرست کرتا ہوں دصف حسن تو کہتے ہیں ناز سے ہند دے کچھ غرض نہ مسلمان کچھ غرض</p>
جو ہر جہان میں اسکے ہیں اعمال اسکے ساتھ	
<p>یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا تھارسی چال کا لیکن کوئی جاب نہ تھا تفریع عارض پر نور کیا حجاب نہ تھا حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا</p>	<p>خوشا وہ روز کہ دل عشق میں خراب نہ تھا قیامت آئی تو فتنوں کا کچھ حساب نہ تھا چھپا یا آپ نے چہرہ نقاب میں ناق خوشا وہ دن کہ جیسا سے بھی جیتا جھکو</p>

<p>کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب تھا مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا کفن سے بڑھکے زمانے میں نعت خواہ تھا ترپ تھی دلی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا خیال گورین سونے کا رت خواب تھا نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب تھا وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا نقطہ یہ چھیر کی باتیں نہیں کچھ حساب تھا</p>	<p>میں کیا کمون جمرہ اُسکی گالیوں نے دیا دکھا رہا ہر عبت آفتاب خشر انکھیں پہنکے اُسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک تمام عمر ہی ایک دم میں کیا جاتی لحد میں کتنی ہر عبرت یہ اہل غفلت سے کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات عجب مانع میں بونجی عجب مزاج کا رنگ میں لیکے مفت میں منت پذیر کیوں ہوتا گئے گئے جو قیامت کے دن ہمارا گناہ</p>
--	---

ہم اٹھے صور کی آواز سنکے کیوں صفدر

یہ تھلکہ تو سزاوار اضطراب نہ تھا

<p>ہمارے بعد انھیں لطف امتحان نہ رہا وہ ہم صغیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا مگر وہ ماہ کبھی آکے بہمان نہ رہا شریک حال مرا غم کہاں کہاں نہ رہا فسانہ شب غم قابل بیان نہ رہا دل آج تک ہر جوان گو کہ میں جوان نہ رہا</p>	<p>ستم کا نام شاعلم کا نشان نہ رہا خزان کے آتے ہی وہ رنگستان نہ رہا چراغ کو نسی شب گھر میں گلفشان نہ رہا چمن میں دشت نیند نہیں کہے جانان نہ رہا یہ بچا بچا اٹھائے فراق میں مدد وہی میں جوش ہی دلوںے جوانی کے</p>
--	---

نہ مدرسہ کوئی چھوڑا نہ تیکہ و مچھ سے	کہ نہ کہ مہر نہ گیا مین کمان کمان نہ رہا
فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی	وہ وشت نجد وہ ناکہ وہ ساربان نہ رہا
لیا جو ایک دل اُسے تو دو دیے بوسے	ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا
فسادِ دیر مین دیکھا لڑائی مسجد مین	مقام امن کین نہ میرا سمان نہ رہا
تہن سکندر دوارا نہ قیصر و خاستان	کسی کا اوج نہ اُسے مین جادون نہ رہا
کرون عنایت صیاد کا ادا کیا شکر	آفس مین آکے مجھے یادِ شیان نہ رہا
نقاب مین نظر آیا مجھے نہ نور جمال	قرع شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا
یہ ہنسنے سنگ دریا سے جین رگڑی	کہ نام کو خطِ تقدیر کا نشان نہ رہا

تہن کی سنگدلی دیکھ کر مین صفدر

زرا ابھی حوصلہ نالہ و نغان نہ رہا

جب خستہ نقاب اس گلِ عنائے اٹھایا	کیا لطف تماشا دل شیدائے اٹھایا
نقشہ عجب اس لہف چلیا پانے اٹھایا	جس سے نہ کبھی سرِ شب جدا نے اٹھایا
اٹھانہ فرشتوں سے بھی جو بارِ محبت	وہ بوجھ ترے عاشق شیدائے اٹھایا
گلشن مین تری نرگسِ مخمور کے آگے	نجلت سے نہ سرِ نرگس شملائے اٹھایا
دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا بادِ فنا نے	سرا لاکہ جناب لب دریا نے اٹھایا
دل تھایہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسوں	کیا داغ تھا جو نہ سحر نے اٹھایا
بیخانے سے وہ مست گیا محتسبِ آیت	مہم نہ یہ بڑا سا غریبنا نے اٹھایا

<p>سر کو جو جناب لب دریا نے اٹھایا فتنہ یہ عجب اُس قدر خانے اٹھایا کیا ذائقہ اپنے دل شیدائے اٹھایا کانٹوں کا مزہ آبلہ پانے اٹھایا مجبور ہوئے ہاتھ میخانے اٹھایا</p>	<p>نخوت نہیں اچھی کہنا چشم زدن میں عالم کو یقین ہے کہ قیامت ہوئی ہر پیا جب سبب زخمِ دمان کا دیا یا رستے بوسے کب بادِ گردی سے ہر بہتر کوئی نعمت بچنا نظر آتا نہیں ہمارے محبت</p>
<p>شاعر تھا میں ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر تابوت مرا میرے سوراخ نے اٹھایا</p>	
<p>بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا جو تھا خدا کا گھر وہ تہون کا وطن ہوا مغز سراپا نافہ مشک خستن ہوا جس سنگ پر گرا وہ عقیق چمن ہوا شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا پھر دل ہمارا مائل چاہِ ذوقن ہوا پھر گل کی طرح چاک ہمارا برہن ہوا مدت سے کوئے یار ہمارا وطن ہوا بدنام کیسے کون سراپا بن ہوا پھر دل کو اپنے شوق شراب کس ہوا</p>	<p>ردقِ فرسے باغ جو وہ گلبدن ہوا کیا انقلاب حال دل پر چمن ہوا کسی شیم زلف سنگھادی نسیم نے گوچے میں اس کے خون شہیدانِ ناز کا رہتا ہر دل جو شانے کے مانند چاک چا جھنکوا یگی گنویں کسی یوسف لقا کی چا پھر نفس گن میں دست درازی خون کی کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہن کو دیر چو کے تم انجن سے اٹھانا نہ تھا مجھے شعر و سخن میں نکلنے مضمون نے نے</p>

<p> آئب خزان بین نصن ہاری میں بادہ کش بوسے چن لائی نفس تک کبھی صبا صبح شمع میں وصل کی شبہ زبان ہی جنوں کا وہ جنوں تھلکہ کہہو تھے اسکے گرد اس قافلے میں طرفہ میں نازک دماغ ہوں گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجھ کو رو سے یار لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف اندر سے صفت تاب نہ آئی خار کی </p>	<p> سمجھ کوئی جان میں نہ تو پر شکن ہوا بلبل کو اور دغ فراق وطن ہوا میرا دہن مٹی یار کا گویا دہن ہوا دشت کو میری دیکھ کے آجہ ہرن ہوا سر بھر گیا مرا جو جس نعرہ زن ہوا کبھے کا سنگ راہ ہی ہر جہن ہوا خامہ ہمارا شلیخ گل یا سن ہوا آترا جوشہ چور ہما را بدن ہوا </p>
<p> صفدر کے دل سے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی نازہ عبت نکلے عنہ یب الوطن ہوا </p>	
<p> یہ گلچیں ہو شفیق اپنا نہ مونس باغبان اپنا بیان کیسا نکھر بھی ہر قصہ نہان اپنا ہزار افسوس مرغ بوستان آہ سوزان سے صبا میر پور صاحب محل سے کہہ دینا کیا میل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہیں مری کہ وہ فغان نخل تا تم بگیا اکشر وہ گھبراہٹیں تہائی سے ہم غم سے شہتے ہیں </p>	<p> یہ دونوں ہو گئے دشمن ٹھکانا ب کہاں اپنا تر بان کا ذکر کہا دل بھی نہیں ہر مازان اپنا بہار آباد گل میں جلایا آشیان اپنا کسی ان تو باقیس حین کو سار بان اپنا ہر سان گئے دیکھا جو خچر جو بچکان اپنا گلستان میں بنایا جس شجر آشیان اپنا عجب عالم ہر زفت میں بان نکایاں اپنا </p>

<p>رگ گل ہو کر اسکی شبہ بعض باطل ہو ہمین کیا کام تھا اس گلشن پر اپنے سے</p>	<p>دہن اس گل کا غنچہ ہر غلطی یہ گمان اپنا بجھایا دانے پانی نے قیدی شیان اپنا</p>
<p>اگر درستگی اچھی نہیں صفدر کے مذہب میں حب و ادب و رحم سے کیوں بنایا ہر مکان اپنا</p>	
<p>تصور حبیبہ ابرو کا ہر کتبہ ہر مکان اپنا جگر کا داغ کل تک انجمن افروز الفت تھا سراپا حسن وہ ایک چہ بنانا ترشیدہ ریاض دہر میں ہر ختم محبہ خانہ بردوشی ہمین مطلب نہیں کچھ قصہ و ایوان مجاز سے شب صلت ہوئی آخر ہم کو ہم بھی خطہ</p>	<p>بجا ہر سجدہ گاہ خلق اگر ہو آستان اپنا بجھایا آج قسمت نے چراغ خاندان اپنا کہان سر و چمن قمری کہان سر و دان اپنا کہ اپنے نشت پر کو جاتا ہوں شیان اپنا طلب کا حقیقت بین مکان ہر لامکان اپنا کہو شمع سو آگے بڑھے بیکر نشان اپنا</p>
<p>شکر ریزی نہایت ہر سخن میں اپنے امی صفدر بجا ہر گرقب ہو وطنی شیریں زبان اپنا</p>	
<p>کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اُسے اٹھا دیا کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا تو مبرا ہر نہ مبرا ہر شب و روز نا کہ زار ہو دل بقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا کبھی بیڑیوں سے خون میں ہم ہو خوناک طوق سے</p>	

سرا نکسار جھکا دیات دم ثبات بڑھا دیا
 ترے کوچے میں جو گزاری تھا فقط ایک دم کا قرار تھا
 پر کا دیہ تن زار تھا کہ جو انے آکے آڑا دیا
 ہوا جلسہ شب کو تو کیسا ہوا ترا بھرا در بند ہوا
 نہ ملا شراب میں ذائقہ نہ کیا بے ہی نے مزا دیا
 رہے جتنا ملک وہ حجاب میں رخ نازین تھا نقاب میں
 جو حجاب دل سے آڑا دیا تو نقاب رخ سے اٹھا دیا
 وہ غنی ہوں میں تہ آسمان مجھے حصہ ہم دھلا کمان
 جو زمین نے گنج اگل دیا اسے ایک دم میں لٹا دیا
 وہ خفا ہوئے تھے ہونا نہ برکھ تو نے مجھ سے یہ کیوں خبر
 ہوئے پاش پاش دل دگر مرا درد اور بڑھا دیا
 عیش آپ کو یہ خیال ہے کہ نظیر ابو محال ہے
 کہیں اور بھی یہ جمال ہے تمھیں آئینہ تو دکھا دیا
 کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسی سے سرین کا خیال ہے
 جو کسی نے لاکے پنھا دیا دین پرزے پرزے آڑا دیا
 مجھے غیر رنج خوشی کمان کہ ظلم ہوا ہے وعدہ جان
 کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دی جو گد امین آنکی دعا میں لین
ترے کام آئیگا اس غسنی ہی ایک روز لیا دیا
ہوے صفدر راہو وہ ہر بان کہ سنے جو شعر کہا کہ بان

یہ زبان ہر سحر فسون بیان ثری شاعری نے فرادیا

کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا	اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا
شب وصال ہر روہ جایگا گلہ دل کا	نکالنے دو ذرا مجھ کو حوصلہ دل کا
یہ کیا ادا ہو لگاتے ہو تیغ ترک ترک کر	بڑھاتے جاتے ہو ہم آپ ہی گلہ دل کا
گلے لگاتے ہیں اسکو نہ قتل کرتے ہیں	کسی طرح نہیں ہوتا ہر فیصلہ دل کا
کوئی یہ نشتر فرگان کو دے مبارکباد	اُس بھر چلا ہر پھر بان روز دن آبلہ دل کا
گئی ہیں الفت ابرو میں اپنی تاب و توان	تسا ہر راہ میں کبے کی قافلہ دل کا
حرام ناز سے اپنے اسے کرو پامال	چلو وہ جال کہ طر ہو یہ مرحلہ دل کا
کمال مجسمہ پریشانیوں کا احسان ہر	ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا
وہ زلف لینے کو آئی ہر مویش و صبر و قرار	اندھیری رات میں لٹتا ہر قافلہ دل کا
خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائیں	کہ مرنے مرنے نکلا جائے حوصلہ دل کا
بجائے اشک جو آنکھوں سے خون آتا ہر	کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا
کوئی حسین نظر آیا ہم اُسپہ لوٹ گئے	یہاں تو جان کا کھونا ہر مشغلہ دل کا

گلے میں طوق نہ پاؤں میں ثریاں صفدر

گیا بہار کے ہمراہ دلوں کا

وصل کا آج آس کی سی ہو کے سامان رہ گیا
 اٹھنے اٹھنے ناز کی سے دست جانان گیا
 ایک پیر قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف
 بڑھ چکا تھا دستِ حشمت نصیب آگے گیا
 ساری دنیا دیکھ آئے ہم نہیں دل کا پتا
 شکر ہر اتنی تولدت و شست گردی میں ملی
 واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عفو بدلتا
 اہل دنیا میں مسافر دار و دنیا ہر سدا
 اس قدر چھپر کا انگ سب گھر زخموں کے منہ
 اوج پر بدستِ حشمت ہر ہماری اری خون
 ورد و نعم رنج و الم سے کب باخالی یہ دل
 دے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہو
 آدمی رہتا نہیں دنیا میں رہتا ہر نشان
 دور تو سب حسین نکلیں یہ ششیر ناز
 ہم رہے کنجِ نفس میں ہو چکی فصل بہار

شرم تیرا ہو ہوا و خون کو ارمان رہ گیا
 بجھو حشر رہ گئی قاتل کو ارمان رہ گیا
 تیرے ہر بے یمن سیکر میرا احسان رہ گیا
 چاک ہو جوتے آج اپنا گریبان رہ گیا
 ہاں گراؤں صوفیہ صنف کو طاق نسیان گیا
 آہستہ میں ٹوٹ کر خار میں ملان رہ گیا
 آس کا دم بھرتا تہ ششیر بران رہ گیا
 ایک شب ایک شب بن سین مہمان رہ گیا
 ہاتھ میں جلا دے کے خالی نمکدان رہ گیا
 ماہ نو کا کس طرح ثابت گریبان رہ گیا
 چاروں کوئی نہ کوئی اس میں مہمان رہ گیا
 بھول گیا کاٹھون بھی محروم دامن گیا
 ذکر ہم باقی رہا نام سلیمان رہ گیا
 پر زنیے لٹنے کا دل میں ارمان رہ گیا
 حشر گل رہ گئی شوق گلستان رہ گیا

ابو صفدر دین محمد آسکو بھی چل کر دیکھ لین

سیر کی دنیا کی پر شہر خوشان رہ گیا	
<p>وہ جو بن پر جو ایں لطیف اٹھے زندگانی کا دکھا دو راہ ساقی شراب ارغوانی کا نہیں ہے امتحان کچھ لطیف و عوا زبانی کا ہلاں بدردنوں میں تری تصویر کے خاکے کردن تین ک میخواری ذرا و غلطی سے نگاہوں میں ہماری قدر کیا ہو لعل گوہر کی کلیجہ شمع کو آجاتا ہے جو فریاد سننا ہے جسے برق بجلی جانکر موسیٰ کو غش آیا چمن میں جن لہلہ بن کر کچھ لہ لہا دیکھنا کہا دغ جدائی عاشقوں دل کا کافی ہے بہار آئی ہے گل پیچو میں شہرہ لہلہ ناہی ہمارے عشق تیرے حسن کا چہ چاہو ایسا سرگردن منجم کشان جبکو سمجھتا ہے پریر یوں کہی باز مجھ سے اٹھ نہیں سکتے مراکھام میں کیا ہو گا دریا تو شین بیکش ہو</p>	<p>ابھی لگو لگو ٹکٹ میں چہرہ ہر عروس جوانی کا کہ وقفہ چند روزہ ہے بہار زندگانی کا نزاکت آزمائے زور پہلے ناتوانی کا وہ صورت ہے گر کہن کی یہ نقشہ ہے جوانی کا فیصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا شہرہ ہے وہ آتش گاہ یہ اک قطرہ ہے پانی کا مراہر ناہ اک صرغ ہے دیدارِ نغانی کا بجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک نثرانی کا نظر میں پھر گیا عالم تمھاری نوجوانی کا وہ خصت جو میں لب ہوا آنسے نشانی کا پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا کہ دفتر مٹ گیا فراد و بخون کی کہانی کا ہر اک موج مری بوج طبیعت کی روانی کا شرعاً ہے رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا نگاہ منجھ سے ساقی خم شراب ارغوانی کا</p>
نہ جاسکتا ہوں میں صفہ رنہ آسکتا ہوں یہ یا تھک	

نزاکت کا ہر اسکو غدر مجھ کو ناتوانی کا

وہ گیسو جو مجھ کو دکھاتا رہیگا	بڑے بیچ یہ دل اُنھیں تار بیگا
جو ہنسکر وہ قافلہ لڑاتا رہیگا	مرا از خشم رو کر ہنسنا تار بیگا
مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو	زمانے کے قے سننا تار بیگا
ہوا شمع و پروانہ سے صاف روشن	جلینگا دو نوخو و جھلنا تار بیگا
ندم کو چلین دیر ہوتی ہو ہم کو	جستہ ہو گا آنا و آنا تار بیگا
رہیگا وہی ملک عشق مین اچھا	جو دنیا میں کھاتا کھلاتا رہیگا
نہ چاہیگا قاصد و بان جاتا ہوں	انقلہ جھوٹی باتیں بنا تار بیگا
جو ناصح سے مجھ سے ملاقات ہوگی	میں اپنی رہ اپنی سی کا تار بیگا
ملا ہی جو بیابان مجھ کو خوش ہوں	محدین یہ ہر دم جگاتا رہیگا
اگر ہنسکے ہو یگا تو مجھ کو اسے	ترا بدل بالا ہی داتا رہیگا

اگر رہ گیا نرم جانان میں خند سے

بڑے رنگ صفہ ر جانا رہیگا

ان آنکھوں نے دنیا میں کیا کیا نہ کچھا	کسی میں گر آسنا جود نہ کچھا
سراہ پر یوں کا غنچہ نہ دیکھا	کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ کچھا
جو بسمل کا تنے تر پنا نہ دیکھا	تو نفس میں کچھ بھی تماشا نہ کچھا
لگا ہوں اُنکے گراؤ نہ بھی	جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ کچھا

<p> ٹرپے رہے در پہ پہل تمھارے ہوئی ایسی یار دن کو دنیا سے نفرت بہت مہوش مہوش ہنسنے دیکھے دکھایا کیے آنسو دل کا عاشق دم سیر کس راستے سے وہ گزرے زمانہ ہر اُس لعن و عار سے تفت بہت تیز قدموں کو بہنے پکارا </p>	<p> کبھی تھنے آکر تماشائے دیکھا کسی نے پھر آکر دو بار نہ دیکھا مگر ایک مین اُسکا جلوہ نہ دیکھا پر اُس جیروت نے اہلانہ دیکھا جہانِ فتنہ حشر برپا نہ دیکھا شب و روز کو کس نے اکجا نہ دیکھا کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا </p>
<p> وہ ہمیشہ سب حسینوں میں صفدر بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا </p>	
<p> حرم میں ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا حرم میں دیر میں مسجد میں تہکے میں صنم بہار دل کی تڑپ بد مرگ بھی نہ گئی ہوا میں خشم میں حاضر تو غصے نے یہ کہا کیا ہو تنگ گریبان نے اے جنوں مجھ کو نہ انکی نرم میں پوچھا کسی کون ہو تم پس فتنیہ اثر جذب دل نے دکھلایا ہوا سے کوئی ہو وہ زلف رو رنگین پر </p>	<p> لباس عاریتی میں وہیں اُتار آیا کہاں کہاں تجھے جا کے میں پکار آیا زمین میں گر کے نہ کجخت کو قرار آیا ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہ گار آیا بہونج شباب کو پھر موسم بہار آیا سزا بار گیا میں سزا بار باز آیا جگر کو تھامے بھر پر وہ بیقرار آیا چمن میں جھوم کے یا ابرو بہار آیا </p>

<p>مین اور صاف ہوا دلین جب غبار آیا مین جا کے شیشہ مریا کے سر پہ آیا</p>	<p>برنگ آئینہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو</p>
<p>چچاؤں راز محبت میں کس طرح صفدر کہ جا کے نالہ مرا عشق تک لگا رہا</p>	
<p>تختہ ورق ورق کو کیا لالہ زار کا پہلا پہری میری شب انتظار کا رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا پوچھو تو رہنے والا ہے کس دیا کا اس آئینے نے منہ نہیں دیکھا غبار کا خاق نے موتیوں سے بھرا منہ انار کا باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیا کا روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا گل کان رکھکے سنتے ہیں نالہ ہزار کا ہنستا نہیں چراغ ہمارے مزار کا آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا</p>	<p>دیوان میں لکھ کے وصف دل انداز کا مشہور ہے جو رز قیامت جہان میں بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصہ فاتحہ اس سال کیخا مری وحشت کے ولے شوخی سے بولے وہ جو گیا میں لکے بھیس دشمن سے میرا دل نہ مکر رہا کبھی دائز کا شیر آئے بھی شاید کیا تھا وصف بجنوں دشت میں ہر نہ فرما کوہ پر پڑھتے ہیں کھلے دست خانی وہ فاتحہ تم ایک بات بھی مری سنتے نہیں کبھی رود کے سر گئے ہیں جو ہم سحر پار میں راہ انکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی</p>
<p>گستاخیوں سے بار کو آرزو کر دیا</p>	

صفدر براہو میرے دل میں قرار کا	
<p> ترے غم میں بدلائے نقشہ ہمارا بڑھارفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا پرانا ہوا ذکر لیلیٰ و مجنون تہ تیغ دو کچھ ٹہپنے کی مہلت گوارا نہیں ہر خنجرین بات کرنا گئے گھر کو سب دفن کر کے لحد میں پیام اجل کیون نہود در فرقت غضب ہے جواب بھی نہ ملنا ہو تم سے عیادت کو وہ ساتھ غیروں کے آئے کفن کیون ہٹاتے ہیں رو سیہ سے بڑی بات یہ ہے کہ قاصد کسی نے بھلا دیکھیں کس طرح رہتی ہے بخشش </p>	<p> کہ کوئی نہیں اب شناسا ہمارا کہ بیرون میں ہوتا ہے چرچا ہمارا نیا اب فسانہ ہے آنکا ہمارا اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا سینکے وہ کاہیکو قفا ہمارا دیا ساتھ یاروں نے اچھا ہمارا کہ ہم سے خفا ہے مسیحا ہمارا کہ نزدیک ہے گھر تمہارا ہمارا ہوا در دل آج دونا ہمارا کرین فاش ہمد نہ پردا ہمارا لکھا ہے ہمیں خط میں شیدا ہمارا ذرا سامنا تو ہو آنکا ہمارا </p>
<p> رہی یوں ہی الفت جو زلف سیہ کی نہ جایگا صفدر یہ سودا ہمارا </p>	
<p> آئنگ پر آ کے محو زینت کبھی جو وہ گلزار ہوگا پسینے منھدی پہ دل گلوں کے جن میں خن بہار ہوگا </p>	

دم فنا بھی ہی وجود کو تصور زلفت یا رہوگا
 ہو اسے پھر کو بگو پریشان یقین ہو میرا غبار ہوگا
 نہ مال و دولت نہ جا و خشت نہ دور یں و نہا رہوگا
 فقط ہی یہ چاروں کی ہستی ہم اور کچھ مزار ہوگا
 ادھر تو پہلو میں دل تڑپتا ادھر جگر کو ہی بقراری
 یہ دونوں لگیا ٹپکے ٹھکانے نرا جونا وک و سار ہوگا
 چھپا چرا کر بھی چپلی تو اس سے کیا فائدہ قیاضی
 نہ یکد سے بن چکے ملیکی نہ میکشون میں شمار ہوگا
 فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حشر میں ہوں رخصت
 کہ ایک پہلو میں ہوگا سانی تو ایک پہلو میں یا رہوگا
 یہی بن جا لیں اگر تمھاری تو دیکھنا مرثیے ہم بھی
 جہان پڑیگا قدم تمھارا وہیں ہمارا مزار ہوگا
 اگر ہر منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈال دینا
 وگرنہ رسوا سے خلق ہو گے یہ راز اگر آشکار ہوگا
 طواف کرنے کو آئی مہر مگر نہ لے خون مفت سر پر
 مرثیے پر دے سر ٹپک کر جو گل چراغ مزار ہوگا
 کرو گے تم پھر کو نشاۃ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہیں پُریگا تمھارا نادک جگر ہمارا فگار ہوگا
 جو قفل کرنا ہو آئے قائل کرے نہ کھوئی ہماری منزل
 مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا
 نہ کھینچو تلوار کیا ہو حاجت ہمارا دل ہو شہید ابرو
 یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا
 بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا میں بزرگ نقش قدم جہان سے
 نہ اب اٹھیں گامرا جنازہ نہ دوش یاران یہ بار ہوگا
 یہ رات بھر کے ہیں سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفہ
 نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

تو ہر دل خست ہوا ہر کسی کا	سمجھ تو کوئی کبھی ہوا ہر کسی کا
گزر میرے دل میں ہوا ہر کسی کا	سویدہ امین نقش پا ہر کسی کا
خواب زم سے اٹھ کے خلو میں سن	خدا جانے کیا مدعا ہر کسی کا
پہنچ جلد جام و سبویکے ساتی	گھٹا اٹھی ہر دل ٹبر صا ہر کسی کا
عیان جلوہ طور ہر صاف زج سے	عجب حسن نام خدا ہر کسی کا
نگاہوں سے شمسِ قمر گر گئے ہیں	تصور جو صبح و مساء ہر کسی کا
قیامت ہر بر پا ذرا پلکے دیکھو	سنا ہر جنازہ اٹھا ہر کسی کا
نہیں پوچھتا ہو جو کوئی نہ پوچھے	مقدور مرا کیا گلا ہر کسی کا

اگر دشمن جان ہر وہ بت بلا سے تو جہ کمان در دمندون بہ تم کو بنسم سے زندہ کیا ایک عالم و یاد دل تو ہم نے کیا اپنا نقصان غفیت ہر جردم ہر ٹھہرونہ جاؤ نقط چار دن کا یہ چاہ و خشم ہر	نہیں خوف کیا کچھ خدا ہر کسی کا کبھی حال تم نے سنا ہر کسی کا بب لعل بھڑنسا ہر کسی کا اجارہ کو اس میں کیا ہر کسی کا کہ دور و زین فیصلہ ہر کسی کا زمانہ کمان آشنا ہر کسی کا
--	---

وہ مستی لبون پر جاتے ہیں صفدر
گھر آج نقشہ جہا ہر کسی کا

وہ مزہ ملا ترپ بن اگر اختیار ہوتا جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا جو سکون دلو ہوتا نہ یہ اضطراب ہوتا مجھے پاس اسیلے ہر کہ یہ بت میں سخت تیر ترے وصل میں تیر جیتا ترے ہجر میں نہ جیتا جو میں اس نل میں تیر تیر میں اس نل میں علما مجھ میں دیکھتی زینجا تو غریزہ صر کیسا نہ اتھی نقاب جانان ہی آبر و نظر کی کوئی مال یا ملنا مجھے نقش لکھ کے دیتا	تو تمام عمر دل کو نہ کبھی سدا ہوتا تو کسی سے اسکے دلین نہ ذرا غبار ہوتا جو اسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا جو خدا سے بھی یہ ملے میں ایدار ہوتا مجھے مرگ و زندگی میں اگر اختیار ہوتا ترے در پہ گزرتے تو نہ یہ زقار ہوتا تو وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا جو وہ عجباب ہو تو میں شرمسار ہوتا کہ میں پاس جب ہوتا تو وہ بقرار ہوتا
--	---

<p>مرے پھول نہیں آئے تو سببِ حرمِ صاف ظاہر پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی نہ کسید کا زہر رہتا جو وہ خط و لب کھاتے مردستِ غیر سیکر ہوئے نہ لکھ آپ لیکن شبِ سحر کو گھٹانا شبِ وصل کو بڑھاتا</p>	<p>کہ عدد کو خار ہوتا وہ گلے کا مار ہوتا ابھی زندہ پاکے آہٹ میں چہ مزار ہوتا کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا جو زبان نہ لڑکھڑائی مجھے اعتبار ہوتا جو فلک کی گردشون میں مجھے اعتبار ہوتا</p>
<p>جوشا تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغِ صفد کہ مسانہ عدم کا یہی یادگار ہوتا</p>	
<p>فراقِ یار میں جھیلینِ مصیبتیں کیا کیا نئی نئی نظر آتی ہیں صورتیں کیا کیا لب لے لے لب پر رہے سینہ انکے سینہ پر تفس سے چھوٹ کے جاؤں کہیں گلستاں کو حضور یا رکوئی بات ہم سے ہو نہ سکی کہاں کہاں نہ گئے ہم کہاں کہاں چھرے ہزاروں کہ ہم بدن زیرِ خاک سوتے ہیں دل اک جہاں جلانے ہیں گرمیوں سے بیت رہا خزانہ فاروق نہ گنج کیخسرو بعد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی</p>	<p>گذر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا و کھار یا سحر وہ صنایعِ صنعتیں کیا کیا اٹھائیں جتنے شبِ وصل لذتیں کیا کیا کہ باغبان سے ہیں کسنی حکایتیں کیا کیا اگرچہ دلمیں بھری تھیں شکایتیں کیا کیا تلاشِ یار میں بیش آئینِ اقبین کیا کیا لٹی ہیں منزلِ ہستی میں دلتیں کیا کیا بھری ہیں سنگدلوئیں بشر زمین کیا کیا لڑائیں خاک میں گردوں کے دلتیں کیا کیا جو لوگ رکھنے تھے ہم جتنے کیا کیا</p>

نہیں ہو گور غریبان سے کم دل مایوس اچھلنے دو تے بتے تمام عمر کٹی	کہ آہیں دفن ہوئیں مر کے حشر میں کیا کیا محیطِ عشق میں کھینچیں شقیں کیا کیا
جو دیکھی گور میں تنہائی مکانِ صفدر تو یاد آگئیں یاروں کی صحبتیں کیا کیا	
ہم ہو گئے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا شب بھر فقط آرائشِ محفل ہو سجدہ کو سجی کی طرٹ جاتے ہیں تو جائیں نازی رستے میں اگر کوئی پر سر و لٹہ آیا جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلفِ سلسل آئینگے جو یوں طالبِ دیدار ہوں گے بنو آئینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر اس و صوم سے آتی ہو اگر فصلِ بہاری الفت جو یہی زیست میں ہو کہ ہوں گے سرخِ قاتل سے جو کچھ ہے تو کچھ ہے دور و زلف دور و عیش ہر سانی زندگانِ مین و حشی کو ترے قید کرینگے	عالم میں مگر عشق کا افسانہ رہیگا ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا قصابو میں نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا محشر پس دیوارِ صنم خانہ رہیگا گلزار میں کیا سبزہ بیگانہ رہیگا کب خانہ زنجیر میں دیوانہ رہیگا لٹو قبر میں بھی جانبِ تجنا نہ رہیگا شہرہ ترا ہی ہمت مروانہ رہیگا یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیالہ رہیگا منہ خواب میں بھی جانبِ ویرانہ رہیگا

<p>معمور کمان تک درمیانہ رہیگا</p>	<p>اس پر یغان یون ہی سہی بیٹھے ہیں نہ بچھا</p>
<p>کچھ ہوش انھیں وقت تاشانہ رہیگا</p>	<p>ہوئی کبھی جو دیکھیں رخ بار کو صفہ</p>
<p>یہ بام فلک زیر دیوار تھا بڑے چین سے یہ دل زار تھا کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا کہ یوسف کا عالم خریدار تھا جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا کلہ ہوداؤں سے بیکار تھا گنہگار تھا مین سید کار تھا</p>	<p>مین جب تک مقیم دربار تھا کسی سے نہ جب تک سروکار تھا جو انونہ میرت سے دیکھو مجھے وہ کاندھا جنازہ کو دین کیا عجیب کیا ہر عبت دل نے نالوں کو ضبط حسین کے خواہاں مین کچھ نہیں گرہ کھلتے ہی زلف پر سچ کی کئی بات نکلا نہ کچھ اس کام کیا اسکی رحمت عصیان کے پاک</p>
<p>کبھی بہنے صفہ رسک دیکھے تھے رنگ</p>	<p>جو ان سیکڑوں مین نمودار تھا</p>
<p>کبھی آنکھوں کا وہ تار نہوا یہ بھی گنہخت ہسار نہوا قتل کرنا بھی گوارا نہوا</p>	<p>تھال عارض کسے پیارا نہوا ہو گیا دل بھی انھیں کچا نہوا دھل کا ذکر تو کیا فائل کو</p>

<p>ایک بھی کام ہمارا نہوا کیا کرے آنکا اٹا نہوا دور سے بھی تو نطرا نہوا ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا میری قسمت کا ستارا نہوا رنج دشمن بھی گوارا نہوا</p>	<p>یار آیا نہ اجل فرقت میں نہی نضا تو مرے سر پر وجود کچھ بھی آنسو نہ پیچھے اپنے کلیم در دل آنکو سناتے شب وصل ہاے وہ خال رخ ماہ جبین غیر کا دل نہ دکھایا ہم نے</p>
<p>ہو رہے تم تو اسی کے صفر وہ نہ ہونا تھا تمہارا نہوا</p>	
<p>یا شرم سے لیتا نہیں اب نام ہمارا اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا کچھ کرنے سکی گردش ابام ہمارا اس موسم سے نہ بسریر ہوا جام ہمارا یہ کفر ہمارا ہے وہ اسلام ہمارا یہ شیشہ تمہارا ہے تو وہ جام ہمارا سدرہ بد نام کر دنا نام ہمارا کچھ تم سے نکلتا نہیں اب کام ہمارا اس گل سے صبا کدے یہ پیغام ہمارا</p>	<p>یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا بیدل ہمیں کہتا ہے وہ خود کام ہمارا ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی انجین جی بھر کے نہ دیکھیں کبھی انجین سی ساقی یاد رخ و گیسوے صنم ہے سحر و شام کیون آنکھ چراتے ہو جو ہر مد نظر دل قاتل جو کہا میں تو شرم کے وہ بولے بوسہ ہے نہ دشنام دفا ہے نہ جفا ہے بو کا گل شکیں کی سنگھا د کبھی آکر</p>

ہم جاتے ہیں اب کچھ نہ رہا کام ہمارا	مقتل میں جو وہ آئے تو بوسے ملک الموت
ہر کام ہی صبح سے تا شام ہمارا	یا تذکرہ زلف ہر یا تذکرہ رخ
یہ کام تمہارا ہر تو وہ کام ہمارا	ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ
وزر دیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا	اب چین نہیں سینے میں دلو کسی پہلو
ہم کیا کہہ سوتے تھیں پیغام ہمارا	پہونچا ہر یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہاں تک

نواب بہادر سی بہن کہتے ہیں صفدر
پورا کبھی لیتے نہیں وہ نام ہمارا

ہوے دام و نفس میں اسیر جو ہم تو ذرا ہمیں لطف چمن نہ رہا
کریں کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر میں خیال وطن نہ رہا
خیرانی نہیں ہر حضور کو کچھ گئے چاہئے واسے عیان ہوا خط
کوئی بستہ زلف دو تانہ نہ رہا کوئی قیدی چاہہ زرقن نہ رہا
تھے جوان تو بدن میں بھی تاب تو اچھا شباب گیا تو وہ لطف کیا
وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا
مرے گھر سے گیا ہر وہ جان جہان حواس ہی اب میں تاب تو ان
ہوئی جس سے کہ روح نکلے روان کسی کام کا پھر وہ بدن
نہ وہ دانت گم نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئینہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدل نہ رہا وہ یمن نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ خستن نہ رہا

<p>نہ شراب میں ہر کوئی نہ لقا اب نہ کیا ب میں ہر کوئی نہ لقا اب وہ فضا نرہی وہ ہوا نرہی وہ مزہ نرہا وہ چین نہ رہا جو زبان سے دعویٰ عشق کیا رہے صفدہ بکاب کا خیال دہرا کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مرنہ تھا اسے پاس و لحاظ سخن نہ رہا</p>	
<p>جلوہ گر آئینے میں پر تو ترا کیونکر ہوا آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے پہننے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی بڑا شوق آج تک آئینہ اسکی نزم میں پہنچا نہیں کس طرح سیب فن کی یاد میں ال مست ہوا حال میرا کیجھکر آنسو ٹپک پڑے میں اب سیکر آیا کس سے تو اعدا دل عمل تسخیر کا نام تک آیا نہیں اب پر محبت کا کبھی بھاگتا تھا اپنے سائلے سے میں ہر محتاط تھا دیکھو زندہ کر دیا اسکے خیال خال نے جب کشیدہ تیغ پہنچ رہے تھے توڑے ہوئے</p>	<p>تو تو یکتا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا آپ ہی کتنا سحر وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا لائق تعزیر بندہ نہ بیخفا کیونکر ہوا ہر تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا جب ٹمر چکچکا نہیں حاصل مزا کیونکر ہوا نزم دل میں سنگدل کا اعدا کیونکر ہوا آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا بھر میں حیران ہوں یہ چرچا جا جا کیونکر ہوا اٹکی زلفوں میں گرفتار رہا کیونکر ہوا مفضل زنگی عیسیٰ معجزہ نما کیونکر ہوا بھر سرگردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا</p>
<p>کیسی جزوقت میں اسکی چھوڑ دینا لہذا کوئی کیا جانے کہ صفدہ پارسا کیونکر ہوا</p>	

<p> ہاں چو اٹھا تو پس مرگ جنازا اٹھا حشر برپا ہوا اور یہ فقنا اٹھا کیا کہوں میں کہ مرہ وصل میں کیا کیا اٹھا پہلے تعظیم کو صحرا میں بگو لا اٹھا کیس سے پھر آپ کا یہ غمزدہ بجا اٹھا دیکھ تو ابرو دھواندھا ہر کیسا اٹھا شیعہ صاحب کا بھی مسجد سے مصلّا اٹھا دھوم سے آپ کے مقتول کا لاشا اٹھا تنگہ اگر مرے بالین سے مسیحا اٹھا نہیں معلوم کہ کب حشر کا غوغا اٹھا ایک دم کے لیے کیا لطف تماشا اٹھا جب ملک کان پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اٹھا </p>	<p> میٹھکر میں نہ دربار پہ اصلاً اٹھا آنکا اٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا کبھی رنج کے کبھی دوسے لب جاناں کے لیے ہونہ و دوانہ کہ زنداں میں پیچھے نکلا یہ تو کیسے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب بددور ساغر ہو کوئی چلکے چمن میں ساتی دھوم بجانے کی آخر یہ اڑی عالم میں جمع خلقت تھی مرہ تماشے کے لیے نہوا جب مرفع عشق کا کچھ اس علاج کشتہ تیغ لٹا فل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی آتے ہی گلشن ہستی سے جڑے مثل نسیم ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم جنوں </p>
--	---

سننے میں کوچ زمانے سے کیا صفدر نے

تا تو ان تھانہ ترے سحر کا صد ما اٹھا

<p> وار دوزیم کسی شب جوہ قاتل ہوتا ہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا عرصہ حشر میں میں با مرا قاتل ہوتا </p>	<p> وار دوزیم کسی شب جوہ قاتل ہوتا ہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا عرصہ حشر میں میں با مرا قاتل ہوتا </p>
--	--

پر وہ سو بار تماشے کو اٹھاتی لیسے چہرہ پردے ہی سے وہ کاش مجھے دکھلائے پاؤں سے کھیل میں اُسے گل بازی جو ملا اٹھ کے بیچانے سے مسجد نہ گئے مست کے دینے والا ہر زمانے میں خدا ہی سب کا بیخبر رہتے نہ گل بو سے وفا آ جاتی توڑنا تھا اُسے بلبل سے چھب کر گل کو شب کو پردہ سر عارض سے اگر اٹھ جاتا خار پامال ہوا کسی خنثی ہر دل کو زخمی ہونا تو کمان رسم ستم اٹھ جاتی بھون آئی اجل و مل میں انا تھا اُسے	ساتھ مجنون کے اگر میں پس محل ہوتا دعویٰ صبر جو چھو تھا وہ باطل ہوتا آرزو چھو ہوئی کاش مراد مل ہوتا کسکو پر و انھی کہ دعا غلط سے مقابل ہوتا پھر بلا کیا میں کسی اور سے سائل ہوتا میں جو گلشن میں ہم آواز غنادل ہوتا نام گلچین کا زمانے میں نہ قابل ہوتا شمع و پروانہ میں جھگڑا سر محفل ہوتا کاش میں شست میں پابند سلاسل ہوتا بدلے پیکان جو نادک میں مراد مل ہوتا روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا
---	--

کو چہ یار میں ملتی جو جگہ ای صفر
میں گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لادائے فاصد جواب کیا کیا آئینگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا نام خدا اب نکا جہن ابھار پر ہر کستا ہر کوئی مفتون کستا ہر کوئی مجنون	شر پار ہا ہر بھو یان اضطراب کیا کیا خجالت سے پانی پانی ہو گا سحاب کیا کیا جلوہ دکھا رہا ہر حسن شباب کیا کیا افت تج ہی رہنے پائے خطاب کیا کیا
--	---

<p>اپنے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا شرب پارہا ہی ہکو پر اضطراب کیا کیا لے لیکے پی لے پی بن جام شراب کیا کیا ہمراہ لیگیا ہر عہد شباب کیا کیا طوفان اٹھا رہی ہر چشم پر آب کیا کیا ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیا کیا ما صحرہم پریشان دیکھے ہیں خواب کیا کیا کھاتے ہیں اپنے دین ہم سچ و تاب کیا کیا پر ہیز گا بھی ہیں مست و خراب کیا کیا بکھر بکھر گئے ہیں دم میں جناب کیا کیا بوسوں کے دینے میں وہ جھجھکتا کیا کیا لوٹے فرے پلا کر اُنکو شراب کیا کیا</p>	<p>جھکڑا چکانہ اکدن یوں ہی رہے ہمیشہ رخصت تو اُنکو دی ہر صبح شب جدائی وہ مست ہیں کہ لڑکھاتی سے ہنسنے اکثر وہ حوصلے وہ ہمت وہ دلولے وہ طاقت لڑ رہی تمام عالم ڈوبے نہ نسل یونان خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلانہ ہرگز جب شام سے بندھا ہر اُسٹل کا تصور جب گیسو دن میں اُنکے کرتا ہر غیر شانہ اُس چشم مست کا ہر یہ دور دور اتنو ہر قلم جہان میں پاسے نہات کسکو ہشیار تو بڑے ہیں دیکھو مگر بڑکین آغوش میں کبھی کھینچا بوسے بھی ہم پائے</p>
<p>ہر اعتبار دولت کیا اس جان میں صفہ</p>	<p>مشی میں ملگئے ہیں عالی جناب کیا کیا</p>
<p>وابستہ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا کلیون میں مغللوں میں چرچا ہوا تو پھر کیا میں اور ہی کسی کا شید ہوا تو پھر کیا</p>	<p>دکھلاؤ زلف مجھ کو سودا ہوا تو پھر کیا میں جانتا ہوں تم کو تم جانتے ہو مجھ کو جو رو جفا کیا تم کو مہر و وفا ہر لازم</p>

نار و ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھل کر	ہنگامہ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا
ای دل تڑپے اتنا لازم ہے ضبط نہ	عالم میں راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا
ایام نوجوانی بہانہ ہے چند روزہ	اس حسن عارضی کا شہر ابھرا تو پھر کیا
میں نے کبھی خون میں پھاڑا نہیں گنجا	وحشت میں فاش لپٹا ہوا تو پھر کیا
بیجا ہے فکر شہرت یہ حسن ہے دور درازہ	بالفرض چار دن کو ایسا ہوا تو پھر کیا
ہر جا اگر شبیہیں کھینچ کر گئیں تو حاصل	چاروں طرف تمہارا شہر ابھرا تو پھر کیا
یہ عارضی صفا ہے نکلیگا خط مستقیم	مسلم کے گھر میں کا فر پیدا ہوا تو پھر کیا
آیا ہر دم لبوں پر آنا ہو تو آؤ	سو سے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا
کیا آئے وہ جو آئے مرقعہ پر دھڑکتے کو	بعد فنا مقدر رسید صفا ہوا تو پھر کیا
کا نون تک لگے پہنچے ایسا کونانہ	اگر دن سے پار اتنا مالا ہوا تو پھر کیا

یہ چوٹا ہے صفہ کہ کیا اعتبار دل کا

میرا ہوا تو پھر کیا الکا ہوا تو پھر کیا

قمر برفاقت ہی یہ آنکھیں لڑائی ادا	خوب آتی ہے تمہیں سننے جگائیک ادا
جب کسی غنچے کو گلشن میں کھلاتی ہے نسیم	یا داتی ہے تمہارے مسکرائیکی ادا
لاتی ہے کس سطح شیخون دل عشاق پر	پان کھانے کی اداسی لگائیکی ادا
چلتے ہو مرقعہ بہ تم دہن اٹھا کر ناز سے	کس سے سیکھی خاک میں بھگولائیکی ادا
مگر تھے ہو میں گریبان دیکھ کر تیرا حجاب	فاش کر دیتی ہے پردہ منہ چھپائیکی ادا

<p>قہر تھی شبکو تری سہفل میں آنیکی ادا یہ نئی سیکھی ہر تھے دل جلا نیکی ادا رنگ لائیگی نیا منہ دی لگائیگی ادا قاتل عالم تری تیوری چڑھائیگی ادا تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانیکی ادا</p>	<p>بزم میں لاکھوں سوسل ہزاروں نیجان گرمیان کو تے ہو غیروں کے ہمارے سننے خون ہو جائینگے لاکھوں دیکھنے والوں کی دیکھیے کس کس کی گردن پر کرے خنجر وں یوفائی کج ادا کی ہر گھڑی تازہ ستم</p>
<p>یاد ہر صہد شب و صلت وہ اپنا چھیننا اور وہ آنکی شرم سے آنکھیں جھٹکائیگی ادا</p>	
<p>کل جو چہرہ بجاں تھا کیا تھا ختم روز وصال تھا کیا تھا وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا سبزہ پائمال تھا کیا تھا جان و تن میں ملاں تھا کیا تھا شب ترا غیر حال تھا کیا تھا کیا یہ جوری کا مال تھا کیا تھا وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا یہ دل پر ملاں تھا کیا تھا شاعروں کا خیال تھا کیا تھا</p>	<p>صندر آنکا خیال تھا کیا تھا نغم جو دل کو کمال تھا کیا تھا دقتاٹ گیا جو عہد شباب دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا چار ہی دن میں ہو گیا جو فراق پوچھتے ہیں وہ قسمن دیدیکر رات جو بن کو کیوں چھپاتے تھے اُنکے آنے ہی ہم جان سے گئے ظلم لاکھوں سے زمانے کے عرش منہ سا ہوا جو نالہ دل</p>

<p>مانگتے تھے جو دل کو وہ سستا دہن یار کی ملی نہ مثال تیرے وحشی کو خلق مان گئی</p>	<p>کسی مردے کا مال تھا کیا تھا یہ عذیم المثال تھا کیا تھا کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا</p>
<p>کس سے بگڑی تھی سچ کو صفدر کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا</p>	
<p>مسجد نہ میکدہ نہ ضمیخانہ دیکھنا مد نظر ہو جلوہ جانا نہ دیکھنا دلچسپ ہو بہت سی الفت کی داستان یون دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو کچھ پریر خان میں نہ جانا ہوشادشا مستوں کو ساقی آج چھکا دشراب ساقی غرض کیسی تجھے بخود ہی کیا افسون ٹپڑھا ہر قفل میں نے کچھ ضرور پھرتا ہر گرد شمع زخون کے دل خرب آنکھیں میں میری لاق دیدار حسن دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذر گئی ہم کی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم</p>	<p>اور دل کسی کی نرگسستانہ دیکھنا منظور کب ہو ہو کو پر نجانہ دیکھنا آئینے وہ بھی سننے کو فسانہ دیکھنا ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا بر باد ہو گایہ دل دیوانہ دیکھنا کیا آئی ہو گھٹا سوے پیخانہ دیکھنا ہم تجھ کو دیکھیں تو سوے پیمانہ دیکھنا و اعظ بھی میکدہ میں ہوستانہ دیکھنا جل جائیگا یہ صدمت پروانہ دیکھنا کیا جائے آنہ رخ جانا نہ دیکھنا اب دیکھیں کیا دکھا تمہارا نہ دیکھنا جھپکی نہ آنکھ بہت مردانہ دیکھنا</p>

عالمِ بینِ ان تبوں کا جو صفہ ریسی ہو در
کبھے کو ایک روز صحتِ نازدیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشکِ قمر کبھی جلوہ نور سے نہ ہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ میں نگ لٹر نہ ہوا
دمِ سرد سے پیری میں فائدہ کیا کہ فسردہ تو داغِ جگر نہ ہوا
جلی تیز ہزار سیمِ سحر کبھی گل یہ چہرہ اغِ سحر نہ ہوا
رہوں پائوں سے اپنے میں کیوں خفا کہ کیسی گلی میں اندر نہ ہوا
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیوں نہ کلا کہ کسی کا یہ طوق کر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا عشم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو فرہ نہ ملا
بھی بیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ ادھر سے ادھر نہ ہوا
یہ جنوں میں ترقی دلوں کے زمین پہ چال سے زلزلہ ہو
قدم اپنا پڑا کو کو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہ ہوا
کو کام پھر آئی گئے کون سے دن مریں میں ہر کے قلوب جگر
جو یہ لبیل تیغِ مرہ نہ ہوا وہ نشانہ تیرِ خطہ نہ ہوا
ہمیں مشغلہ رونے کا کیوں نہ رہے جو نہاں نظر سے ہر شک نہ ہو
ہے اشکِ دمامِ سحابِ صفت کبھی خشک یہ دیدہ تر نہ ہوا
ہمیں روزِ خوشی جو نصیب ہوئی تو غریب و نیک بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کی طرت جو چلے کوئی اپنا شریک سہ نہ ہوا
 یہ فقط مرے دماغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
 کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
 کہیں شک کو مین نے تلاش کیا کہیں سعی نک میں خواہا
 جو مزہ ہو مجھے وہ کسے ہر مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہ ہوا
 کبھی ہلکا یہ لطف اصال ملا کبھی ہجر کا رنج دالم نہ گیا
 کبھی گریہ شب نے مزہ نہ دیا کبھی ناکہ دلیں اثر نہ ہوا
 جو ریاضِ جنان سے گریگے فضا میں باد یہ آہنگی خاک فضا
 جو نال امید آگے بھی نہ کیا کہ نصیب کسی سے ٹہر نہ ہوا
 رہ وادیِ غم میں نہ چین ملا مجھے صفہ رالم ہی ہمیشہ رہا
 کہیں زیرِ شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہِ فلک نہ شجر نہ ہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا آئنے دکھا دیا	دم میں فروغِ شمس و قمر کا شاد دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا	کچھ اور تو نہ سہم سے کہا سکر دیا
اُس مہر نے جو پردہ جن میں اٹھا دیا	جو بن گلون کا صورتِ شبنم اُڑا دیا
سر کا کے زلف آئنے جو چہرہ دکھا دیا	متاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلدی تھی کہ انہ صورتِ سرائیل بھونکتے	سویا تھا میں ابھی مجھے نافر جگا دیا
جب جستجو مجھے دلِ گم گشتہ کی ہوئی	ملک عدم کا اُسکی کرنے پسا دیا

<p>ساتی بہار بادہ کشی کیا فراق میں تعظیم اغیاس سے ہی کیا فقر میں غرض غیر دن کو مولا کے رُلا یا مجھے ہو میرے دل دو نیم کا تم بھی کر د علاج خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن ایر آتش فراق کیا تو نے کیا غضب کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے یاروں نے بعد مرے اچھا کیا سلوک بلبل کو نالہ کر کے جو میں نے کیا ذلیل</p>	<p>اٹھ کر گھٹانے دلو ہمارے بٹھا دیا کھینچا جو ہاتھ پاؤں کو ہنسنے بڑھا دیا دیکر کباب اور کلیجہا جلا دیا دو ٹکڑے کر کے چاند بنی نے ملا دیا اہر سیہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا کام آئیگا ترے یہ کسی دن یا دیا چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین میں دبا دیا گل ہنس پڑے تو غنچوں نے بھی مسکرا دیا</p>
<p>بیخ جفاے یار بھی صنف ر عجیب ہو مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا</p>	
<p>جو دل میں ذرا آپکے گھر ہوگا کوئی گل ترے رخ سے ہم ہوگا نزاکت ہی ہو تو اُس فتنہ گر سے سمجھ لینے ہم بھی کر د ظلم ہم پر نہ کھینٹے جب تک مجھے آپ نہ کئی فرقت یار میں عمر ساری</p>	<p>گزارہ مرا بندہ پرور ہوگا کوئی سرو قد کے برابر ہوگا روان میری گردن پہ خنجر ہوگا بیا کیا کسی رذر محشر ہوگا کبھی ختم شکوہ کا دفتر ہوگا کسی کا بھی ایسا مقدر ہوگا</p>

<p>کھو گئے تو کیا ضبط فریاد شکل نہو لگا میں قسمت سے جب ہو گا خنجر نہ چھڑ کو گے جب تک نہ کہ خم دلیر لکھو لگا جو احوال میں تو نامہ وہ میکش ہوں مینا ساغر نہیں ہے کمان کو کہن اور کمان وصل شیریں آٹھاؤں سر سجدہ اسلستان سے اگر کوئے قاتل میں جانا بچھوٹا</p>	<p>کسی بات سے بندہ باہر نہ ہو گا لو لگا آنھیں میں تو خنجر نہ ہو گا مڑہ زندگی کا میسر نہ ہو گا رسالہ تو ہو گا جو دفتر نہ ہو گا اگر ہو گا مینا تو ساغر نہ ہو گا کرے تختیں خاک پتھر نہ ہو گا یہ مجھ سے کبھی بندہ پرو نہ ہو گا بدن پر مرے ایک دن نہ ہو گا</p>
<p>لبا خواب میں جس نے چوری سے بوسہ کوئی اور ہو گا وہ صفدر نہ ہو گا</p>	
<p>جو گل تھا باغ میں ترا آئینہ دار تھا قابل ستم کے چرخ نہ میں خاکسار تھا کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہیں ہر صبح راہ کو چہ جانان تھی ادریم ہم کو بلا کے کیوں نہ ملاقات مئے کی وہ نون طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل بے پردگی کے خون سے وہ شب کو پھر گئے</p>	<p>پر تو ترے لباس کا رنگ بہا تھا پیا عبت میں آپ ہی مشت غبار تھا ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا زندہ تھے جب تک ہی اپنا شعار تھا آنے نہ آنے میں تو تمہیں اختیار تھا عاشق کو تھا قرار نہ انکو قرار تھا روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا</p>

<p>شاید کہ اسپن جلوہ محل سوار تھا جب تک نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا اب تک تو یار ہم کو ترا اشتیاق تھا اُس کو سچے مین مرا جو نشان مزار تھا یاروں کے دوش پر مڑتا بوت بار تھا پیدل تھا یادہ چار کے کاند سوار تھا دل جا چکا تھا سینے مین یہ یادگار تھا</p>	<p>و وڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے روج اب کیا کردن سوال کہ پایا جواب تھا مادوسن کے موت کے اب ہم مین منتظر اعدری ضد کہ غیر نے وہ بھی مشا دیا اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا گشتے کا تیرے اوج کل آیا ہین نضر ٹٹنے سے دافع کے یہ ہوا غم کہ ہم ٹٹے</p>
	<p>اب دوست بھی عدو نظر آتے ہین ہر مین صفہ رگئے وہ روز کہ دشمن بھی یا ر تھا</p>
<p>قل پر میر کر باندھے تھا تھی مین نہ تھا رات اُس محفل مین سب خلق خدا تھی مین تھا غمرہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی مین نہ تھا دل ملا سا تھی نہ تھا کچھ دلا سا تھی مین تھا مین یہ کہتا ہوں ی زلف سا تھی مین تھا زلف تیری جسے برہم کی صبا تھی مین تھا ساری محفل عواں شگرا رہو نہا تھی مین تھا کی گلوں جسے مرگوشی صبا تھی مین تھا</p>	<p>یا ر تھا انقل تھا شمشیر ادا تھی مین نہ تھا مطرب ساقی تھے خالی میری حاضری مین تھا اُس نے جب چھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا کہنے مین وہ رخ کے بوسے عواہن کس لیے جلوہ گاہ خاص تکا یگل گذر میرا کہا یار نے منھدی لگا ئی مجمع عشاق مین بیٹھا ہوں مجھ کیون ہم ہر تو اویر شگل</p>

<p>کیا کروں تقدیر میری ناراستھی میں تھا مانع دیدار تو میری جانتھی میں نہ تھا وہ قضائے تیری تھی یا میری ادھی میں تھا عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی میں نہ تھا</p>	<p>وہ صوفی مصفی تھی رات بھگو نیم میں سکی نگاہ کہتے ہیں وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہر گلہ وہ کہیں گے حشر میں قائل کو پوچھو نگا اگر عرض کرتا سنگدل لاشانہ آسن کو بسا</p>
<p>رات اس محفل میں کیا موقع تھا صفر کیا کہوں سرمہ تھا سستی تھی غارہ تھا خاتھی میں نہ تھا</p>	
<p>ہر چاند سا چہرہ تو چلن کبک درسی کا دامن میں نہ چھوڑ دنگا نسیم سحری کا کچھ رنج نہیں ہر مجھے بے بالی پری کا کیا تیرے ہر خیر تری بیدادگری کا نور شید میں عالم ہر چراغ سحری کا چمکا ہوا اختر ہر فقط بے نہری کا ہر رنگ ترانوں میں ترے نوحہ گری کا دم ٹوٹے دیکھا جو چراغ سحری کا انسان کی صحبت میں نہیں کام پری کا بھولا ہی چین یہ تری بیدادگری کا ہر شمع پہ عالم ہر چراغ سحری کا</p>	<p>اندازِ نرالا ہر تری جلوی گری کا لائیگی نہ بوجاۃً محبوب کی جب تک صد شکر کہ عباد نے تیکہ تو بسایا ہر خبش ثرکان سے ہر مقتول زمانہ اٹھا ہے یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ اس عہد میں خاک اہل ہنر چھپانے میں گل پاس ہر کیا صدمہ ہر دل پر ہر طبل یاد آئی مجھے اپنے دم باز پسین کی عشاق کی محفل سے وہ اٹھے تو یہ کہہ کر تربت پہ غریبوں کے چراغان میں ہر گل کون اٹھ گیا ہر نیم سے یارب کہ سر شام</p>

<p>مہر کی اگر انجام پہ کچھ تجکو نطسہ ہر اند رکھا اکھاڑا ہر چمن موسم گل مین ہر یاد مجھے وہ شب و صلت کا گزرا</p>	<p>زادہ سفر آسان ہر خشکی سے تری کا ہر بھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہر پری کا ہر وانوں سے ملنا وہ چراغ سحری کا</p>
<p>پھر جاگٹئی گل کی قبا باغ مین صفدر پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ درمی</p>	
<p>کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا جسکو احمد سا رہنما نہ ملا رہا اُس شوخ سے ہوا نہوا ایسے اہل جہان عدم کو گئے کھوٹا جو گرہ مرے دل کی ایک حسن و جمال مین تم ہو در بایکڑوں ملے لیکن تم نہ جسکو ملے خراب ہوا دین و دنیا کی مل گئی دولت فقیر مین عرش پر دماغ رہا راہ ہستی مین سب تھے بیگانے</p>	<p>پر کہین دل کا بد عسانہ ملا ڈھونڈتھا ہی رہا خدا نہ ملا کیا اجسا رہے ہر دل ملا نہ ملا کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا کوئی معشوق با وفا نہ ملا کہیں مین بھی گیا خدا نہ ملا تم جو مجھ کو ملے تو کیا نہ ملا بادشاہوں سے مین گدا نہ ملا آج تک کوئی آشنا نہ ملا</p>
<p>دل جو سینے سے گم ہوا صفدر</p>	

لاکھ ڈھونڈھا کہیں تیانہ ملا	
کیا کہوں حال ہر جو کچھ دل کا ہر عدم کتنی دورستی سے شور و محشر ہی جسکا نام جنوں اتفاقاً رہ آگئے ہیں ادھر ای صبا فیس دیکھے لیسے کو ہجر جانان میں مروا نہیں بنکے بیٹھے بن غیر پریشان کون آیا کہ باغ میں ہر خوشی وہ آٹھایا ہر سحر کا صدمہ دام صبا دے کے آیا ہر مرے دم و دم مجھے کوئی بوسہ ہو میں بسمل کی مشکلیں آسان	رقص دیکھا ہر تنے بسمل کا فاصلہ کل ہر ایک منزل کا شور ہر وہ مری سلاسل کا خوب نکلیگا حوصلہ دل کا کہیں پردہ الٹ دے محل کا داغ ہر وہ جگر کا یہ دل کا رنگ بگڑا ہر آنکھ محض کا نغمہ بیون میں ہر جلاجل کا اب کی بجائے محال ہر دل کا اب گہبان خدا عسادل کا ہر سوال آخری یہ سائل کا دم غنیمت ہر تیغ متاع کا
نزع کئے ہیں جیسو ای صفدر فی الحقیقت ہر وقت شکل کا	
صانع نے اسکو آپ ستمگر بنا دیا ہانی نے کھینچیں دوزخ میں لگ لگ	ابر و کو قتل کے لیے خنجر بنا دیا اسکے قدم پہ کیوں نہ مرا سہ بنا دیا

ہمارنگہ کو رشتہ گو ہر بنا دیا	آنکھوں نے میری وقت نظارہ بند کئے
تمنے تو قتل گاہ مرا گھر بنا دیا	فرقت سے دلمین خون ہزار آرزو ہوا
جسنے کہ اسکو بچو لون کا زیور بنا دیا	جکڑا اسی نے جکڑو سلاسل میں آج جو
مینا سے دل کو چرخ نے پتھر بنا دیا	صدے دیے یہ فرقت محبوب میں مجھے
دور فلک نے پانوں میں چکر بنا دیا	سرکشگی میں عمر بھاری گدہ رگنی
نامے کو فرط شوق نے دستہ بنا دیا	لکھتا تھا ایک بند ہزاروں کیے رقم
ذروں کو آفتاب منور بنا دیا	پردہ اٹھاتے ہی رخ روشن سے پار
قمری مجھے تو اسکو صنوبر بنا دیا	بخشا جو اسکو حسن تو مجھ کو خدا نے عشق

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ کئے

مستوق بننے یا رکھو صفہ ر بنا دیا

سفر میں اگر کبھی ان آنکھوں نے روئے اہل وطن دیکھا
 قفس میں ایسے ہوئے مقید کہ خواب میں بھی چین نہ دیکھا
 سوائے زحار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
 حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا
 پھرے زمانے میں بدتون ہم رہی حسینوں کی ہم کو صحبت
 کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی یمن یہ یا نکین نہ دیکھا
 نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہر ترچھی

جو بانگین پہننے تم میں دیکھا کسی میں یہ بانگین نہ دیکھا
 دہن ہر غنچہ نو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت
 تمھیں تو دیکھا بلا سے پہننے جو فصل گل میں حین نہ دیکھا
 کہیں تمھیں خوبوں کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھ کر
 وقار الفت کا ذکر کیا ہو کسر نہ دیکھی دہن نہ دیکھا
 چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا میں گر کنوین میں
 بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے چاہو ذوق نہ دیکھا
 جو دیکھیں وہ خال زیر ابرو بڑھے نہ کیونکر تعجب اپنا
 گئے ہن کہے ہن ہم تو اکشر وہاں کوئی برہمن نہ دیکھا
 عذاب سے سیری لاغری نے مری لحد میں مجھے بچا یا
 فرشتے آئے جو ہر پرستش تو کچھ سواے کفن نہ دیکھا
 ہزار جادو زبان ہو سبجان ہزار معجز زبان ہیں لقمان
 مگر کسی رزائے کے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا
 دکھائی قسمت نے وصل کی شب ٹھاڈ چہرے ابو گیسو
 عجب کی جا ہو کشب کو ہم کیا کسی نے سوچ گنش دیکھا
 کمال بارون سے تنگدل تھے عبث گرفتار آب گل تھے
 پلے سفر کو کبھی جو ہندو تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ بار دیکھنا چہرے پہ اُس کے گیسوئے خمار دیکھنا کہ میری سمت گاہ سو غیر ہو نگاہ صیاد دام لیکے تو آئے سوئے جن آنکھیں ترسی کہیں نکلواے باغبان ہم نالہ کرتے ہوئے تو بولے وہ غیر سے مگر چھوٹا وہ عالم غریب میں یاد ہو دیکھا جو میں نے پیار سے جھجکا کہ کیا یوسف تو ہو مگر ہو ابھی خرد سال تم دیکھا جو برق طور کو موسیٰ غش کیا گستاخ ہو کے میں نے جو بوسہ طلب کیا بدت ہوئی کہ دام و قفس میں ہو اسیر	تقدیر جو دکھائے وونا چار دیکھنا کیا باغ پر ہر ابرو و حوا ندھار دیکھنا کستی ہو دونوں باگون یہ تلوار دیکھنا ہم سب سے پہلے ہو گئے گرفتار دیکھنا گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا کیسا یہ شور ہو پس دیوار دیکھنا حسرت سے جانب درو دیوار دیکھنا پھر یوں مری طرف نہ خبردار دیکھنا بارہ برس کے ہو گئے تو بازار دیکھنا آسان نہیں ہو جلوہ دلدار دیکھنا ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا یار ب نصیب ہو بہین گلزار دیکھنا
---	---

صفہ سخن میں بھی ہوا ترسو عشق کا

کس درجہ گرم ہیں مرے شعرا دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا ہر نگہ میں ہیں سب کوں دان مترود ہو دل کوں کمون	دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا پوچھتے ہیں وہ دعا میرا
---	--

<p>دیکھو کیا حال ہو گیا میرا کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا مل گیا مجکو خونہا میرا رنگ چہرے سے اڑ گیا میرا بخشد و تم کہا سنا میرا لیگیا دل وہ دیز با میرا خوب نکلیگا وصلہ میرا ہر یہ مدت کا آشنا میرا کوئی دیکھے تو وصلہ میرا ساتھ دلتے ہر ترا میرا امرتو کیا نہیں خدا میرا</p>	<p>چار ہی دن میں ہوئے تم سے جدا اُس گلی میں گیا تو یہ چاہا دست رنگین سے اُسے قتل کیا صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب اب میں ملک عدم کو جاتا ہوں پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب گر خدا نے دکھائی وصل کی شب لیے جاتے ہو تم کہاں دل کو اُس ستمگر سے دل لگایا ہو چھوڑ کر دل مرا نہ جا عزم پاس تمکو اگر نہیں تو نہ ہو</p>
<p>جب بہار آئی باغ میں صفدر داغ دل ہو گیا ہر امیرا</p>	
<p>بتلاے زلف پابند پریشانی ہوا قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا</p>	<p>روئے تابان جس نے دکھا صحرای ہوا کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا استقد ر سجدے کے سنگ درجہ ہوا خضر و یو دونوں عاشق ہیں کراٹنا ہر فرق</p>

ہوں وہ بکلیلِ نئے سے صا روشن ہر بجھے	شکلِ سری دیکھ کر تپہ کا دل پانی ہوا
عالمِ حشر میں کیا پروا رنوگر کی رہے	کب بچھا کب چاک اپنا رختِ عریانی ہوا
کس کا غم آیا کہ مری خونِ بختِ دل کیا	خانہ تن میں مرے سامانِ مہانی ہوا
دلِ باندھا دھیانِ جبائیں دُخسار کا	ایک شب میں ختمِ قرآن کیا باسانی ہوا
دوقدم چل کر کیا تھے زمین کو آسمان	ذرہ ذرہ صورتِ خورشید نورانی ہوا
اُس حسین کے آئے جہمِ باغِ مستی میں قدم	شور اٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا
گھٹتے گھٹتے ن کو کیا معراجِ معدی ملی	رفقہ رفقہ سایہِ محبوبِ یزدانی ہوا
قامتِ آدم سے بالا قدر احمد کیوں نہو	مصرعِ اول سے ہتر مصرعِ ثانی ہوا
میں مسلمان جب تک تھا صد دہند و رہا	میں جو ہند و ہو گیا وہ شوخِ نصرانی ہوا
زینتِ حشر عجب کٹوں کے پھیر سے بڑھی	پانوں اپنا شانہ زلفِ پریشانی ہوا

کھینچ گیا نقشہِ مضامین سراپا کا ترے

خاتمہ صفدر بھی گویا خاتمہ مافی ہوا

جب تک اپنے دل کو شغلِ آہِ آتشناک تھا	اک تیا ہر روز ہنگامہ تہِ افلاک تھا
وصلِ ہو ہی یہاں ہستی کا قصبہ پاک تھا	رابطِ حسنِ عشقِ ربطِ شعلہ و خاشاک تھا
اُس کے جانے ہی گلستانِ ہو گیا نامِ سرا	نخلِ ماتم ہر شجرِ ہر گلِ گریبانِ چاک تھا
سرخروہِ لبہلو میں تیر تھا اترِ شہنوار	لنگے سر جھکا بدستِ بستیہ فتر اک تھا
غم کبھی میر دل پر سوز میں ٹھہرے عیش	پڑ گیا ہواک میں دم بھر میں جگر خاک تھا

یا اکی عمر بھر پھر تار با کیوں سسر مرا کیوں کی قاتل نے کی تلوار رو کی کیس لیے ایک دم میں عرصہ ہستی کو یہ طر کر گیا جب رداں نا پہنچ جاتا فقد ہمت بھی شہ تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی پیش عاتل بود و نابود جہان کیوں نہ آ	گرد باد و دشت تھا یا کاسہ گر کا چاک تھا گردن سر کا داک ضربت یقین پاک تھا تو سن عمر روان چالاک سا چالاک تھا دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا آنکھ سے آنسو کا گزنا تھا کہ دہن پاک تھا خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا
---	---

لوٹ کا کیا کام صفدر بر بظرف نرد امی
بر صکے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری بیکر کا میں عالم میں دیوانہ ہوا دل جو عشق نرگس میگن میں دیوانہ ہوا ہو گیا کیا انقلاب ل تہوں کے عشق میں وصل کی شب کے آنکھیں بننے کیا دے نہ وہ کمر گھر سے گئے کیا دل بھی پہلے سے گیا ذکر میں ذکر لگیا ان صاف آنتوں کا اکثر آج مہمان ہر اکی کون شک آفتاب کر گیا پاک عدم کو کوچ عامل حسن کا ہو یہ رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی	شمع رو دیکھا جہا نین اسکا پروانہ ہوا رقعہ رقعہ عمر کا بسیر پیمانہ ہوا پشتیر اس سے جو کعبہ تھا وہ تہخانہ ہوا بہنچہ مرگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیکانہ ہوا دانہ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا منزل خورشید تابان میرا کا شانہ ہوا خط رویار معزولی کا پروانہ ہوا جب تک ساتی لبالب محو سے پیمانہ ہوا
---	--

حال اُسکے حسن قصہ ہمارے عشق کا	رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا
ہر مری دشت بھی اسی صفدر کوئی نازہ ظلم چار دن بیٹھا جو میر پاس دیوانہ ہوا	
عسیم عاشقی کا گر ہو چکا کر دغصہ موتوں برہم نہ ہو نشانہ ہو جلد اسی دل بخیہ کسی بات پر وہ نہ راضی ہو نہ آیا کبھی جسم اُس شوخ کو کہ ورت ہی ہو اگر در میان صبا کا گذر اُس گلی مین نہیں کسی کے وہ اب دل کو دیکھنے کے کیوں پھر مین کیا سو دیر کب سے ہم	جمہ ہونا تھا اسی بخیہ ہو چکا زمانہ ادھر سے ادھر ہو چکا روانہ وہ تیر نظر ہو چکا کئی رات دقتِ سحر ہو چکا یہی آہ ہر تو اثر ہو چکا دل یار مین اپنا گھر ہو چکا گزارہ ترانہ مسہر ہو چکا کہ آئینہ بد نظر ہو چکا رخ اپنا ادھر سے ادھر ہو چکا
بہت سجد اُس در پہ صفدر کیے چلو بس اٹھو درد سر ہو چکا	
گر یہ مینا سے مریا خندہ پیمانہ تھا قتلگاہ شوق مین شوق تھا قاتل کہا پاسے قاتل پر جو مین کاٹ کر سر رکھ دیا	غور سے دیکھا تو اُس کا جلوہ ستانہ تھا تسخ رکھ دینا گلے پر ناز مشوقانہ تھا یہ بھی اکا دن سا جوش بہت مردانہ تھا

حال واعظ ہمیں بوجھیں اہل مسجد سے کہو	آج ہر منبر نشین کل ساکنین میں خانہ تھا
میرے مرثیہ کی خبر پائی تو اُسے یہ کہ	جی ہلت تھا مرا وہ بھی عجب یوانہ تھا
کیس طرح گلزار میں رہے کہ قسمت پھر گئی	خانہ صیادین اپنا تو آب و دانہ تھا

شک وہ حال اُن صفدر یہ کہہ سو گئے

نی الحقیقت خوب ہی تحسین افسانہ تھا

کم ہوگی در عشق کی شدت فغان کیا	صد مہ جو دل پہ ہر وہ کون میں زبان کیا
راحت طلب ہو کون مجھے آسمان سے کیا	در کار و زمین ہر تفریح کی دکان سے کیا
لئے ہمارے جاتراں تازہ ہون نہال	میں اُس میں پھنسا ہوں مجھے بوستان کیا
ہو سے تو رو گل کے لیے فرط شوق میں	جیران اُن کے غم کروں باغبان کیا
خلقت ہماری ذکی ہر خلقت جہان کیا	فرصت تمام عمر ملے گی فغان سے کیا
ڈرتا ہوں کیا پیام کون نامہ بر میں	کیا جانے اُس کے سامنے نکلے زبان کیا
روئے فکر ہر جہاں کف پاسے مشغل	تشبیہ اُسکی مانگ کو دوں کہستان سے کیا
تن میں نہیں جو روح تو کس کام کا ہر تن	طائر جو اُڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا
دنیا نظر میں خاک ہر عقیقی کی فکر میں	طالب دان کے میں ہمیں طلب یہاں سے کیا
بہتر نہیں ہر دیر و حرم اس مقام سے	جاؤں کہیں میں اُٹھکے ترے آستان سے کیا
بڑھتا نہیں ہر ناتواں کیلی جو نجد سے	مجنون کو اتحاد ہو سارا بان سے کیا
دل کھو کر ملو گا اکیلے تو وہ ملیں	غائب ہوں ہر آنکا کہیں گے زبان سے کیا

دیدارِ دختِ زر کا نہیں آج تک نصیب	حاصل ہر مجکو خدمتِ پیرِ نغان سے کیا
ہر ہر قدم پہ مین دلِ عشاقِ پائمال	سیکھی ہر تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا
باتینِ ثرائی کی مین بے لیل یا رہر	وصلت کی شبِ بانِ یلگی زبان سے کیا
راہِ جهانِ مین مد نظر ہر رودار دی	آئروں گاہِ پشت تو سن عمر روان سے کیا

ہون سرفروشِ قفل کی صفدر ہر آرزو
سر کینے پاؤں معرکہ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کو شبِ آت سے بے نقاب دیکھا
کہو تو پائی ہر جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا
جہانِ فانیِ خراب پایا یہ بحرِ ہستی شراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشمِ جناب دیکھا
سراے فانی کے میلے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مستِ جلال پایا کسی کو مستِ شراب دیکھا
کہوں شبِ غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ را
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا
اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی منگدہ بھی ہر اچھی محفل
گر نہ دونوں کو ہمنے اپنے مکانِ دل کا جواب دیکھا
کیں تو میخوار ہنس رہے تھے کین تھے پر ہیزگار گریا

عجیب ہنگامہ اٹھ کے تربت سے پہننے روز حساب دیکھا
 خیال آیا کہ عشق قامت میں پھک رہا ہو جگر ہمارا
 جسلا جھنسا سنج پر کسی دن جو ہم نے کوئی کہا دیکھا
 وہ گردش چشم ست ساقی لگی نظر میں ہماری پھرنے
 شراب خانے میں جا کے ہم نے جو در جام شراب دیکھا
 ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے مٹھ چھپایا
 تمھاری آنکھوں نے بھی نہ تم کو کسی طرح سچا دیکھا
 ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جاناں میں ہمنشینو
 جو شام کو ماہ اسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
 کلیم سے کوئی جا کے کدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
 رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
 جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہو حقیقت میں عین دولت
 کسی کو رشید آنسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
 نہ چین صفہ رہا زندگی میں نہ بعد مرثیے پائی حرت

بیان بھی بنے عذاب دیکھا دہان بھی بنے عذاب دیکھا	دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو شانہ تھا
وہ دن کیا خوب ہے یار کیا اچھا زمانہ تھا	مرا سر جھٹک تھا اور اسکا آستانہ تھا
موافق دور گردن میر پٹے پر زمانہ تھا	

<p>کہ شو طبل ماتم میرقی بن شادبانہ تھا ہر اک پتا تھا آئینہ حین آئینہ خانہ تھا کہ تیر ظلم چرخ نادک انگن کا نشانہ تھا نہ بھی آذر دگی کی بات شکوہ سستانہ تھا جو دیکھا کچھ عجب رت کا اُنکی کا رخا نہ تھا مکر سر جھکانا پاسے جانان پر دوگانہ تھا وہ لیلیٰ دش تھا تو مجنون ترسا رازبانہ تھا گھرا ایسا دھوان ناون کا گویا شایانہ تھا ہمارا سر تھا ہر سون اور اسکا آستانہ تھا خطا صبا دکی کیا ہر مار آب و دانہ تھا سحر کو قافلہ حبوت منزل سے روانہ تھا</p>	<p>اٹھا تھا جب میں دنیا بے گرانہ تھا اُسی کی شکل دیکھی ہر طرح سیر گلشن کی نکالے بھی نہ تھے بال پر اپنے طائر دل عبث چین برجین ہو تم ہمارا خالی دل صنم خانے کو پہلے کچھ نہ ہم اس شیخ سمجھے تھے نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پوچھے اسکے قدموں رہا حسن انی جب تلک موقوف کیا ہم پر بھد پر کے جیسا جباب نے ہر پا کیا ماتم براہو دور گردون کا کہاں ہے اب کہاں بھینکا کبھی گلشن میں تھے تھے نفس پرانے بہین نقد رو دیکھنا ہم پر مولیٰ نینداور بھی غائب</p>
<p>پر پر و کس طرح گاتے نہ خوش ہو کے اسی صفدر ہوا جو شعر موزون اس غزل میں عاشقانہ تھا</p>	
<p>زنگ کچھ گہرا ہوا ہر صحبت صبا د کا پیار لیکن آگیا منہ دیکھ کر جلا د کا کس چین میں شیمان تھا بلبل ناشاد کا پوچھتے پھرتے ہن ہر کچھ میں گھر صبا د کا</p>	<p>دیکھئے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا قصہ تو روز قیامت تھا بہت فریاد کا کچھ نہیں کھلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا کس قدر شوق اسیری نے کیا ہر بقرار</p>

دیکھ پایا ہر جو انداز حرام نازیبا سانے میرے جو کچھ پیچھے اسکے مرگان کی ہوا بھی آنکھوں میں دم آئے بھی جبر سے نفا طرفہ شست خاک کو اس نے بخشا شرت توق نظار سے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہو وادی چشم میں سرگرداں ہوں بقدر ایک بھی ہمتیری صورت کا نہیں ان کو غم غیر بر جا کر لی یا سب سے گادہ ہر	کچھ چلن بگڑا ہوا ہر باغ میں شمشاد کا تیر نکر پڑ گیا دل پر تسلیم ہزا د کا رحم کا یہ وقت ہر موقع نہیں پیدا کا دیکھنے آئی میں پر یان حسن آدم زاد کا روح ہوتے وقت منہ دیکھا کیے جلا د کا تھک گیا ہر پاؤں اٹھ سکتا نہیں ہزار کا دیکھ آیا ہوں میں تجا نہ الہ آباد کا کچھ نہ کچھ آخر دکھایا گیا اثر فریا د کا
--	---

یا علی مشکاف شانی کیجیے صفدر کی اب
دیر سے یہ فطری آپ کی امداد کا

را تون کو مری سنکر فریاد بہت رویا وہ عاشق پر غم ہوں سنکر مرا افسانہ پر درد وہ افسانے بلب نے کے شب بھر میں نے سے مسجد میں آنے کو تو میں آیا نہا کوں غم غربت میں غمخوار مرا ہوتا دل میں یہ رحم ہر سب کا شریک غم دشمن کو خوشی میری کس طرح پسند آتی	دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا بجنوں نے کیے نالے فریاد بہت رویا گلچین کے سے آنسو صیاد بہت رویا صحبت کے جلسے کے جب یاد بہت رویا سائے نے کیا ماتم ہزار بہت رویا دیا میں جسے دیکھا برباد بہت رویا جب زخم ہنسے میرے جلا بہت رویا
---	--

<p>وہ عاشق گریان ہوں کھینچا جو مر نقشہ نھی طوق و سلاسل سے تھکی جو کجائی</p>	<p>مانی کو ہوں رقت ہزار بہت رویا زندانی ہوا جب میں آزاد بہت رویا</p>
<p>ہر بیت میں مضمون پر درو جاؤ صفہ</p>	<p>دیکھو جو غزل میری استاد بہت رویا</p>
<p>آج سامنا ہر کسی ماہ عیسہ کا ارمان ہی رہ گیا خ قاتل کی دید کا حد سے بڑھا ہر دس دن زخمی کا آباہ بیشل ہو وہ اس کے کتابی ہزار میں قاتل سے کہہ دو دیکھ لے سدا کا نظر سننے میں سب کسی بھی دیکھا نہیں کبھی ڈر ہر آئے آمد جانان میں مجھ کو موت شب کو نبات نعش پہ جب بڑ گئی نظر آگشتی سے کچھ دہن یا رکھ نہیں</p>	<p>تارا چمک گیا مر سے بخت عیسہ کا ابکی ہمیں سفر میں ہوا چاند عیسہ کا گنبد بنے گا کیا یہ مزار عیسہ کا مکمل نہیں جواب کلام عیسہ کا دنیا سے آج کوچ ہر ترسہ شہر عیسہ کا خفا ہر نام اس دہن نا پدید کا انجام ہو بخیر شب روز عیسہ کا سمجھے یہ ہر جنازہ کسی کے شہید کا خال سیہ ہر اس میں لگیٹھ عیسہ کا</p>
<p>صفہ رکمان مراد کا ملنا نصیب میں خود بخود تھیں جو ہم مزار نہ پائیں شہید کا</p>	<p>خجوں میں ہر چہ چاندی نازک بدنی کا طکرہ ہر لب لعل عقیقی مینی کا</p>
<p>پھولوں میں ہر شہر تری گل ہر تری کا دانوں پہ گمان ہر چھہ ہر تری کا</p>	<p></p>

کافی ہر وہی ہم کو چراغِ شبِ غربت شاخِ گل تر خامہ ہو کاغذِ ورقِ گل انگڑائی آدھری کسی مخمور نے بیشک اک جگہ میں موسیٰ ہوئے غشِ طور پہ کیسے دیکھے نودہاں لبِ لعلین کا کوئی رنگ مشہور ختن میں ہر تراگیسو نے شکیں	سینے میں جو ہر دماغِ غریب الوطنی کا تو وصف لکھوں میں تری نازِ کبدنی کا صد بہ جو ادھر ہے مجھے اعضا شکنی کا طاقت ہر کون تنہو سے میں گلہ ارنی کا خاتم میں لگینہ ہر عشیقِ مینی کا شہرہ ہر ستر قند میں شیرین دہنی کا
--	--

نظرون میں سہائی ہر کمانِ دولتِ دنیا

صفدر میں گداہوں در شاہِ مدنی کا

میں گھر سے چلے بزمِ دلداز تک نہ پہنچا افت تھی دونوں جانب تقدیر نے کمی کی دل چاک چاک ہو کر برسوں ہا پریشان چرچا جنوں کا پھیلا آفاق میں تو حاصل قاصدِ جہان سے گذرِ سختی سے منزلوں کی پرکھ میں جب ہیں کس طرح کوئی دیکھے قصرِ فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو نہی فکر پر تھی اونچی منبر پہ جا سے وعظ کچھ نجات کی رسائی کچھ اپنی نار رسائی	بلبلِ نفس سے چھٹ کر گلزار تک پہنچا پہنچا نہ یا ر مجھ تک میں یا ترک نہ پہنچا لیکن کسی کی زلفِ خمد از تک نہ پہنچا قصہ ہمارا گوشِ دلداز تک نہ پہنچا قسمت کا یہ بھی لکھا خط یا ترک نہ پہنچا کیا دھوم ہو کہ یوسف با زار تک پہنچا سیلابِ خیر گذری و یاز ترک نہ پہنچا رندوں کا ہاتھ اسکی دستار تک پہنچا واعظِ ملک تو پہنچا نہ خمار تک نہ پہنچا
--	---

<p>ایک بو سے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اُس نے طاہر وہ ہون کہ جس کی قسمت کو تہی کی</p>	<p>دس کیا شمار انکا دو چار تک نہ پہنچا چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہنچا</p>
<p>اسد رے ضبط صفدر زرق تین عمر گزری انسا نہ محبت اغیار تک نہ پہنچا</p>	
<p>دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا سر کو بڑھکے قدیار نے چلنے ندیا شوق نظارہ گلزار نے مجھ لاغر کو روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے سب سے بڑھکر تیرا ہن تیری نزاکت سے گلہ کم جہنم سے نہ بھی آتش عصیان لیکن ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے ایک فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر تسخ مقل میں کھنچی ہو وہ لاتے میں مجھے تاب رخ سے ترے آئینہ گھٹلتا لیکن</p>	<p>لاکھ سنبھلا دل مضطر نہ سنبھلنے ندیا میں نے قمری کو اطاعت سے نکلنے ندیا دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلنے ندیا میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے ندیا دو قدم ساتھ جاز سے کے بھی چلنے ندیا آنسوؤں نے مجھے اس آگ میں جلنے ندیا مر کے بھی سچ سے قسمت نے نکلنے ندیا دست موسیٰ کی طرح کیوں اسے بٹنے ندیا یہ پیام آ کے کبھی پیک اجل نے ندیا ٹھنڈی سانسوں نے مری اُسکو گھٹنے ندیا</p>
<p>ایک ہی دار میں صفدر کا ہوا کام تمام حوصلہ خجرتاں نے نکلنے نہ دیا</p>	
<p>دنیا میں کچھ سوسے رنج و محن نہ دیکھا</p>	<p>کنج قفس میں بننے رنگ جن نہ دیکھا</p>

یہ غیرت رگ گل مچھے سے وہ سدا ہر جو بات شمع سے نکلی گویا نبات تھی وہ اُسکی صدا نہیں کچھ آواز طور سے کم باغ جہان کا ہنسنے برسوں کیا تماشا کی اختیار ہنسنے ہر شو سے چشم پوشی پایا نہ تھکدوں میں جز عالم تجسس رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی پائی جو دماغ ہر بدن پر تصویر ہے بری کی تقدیر کی ہوائی دیکھو رہے نفس میں اہل وطن جو چھوٹے ہستے تو ایسے چھوٹے آفرین کھدیں ہزاروں مردوں کی برکسی نے	ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا تجھ سا جہان میں ہنسنے شیریں سخن نہ دیکھا باتیں سننی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا شاداب پھول تجھسا اے گلبدن نہ دیکھا ہنر جہان میں اس سے جب پر سن نہ دیکھا بت کوئی ہنسنے گویا اے برہمن نہ دیکھا قد سرو کو ملا پر سبب ذوق نہ دیکھا پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا گزری بہار ہنسنے روئے چمن نہ دیکھا غربت میں آکے ہنسنے خواب وطن نہ دیکھا عفو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا
--	---

عالم میں سب سخندان کہنے میں بجو صفدر
ہنسنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجائے تڑپے جو طائر دل کو شوق غربت میں ہر وطن کا
نفس میں تقدیر نے پھنسا یا خیال بیل کو ہر چمن کا
بیان جو کیا وصف اس بدن کا کہ صاف عالم ہر یاسمن کا
جو حلقہ ہر زلف شکن کا وہ مشک نافہ ہر اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہر وہ قد منو بروہ زلف سنبل و چشم زگس
 نظارہ اس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا بہین جہن کا
 ہماری ہستی کا یہ عالم عدم کی کرتے ہیں سیر ہر دم
 کبھی تصور ہو اس کمر کا کبھی تصور ہو اس دہن کا
 انہیں جو مد نظر ہر زینت تیری ہر زیور کی قدر و قیمت
 چمک گئی دھلک گئی کی قسمت بلند اختر ہو نور تن کا
 ردال خوبی کا دقت آیا گرین نہ اب حسن کا وہ دعویٰ
 نمود خط سیہ ہر رخ پر قمر کو دھب لگا گن کا
 نیادہ جو بن ہر رنگ لایا کہ کھنڈر و اسلام کو ٹاپا
 نہیں ہر خال سیاہ رخ پر گندہ ہو کبھی مین برہن کا
 یہ خویش و اجباب مہربان ہیں کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
 کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہو میری چھاتی پہ لاکھ من کا
 ذرا ترحم بھی دست وحشت کمان تلک تیریاں یہ تیری
 کوئی تورہنے دے تا رہا ثابت ہمارے یو سیدہ پیرہن کا
 اُداس شمعین مین شیشے روتے ہیں چپا ہو مطبل ساتی
 گئے وہ کیا انجمن سے اٹھ کر بدل گیا رنگ انجمن کا
 تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہی جو نہیں اہل گل

درق جو دیوان کا ہر ہمارے وہ ایک تختہ ہی یا سمن کا
اگرچہ مجرم بہت جون صفہ زمین ہر کچھ جھکو خوف محشر
جلایگا آفتاب کیونکہ کہ سہ پہر سایہ ہی پنجستن کا

چو گم ہوگا اسی پڑہ دہن اکن عیان ہوگا نگاہ ناز سے دل زخمی نوک سنان ہوگا غریزہ صرکی ہر حسن خوبی کا بہت شہرہ خدا نے رنگ گل ہو گیا بیا بگل تجھ کو ترا دو اوتہ ایسا گھل گیا ہر ناتوانی سے اسی ملکہ وہ لب پر پان کی سرخی تچا این ہنسے کی بیدی بدردن کو تدبیر و کیسی سہنگ کا کوٹھل گفتگو کو از زبان چپ ہو خیال قامت جانان اگر یون ہی ہا مین دہ نالان ہر قدم کھونگا جب سحر اوجشت مین بزرگ مرغ بود و بلبل نازک طبیعت ہون وہ وحشی ہون دیکھا ساتھ میل کوئی فرقت	انسان بے نشان پانگا جو خوبے نشان ہوگا چلیگا تیر جب ایماے ابرو کمان ہوگا تمھیں وہ حسین شہہ قرآن دیان ہوگا جہان تیر امکان ہو گا وہین اپنا مکان ہوگا کہ سر پر سایہ بال بری کوہ گران ہوگا گر بیان چاک سوسن کی طرح اب زغوان ہوگا بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا کمر بھی سخن نکلا جو منہ سے داستان ہوگا اٹھیکا نالہ جو سینے سے وہ سر روان ہوگا دہان نقش مایہ سے جادہ سر گرم نغان ہوگا تھلیکا بھول گلشن مین پنا آشیان ہوگا نکلیکا پیراہن جو دلت امتحان ہوگا
---	---

مین وہ دراندہ ہون ہر اسید کا ذکر کیا صفہ
مراسیہ بھی جھکو چھوڑ کر آگے روان ہوگا

کس کام کا پروہ دل حسین ملا آیا	بیکار آئندہ جب حسین بال آیا
اسد مرغان ہر رحمت ہسانہ جو ہر	مجرم رہا نہ بندہ وجب انفعال آیا
مخفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اٹھ چلا تو	سچ کہ کہ زمین تیرے کسٹا جالی آیا
وہ خال پیرا برو دیکھا تو ہم یہ سمجھے	کہے میں یہ اذان کو شاید بجال آیا
آمد شد آنکے گھوڑین کیا کیا بھلی نہ جھکو	خوش خوش گیا چمن میں جو کشتال آیا
کیا کفری رہا میں دودن جو سیکڑے میں	اوران مجھ سے تھے المین غفلت گال آیا
بیداد سے تبون کی تنگ گیا دل لسا	بسا خد زبان پر یاد و اہمال آیا
اُسکے چہ ذن میں دلو کو بحث پھنسا یا	جو کاکر میں کنوین میں سفت کو ڈال آیا
گھٹنے لگا جو ہر صکر مناسب ہم یہ سمجھے	پوچھا کمال کو جو اُس سیر وصال آیا

شکر خدا کہ صفدر عہد غم کی انتہا ہر

فرقت کی رات گزری روز وصال آیا

گہرے جو بار بار ہو اُس سے بناہ کیا	ہر روز جو جھٹکا کنوین اُسکی چاہ کیا
محشر میں چھپے جائینگے جو میں شہرے	کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا
دیکھیں جو قدسیوں کی جھپکتی ہیں عرب	ہر عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا
کیا بات ہو جو مجھ سے ہے آپ مرغان	کرتے نہیں گہ اپہ کرم بادشاہ کیا
زباں بھی تو نشہ نخوت سے مست میں	تھوڑی سی ہو جو بننے بھی پی لی گناہ کیا
نیرنگیان میں قدرت پروردگار کی	اُصاں چہرے پر پروہ زلف سیاہ کیا

کوچے میں آنکے میں جو گیا ہنسکے یہ کہا واعظ یہ کوئی بات خلافت ادب نہیں افت کا ہو بڑا ہمیں برباد کر دیا دشمن ہو دین کا جو صنم اُسکے سامنے ساتی خدا کی واسطے لا اب شراب سرخ لکھا ہر خط جو میں نے بڑے فطرات میں	اُسے کدھر کہ بھول گئے آپ راہ کیا بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گنساہ کیا کیا جانتے تھے ہم کہ ہر ترچھی نگاہ کیا اُسے زبان پہ اشدان لالہ کیا گلشن میں گھر کے آیا ہر ابر سیاہ کیا پھر تا ہر اُس گلی میں کبوتر سیاہ کیا
--	---

ہو گا اُسی کا دا اور محشر کو بھی لحاظ
صفدر میں اُسکا حشر میں نہ ادواہ کیا

تراقد قیامت سے بڑھ کر بنایا تھمے مرے تن پہ جب سر بنایا ہر سند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو عدو باغبان ہو تو گلچین ہو دشمن جنوں میں ترنگ آگئی میکشی کی دکھایا لڑکپن نے اعجاز عیسی نہ خندان نہ گریان ہوا تو آنرز دہن اُسکا پنہان کر اُسکی غائب نہ مرنے جو ہم تمکو شہرت نہوتی	بنایا جو کچھ اُس نے بہتر بنایا جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا کہ صانع نے اُنکو مکر بنایا کہاں اشیان ہننے اکر بنایا سہو توڑ کر ہننے ساغر بنایا جو پر اُس نے پھونکا کبوتر بنایا بنایا جو بت خاک تھجہ بنایا وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا تھجین ہننے ایجان بگر مگر بنایا
--	--

بیابان کو حق نے کیا پیچھے پیدا نزہت تمھاری جو خاطر بھی ایجا حسین دیکھ کر خود نہا ہو گئے سب حسینان عالم کو کیا تم سے نسبت	مرے پائوں میں پہلے چکر بنایا زر گل سے زر گر نے زیور بنایا عجب آئندہ اسے سکند رہنایا تمہیں چاند اور دن کو اختر بنایا
بنے دین دنیا یہ مشکل ہے صفہ ر جو یہ گھر لگاڑا تو وہ گھر بنایا	
باغ میں جا کر مجھے وہ گلبدن یاد آگیا وہ رخ گلگون دم سیر جن یاد آگیا سرو سے ہکو بندھا آتش موزوں کا خیال جب کیا نظارہ اوراق نسیم و سمن دیکھ کر نرس عشق اسکی آنکھوں کا بندھا باعث حیرت ہوا کیسا تماشا سائے چمن سیر صحرائی تو رہے غریب مجھوں پر ہم	سر سادہ قدم غنچہ سادہ بن یاد آگیا چاہ گلشن دیکھ کر چاہ دشن یاد آگیا دیکھ کر غنچہ وہ چھوٹا سادہ بن یاد آگیا گورا گوریا رکانا زکبدن یاد آگیا سنبل تر سے وہ گیسو پر شکن یاد آگیا اس گل غما کا رنگ انجن یاد آگیا کوہ پر پہونچے تو ہم کو کوہ بن یاد آگیا
کیسے کیسے یاد آئے ہکو یاران وطن پہونچے غریب بن جو ہم صفہ ر وطن یاد آگیا	
بیخدا تو نے جون سے کاٹ کر سر رکھ دیا گردن بسل پہ جب قاتل نے خنجر رکھ دیا	ہمنے انصاف اسکا تو قاتل خدا پر رکھ دیا موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھ دیا

جو بی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
 ناتوانی سے بیان قبر ہم دب دب گئے
 حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
 کاتب اعمال نے کیا کام محشر میں کیا
 حشر میں نیکلیگی جو باریب جاناں سے جدا
 یکیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک و ذوال
 وقت پیدائش تو کچھ جو دستم ظاہر نہ تھے
 جھوٹی قسموں میں مجھی کو کر لیا ہوا زینت
 وہ نہیں قسمت ہوئیں جب آگئی نوبت مری
 اسنے یکتائی کا جب عوی کیا میرے حضور
 ہونے تیرہ نعت جب شن پہلی شمع مزار
 دوستوں دین کر کے دوستی کیا خوب کی
 تخت مل خون جگر حاضر ہوا ایمان غم
 حق سے ہم شکوہ کریں کاتب اعمال کا
 جب شرابا بیٹے میں کی ساقی نے کی
 کھینچ دی ساقی نے اپنی چشم بینی کی شبیہ

رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھ دیا
 فاتحہ کو جس نے رکھا ہاتھ پتھر رکھ دیا
 اُنسہ اچھا ہوا ہنسنے چھپا کر رکھ دیا
 غیر کے سر پر عمر عیمان کا دفتر رکھ دیا
 سبے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھ دیا
 نام اُنکا اُسے ماہ دہر انور رکھ دیا
 یا خبر تھا جس نے نام اُسکا ستمگر رکھ دیا
 ہاتھ جب چاہا اٹھا کر میرے سر پر رکھ دیا
 ہاتھ سے ساقی نے میخانہ میں ساغر رکھ دیا
 میں نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھ دیا
 شام ہی سے اُسکو مرنے بجھا کر رکھ دیا
 سیکر دن میں گارے سینے پہ پتھر رکھ دیا
 حاضر جو تھا وہ میں نے آگے لا کر رکھ دیا
 دل میں جو یادوں دنوں لکھ کر رکھ دیا
 میرے اشکِ سخن نے چھلک کے ساغر رکھ دیا
 جام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھ دیا

صفہ روافضہ کو جب قتل مہ کرنے لگے

آرزوؤں نے گلے کو زیرِ خنجر رکھ دیا

وہ پہلو سے جسم روا نہ ہوا	میں تیر قضا کا نشانہ ہوا
ندامت سے یاں اپنے آنسو ہے	وہاں مغفرت کا ہسانہ ہوا
نہ آیا دُرا رحمِ بیدرد کو	میں تڑپا کیسا وہ روا نہ ہوا
کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا	کہ دل اپنا جا کر نشانہ ہوا
محبت میں اسدِ رجبِ شہرت ہوئی	کہ حال اپنا آئینہِ فسانہ ہوا
دل بد گمان پیچھے پیچھے چلا	جو قاصدِ ادھر کو روا نہ ہوا
کمان ہمسے خانہ بدوشوں کا گھر	جہاں رہ گئے آشیانہ ہوا
ہوا ہو گئی وہ بہارِ شباب	گئے جوش کے دن زمانہ ہوا
ہمیشہ حسدوں پہ مڑتا رہا	ازل سے ادا کا نشانہ ہوا
وہ میخواری تھا میں کہ ابر بہار	حد پر مری شامِ سیاہ ہوا
جگہ برق کو وہ پسند آگئی	ہمارا جہاں آشیانہ ہوا
طبیعت ہوئی جبِ وحدت پسند	جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا
جفا آئے چھوڑی نہ میں نے وفا	ادھر سے ادھر اک زمانہ ہوا
دمِ قفل چھوڑا مجھے نیم جان	نزدِ اکت کا آنکو ہسانہ ہوا
نہ دیکھا ریاضِ جہاں اک نظر	ہرنگِ صبا میں روا نہ ہوا
یہاں ہم ہوئے خواہمیں ہم نعل	نزدِ اکت سے واں دردِ شانہ ہوا

انجمن قتل صفہ تھامہ نظر فقط جرم الفت بسانہ ہوا	
<p>جو حسین دیکھا کہین میں سکا دیوانہ رہا عمر بھر دلیں خیال رو سے جانا نہ رہا کوئی زینت خوش آئی خاکسار کے سوا یان ل مضر رہا وقت میں آنکلی چاک چاک اوجہ امین بادہ کش تھا بچن پر سیکہ کوئی ہوگا اس خرابات جہان میں ہویا انقلاب ہر سے کوئی جگہ خالی نہیں دلیں تھے تھے جوانی تک حسینوں کے خیا ساتھ اسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج منزل فاق میں نکھالیں عجب وحشی مزاج اب سانی ہر نہ بنا ہر نہ ساغر نہ خسم وہ غم فرقت کو سیرات بھر سنتے رہے رات بھر نیم حریفان میں عجب ذوق ری خاک بھی اپنی پریشان کو بکو بھرتی زخم جھوٹہ رخسار سے اس مہر طلع کے مدام</p>	<p>باغ میں بلبل ہا محفل میں پروانہ رہا بادہ گلزمگ سے بسہر یزید پسانہ رہا عیش و عشرت میں مزاج اپنا فقیرانہ رہا ادروہان لطف رسا میں ات بھر شانہ رہا ندیب و شرب مرا ہر وقت زندانہ رہا عمر بھر میں تو مروت سے ستانہ رہا ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا یہ خرابہ ایک مدت تک پریشانہ رہا دشت میں سودا ہوں سے پناہ رانہ رہا آشنا تو آشنا ہوں سے بیگانہ رہا مشکون کے دم تلک آبا دیحانہ رہا عاشق و معشوق میں دلچسپ فسانہ رہا سرنگون شیشہ رہا گردش میں پیمانہ رہا بعد مردن بھی خیال زلف جانا نہ رہا منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا</p>

استحسان عشق میں صنف در رہے ثابت قد	
حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا	
مٹے ہو دن کو یہ ظالم سنا یگا پھر کیا یہ جا کے عرش کا پایہ ہلا یگا پھر کیا وہ بھول آ کے لحد پر چڑھایگا پھر کیا ٹرپ کی سیر یہ تلمود کھایگا پھر کیا کلی سے یار کی قاصدہ آئے گا پھر کیا بگاڑ کر مراجرہ بنایگا پھر کیا	پس فنا ہمیں گردون ستایگا پھر کیا ضعیف نامہ دل اُس کا ہلا نہیں سکتا شریک جو نہ ہوا ایک دم کو بھولوں میں خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو کہا سنا جو یہ لوگوں سے بخشوا کے چلا کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہر
ہلال بد بھی ہوتا ہر ایک شب صنف	
گھٹا کے مجھ کو نہ گردون بڑھایگا پھر کیا	
روایت پاسے موحده	
اگھو ٹھٹ ترا اٹھیا گا عروس بہار کب آئیگا یار ب اوج پہ میرا غبار کب تیری ٹرپ ٹیگی دل بیتار کب بڑے بگڑے پہننے بنایا تھا یار کب مخدے ہوئے چراغ شب انتظار کب بیرامرا لگایگا ای خضر یار کب	سیر حین کو آئیگا وہ گل عذار کب روند یگا میری خاک کو وہ شسوار کب روز فراق و روز وصال ایک حال ہر بیگانگی کا میں نے جو آنسے گلہ کیا تا صبح شوق دید میں آنکھیں کھلی رہیں مدت سے بحر عشق میں کشتی بہا ہر

میں انبی دھن میں حشر کے دن بھی کہا کیا مدت سے تلگاہ میں نہیں تو سر پہنٹ گھر بیاں شب فراق کی کبتک گنا کردن انکار صاف تھا وہ کرتے ہیں صیل سے	اسد ہوگی صبح شب انتظار کب کرتی ہر اتفات گزرتیخ یار کب پروردگار آئینگار روز شمار کب مایوس ہوگا تو دل ایند وار کب
---	--

تو بہ جو کی شراب سے آئی ندائے غیب
صفدر تمھاری بات کا ہر اعتبار کب

کوئی عالم میں نہیں ہر اس شکر کا جواب وہ رخ روشن ہر مہر و ماہ انور کا جواب کسکے رخ کی ہر خجالت بال پرواز چمن خط کیا تحریر جب اسکو ہوا شوق میں خط کو میرے دیکھ کر قاصدہ کہنے لگے وہ فلک پر جلوہ گریہ آسمان حسن پر خدمت آئینہ داری جسکو دسم وہ خوبڑ دیکھ کر افشان جبین صاف پڑا ت ہوا خضر کی حاجت نہیں راہ مکان یارین مراغ کھائے ہفتہ کس گلبدن کی یاد نزع میں پائی ہر لذت کہ کتا ہر گلا	اورہ جسکے در کا ہر خورشید محشر کا جواب نکمت گیسو شمیم شک وغیر کا جواب رنگ بھی اڑنے میں ہر کوئل تر کا جواب ہنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب آتش فرصت کسکو ہر کھچے جو دفتر کا جواب عقد پروین سے کیا اسکے جھومر کا جواب رتبہ پائے تخت چمکین ہو سکندر کا جواب یار کو مد نظر ہر ماہ و اختر کا جواب نکمت اس نف مغبر کی ہر سہر کا جواب جسم لاغر ہو گیا طاؤس کے پر کا جواب تیرے بازو کا ہر اسی قاتل نہ خنجر کا جواب
---	---

<p>دل مرا شیشہ ہریری آنکھ ساغر کا جواب اپنے کانوں سے سنینگے چلکے دبر کا جواب حور کا فروں کا طوبی کا کوثر کا جواب بھڑخین بد نظر ہر جہج اخضر کا جواب</p>	<p>ہون وہ میکش خانہ تن بھی مرا میخانہ ہر نامہ برکیسا نقاضا ہر ہی گر شوق کا دحت زربینخانہ شیشہ جام ہر میر حضور پھر پند آئی انجین پوشاک صانی اندون</p>
<p>سنکے احوال ل صد چاک خط پیر سے کیا اُسے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب</p>	
<p>گلبریں ہمارا اُسے بین مہمان عجب عجب بین شیر نعم بین چاک گریبان عجب عجب بین تہلا سے زلف پریشان عجب عجب پریان بین جمع گرد سلیمان عجب عجب لایا ہر رنگ ابکی گلستان عجب عجب انسان کی صدقوں میں شیطان عجب عجب دیتی ہر سچ زلف پریشان عجب عجب دشت دکھا رہی ہر بیابان عجب عجب اپنی بھی میکشی کے ہن بیان عجب عجب مکرتا ہر بل وہ خنجر بران عجب عجب</p>	<p>دل میں بین رنج دشت داران عجب عجب سمجھا میں جال موج و گل و صبح دیکھ کر بحرین دباغ میں سنبل ختن میں شک دل میں خیال رو حیدان ہر اندون سو سو طرح کی دل کو ہر دشت بہار میں بہکار ہے ہن میری طرف اُسے قیب گردن میں طوق حلقہ زنجیر پائون میں کونین دقت بادیر گردی ہن دو قدم ساتی ہر زبرہ ہر ساغر سو ہر جہج ہم سے کبھی کبھی ہر رکاب ہوا</p>
	<p>رہتا ہر دل میں جال و خط و زلف کا خیال</p>

صفدر ہمارے گھر میں ہیں مہمان عجیب	
<p>حکم آئین کا جو اس کو چھین پائے عندلیب باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے قدر عاشق اک تمھاری ہی نگاہوں میں بھول نجاتے ہیں نقش پا خرام یار سے صفیہ دیوان پر ہوا پتختہ گل کا گمان تیر کر کے دم میں آتا نہیں صیاد پاس میں تو کیا ہو جائیں عشق تجھ پہ گل جانور بدلے رشتوں کے اگر تارِ گل صرف ہو سکدے پر صفا ستون کو ہر گلشن کا گمان ہر گلستان بھی تفسیرِ باندی عشاق کو بانع میں خل خزان ہوا تر گئے ہم صفیر باغبان بیدار ہو گل ہو فنا گلچین رقیب</p>	<p>آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب طرز اگر کچھ میرے نالوں کے اڑائے عندلیب دیکھ لو گل سے زیادہ ہر ماہے عندلیب ہر قدم خلخال پا میں ہر صداے عندلیب ہر صریر کلک اپنی یاں دے عندلیب دہستان کس کو گلستان کی سناے عندلیب سر سے پانک گل ترے جھلون کھاے عندلیب دام میں خنجر ڈال کے اسی صیاد آئے عندلیب قلقل مینا ہر سانی یا صد آئے عندلیب موج بوسے گل ہوئی زنجیر پاے عندلیب سبزہ بیگانہ ہوا آب آشنائے عندلیب اکون سنٹا ہر چین میں نا لہاے عندلیب</p>
ہم بھی اک گل کے تصور میں ہیں دم ناکہ کش اکون ہر ہمدرد ای صفدر سوئے عندلیب	
<p>نورق میں ہیں عیش کے سامان تمام شب نھی بسک یا دنا دک شرگان تمام شب</p>	<p>اندوہ و درد و رنج میں مہمان تمام شب دل میں مگر چھپا کیے بیکان تمام شب</p>

<p>بالین پہ ایک شمع ہر گریان تمام شب دیکھا کیا میں اب پریشان تمام شب ہو گا مری لحد پہ چراغان تمام شب دل ہر چراغ گور غریبان تمام شب سورج تمام دن بہ تابان تمام شب نکلانہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب</p>	<p>تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون، سر گیسو کی یاد میں اگر آئی بھی مجھ کو نیند کھا کھا کے داغ الفت گیسو میں مر گیا جنتا ہر ایسے کہ ہو میں کشتہ حسرت میں بہر نظارہ پھرتے ہیں اسکے مکان کے گرد آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے</p>
<p>صفدر شب صال جو آئے تو دیکھنا میرا ہوا تھ اسکا گریبان تمام شب</p>	
رویف با سے فارسی	
<p>اسد انہو بچے میں اپنی نظر سے آپ کیا شرم ہے کہ چھپتے ہیں ہنس قمر سے آپ واقف نہیں ہیں لذت درد جگر سے آپ بولی جیا کہ بچکے نکلے ادھر سے آپ ابکی خدا کرے نہ پھر میں اس سے آپ ہم آفتاب حسرت سے روئے قمر سے آپ پر دے میں خط شوق کو میں نامہ ہر آپ آئے ہیں اتفاق قضا و قدر سے آپ</p>	<p>آئینہ دیکھتے نہیں جادو کے ڈر سے آپ دن کو نکلتے ہیں نہ کبھی شب کو گھر سے آپ سینے سے میرے ہاتھ اٹھاتے نہ عمر بھر معن چمن میں نرگس جیران کو دیکھ کر خصیت کی وقت مجھ سے کہا جسکے پار آنکھیں ملا میں دنوں کا ہو جاے امتحان خط کے لفافے پر آنکھیں میں نے یہ لکھ دیا میرا غریب خانہ تمہارے قدم کمان</p>

<p>بس بس حضور اب نہ گرائیں نظر سے آپ کستا ہر دل کہ گزرتے ہیں اس گزرتے آپ</p>	<p>آنسو کی طرح خاک میں بجاؤنگا ابھی ہنگامہ دیکھتا ہر پہ برابر جہاں کہیں</p>
	<p>محفل میں ان کے سامنے سو بار ہم گئے پوچھا نہ یہ بھی آئے ہیں صفدر کہہ صفدر آپ</p>
<p>روایت تاسعہ فرشت</p>	
<p>یاں سر ہوا در بلایں ہیں سر پر تمام رات دیکھا ہر کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات جا کر کہیں رہے ہو مقرر تمام رات گھٹنا ہوں شل شمع برابر تمام رات چمکا کسی طرح نہ تعدد تمام رات زندہ رہو نگا ہجر میں کیونکر تمام رات تھما ماتھاب جاسے سے باہر تمام رات شیشہ نعل میں ماتھ میں ساغر تمام رات انگار دن پر ٹٹاتے ہوں بھر تمام رات گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات ہم خاک پر چڑے رہیں باہر تمام رات</p>	<p>دوان شانہ اور زلف بعبیر تمام رات کیا جانیں کیسکو آج وہ عالم کریگا قتل آنکھوں میں نیند بکھری ہوئی زلف رنگ پروانہ بن نہیں ہوں کہ دم بھر میں جل بجھوں راضی ہوانہ وصل پہ ہرگز وہ ماہر د ہر شام ہی سے موت کی چمکی لگی ہوئی سویا نکھا چاندنی میں جو ننھ کھو لکڑہ مہر اپنی تو یوں گذرتی ہر ساتی کی یاد میں اچان یہ بھی کوئی جلا نے کا طور ہو آسنیت کے انتظار میں آغوش کی طرح قدرت خدا کی غیر سے خلوت سر جو دوان</p>
<p>فرقت میں جال گرے صفدر میں کیا کہوں</p>	

	بستر ہا ہر بانی کی چادر تمام رات	
<p>جلد صبح تک شمع محفل کی صورت اکہی یہ کیا ہو گئی دل کی صورت وہ خیر کی صورت یہ قاتل کی صورت جو صورت ہو میری وہی دل کی صورت نہ دیکھی دم فزع قاتل کی صورت وہ رخسار ہر ماہ کامل کی صورت نہ دیکھی کبھی بہنے منزل کی صورت بہر کرنے لگے گل غنادل کی صورت مساخرے دیکھی نہ منزل کی صورت دور دیکھ لینے دے قاتل کی صورت</p>	<p>یہ شب بزم جانان میں بھی دلی صورت نہ آہوں میں گرمی نہ نالوں میں تیزی ہلال و فلک دیکھ کر کیوں نہ تڑپوں میں افسردہ ہوں تو یہ پرمردہ غم سے رہی مرتے مرتے بھی لبھل کو حسرت وہ ابرو ہر خمدار مثل مہ نو رہے دشت غریت میں آوارہ برسوں چمن سے جلا جب وہ رشک گلستان نہ آرام عاشق نے الفت میں پایا چل اویٹخ دم لے کے گردن پہ میلا</p>	
	<p>جو دیکھا مرتع حسینوں کا صفدر نظر آگئی اسکی محفل کی صورت</p>	
<p>باقی ابھی ہو دلیں مگر آرزو سے دست پھو لو نہیں بودو ہر کاشو نہیں جو دست نرگس ہر چشم دست تو سنبھل ہر ہو دست سبکی زبان سننے میں ہم گفتگو سے دست</p>		<p>ہر خد جہنم زار ہوا خاک کو سے دست کیا صحن باغ بھی ہو کوئی جلوہ گاہ دست نظارہ حبیب تماشا ہر باغ کا اسرے دیے شنوا ایسے ہکا گوشت</p>

کعبہ جو وہ تو قبلہ نما ہم یہ ہے سبب روتا ہوں میں تو اور چمکتا ہے رنگ حسن ہنسنے غضب کیا اسے خود میں بنا دیا خاک مزار بھی مری دیگ روانہی	رہتا ہے منہ جو آٹھ پہر اپنا سو دست بڑھتی ہے آنسو دن کے مرے آہر دو دست لکھتا تھا آنسو نہ کبھی رو برو دست مر نیکی بعد بھی نہ گئی جستجو دست
---	---

عرشب وصال زیادہ کرے خدا
صفر رہا سے ہاتھ میں قنکلو دست

دکھلائے آنسو دست خالی تمام رات دلین جگر میں سینے میں پہلو میں اپنے اک سلسلہ جو زلف سلسل سے دکھو تھا کس کو خبر ہے برق تجلی کی اکلمیم وہ پردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ رویا کیا ادھر میں ادھر وہ منسا کیا ہم اور شمع جلتے ہیں دنوں فراق میں وہ خواب میں بھی آئے تو ہر اے کے بیٹھے جو وہ لکھ کر کے شب ماہ بام پر	منہ دی سے دلین آگ لگائی تمام رات بجائی کہاں کہاں نہ گزرتی تمام رات کیا کیا کر سکی نہ ہنسنے اٹھائی تمام رات انکھیاں بھین اور وہ پا خنائی تمام رات اُس ناز میں نے زلف بنائی تمام رات کیا آنسووں نے سیر دکھائی تمام رات اپنی بیان کریں کہ پرائی تمام رات خوش ہوں کہ جگو پند نہ آئی تمام رات مہتاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات
---	--

آنکھوں کی آنکھ سے تو زبان زبان لڑی
صفر رہی فرے کی ٹرائی تمام رات

<p>سحر ہوئے تو دودھ کی انجن کی انجن رخصت یہی ہر تیری چال کی تو ہر سب پرین رخصت یہے جاتا ہر قاتل تیغ ہوئی ہر دھن رخصت معدے چھڑا میسے احوال چین رخصت ہوئی رو رو برو انون سے شمع انجن رخصت چھٹی مجھوں کے لیل یا ہوئی اس سے دین رخصت یقین ہر پہلے ہو جا توں سے برین رخصت فروری ہر سفر جا میں اہل وطن رخصت ہوایا عجب سے کیا یوسف گل پرین رخصت جہان سبزہ لکڑی یا ہوا سب دہن رخصت وہ بد قسمت ہو دریا ہوا تشنہ دین رخصت بدن روح جاتی ہر کہ ہوئی ہر دھن رخصت</p>	<p>ذرا ٹھہر دھو یا روئے تم ای جان من رخصت گریبان استیناسن میں ہر دست بخون چرن رخصت بجا ہر بھلوں کے زخم تن جو خون روہن رخصت پنھنے ہم دم میں دے جا میں گلشن سے رخصت سحر کیا آئی آفت کی تیا کی گھڑی آئی رخصت جدائی جان تن کی ہر ہر عشق عاشق کا رخصت کرو میں قصہ کہے سے جوتجا میں آئیکا رخصت قصا سر پر گھڑی ہر ایک ساعت ہم نہیں رخصت لکچا دل جو تیرا سا کا کما حشر نے رو رو کر رخصت حسیناں جن میں کم سن کی تیا کے قابل رخصت ٹرپ کر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے رخصت غیر اجاب سب روہن قت نزع بالین رخصت</p>
--	--

چلو صفدر پر صو گے سامنے اب لکے شعر اپنے

ہوئی برخاست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت

<p>جنت سے بڑھکے تھی مری محفل تمام رات اسدرا شتیاق شہادت کو خواب میں افسوس بنجودی میں جوانی گذر گئی</p>	<p>بہلو تھا ادرہ حور شمال تمام رات گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات رکھا نصیب تجھے غافل تمام رات</p>
--	---

رہتے ہیں آپا اپنے مقابل تمام رات ہکتا رہا میں جانب منزل تمام رات سر پر بلا میں سہی میں نازل تمام رات رقص و غنا کی رہتی ہر محفل تمام رات نثر پاتمام روز یہ سبیل تمام رات پردہ رہا حجاب کا حامل تمام رات سونے ندیگا شور و غنا دل تمام رات	آئینہ دیکھتے ہیں سحر تک وہ شام سے وہ اندکی سے شام ہوئی بجو راہ میں ہر بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف مست و شباب ہر وہ شوق اندون قاتل نے لی نہ خیر قاتل نے لی جسہ بھگو تھما خوف انکو جاتھی شب ہمال بھگو لوئے ہار تار کے بولا وہ گلبدن
---	---

صفر وہ شوق جب کمر ہلو سے اٹھ گیا
بٹھا رہا میں تھامے جو دل تمام رات

رویت تاسے لقیلمہ

اٹے نہ آسمان حج سے زمین اٹ فرش زمین بساط سہر برین اٹ سیدھے ہوں شہنام کے نقش نگین اٹ رخ سے نقاب ایبت زہرہ چین اٹ چہرے سے زلف بہر خدا اے حسین اٹ چادر ہمار کٹھ سے نہ اے ہمنشین اٹ	کچھ توڑ پکے اے دل ند گین اٹ اے آہ در جان کو دکھا اپنی تیریاں آتما نہ اے اثر نجات و اثر گون انسان تو کیا ملک تر مستاق دید میں اٹے اندھیری شب میں نظر چو دھوین کا چاند مازک بہت ہر دل نہ اٹ جا یا رکا
--	--

کبت ملک ہلا کے عرش کو ز در آرزو مایگی

صفدر کو پکار کے آہِ خزین اُٹ

رویتِ ثانیہ مسئلہ

آنکھیں چرا لے جسے ہر وہ دلربا عبت
جو کچھ کہہئے اس سے کہا سب وہ عبت
آئینہ رکھکے دیکھ لو کیا چاہتا ہر دل
شب کو لجا ٹوٹ چکا شرم اٹھ چکی
جب ہم نہیں تو کون تمہارا ہر قدر دل
خلوت میں کامِ غیر کا روز وصال کیا
دکھلائی گئے نہ دستِ خنائی وہ عمر بھر
تکلیف ہوگی پھر نگہِ دشمنان کو
تیرنگہ نے کام مرا کر دیا تمام
رکھتے نہیں وہ پائون زمین پر غور سے
دل سینے میں ہر فانی حاجات کا مرکا
دل میں ہمارے مثل سویدا کیں ہر تو
روز حساب چاہیے اور دل زما دوست
آیا نہ زندگی میں ملاقات کو کوئی
لائی نہ زندگی میں کبھی بک زلف یا ر

گوشے میں چھپ کے بیٹھ رہی ہر جا عبت
سنا نہیں جانتا ہر اس سے گلا عبت
تم مجھ سے پوچھتے ہو مرادِ عبت
اب میری جان کرتے ہو مجھے عبت
مسی عبت ہر سرِ عبت ہر خا عبت
آئی ہر کج ساتھ تمہارے جا عبت
ای دل ہر آنسے حوصلہ خوں ہا عبت
مکھو جلاتے ہیں لبِ معجز ہا عبت
اب کھینچتے ہو قتل کو تیغِ ادا عبت
آنکھیں سچاؤں کیوں صفتِ نقشِ ادا عبت
سوئے فلک اٹھاتے ہیں ردا عبت
آنکھوں کو جستجو ہر تری جا بجا عبت
خون نہرا عبت ہر امید جزا عبت
گھیرے ہیں اب جناز کو سب شنا عبت
شریت پہ کل چڑھاتی ہر بادِ صبا عبت

<p>اس بحر میں ہر ہستی مویہم نقش آب مہمان تن ہر روح بزرگ شمس گل ہوتے تو یلکے رخ کے فرے میں اٹھا چکا بستر پہ لاغری سے طینگے نہ ہم کبھی</p>	<p>مثل جہاب سر میں بھری ہو عبت شوق نظارہ چین دکشا عبت اٹھ پھیرا اب وہ بیٹھے ہیں کچھ خفا عبت بھرتی ہو دھونڈھتی ہوئی ہو کھو قضا عبت</p>
<p>نام دفا وہ غیر جفا جانتا نہیں صفدر ری اس صنم سے امید دفا عبت</p>	
<p>نظر آتا ہو پرمردہ گل خسار کیا باعث نہ وہ نہ کھنسا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرائش نہ لب پر بان کی سرخی نہ مٹی ہر نہ سر پہ نہ وہ شوخی کی باہن ہیں وہ گرمی طبیعت رخ نازک رشک لہر احرار تھا سرخی میں بیان کرنے ہو کچھ سمجھ زبان کچھ نکلتا ہو نہ شوق سا غزل ہر نہ ذوق لادو گل ہو صد اقلیل مینا سے کانو کو ہوئی نفرت مسیحا تم تو تھے ایجاں جان سا رم لیفون کے چھپاتے ہو عبت راز محبت جان رون سے</p>	<p>پریشان اندون میں گیسو خمدار کیا باعث خفا آئینے سے شانے سے ہو بزار کیا باعث ہو کیوں نصحتی سے تمہیں انکار کیا باعث ہوں پردہ ہم ہر آہ آتش بار کیا باعث ہو کیوں زرد دل نرگس بیمار کیا باعث ہوئی کیوں نیچو دانہ ایک کی گفتار کیا باعث ہوئی پرمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث یہ آفت ہر لب کیوں یہ کیوں ہر بار کیا باعث نصیب دشمنان کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث نہیں کہتے جو ہم سے حال دل افکار کیا باعث</p>
<p>جہان سے اٹھ گیا صفدر سا کیا صاحب فاکوئی</p>	

	اسیہ پہنے ہو کپڑے نسل ماتم دار کیا باعث	
<p>جنین ذرا دانا نہیں لیسے ہر التجا عبث جرم نہیں خطا نہیں مجھے ہیں دھننا عبث سیر جہان فائدہ جام جہان نما عبث فائدہ روٹ روٹ سے پھرے ہیں جا بجا عبث اس سے بچگی جان کیا کرتے ہیں سب دھننا عبث چارہ نہیں بخر فنا خواہش کیا عبث ساتھ مر خنازیکے آئے ہیں آشنا عبث کیس سے کون ہیں دل کس سے گردن گنا عبث</p>		<p>ماکل جو رہیں یہ بت جان ندے دلا عبث کب لُج جان فدا نہیں غدر کبھی کیا نہیں اکٹے سے حصول کیا کوئی نفت خود نما جوش جنوں اگر ہوا ٹھہرینگے ہم نہ قید میں عشق کا نام ہر قضا در دیسی ہر لاد و بولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہر بے بقا کرتے ہی فن گورین جائینگے اپنے اپنے گھر ویرین بت ہیں ست نازشان ہر بے نیا</p>
	صفدر اگر یہی ہر دل چین نہوگا ایک دن رکھے ہو تھام تھام کر صبح عبث ساعث	
	رویت حسیم عزنی	
<p>جی بھر کے پانی لذت بوس و کنار آج و کھلا رہی ہو وہ مجھے رنقا رہا آج ٹھہرے نہ ایک دم بھی دل بیقرار آج آزاد رہو ہر بار سے باد ہمارا آج شب بھر نہسا کیا ہر چراغ مزار آج</p>		<p>صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یا ر آج ہوئی ہر کل جو خشر میں ساگر جہان پر پہلو میں تھام تھام کے رکھو نہ میں اگر بے لطف ہو گئے تم جو چین سے چلے گئے مرنے سے میر خوش ہو نہ فروہ شمع روم</p>

کس کسِ خُشی سے روند رہا ہو وہ شمسِ و پھولِ سماؤں کیا کہ وہ رشکِ چمن ہو یا صیادِ چوڑا نینِ آئی ہو فصلِ گل جلِ جلکے دل بھی سینے میں یاد کہ بچ گیا اسدِ ری بقرائی ل شوقِ دل میں رخسارِ ولفِ دنوں میں آمادہ ظلم پر گنتا ہی پوچھ پوچھ کے قابلِ مرے گناہ	چمکا ہوا ہر اخترِ بختِ غبارِ آج مہمانِ جو میرے گھر میں عروسِ بہارِ آج کرتی ہو ایک ایک کی منتِ ہزارِ آج ہر کچھ اُداسِ صدمتِ شمعِ مزارِ آج کائی ٹپ ٹپ کے شبِ انتظارِ آج یک رنگ ہو دورِ نگیلِ سیلِ دہارِ آج ہوتی ہو مجھ سے بے شرمِ روزِ شمارِ آج
--	---

صفا درجِ بقیرا نہیں ہو فراقِ میں

کیون کر دین بدلتے ہوں م بار بارِ آج

ابرا یا گھر کے سانی پھر سوینا نہ آج پھر گرجِ بادل کی ترپائی ہو بخواروں کے دل باغِ میں چھوڑے ہیں جھڑتے ہیں جہن بہلوں کے زفرے کوئل پیسے کی صدا شاہِ گل کی طح بادِ صبا کس شوق سے ابرِ شہنشاہی ہوا ہر یار ہو گلزارِ ہر برقِ ہر شہر میں ہنگامہِ محشرِ بیا ستے تھے مدت سے ہم افسانہِ برقِ طور کا	پھر مٹی تو بہ شکستہ پھر چٹے پیمانہ آج پھر فلک پر کوندی ہو برقِ بیتابانہ آج ہر طنزِ گلزار میں ہر نازِ معشوقانہ آج ہر روشِ پر رقصِ طاؤسوں کا ہرستانہ آج ہر قدمِ بر کر رہی ہر نازِ معشوقانہ آج بادِ گلگون کے چھلکے سا قیاسِ پیمانہ آج ای بے ہی زندانِ جھوٹا کیا تراویو انرا آج دیکھ آئے شلِ موسیٰ جلوہ جانا نہ آج
---	---

<p>قابلِ نظارہ ہر پھر جلوہ جانا نہ آج لہلہا تا ہی خوشی سے سنبڑہ بیگانہ آج لے لے دو چار بوتے ہنستہ گستاخانہ آج مرقہ عشاق پر آئے وہ میبا کا نہ آج صبح تک جلتا رہا ہر صورت پروانہ آج تھوڑی شمشادِ خون ہر جل سو دیرانہ آج دم میں میا د کے لایا ہر آب دانہ آج حوصلہ دکھلا دے اپنا ہمت مردانہ آج ہر ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج حکم ہو تو میں کون اپنا کوئی فسانہ آج شہر چھلکے باغِ خلد سے ہر رونق کا شانہ آج ای پریر و مر گیا شاید تیرا دیوانہ آج جو ہر اپنے توجھی دکھلا ہمت مردانہ آج چور ہر شیشہ شکستہ ہر ہراک پیمانہ آج</p>	<p>خود نائی پھر ہوئی اس شوخ کو مدِ نطنہ انبساطِ نو نہالانِ چین کا ذکر کیا بخودی میں ہو گئی اتہو خطا کیجے معاف بعد مدتِ خفتگانِ خاک کے جا کے نصیب یہ دل سوزانِ مراکِ شمعِ رو کی یاد میں عشقِ کتا ہی نجانا کوئے جانانِ کسین کل ملک شہور تھے ہم ناز پروردِ چین سب سے پہلے جا کے رکھ دے تیغِ قاتل پر گلا اُس طعنِ ہمراہ غیر دکن کے وہ پتے ہیں شراب کیوں پریشان ہو اگر انسانہ کو آیا نہیں بعد مدتِ پھر ادھر اُس رکے آئے قدم خانہ زندانِ ہر ویرانِ بیریانِ بھین آئے ہیں وہ کھینچ کر تلوار بہر امتحان کیسلی آنکھیں پھر گئیں جو یکدم ویران ہوا</p>
<p>کینتِ کافر کی آنکھوں سے دیا صفدر زہر کعبہ کل تھا گھر مرا سکون ہوا تبخانہ آج</p>	
<p>دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکرِ پری آج</p>	<p>مشہور زمانہ ہر ترسی جلوہ گری آج</p>

آیا ہر جو دلیں رخ جانان کا تصور بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہے بیمار ہر عیاد نہیں قصد گلستان افسر کرے غم سفر تم کو مبارک آمد ہر مگر صحن گلستان میں خزان کی بیوجہ نہیں درد زیادہ مرے سر میں	کیا بند ہوئی ہر کریشے میں پری آج کل سے بھی زیادہ ہوا سے بخری آج مرغان چین کئے ہیں کیوں نہ گری آج ہو جائیٹھے ہم پہلے جہان سفری آج ہر مضطرب حال نسیم سحری آج سنا ہوں کہ منہ سے ہی مانگتا ہے بھری آج
---	--

کشتی نظر آئی نہیں صفدر شب فرقت

کچھ شام سی سے ہم میں چلیغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یا سے آج جلوہ فرما ہر کسی دوست ثانی کا خیال شکر احسان ہمیں لازم ہر اسیر نفس تاک میں بیٹھے ہیں قاضی کے سر رہ جاسو قطع امید ہوئی بار گیا غم کے گھر مرض عشق کی جب ہونہ سکی کچھ تدبیر سر باز رہ نکلے ہیں گلہ کج رکھ کر منظر لوگ ہیں فردا قیامت کے عتب	سامنا عید کا ہر طالع بیدار سے آج کم نہیں کشور دل مصر کے بازار سے آج بوسے گل یکے صبا آئی ہر گلزار سے آج ہم نکلنے کے نہیں خانہ خمار سے آج سر ٹھیکے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج ہاتھ اٹھا بیٹھے مسجراترے بیمار سے آج غیر ممکن ہر کہ جھگڑا نہ دو دجار سے آج حشر برپا ہر جہانیں تہی رفتار سے آج
---	---

شاید اس تہم سے تا شام ہر نصرت صفدر

کیا سبب ہے جو وہ ملے ہیں شکیار سے آج	
رویتِ حاکِ حقی	
<p>در دہی اب انے دتا ہے مجھے دل کی طرح دیکھتی ہے چشمِ جانانِ مجکو قاتل کی طرح رات بھر کا یہ جلدہ ماہِ کامل کی طرح میرے ہلو میں جو بیٹھو مردل کی طرح آنکے کیسو غل کرین میری سلاسل کی طرح کیجیے پھولوں کا نظارہ عناد کی طرح جلوہ لیلی سے ہے پر نور محل کی طرح پاس ہے دریا مگر پیاسا ہوں حل کی طرح التجا کرنے کو میں آیا ہوں سائل کی طرح جلتے جلتے گھل گیا میں شمعِ محفل کی طرح جب اٹھا اٹھلا دیا پھر گردنزل کی طرح</p>	<p>حال پر سیر تڑپتا ہوا سہل کی طرح ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہے سہل کی طرح ای بری حسنِ جوانی پر نہ کرا تا غور پھر تمھیں بھی دردِ الفت کا فرہ حال ہو کچھ کچھ مرے دردِ اسیری سے اگر آگاہ ہوں نویا لے کیجیے وہ ردِ گلگون دیکھ کر قیس کا دل بھی فروغِ حسن سے خالی نہیں تقلبِ میں اب خنجر بھی نہیں مجکو نصیب ای صنم اک بوسہ لبِ دُعا کے نام پر اہلِ محفل نے نہ لی مجھ سوختہ دلی خبر ضعف کی راہ میں کیسی مری ٹٹی خراب</p>
<p>یہ کیا ہے نامہ ای صفہ رکبوتر کی بوخیر دل بھر کتا ہے مر سنے میں سہل کی طرح</p>	
<p>قسمتِ نصیب ہو کو برائی ہو کس طرح ایسی کدورتوں میں صفائی ہو کس طرح</p>	<p>مثلِ رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح بڑھتا ہے روز ہر سے دل یار کا غبار</p>

<p>دو دنوں پہلے ہو میں تری چالِ جانِ سر خالی نہیں تصورِ جانان سے ایک دم لکھتا ہوں نامہ یار کو درو کے شکون اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہر مغرب سے بار بار پلٹتا ہر آفتاب ہوتے ہیں وز عشق کے بند کئے نئے دل سے بن خیر خواہ ہوں سا کہ جان کا</p>	<p>طاؤس کبک میں نہ لڑائی ہو کس طرح غیروں کی اپنے دلیں سمائی ہو کس طرح قرطاس مل تھو میں نہ خنائی ہو کس طرح خلوتِ سر میں اپنی رسائی ہو کس طرح یارب تمام روزِ جدائی ہو کس طرح باطل پھران تو نہ کی خدا کی ہو کس طرح حق میں کسی کے مجھ سے برائی ہو کس طرح</p>
---	--

صفدر میں سب قیث سا نہیں کوئی
 نرم بر رخاں میں رسائی ہو کس طرح

<p>اُبھتے ہیں گیسو ادھر بے طرح قدم رکھ نہ ای وقت نہ گربے طرح یہ بجلی گر لگی اکیسی کسان لکھا خط تو رونے پر نکھین تلکین نہ پا مال ہو جائے سا کہ جان نکلا جائے تن سے نہ گھبر کے روح ہوئے جمع طالب تو بولا دہ شوخ مرین محبت کی یارب ہو خیر</p>	<p>ادھر بیچ میں بیچ پر بے طرح بچکتی ہے تیری کمر بے طرح نظر آتی ہے وہ نظر بے طرح برسے لگا ابر تر بے طرح یہ چالیں ہیں بیداد گربے طرح ستا ہو دردِ جگر بے طرح فقیر دن نے گھیرا ہو گھربے طرح آڑی ہو کچھ اُسکی خبر بے طرح</p>
---	--

	<p>فلک جگو دیکھوں دکھاتا ہر کیا کہ صفدر ہر دور قمر بے طرح</p>
	<p>رو لفت خائے معجز</p>
<p>فرخ کی وقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ آج بدلا ہوا پاتا ہوں میں صیاد کا رخ نہ سنا حور کا اہسانہ پر یزاد کا رخ کچھ بھی پاتا ہوا دھرمین کبھی جلاد کا رخ نہ پھرے کچھ سے ترے پنجر بیداد کا رخ دیکھ کر صبح اٹھے ایک پر یزاد کا رخ رنگ اڑا زرد ہوا حو سے ہزار کا رخ اڑ گیا رنگ اثر دیکھ کے فر باد کا رخ</p>	<p>کیا تاشا تھا ہمیں اُس ستم ایجاد کا رخ خیرِ یو خیرِ اسیرانِ نفس کی بارب اگر صنم چہرہ زیا کا ترے کیا کہنسا آپ رکھ دیتا گلا شوق سے زیرِ جبر اور امید تو کیا پر یہ دعا ہر تامل ہر یقین شامِ تلک آج خوشی میں گذرے ہم وہ وحشی ہیں جو تصویر ہماری کھینچی ولین اُس بُت کے مری آہ کرے کیا تاثر</p>
	<p>نہیں معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر پھر گیا ہم سے جو چرخِ ستم ایجاد کا رخ</p>
<p>یو تا ہر جیسے وقت طلوعِ آفتابِ سرخ ساقی مجھے خدا کے لیے دے شرابِ سرخ آیا ہر رخ پہ ڈالے قاتلِ نقابِ سرخ ہوتے ہیں جیسے سرخ پہ بھنگ کر کبابِ سرخ</p>	<p>اسطرحِ رو بہ بار ہر پیکرِ شرابِ سرخ آبِ ردانِ ہر سنبہ ہر ابرِ سیاہ ہر مد نظر ہر قتل کسی کا اُسے ضرور موسے شرہ پہ صاف ہیں لُن اپنے نحتل</p>

مضمون کسی کے دستِ خیالی کے جو لکھے گلگون ہر سینہ یار کا پستانِ حلاۃ فام شہرِ نعت سے خط آسنے لکھا میں نے خون سے نازک گلے میں اس کے نہیں پاں کا یہ رنگ	مثلِ بیاض گل ہوئی ساری کتابِ سرخ کیونکہ نہ آبِ سرخ سے اٹھیں جوابِ سرخ اچھا یہ مین نے سرخ کا بھیجا جوابِ سرخ ایسا سبب مین یہ بھری ہر شرابِ سرخ
---	--

تب میکہ سے مین لطف ہر عقدِ شراب کا
زاہد کی ریش مین جو گئے یہ خضابِ سرخ

مرد و لیت والی تہملہ

دامِ الفت مین کوئی دل نہ چھتا میرے بعد حسن اندازِ ذکرِ شمع نہ رہا میرے بعد ہائے اس شوخ نے کی ترکِ جفا میرے بعد بلبل مین نوحہ کریں گی مری تربت پہ مدام دورِ عالم مین نہ مجھ سا کوئی میخوار ہو میرے دم تک بھی فقط قتلِ مینا کی صدا داخلِ اغیار ہو اس شکِ چمن کے گھر مین مجھ سا جانا باز ملیگا نہ مرے قاتل کو میرے مرتے ہی نشی گرمی ہنگامہ عشق ہوے کا کل کے عوفِ جان صبا کو بخشی	مختصر ہو گئی وہ زلفِ رسا میرے بعد نازنین بھول گئے ناز و اداس میرے بعد امتحانِ غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد برگ گل روزِ چڑھائی کی صبا میرے بعد ساغرِ مری مری مٹی سے بنا میرے بعد ساقیا میکہ ویران ہوا میرے بعد کیسی بدلی ہر گلستان کی ہوا میرے بعد کند ہو جائیگی شمشیرِ ادا میرے بعد باغ مین شورِ عناد دل نہ رہا میرے بعد دھونڈھتی بھرتی ہوا بیکسو تھا میرے بعد
--	---

فحش از خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا کشتگان رہ الفت کا مین تھا ماتمدا	پھر نہ آئینگا ادھر آبلہ پامیر سے بعد بچھ گئی شمع مزار شہد امیر سے بعد
دل پہ لالہ کے مراد داغ رہیگا صفدر خون دل غم مین بہا یگی خا میر سے بعد	
نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد خفاں کو شے مری تو عبت بگڑا ہے فسانہ گل و بلبل تو بھگوا دیسین افس مین کے مرے بال پر گرتے تو گر وہ آشنائے نفس مین نہ مایں کرتا ہوں صداسا کے چھنا ماہوں مصفیہ و کو خوشی بھول کے بیٹھا ہوں محن گلشن مین نہ جاؤ تم مجھے اس مصفیہ و تہلا دو افغان کا ضبط ہوا ب اختیار سے باہر کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیروں کا چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسائش	تسنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد مرا گلا ہے مرا انتھ مری زبان صیاد تسے تو حال کچھ اپنا کر دن بیان صیاد ہری بھری رہیں بھولوں کی ڈالیاں صیاد خدا کرے کہ نہو مجھ پہ مہربان صیاد لیگا تجھ کو نہ مجھ سا فرا جہاں صیاد کہ تجھ کو چھوڑے سمجھ نہ ناتواں صیاد شکار گاہ مین کتنے کمان کہاں صیاد کسے مین دل ہے نہ قابو مین زبان صیاد نہ منہ دیکھا نہ تھکا جائیگی زبان صیاد افس مین بھول گیا ہوں مین شیان صیاد
اسیر تازہ ہے صفدر خفا نہ ہوا ابھی نہیں ہو وہ تیرا فرا جہاں صیاد	

کب بھولتی ہر چشم بت دشکن کی یاد بھولی نہ عند لیب نفس میں چین کی یاد پھندیسے بیستی کے نہ چھوڑا کسی طسح مدت ہوئی ہر کعبے میں آئے ہوئے مگر تو نہ توک ہر موسمے مگر کیا ہر اعتبار صحن چین میں سبیل بیجان کو دکھ سکھ مرقد میں بھی خیال نہ اجاب کا گیس پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال مدت سے ہمہ صفیر و اسیر نفس میں ہم	شوخی رہیگی ہم کو غزالِ حقن کی یاد غربت میں ہر غریب کو کتنی وطن کی یاد بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد ہن کاوشین ہنوز مجھے برہن کی یاد پھرتی ہر دلیں سانی تو ہر شکن کی یاد آئی کسی کی زلف شکن دشکن کی یاد خلوت میں ہوں مگر ہر مجھے انجمن کی یاد پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد بھولوں کی شکل ہر نہ شبابت چین کی یاد
صفہ رہی و لیلیٰ رہے بعد ہر نماز	بھولے نہ پانچ وقت تھیں نہ چین کی یاد
نہ بیخبر ہو اسیروں سے اس قدر صیاد نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد فرہ ملا مرئی فریاد میں کسان کا میں آشیانے سے صحن چین میں کیا آئروں کہاں ہر طاقت پر داز ہم اسیروں میں نظر حجب آئین کا خالی نفس بھرا بنگا دل پھڑک پھڑک نفس ہی میں جان کھودو لگا	انہیں کے دم سے ہر آباد تیرا گھر صیاد اسیر دام مصیبت ہوں رحم کر صیاد سنا کیا مرے نالوں کو رات بھر صیاد ادھر تو تاکہ میں ہر باغبان ادھر صیاد کہ آب دانہ کی لیتا نہیں خبر صیاد ملیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد نہ جا چین کی طرف مجھ کو چھوڑ کر صیاد

<p>فغان سنا چکا پرواز بھی دکھا دوں گا پھنسے ہیں لہ میں لہ لہ تیرے شانے پر قفس میں ہم ہیں قفس ام میں ہر اسیر بھی</p>	<p>نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر سیاہ پک نہ جا کہیں بوجھ سے کمریسا د جگر کے باندھ رہا ہر ہمارے پر سیاہ</p>
<p>یہ مجھ کو شوق اسیری چین میں تھا صفا اسی طرف کو گیا میں گیا جدھر صفا</p>	
<p>رویتِ دالِ مجھ</p>	
<p>نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعوید اضطرابِ دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا واسے قسمت کہ نظر اپنی نہ دانتک پہنچ جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی میں نے نظر بد کا ہو کیا خوف کہ پہنچے وہ شوخ میری فرقت میں انھیں چین نہ دم بھرتا غم فرقت وہ مرض ہر کہ بجائے ہر گز درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا کسی تدبیر سے یہ سوزشِ دل کم نہوئی قیس و فرما دجو اس عہد میں زندہ ہوتے کبھی بازو پہ جگہ ہر تو کبھی سینے پر</p>	<p>تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعوید اور بتیاب ہوا میں نے جو باندھا تعوید اور فرے لٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعوید غرقِ رور و سکے کیا جھلکے جلایا تعوید ہیکلینِ ناد علی ڈھولنا گستاخ تعوید نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعوید لکھ کے بھیجیں جو فلک سے مجھے عیسیٰ تعوید کبھی بازو پہ چہین پر کبھی باندھا تعوید لاکھ اجاب نے لکھ لکھ کے جلایا تعوید پتے دھو دھو کے مرے سنگ بجا تعوید لطف اٹھا تا ترے وصل کے کیا کیا تعوید</p>

لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو	پھاڑ کر راہ میں یو اے نے پھینکا تعویذ
مرضِ عشق کی تدبیرِ عبث ہر صفت در	فکر بے سود ہر بیکار رہی گشتِ آت
سوزِ دل سے وہ لکھوں جانبِ لبر کاغذ جس میں تحریر تھا کچھ حالِ ہمارِ دل کا روزِ شب اس دلِ بیتیاب کے بہلانے کو صفتِ خال میں لکھے ہیں یہ دفترِ ہمنے کوئی پرچہ تو مجھے آپ نے لکھا ہوتا خط لکھا اُنکو مگر خط کا لفظ نہ لکھا یاد آئیں جو وہ لکھیں دمِ تحریر میں نہیں لیتے ہیں وہ اخبار بھی اس سہم سے آ تیری خوشبو سے بدن کی صفت لکھی ہے	خاک ہو جائے جو بولِ بالِ سمندر کاغذ وہی ظالم نے کیا خارجِ دستِ کاغذ اُنکی جانب سے لکھا کرتا ہوں اکثر کاغذ کہ نہیں اب کہیں بازار میں تل بھر کاغذ استقدر کیا نہیں آتا ہر میسر کاغذ قاصدِ آوارہ بے پھر تا ہر گھسہ گھر کاغذ استقدر روئے کہ اشکوں سے ہوا تر کاغذ اسمیں بھیجا نہو عشاق نے رکھ کر کاغذ شاخِ صندل مرا خامہ ہر معطر کاغذ
نامہ اس قاتلِ عالم کو لکھوں میں بھی فرد	ہاتھ آئے جو خدائی مجھے صفدر کاغذ
ر دلیفِ راے محکم	
خدا سے عالم رہِ رضا میں وہ دل وہ ہمت مجھے عطا کر چھری کے نیچے کروں میں سجدہ قلم کے مانند سرِ جھجکا کر	

کلیات

کہا تھا بلبل سے حال میں نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
 یہ کس نے آنکھو خبر سنا لی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
 کبھی رکاوٹ کبھی کھینچاؤٹ کبھی ہر جھڑکی کبھی ہر گالی
 بُری بلاؤں میں تہلا ہوں میں زن حسینوں سے دل لگا کر
 مگر وہ سمجھے ہیں شمع جھکو کہ کشتہ کرتے ہیں وصل کی شب
 جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر
 بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہو جائے قتل گاہ میں
 زمین پہ خورشید ماہ نوین برنگ بسمل فلک سے آکر
 مریض درد فراق ہوں میں کمال مرنے کی ہر تنہا
 طے جو کوئی فیصلہ کامل کون کہ حق میں مرے دعا کر
 مرے جنازے کو آنکے کوچے میں نایاب اجاب لیکے آئے
 نگاہ حسرت سے دیکھتے ہیں وہ رخ سے پردہ اٹھا اٹھا کر
 نغان بکا آہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز احوال
 یہ عاشقوں کا ہی بیچگانہ قضائے کراہ کو تو ادا کر
 تماز میں بھی ہر فنکار دنیا کدھر ہی تیرا خیال صفدر
 خدا پرستی میں بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
 ہاتھ کہا مجھ سے یاد ہر کچھ یہ کہ کے پھر نافر اچھا کر

ضرور دل میں فساد ہو کچھ یہ ظلم ظالم خدا کر
 عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
 اسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہیں وہی بنا کر
 ہمیشہ کی جنگی خیر خواہی وہی ہوئے درپے تباہی
 تمام انصاف ہی انہی تون میں اور مجھ میں فیصلہ کر
 سحر ہر نزدیک شب ہر آخر سراسے چلتے ہیں ہم مسافر
 جنہیں ہر ملنا وہ سب ہوں حاضر جس کدے کوئی صدا کر
 کیا تھا قاصد جو میں نے راہی گذر گئی اُسہ کیا تباہی
 پھر انہ اب تک وہ یا انہی گلی میں اُس فتنہ گر کھا جا کر
 کڑی اٹھاتا ہوں بے تکلف نہیں ہر صقدر مجھے سیف
 زبا لے میں کبھی کہوں آف یہ مجھ سے ہو گا خدا خدا کر

بعد فنا میں دماغ محبت بہا پر جو بن عجب شباب میں ہر رویا پر کھایا ہر زسر سبزہ رخسار پر نوشاہ کی طرح سے چمن ہر سجا ہوا لاغر ہوئی نفس میں یہاں تک عند کشتے لگاہ شوخ کے ہیں کچھ عجیب نہیں	لاندہ کھلا ہوا ہر ہمارے مزار پر فصل بہار میں یہ چمن ہر بہار پر چادر بھی سنبھرا جیسے میرے مزار پر کیا جو بن آجکل ہر عروس بہار پر دو چار استخوان رہے دو تین چار پر بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر
--	--

منطور تھا جو اسکی سواری کا دیکھنا اسوجھ پیہ بھی ہو کوئی انصاف کی روش میں نے کہا جو اُنسے کہ شب کو یہیں رہو میں نامور ہوں نام کی کافی ہر روشنی	شکل کلیم چڑھ گئے ہم کو ہمارے پر یہ بارش بلا مری شبت غبار پر آنکھیں جھکا کے بوسے کہ کس اعتبار پر حاجت نہیں چراغ کی اپنے مزار پر
صفر گرگی خندہ گل کی اُسی پہ برق بلبل کا آشیانہ ہر جس شاخا پر ہے	
حسیناں جہان تم میں کیا کیا اسکے جو بن پر یہ کتنا بڑ نظر ثرتی ہو جسکی ہسکی چوں پر سراپا سے کسی قدرت خالق نمایاں ہو رہی ہر جمی قائل نہ بجز دست قائل میں میں ایسے عجب صفت پری سیکر کا عاشق ہو ہجوم خلق ہو لازم جہاں جوس کا جلوہ جنو کے جوش میں فسوس تنابھی سمجھ میں اُنکی کوئی شک ماہِ سہمیں جلوہ فرما ہو	جیا پر جو قربان ہر پری صد ہی چوں پر یہ بجلی کو ندھو کر یا رب گرگی کسکے خرمن پر ازل سے لوت ہو برق تجلی رو روشن پر قیامت تک مگر احسان ہا بسمل کی گردن پر تمازین ٹپھتی ہیں رین ہمیشہ جسکے دہن پر فدا ہوتے ہیں ہر دوا ہزاروں شمع روشن پر کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑیا اسکے دہن پر شعلہ تہ تابان کا گمان ہر کج چلمن پر
ہجوم حسرت دیاس تمنا نہ طرف دیکھا بہت رو گئے جسوقت ہم صفر کے دہن پر	
مڑے دیو اہل نام کیا کیا اسکے جو بن پر	اگر بیان چاک تھا کوئی کسکی ہاتھ دہن پر

گر بیان چاک کیا گیا گل ہو خسار روشن پر اتنی صورت شاخ شکستہ خشک ہو جائے قدم رکھتے ہی وہ بازار کو قتل بناتا ہے بیابانِ جنون میں ایسا کشتہ بیکس نہ پوچھو کس طرح کالی ہر راہ الفت مرگان پس دن بھی پرمردہ دل کا ہر اثر اتنا صنم خانہ کی گلی صحبتیں دکشنِ یاد آئیں یلوای و خشتِ صحرا سے اب سیرِ حرم دیکھو	پس ہنگ حنا کی طرح نرس اسکی جنون پر منزہ جوتا تھوٹے بوجھ ڈالے اگلی گردن پر چھری چلتی ہے بین کھینچتی ہیں فکر کی جنون پر لیکھ لے بھی نہ آئے خاک لڑائے میرے بدن پر اٹھایا پاؤں نشتر سے تو رکھائیں سوزن پر کہ مرجھا جاتے ہیں گل کھتے رکھتے سیرِ بدن پر بہت رویا میں بات آواز نا توس برہمن پر بہارِ آبد گل میں عجب عالم ہر گلشن پر
--	---

تکلف سے نہیں خالی ہر لٹ اس لفت مشکین کی
کہ مسکن طائر بوکا ہر صفدر اس نشیمن پر

رکھد یا سر کو تیغ قاتل پر آنکھ جب بسملوں میں ادبچی ہو کون داماندہ رہ گیا تیجھے ایک دم بھی تڑپ سے چین نہیں اور ایک تیر تاک کر مارا اس قدر خاک اڑا نہ ای بھنوں انکی ترچھی نگاہیں آفت ہین	ہم گرے بھی توجا کے منزل پر سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر کچھ آداسی ہر آج منزل پر دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر جسم آیا انہیں جو بسمل پر گرد آڑ کر ٹپس نہ محمل پر بر چھیاں چرتی ہیں مردل پر
--	--

<p>تو بے بیٹھے ہیں سب عناد ان ہر گمان زلف کا سلاسل پر رات بھر حال اہل محفل پر</p>	<p>تجھ پر احرار گل شمار ہونے کو ہم سے وحشی کہاں مانے میں پھول ہنسنے میں شمع روتی ہر</p>
<p>جب گزرتے ہیں وہ ادھر صفدر کیا کمون کیا گزرتی ہر دل پر</p>	
<p>لب پرسی دیکھ کر ماتھے پہ نشان دیکھ کر چار رخ شہو چلے سیر گلستان دیکھ کر روئے جاناں باد آیا گل کو خندان دیکھ کر آج اٹھا تھا میں کسی کا رو تباہان دیکھ کر ہنس کر بے ساختہ وہ جھگو گریان دیکھ کر پائون کھو میر سینے پر مری جان دیکھ کر چونک چنک اٹھتے ہیں ہم خواب نشان دیکھ کر خواب میں سب مٹ گئیں گو غریبان دیکھ کر بھر میں دور ہی سے باغ عنوان دیکھ کر پائون بھسلا گر پڑے جاہ زرخندان دیکھ کر ہاتھ تھرانے لگے جاگ گریان دیکھ کر آج وہ سب مٹ گئے گو غریبان دیکھ کر</p>	<p>بگیا دل نکی آرایش کا سامان دیکھ کر ہم کہاں پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہاں سرو کو دیکھا تو آیا قدموزوں کا خیال دیکھتا ہوں جس طرح پاتا ہوں عالم نور کا وصل میں اس دیدہ تر نے بڑا حسان کیا سوز دل چھا لائے ڈاپا سے نازک کین کیا نہند آتی ہر جگہ سو کے تصور میں کبھی اتفاقاً لیگی عبرت جو تیکے کی طرف رزد محشر کسل کو چھ کی فضا یاد آگئی پوچھ اے دعا غنہ ہم سے عشق کی افتاد کو کیا زنگر پر ہمارا رب حشر چھا گیا حوصلے سے حوصلے تھے دلوں سے دلوں</p>

<p>دیرین کعبے میں کچھ آیانہ ای صفدر نظر گھر میں پھر آئیے تم یان دیکھو دران دیکھو</p>	
<p>روز ہنستا ہر رنگ گل مری فریاد پر باغبان ہر جم گل بیدار گلچین ہونا لیں ردنا ہوں تو ہنس کر یہ کہنا یہ وہ شوخ نہج دنیا خون عقبی جو رہت فکر معاش باغ میں اگر قریب سرد پہ زنتار ناز زیر خنجر کی نگاہ یاس اسی وقت قتل ہم تو جب میں کہہ نا لے میں تیرے کچھ اثر آب دامن روز و تیا ہر نفس میں بے طلب یاں جدا سے ہو گیا کھینچنے نہ پائی تیغ دان باغبان ہنستا نہیں ناے تو کیا پردا ہے تھک گئے ہیں دست نازک تا کجا تیغ افگنی سمت دل کی بعد مرئی بھی ہنسی خرا شوق کہتے ہیں اسے آڑ جائیں وہ بھی سو باغ موت کو دھوئے تھا بہت لیکن نہ پایا کو تیا</p>	<p>ایک ن بجلی گرگی حسانہ صیا د پر بھٹ پڑا ہر آسمان حج خانمان ہر باد پر فقہے اڑتے ہیں ایسی بے اثر فریاد پر یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیا د پر یہ جفا بن کر سی قد بندہ آزاد پر تیغ گویا ہنسنے رکھدی گردن جلا د پر باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر ختم ہر عمان نوازی بلبلو صیا د پر جلد سے ہم رکھنا احسان گردن جلا د پر نکل گر بیان چاک ہیں بلبل تری فریاد پر اب رحم ہملوں کو چاہیے جلا د پر کوئی روئے کو نہ آیا کشتہ فولاد پر بھینکے جو بلبلوں کے کاٹ کر صیا د پر جی میں آتا ہے کہ جا بھیجوں در جلا د پر</p>
<p>مرتے مرنے بھی وہی صفدر رہ نظر راہ کا شوق</p>	

	تیغ گردن پر نظریں چسبہ جلا دیر
<p>کیا خوشی ہوتی ہر آنکو قص بسمل دیکھ کر لوٹ جاتا ہر اسے بسمل کو قاتل دیکھ کر ہم کو پر دانہ کیا جلنے کے قابل دیکھ کر جان دینا چاہیے جلا دکا دل دیکھ کر اکلی کشتی بھنور میں رو ساحل دیکھ کر ہم پھر آئے دور ہی سے رنگ محفل دیکھ کر دیکھتا ہوں ماہ نوشمیر ستار دیکھ کر جاسے خنجر آؤ کھینچی سو سے بسمل دیکھ کر اک ذرا اپنا پر ایا تیغ قاتل دیکھ کر عشق آسنے لے یا مشکل سے مشکل دیکھ کر بلغ سے بھاگایں ابوہ عناد دل دیکھ کر</p>	<p>ہنستہ میں اکثر مری بیتابی دل دیکھ کر دم پھڑک جاتا ہر خنجر کا مراد دل دیکھ کر شمع و اسکو بنایا جس سے روشن ہو جان خاک جسکی راہ میں دہ کرے شئی غیر وقت راحت جب تک یا مصیبت بھلگی بیچ میں دہ در با تھا دونوں پہلو میں قیہ سو جتنی ہر بجگو اتنی شتیاق قتل میں رو دیا قاتل نے جب دیکھی مردگی ترپ قصہ جلنے کا ہر قاتل میں مبارک ہو مگر یہ دل کام اول ہی سے تھا وقت پسند غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا بھگو پسند</p>
	<p>قاسم روز نزل بھی تھا بڑا مردم شناس عشق صفہ رکھ دیا شکل سے شکل دیکھ کر</p>
<p>گلستانِ بونون کو کھدین طاق سیان پر گھٹائیں کالی کالی چھا گئیں کسی گلستان پر قدم رکھتے نہیں کج سے بھی تخت سلیمان پر</p>	<p>نظر طیر جاسعدی کی جواسے رو تابان پر ہوا کے گیسو رخ رنگین جانان پر اگر آدرے مغز در میں یہ اعشہ خوبی</p>

<p>دل لگ گشتہ کا محکوار غم ہر تعجب کیسا زمانہ اخذ مانگے نہ کیونکر میرے دل سے ترے جاننا زوقِ قابلِ مشتاقی شہادت تھی بہت دیو این لیکن جنوں کو ربط ہر محجے حسینوں کی شرارت ہو نہ کیونکر باعثِ نفرت لگائی آگ کس وحشی کے نالوں کے یہ صحرائین ملے جیسا کہ مینِ مظلوم تظالم کو جسم آیا بنایا ہر گلستانِ داغ کی کثرت نے سینے کو خبر آئی نہیں موت سے کچھ یارانِ الفت کی</p>	<p>گران بھی کستد ریون کی فرقت کین خان پر تلاطم بہ تلاطم عجب طوفان ہر طوفان پر کہ خود اگر گلے رکھ رکھ دے شمشیرِ گریبان پر اٹھا جوت ہاتھ اسکا بڑا میر گریبان پر نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرور چراغان پر گمان سرور چراغان کا ہی نہ نخلِ مغیلان پر چڑھائی چادرِ مہرِ چرخ کے گورِ غریبان پر گمان کو چہ گلزار ہی جاگ گریبان پر ذرا ہی سیکسی چل نہجے گورِ غریبان پر</p>
--	---

ملا لعل لبِ جانان کا بوسہ ہکوارِ صفہ

عملِ تقدیر سے اپنا ہوا شہرِ بخشان پر

<p>سجودِ مینِ آئینہ کیا احوالِ پیکرات بھر زلفِ درخ کا یا سرِ دم جو رہتا ہر خیال شہنشاہ سے بھول نہ اکدم صبح تک مڑ گائی یا وصل کی شب صبح تک سو یا مین کس آرام سے دلِ فغان کہتا تھا فریادی بھی فرقت مین از رفتِ ساتی مین کیا بزمِ طرب بر بزمِ سیا</p>	<p>تیری درمی سے گنا کرتا ہوں آخرت بھر لوتا ہوں دلِ مریں مینِ ن بھرات بھر تھا گلا دل کا ہمارا اور بھرات بھر شکر ہی زانو جانان پر رہا سر رات بھر میرے گھر پر پارہ محشر سا محشر رات بھر شیشے پر شیشے کے ساغرِ ساغر رات بھر</p>
---	--

بٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر میں	کو سے جانان میں لگائے میں چکر رات بھر
کیا کہوں کس طرح گزری ہجر کی شب بزم میں	شمع کے ہمراہ میں ویسا ہوں صفہ رات بھر
<p>عدم کو کیوں میں مستی سے جاؤں خرو ہو کر مد لازم ہر ایست جنوں بچش خشت جو اس کو شتاب میں ہو شوق میخواری پڑے اجا بکثر میرے آنکے در میان ہدم انقلاب شو اگر رخ سے دم گلگشت گلشن کیسی تباہ سنتے ہیں سیکش حش مستی میں تری نکھوئی شوخی ضا ہر جاتی ہر نظر میں کسی کے ابرو سے پر خم کا نظارہ میسر ہو عبث تکلیف کرتا ہر زوگر خوش حش و شت میں جگہ حو جہان کو کیا تعجب ہے کہ ملجائے</p>	<p>کہ دل ہو نچا تر دست خانی تک لہو ہو کر گریبان تنگ کرتا ہر مجھے طوق گلو ہو کر قمر کے قوج بنکر فلک آئے سب ہو کر مگر مطلب نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر تو گل ہوں ایسے شہرہ کہ رنگا تر جاو ہو کر نصیحت کو جو نکلا گیا بے ابرو ہو کر نکلتا ہے کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر دعا مسجد میں کرتا ہوں یہ اکثر قبلہ رو ہو کر گریبان چاکٹا سکنا نہیں کیا پھر رفو ہو کر مرے دلمیں اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر</p>
تھکانا کیا نہیں ملتا ہر غم کو دونوں عالم میں	کہ میرے دل میں آتا ہے یہ صفہ رجا سو ہو کر
انگو کس چہرے کو آئی دیکھ کر	ردتی ہر جسکو خدا کی دیکھ کر
شلاخ گل نے سر جھکا یا شرم سے	آپ کی نازک کلائی دیکھ کر

دستی ہر خود سر متقل قضا کچھ رسا ہوتی چلی ہر انبی شکر بحر میں ہر دست مرجان آب آب میں تو کیا آئینہ بھی سکتے ہیں ہر تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح اُسے میں آپ کا ہمسر بھی ہر	دست قاتل کی صفائی دیکھ کر تیری زلفوں کی رسائی دیکھ کر پتہ دست خانی دیکھ کر جسکے عارض کی صفائی دیکھ کر غش ہوئی ساری خدائی دیکھ کر کیجیے اب خود نہائی دیکھ کر
کیا کرین صفدر تبوں سے اتحاد بیوفائی کج ادائی دیکھ کر	
قاتل رُکا جو حسرت بسمل کو دیکھ کر قاتل ہر میر قتل سے غمناک قتل رزق ہر مجھ سے نرم کی لیکن بزرگ شمع رکھا تو پاؤں میں نے رہ عشق میں مگر گل کی طرف چمن میں بڑھایا تو میں نے ہاتھ زندانی میں میر ہو جو گند قیس کا کبھی قاتل نہ تیرا پاؤں میں بڑھ جائیں آبلے شک ہر گد کے بھیس میں ناشت نہ کوئی حسرت سے دنوں عشق میں رہوں رزا	بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھ کر میں شاد شاد چہرہ قاتل کو دیکھ کر ردما ہوں بے ثباتی محفل کو دیکھ کر جی کا پتہ ہر دوری منزل کو دیکھ کر ہر رک ہا قریب عنادل کو دیکھ کر جی چھوٹ جا طوق و سلاسل کو دیکھ کر سینے پہ رکو قدم تپش دل کو دیکھ کر دپے میں وہ جواب بھی سائل کو دیکھ کر دل مجھ کو دیکھ دیکھ کے میں دل کو دیکھ کر

منصور وقت کہتے ہیں صفہ کو آپس کیوں لانا	انسان کیجیے حق و باطل کو دیکھ کر
صفہ رتبوں سے چاہ کو مانع نہیں کوئی	دل دگر کسی کے ذرا دل کو دیکھ کر
رویف راستے تقیلہ	
چل عندیبا دم بہن صحن چین کو چھوڑ دنیا و دین حصول ہوں دنوں محال ہو آجکھے ہوئے ہیں سیکڑوں دل بال بال میں اچھی نہیں ہر ایک سخن میں نہیں نہیں گر رحم میرے ضعف پر ای بچہ جنون گیسو سنوار منجھدی لگا دیکھ آئندہ شعشعہ کے حق میں دولت دنیا ہر قسم مگر ہستی بہت خراب ہر غافل عدم ہر خوب	ہر غریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہمن کو چھوڑ آہستہ اپنی زلف شکن دشمن کو چھوڑ ہاں ہاں نہ کہہ بلا سے مگر اس سخن کو چھوڑ مکڑا کوئی لباس میں بیکلفن کو چھوڑ مان ای پر ہی خدا کے لیے ساہن کو چھوڑ دو لطافت اس کون کہے اس دھن کو چھوڑ اس انجمن کا قصد کر اس انجمن کو چھوڑ
ماومن ہی ہر جمین ہر خلق محمدی	صفہ رخ و خوب نہیں ماومن کو چھوڑ
رویف زائے معجزہ	
یہ شیشہ یہ سہو یہ پہاں چند روز گل پر کبھی فدا ہوں کبھی شمع پر شمار	ہر بہمان رونق میخانہ چند روز بلیں ہوں چند روز تو پر داناں چند روز

<p> ادر موسم بہار تو اتنا قیام کر گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل دوزخ فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر پھر کانہ دم جہان میں مرا کس حسین پر مہمان یہیں رہو اگر آئے مزاج میں یارب جنون نہ دے کہ رہتے تادم جیا معلوم ہر بہن سب تبوں کا حال پر یوں جھٹھٹھے تھے مکرول میں تابش آب شیشے کو ہر بقانہ بیان جام کو ثبات پھر ہم کمان یہ دیر کمان لے کمان ہشیار پا کے ہکو ستا تے ہیں آشنا </p>	<p> حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز ساقی کھلا رہے درمیخانہ چند روز کس شمع پر رہا نہ میں پردانہ چند روز سمجھو تم اپنا گھر مرا کا شانہ چند روز کیا لطف ہے رہا جو میں دیوانہ چند روز ہم بھی رہے ہیں ساکن تجانہ چند روز یہ گھر بھی رہ چکا ہے پر نیخانہ چند روز چلتا ہے بزم عیش میں پیانہ چند روز آباد ان تبوں سے ہر تجانہ چند روز ہر جی میں رہیے آپسے بیگانہ چند روز </p>
--	---

صغیر وہ شوخ کتنا تلون مزاج ہے

اپنا ہے چند روز تو بیگانہ چند روز

<p> کیونکر اٹھا سکے کوئی اس بُرا کے ناز بلبل کی جان ہر مین ہزار دن مصیبتیں سہ سہ کے ظلم اور انہیں کر دیا شہر بر یہ کھینچ کے رکے ہی ہر وہ آتی نہیں قریب آفت کے غم سے تھر کے عشوے بلا کے ناز گل کے ستم سے کہ اٹھائے صبا کے ناز پختار ہے ہن بیٹھے ہو ہم اٹھا کے ناز غم سے اٹھاؤں تیغ کے مین یا قضا کے ناز </p>	<p> کیونکر اٹھا سکے کوئی اس بُرا کے ناز بلبل کی جان ہر مین ہزار دن مصیبتیں سہ سہ کے ظلم اور انہیں کر دیا شہر بر یہ کھینچ کے رکے ہی ہر وہ آتی نہیں قریب آفت کے غم سے تھر کے عشوے بلا کے ناز گل کے ستم سے کہ اٹھائے صبا کے ناز پختار ہے ہن بیٹھے ہو ہم اٹھا کے ناز غم سے اٹھاؤں تیغ کے مین یا قضا کے ناز </p>
--	--

<p>خونِ شہیدِ ناز کا کیونکر اٹھائے بار ہر چند جانِ زار ملی اپنی خاکِ مین بل کر رہا ہر سنبلِ بیجان جو باغِ مین آگے ترے کرشموں کے اے کعبۂ جمال کیا غم گلے پر رک کے جو چلتی ہے تیغِ یار خوش بھی ہی کر لگا خفا ہے تو کیا ہوا</p>	<p>جس دستِ نازین سے نہ اٹھیں جنا کے ناز اتک دہی ہیں ناز پہ اُس دربار کے ناز سیکھے ہیں اسنے بھی تری لبتِ دنا کے ناز بالا سے طاق رہ گئے ہر دربار کے ناز اہلِ فَا اٹھاتے ہیں اہلِ جفا کے ناز آنکھوں پر میری اس دلِ دردِ شتا کے ناز</p>
<p>صفدر کہیں وہ پھیر بھی لیں مسکرا کے منہ اٹھیں مزے جو ساتھ ہوں شرمِ دیا کے ناز</p>	
<p>یہ تنہا ہر ٹپے شل بس چدر روز پھر بہاؤ لی خونِ پھر سلسلہ جہان ہوا موشوں کو ہر عبتِ حسنِ دروزہ پر غرور ایسا کچھ انکی خبر کچھ نہ کچھ میری اٹھین لوں تب سے مین بھی خاطر خواہ بد ظلم کا سر پہ ہر فصلِ خزان و چارون کی ہر بہا حنہ ہستی غلطِ آخر فنا نقشِ وجود چشمِ جوہر سے بہا یا میرے ماتم مین لو تصدیرِ کپے جانا مین نجانا چاہیے</p>	<p>دیکھے ناز و داد سے تیغِ قاتلِ چند روز پھر رہیگا کو کبھو شورِ سلاسلِ چند روز جہنم پر رہتا ہر اکثر ماہِ کاملِ چند روز آپہ مائل مین رہا وہ بھچپہ مائلِ چند روز یا خدا انکا سا ہو جاے مرادِ چند روز چچے کر لیں گلستانِ مین عنادلِ چند روز ایک کا ہر دوسرا د مقابلِ چند روز قتل کر کے روئی مجھ کو تیغِ قاتلِ چند روز ہر مناسب امتحانِ قاتلِ چند روز</p>

دور ہر چند کوئے یار پریشون دل	اور چلنا چاہیے منزل بہ منزل چند روز
آج کل صفہ رستخیز نگہ کی دھوم ہو	ہم بھی ہو کر دیکھ لیں قابل یہ مائل چند روز
کب مجھے کسی آنہ زخار کے انداز	سیکھے ہیں جینوں کے مرے یار کے انداز
مغشوقین بھی سب نہیں کہتے ہیں سلیقہ	البتہ پسند آتے ہیں دو چار کے انداز
گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچ سکا	بگڑے ہوئے کچھ ہیں شر بیمار کے انداز
بسکی ہوئی باتیں ہیں جو ہر وقت زبان پر	کیا تھے اڑائے کسی سوار کے انداز
نھی کہک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال	و دونوں نے اڑائے تری رفتار کے انداز
اور دن سے جو ہو گرم سخن ہو کو سنا کر	ہم خوب سمجھتے ہیں یہ گفتار کے انداز
دل خاک لگے قات و خان میں مرا صفہ	پر یوں میں حور دن میں مگر یار کے انداز
روایت سین مہملہ	
پہونچ کر ہیں میں آیت خجہ دہن کے پاس	بجائے عنایت کو قسمت چمن کے پاس
شکر خدا کرتے ہیں آواز ہر مہفیب	صبا کا مکان ہر صحن چمن کے پاس
آئینہ سامنے ہر در خوب دیکھتے	ایک اور انجمن بھی ہر اس انجمن کے پاس
جس وقت دنوں گالوں پر اس کے نظر پڑی	سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہر چمن کے پاس
آئی کبھر کے زلف جو زخار یا رہا	ثابت ہوا ہیں کہ حلب ہر ختن کے پاس

<p>دل چھڑیا ہون لہن شکن شکن کے پاس لب تریب کے دہن دہن کے پاس دو طلا ہوشا دھیسے ہو نچکر دھن کے پاس تعوذ جب ہر زلف شکن شکن کے پاس</p>	<p>نازک بہت ہر آپ کو اس کا رہے خیال کیسی جیا کمان کا تکت وصال میں ایسی ہر زیر خنجر قاتل مجھے خوشی دام بلا میں کیوں پھنسیں غائبوں کے دل</p>
	<p>صفدری دعا ہر خدا کے کریم سے تربت ہو میری روضہ شاہ زمیں کے پاس</p>
<p>نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس لائی نظارہ رخ جلا کی ہوس گلچین کی آرزو رہی حیا کی ہوس نکلی کبھی نہ خاطر فریاد کی ہوس ہر اسیلے ہمیں عدم آباد کی ہوس کب ہر نظارہ گل شمشاد کی ہوس نصا کی ہوس ہر نہ حداد کی ہوس</p>	<p>یار بے وصل رہ پر نرادی ہوس اُس گل کے شتیاق میں آئے عدم ہم آرام سے تھے کیا ہمیں منتقل سے کام تھا بلبل چمن سے اڑ گئی گل بھی ہوا ہو ہم کیا سمجھ کے کو کہنی عشق میں کریں یاران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ دلو ہر شوق قامت و رخسار یار کا نشر جنوں میں خار ہر زنجیر یا ہر ضعف</p>
	<p>مشکل تو سانس لینی بھی ہر فرط ضعف سے صفدری ہم کو ناناہ و فریاد کی ہوس</p>
<p>گل کھلاتی ہر نئے فصل بہار ہر برس</p>	<p>داع وشت میری دے ہن بیاں ہر برس</p>

<p> ہر یون پر بیربان پرتی بن اپنے پانوں میں فصل گل میں جام کو بٹھتے ہیں گل غنچے سب سال جب گذر آمدین نے چھاپے پردے ہم میں داخل گلستان ہیں اتنا ہر فرق وہ پہنتے ہیں نئی پوشاک ہر نور دین عمر برف سے ہیں خوش تنانین دلمین کوچہ قاتل میں یوں پنا گذر گاہ گاہ سال بھر چلتی ہر تیغ ناز اس سفاک کی گل تلک ہر رنگ گل تھا آج یاں رتی خاک </p>	<p> ہر یون پر بیربان پرتی بن اپنے پانوں میں فصل گل میں جام کو بٹھتے ہیں گل غنچے سب سال جب گذر آمدین نے چھاپے پردے ہم میں داخل گلستان ہیں اتنا ہر فرق وہ پہنتے ہیں نئی پوشاک ہر نور دین عمر برف سے ہیں خوش تنانین دلمین کوچہ قاتل میں یوں پنا گذر گاہ گاہ سال بھر چلتی ہر تیغ ناز اس سفاک کی گل تلک ہر رنگ گل تھا آج یاں رتی خاک </p>
<p> اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب چاہیے صفہ در غم شاہ شہیدان ہر برس </p>	<p> اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب چاہیے صفہ در غم شاہ شہیدان ہر برس </p>
<p>روایف شین معجمہ</p>	<p>روایف شین معجمہ</p>
<p> یہ کہ کیا ہے کہ بٹھے ہو میری جان خاموش کمان کا دم کو نہیں ہوں کہاں خاموش میں غش میں ہوں سرباؤدگی ہیرا خاموش آداس بچھی ہو بلبل تو باخباں خاموش زبان تیغ بھی ہر وقت ہتھان خاموش </p>	<p> کبھی تمھاری تو ہوتی تھی زبان خاموش ہر ابتدا سے محبت کچھ تمیز نہیں یہ بے سبب نہیں انسان خانہ زندان چہرے سے خستہ فصل بہار ہو شاید قضا تو کیا ہو کہ دم مار آگے قاتل کے </p>

<p>ہمیں ہر شہر خوشان فراق میں عالم گیا چہ سے الکی یہ کون سردردان کسی نے نہ خبر میری بزم جانان میں کیا جو قصہ کہ قاتل سے کچھ کئے دم قتل یہ دیکھتا ہوا قاتل کہ سرفروش ہو کون شب صال کی صحبت بھی بزم حیرت بھی یہ اضطراب غل نامہ دفنان کب تک</p>	<p>زمین ساری ہر ہنسان آسمان خاموش کہ آج سرد پہ بٹھی ہیں قمریان خاموش تمام رات جلاہوں میں شمع ساں خاموش تڑپ کے دل نے ہمدادی کہ از زبان خاموش کھڑا ہو تیغ لیے بہر امتحان خاموش میں بیزبان تو چپ تھا وہ بہ بیان خاموش ٹھہر میں اس دل بیتاب از زبان خاموش</p>
<p>چمکے چپ ہوا صفدر تو بولے روح میں میں سن ہاموں نہو میر خوش بیان خاموش</p>	
<p>یار کو ہر شراب کی خواہش ہر رخ بنے نقاب کی خواہش ایک دن خاک میں ملائیگی وصل میں چھیرے ہیں ہم انکو مجھ کو شوق نظر سارہ خسار آئے آغوش میں سمٹ کر بحر دختر رز کو تانکت ہر شیخ پردے پردے میں قتل ہو عالم</p>	<p>مہ کو ہر آفتاب کی خواہش کیا کر دن آفتاب کی خواہش دل خانہ خراب کی خواہش طعن میں ہر عتاب کی خواہش آپ کو ہر نقاب کی خواہش ہر یہ ہر دم جاب کی خواہش پیر کو ہر شباب کی خواہش ہر یہ اُنکے نقاب کی خواہش</p>

<p>دل پر اضطراب کی خواہش دیکھوئی بس جناب کی خواہش میر کی خواہش کباب کی خواہش نہیں ہم کو جواب کی خواہش کیون ہم کو کباب کی خواہش کیون ہم کو نقاب کی خواہش نہیں جام شراب کی خواہش بس یہی تھی جناب کی خواہش</p>	<p>مجھ کو تڑپا کے مار ڈالے گی پھیر بھی دیکھے دل بیتاب یہی دو خواہشیں ملی ہیں ہمیں نامہ اس شوخ کو پہنچ جائے دل سوزان مرا تو حاضری دیکھ سکتا ہر کون صورت مہر مست ہوں یا چشم ساقی میں بوسہ ملا تو بوسے وہ ہنس کر</p>
	<p>لے اڑی کی نجف کو اری صفہ ر ردفہ بو تراب کی خواہش</p>
<p>ادھر مومن ہیں غش کا زرد غش بڑے رہتے ہیں ہم دودو پر غش ادھر صیاد ہیں گلچین ادھر غش ابھی موسیٰ کرین بار در غش ہمیں رہنے لگا آٹھوں پر غش رخ دیکھو یہ ہیں شام و سحر غش</p>	<p>ہوئی اک خلق تم کو دیکھ کر غش پس دیوار جانان مثل سایہ تم آئے بلبیل دگل کی بن آئی جو برق چہرہ جانان کو دیکھیں تب فرقت سے یان تک بڑھ گیا ^{ضعف} لب و دندان پر عاشق لعل و گوہر</p>
<p>۴</p>	<p>جواب نامہ لاسے کون صفہ ر</p>

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بخشش	
رویف صادق مہملہ	
کس طرح کون وصل کی تدبیر ہر ناقص کچھ کندہ ہر ایسی کہ گلاکت نہیں سکتا دستی ترا توڑیگا فقط زور جنوں سے دن وصل کا آتا نہیں جالی نہیں فرقت کیا شعر کے سست ہو ہو شاعر کامل اکثر مرے گھر آئے وہ پھر جاتے ہیں اُسٹے رک رک کے کہا حال ل اُسے تو وہ بولے زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا نامے کو مرے دیکھ کے قاصد وہ بولے ہر روز ملتا ہوں جو ان خاک میں کیا کیا بہل نہیں بھٹسنے کی کوئی دم میں تیرے نفرت ہر کمر آشک مری آہ سے تجھ کو	قسمت مری گزشتہ ہر تقدیر ہر ناقص ای قافل عالم تری شمشیر ہر ناقص یہ طوق ہو کمزور یہ زنجیر ہر ناقص گردش تری کیا ای فلک پیر ہر ناقص ہر نقص مصور کا جو تصویر ہر ناقص شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہر ناقص لکنت ہر زبان میں تری تقریر ہر ناقص سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہر ناقص کیا خاک پڑھوں میں کہ یہ تحریر ہر ناقص کس درجہ مزاج فلک پیر ہر ناقص حیا و ترے خواب کی تعبیر ہر ناقص یہ آب و ہوا کیا بت بے پیر ہر ناقص
صفدر خط رخسارہ جانان نہیں اچھا	
آئینے میں طوطی کی یہ تصویر ہر ناقص	
کرتا ہر کام سارے جہان کا تمام نقص	رکھا ہر تنے حشر خرامی کا نام نقص

<p>دیکھیں ترا جواہر صنم لالہ فام رقص فانی کے دلیں شوق تماشاے کا ہر وہی کس مست بادہ نوش کے آئین کی ہر خوشی ایسی ہر آکے خانہ صبا دین خوشی ٹھنڈی ہوا ہر لطف شب تاب ہر دیکھ گا کون تیرا تماشا فراق میں</p>	<p>ہرگز کہیں نہ اہل شریعت حرام رقص بسمل ہوا تمام رہا ناتمام رقص پھر پھر کے بزم میں جو کرتا ہر جام رقص طاؤس دار کرتے ہیں مرغان دم رقص کچھ دیر چلے کیجیے بالائے بام رقص اے دل تیرے تڑپنے نہ کر صبح و شام رقص</p>
<p>صفہ رہزار شکر کہ گاکر مری غزل کرتا ہر تاز سے وہ بیت خوش حرام رقص</p>	
ردیف ضا د مجھ	
<p>کہیں گوشہ غلت ہوں کیا جہاں غرض حرم سے دیر سے سجد سے بیکد لیے صنم سچو دیکھہ و تجا نہ سے ہر کیا مطلب فقط تفاوت شاہ و گداہر حاجت سے میں ابو خانہ صبا دین اسیر قفس تقیم کو چہ جانان ہوں کد و دھواں سے شب فراق میں سنتا ہوں دستان دلی کوئی خفا کوئی آزدہ ہو مگر دل کو</p>	<p>زمین سے مجھ کو نہ مطلب نہ آسمان غرض تری طلب میں اٹھا دی کہاں سے غرض ہمارے سر کو ہر اس سنگ آستان غرض سب ایک سے ہیں جواہر جا دریاں غرض رہی نہ بھوک چن سے نہ اشیاء غرض یہیں بہشت ہر کیا گلشن جہاں سے غرض فسانہ گوئی نہ حاجت نہ قصہ خوان غرض تڑپے آہ سے فریاد سے فغان غرض</p>

	کوئی یہ پوچھے کہ قتل میں آئے کیوں ایجا نقطہ انجین تو ہر صعد کے امتحان سے غرض
صاف ہتھے ہیں چراغ تہ دامان عارض شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض سو مرض میں مجھے اے عیسیٰ دوران عارض کیوں نہ چاہتا رہتے ہیں وچندان عارض چاند سا مجھ کو دکھا دو شب بھراں عارض کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ دامان عارض سرد زلف ہر سنبل گل خندان عارض بوستان ایک ہے اور ایک گلستان عارض	تم روپے بن چھپاتے ہو جو ایجا عارض دیکھے آئین کا اگر مرد خشان عارض حق یہ ہے آپ کے کسی دوا جا ہوں میں دوہ نو میں یہ دو ابروئے خمدار نہیں ہم الجھتا ہوں مرادیر سے تاریکی میں شیخ کا نو بھی فائوس میں چھپتا کہیں چشم بد و نورین باغ سے کم باغ جال ہو یقین سعدی شیراز بھی دیکھیں تو کہیں
	روز روشن ہر شب تار نظر میں ہندو کس شکر نے کیا زلف میں نہان عارض
	ردیف طائے مہمل
و نگا جو ایک میں وہ کھینکے ہزار خط اعمال کا لیا جا جو رز و شب ر خط دکھائے کس طرح نہ چین کی ہمار خط آتے ہیں روز چار طرے سے ہزار خط	یہ کہکے پھیر دیا ہر قاصد کو یا ر خط سمجھو نگا میرے خط کا جواب سنے لکھا مضمون لکھے ہیں غرض گلزار گیار کے مکتوب ایک ہو تو وہ نازک داڑھی سے

<p>تقاصد نے مجھ کو لاکے دیئے ہیں جو چار خط لایا ہے نامہ بر جو پس اتنظار خط نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط گھر گھر لیے پھر اصفیٰ اشتہار خط دم بھر نہ لیگا ہاتھ میں میرے قرار خط ڈالے ہیں لکھلکے ڈاک میں نئے ہزار خط لکھتا ہے کب گدا کو کوئی شہر بار خط</p>	<p>لکھتے ہیں میرے کے میں جانتا ہوں خوب سر پر ہیں اپنے رکھوں آنکھوں پر دن جگہ جبریل بنکے آئے کہیں اسکا نامہ بر تقاصد نے میرے خلق میں سودا کیا مجھے مفسون شہنشاہ جو کچھ بھی رستم ہوا اس واسطے کہ ایک تو پہونچ گیا یازک امید خط یار کی ہو کس طرح مجھے</p>
---	--

اصفدر رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
 پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں بار بار خط

<p>مجھ سے بگاڑا سکو ہر سار جہاں سے ربط ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتوان سے ربط صیاد کو زیادہ ہوا باغبان سے ربط دربان سے دوستی ہو بڑے پاساں سے ربط ہوا سکو کچھ نہ کچھ ترے مویاں سے ربط دل میں ہوا بڑھائیے پریشان سے ربط ملے ہیں سب آنکھوں ہر سار جہاں سے ربط حیران ہو نہیں یہ دونوں میں یا کہاں سے ربط</p>	<p>کیونکر ٹہرھاؤں اس بت نامہ بان سے ربط مجھ زار کو ہر یار کے موئے میاں سے ربط گلشن میں عندلیب کا حافظ ہر خدا پائین کسی طرح تو جگہ کو سے یار میں دگو ہر میرے رشتہ جان اسیلے غریب کیا پیر خاںقاہ سے حاجت ردا ہوئی نفرت ہو اک پہن سے ہمیں بن گناہگار گردن میں طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی</p>
--	--

صفہ رشب صال میں کیا کیا کر اٹھے لب کو تھما کے بستہ زباں کو زبان سے ربط	
رویت ظار معجزہ	
مست ہم نشہ میں تم اٹو ہر دشوار لحاظ نازک تہا ہر کوٹے نہ جسم دار لحاظ دم رفتار جیسا ہر دم گفتار لحاظ آج رہتا نظر اتنا نہیں زناں دار لحاظ سہل سی بات کو گردیتا ہر دشوار لحاظ نئی صحبت ہر اکھی کرتے ہیں میخوار لحاظ اپنے کشتوں کا بھی رکھے دم رفتار لحاظ کچھ قصا کا بھی نہیں کرتی ہر تلوار لحاظ شرم کی بات ہر آئینا نگہے یار لحاظ نامہ بروقت پہ کرنا نہ جسم دار لحاظ کچھ خدا کا بھی کراہے شر بار لحاظ	صحبت بادہ ہر سوخت کمان یار لحاظ شوق کتا ہر شب ہل اٹھا دو پرودہ کونسی ہر وہ اداس ہیں نہیں مکو حجاب اہر ہر باغ ہر سنہرہ ہر مگر گلگون ہر ماتھ پھل کے پھٹتے تو لپٹ ہی جاتے کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کریں آپ کی چال سے پامال ہو جاتے ہیں بڑھکے مقل میں گلے سے جو لپٹ جاتی ہر پوچھ مجھ سے سحر خیل نہ تمنا میسری خوش جو پاتا ہے سب حال مرا کہدینا آگے ہر عرش پلٹ پھونک چلی گردونکو
حال ل یار سے سب چلے کہو اے صفہ اپنے عیسیٰ سے نہیں کرتے ہیں حیا ر لحاظ	
چلا جو میں نہ کسی نے کہا خدا حافظ	شریب میں بھول گئے آشنا خدا حافظ

روایت عن محمد

4

<p>شراب رات کو پی ڈکوروںہ دار رہے</p>	<p>خدا کا شکر کہ اچھی بھی ہماری وضع</p>
<p>شرابجو ارہو چاہے بنے نماز گزار</p>	<p>ہر ایک شخص کی صفہ پر اختیار ہی وضع</p>
<p>رکعتی ہر شاید کہ عشق عاریض جانا نہ شمع واع کھاتے ہیں شکر و سوز جاہن جان ہوں وہ میکش کچھ نہ سوچھا جوش مین کچھ ہر سحر نزدیک کر لے تبو پروازوں سے ربط ہوں بھی عاشق سے کوئی مشق نہ ماسرلو خستہ جانوں کا کہاں رہا بے دو کو خیال خط نکلنے سے کہاں باقی رہا اپنے فروغ دل جلوں ہر وہی ہمدرد جو ہر دل جلا</p>	<p>سوز غم سے جل رہی ہر صورت پر وہ شمع جلتی ہر یکساں میان کعبہ و تہخانہ شمع جا کے مسجد اٹھا لایا سوئے میخانہ شمع ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع مرگ پر وہانہ ہر تیرا نماز معشوقانہ شمع کون لانا ہی جلا کر جانب دیرانہ شمع یا دایا محو کہ تھا وہ چہرہ بے پروانہ شمع تو مرا سن میں ترا شب بھر سنو افسانہ شمع</p>
<p>یاد رکھتا ہر کسی کو کون صفہ ر بعد مرگ</p>	<p>لایگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع</p>
<p>ر دلیف عین مجھ</p>	<p></p>
<p>داع آشناے دل ہر تودر آشنا داع دل ٹوٹا ہر سینے میں کہ کیکے ہاے داع اب کوئی دلتوازی نہیں ہر سواے داع</p>	<p>سینے سے کیوں آئے صدا ہاے داع پہلو میں بعد وصل جو خالی ہر جا داع کیا بیکسوں پوچھتے ہو ماجراے داع</p>

لائے سے جا کے باغ میں بننے ملائے داغ	کیا موسم بہار میں یاں کام آئے داغ
سینے کو میرے حق نے بنایا برائے داغ	کہتے ہیں دل جسے وہ ہر دوسرا داغ
دلوں کو میرے پسند ہی ایسی جفاے داغ	بھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہائے داغ
اٹھتی نہیں ہر آبِ مردل سے جفاے داغ	انگارہ اگلے کوئی رکھ دے بجائے داغ
ای سوزِ عشق سے یہ مردل کو رشتہ دینی	متناہِ آفتاب سے آنکھیں ملائے داغ
دل سے کبھی تیرن کی محبت نہ جائیگی	تیرہ کا نقش ہے کوئی کیونکر مٹاے داغ
شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا	بھوکے ہوئے تو فرقت جانا نہیں کھا داغ
تسکین دل جو ہر چین کچھ بھی اسی سے ہے	سینے سے میرا تھم نہ یار بٹھا داغ
دو چار داغ لالہ گلشن کو بھی ملے	باقی رہی نہ جب کہ سینے میں جا داغ
وڑے گل سچے کے مرے دل پہ یار ہا	چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلاے داغ
غمخوار جان زار جگر ہے نہ دل مرا	یہ آشنا سے درد ہے وہ آشنا سے داغ
بوسے سے رقیب کو ہم جل کے رہ گئے	بھول سکوا تھم آئے ہمیں ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفا داغ

پر وائیں جو عرش پہ ہے یار کا داغ	ہر عرش سے بلند دل زار کا داغ
ایسے ہیں میدان و شکر سوال و صل	اقرار کا داغ نہ انکار کا داغ
یوں تیر تیر چل نہ گلستا نہیں ای نسیم	نازک بہت ہے بلبل گلزار کا داغ

<p>بختو تم اس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ ایسا نہیں ہر آپ کے میخوار کا دماغ دیکھو نفس میں مرغ گرفتار کا دماغ کمد و بہت ضعیف ہر بیمار کا دماغ میں خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ پہونچا کمان تمھارے خریدار کا دماغ</p>	<p>ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے منہ سے لگائے غیر کے جھوٹی تراب کو بھولوں کے ڈھیر گردین مطلق نظر نہیں چپکے سے نبض دیکھ کے اٹھ جائیں چارہ گر دربار میں نہ یاد کیا کیجیے سمجھے یوسف کو کھوٹے دامو بھی لتیا نہیں ہر مول</p>
<p>صفدر میں مدح ساقی کو تر سے مست ہو کس کو ہر وصف بادہ و خمسار کا دماغ</p>	
<p>دل باغ آہ سردی اپنی ہوا ہے باغ سانی گلابیوں میں کھا دے قضا باغ باغ آشنا ہر مجھ سے نہ میں آشنا ہے باغ بلبل کا دل کہیں نہیں لگتا سو باغ اسد ہر کہ بھر میں قسمت دکھائے باغ مقتل ترے بغیر نظر کیوں آئے باغ ہوا اسقدر خوشی کہ نہ بھولے سماے باغ گلزار سیکدہ ہر مہین کوے جاے باغ ڈالی ہر تہ خانہ میں ہنسنے بناے باغ</p>	<p>حاصل ہر ہکونج نفس میں قضا باغ میر بھی چلے جو سرد چلی ہر ہوا ہے باغ قسمت ملی ہر سبترہ بیگانہ کی مجھے ہر روز کوے یار میں جاؤں نہ کس طرح مدت ہوئی کہ دم و نفس میں پھنسے میں ہم لگتی ہر دل پہ تیر سی آواز عند یسپ آئے کبھی جو سیر جن کو وہ رشک گل ہو شیشہ ہر وہ سردی جو جام ہر وہ گل آنکھوں سے خون کے کھلاستے ہیں باز گل</p>

صیاد ایک شب نین ستا ہر درستان | بلب بیان کس سے ماجرے باغ

بھونکا ہر باغبانوں نے بلب کا آشیان
صفدر کہیں نہ آہ سے وہ بھی جلا باغ

روایات

ہم جان مینے جاتے ہیں نازم جانا کی طرف
تو نے پھنسا یا قید میں یوں تو کوا سنجو دی
بلبل سکانوں میں آنا تو جنت کا اثر
مجھ عشق شرب کی طرف جان کی نہیں
آنکھیں اشاکر کرتی ہیں ہم مار لینے باندھ
دوتا ہوں میں یزید میں مروہ سنکسرت ہو
نظارہ خسارت سے رویا جو میں مجبور تھا
فریاد میری ایک نستان میں اے گلبدن
آنکھوں کی لغت نے مجھے رکھ دیا دل دکھلا دیا
فصل گل کی گل کھلے سنکسرت میں یہ خبر

پروانہ آج طرح اڑ کر چراغ ان کی طرف
جاتے تھے گلشن کی طرف آنکھیں زندان کی طرف
گلچین گریبان بھاڑ کر جا بیابان کی طرف
ایسوی ہندو کی طرف غرض مسلمان کی طرف
دلو ہمارے کھیلے اس زلف پچان کی طرف
تکبیر جا کر کہتے ہو گور غریبان کی طرف
آنکھیں بھرا میں کھیلے خوشید تابان کی طرف
در نہ گلوں کے کان میں مرغ خوش الحان کی طرف
آہو لگا کر بیگے شیر نستان کی طرف
ہوش اڑ گئے دل کھنچ گیا اپنا گلستان کی طرف

بھونکے صفدر خواب میں کوچہ نہ قابل کا کبھی

جو مرد میں سوتے ہیں وہ منہ کر کے میدان کی طرف

ہونے دو باغبان ہر جو صیاد کی طرف | بھولوں کے کان میں مری فریاد کی طرف

<p>پہونچی جو روحِ خلد میں کچھ دیکھ بھال کر اُس گل کے دیکھنے کا نہوتا جوشِ اشتیاق آنکھیں تو سو بزمِ تجلی ہیں طور پر شکل یہ ہے کہ قمری دلیں میں بحث ہے عیسیٰ کے اشتیاق میں نکلے تھے گھر سے ہم شاق ہو نہیں قامت و خسارِ یار کا مانع ہو ضبط و نہ ارادہ اگر کروں</p>	<p>پھر آئی دان سے کوچہ جلا دیکھ طرف آتما نہ کوئی گلشنِ ایجاد کی طرف دل ہو تمھارے حسنِ خدا داد دیکھ طرف گل کی طرف میں بدوں کہ شمشاد کی طرف تقدیر لائی کو جسے جلا د کی طرف دیکھوں نہ بھول کر گل و شمشاد کی طرف آجائے خود اثر مری فریاد دیکھ طرف</p>
---	---

غم ہوا الم ہو درد ہو حسرت ہو یاں ہو
صفہ ہو کوئی اس لاشاد کی طرف

<p>حال سے میرے تم ہو کیا تھا کوچہ عشق شاہراہ نہیں حال گلشن چھپا نہیں گلچین میرے درد دل و جگر سے ہے یاد اُس زلف کی لگا لائی ایک بین راز دارِ الفت ہوں دستِ وحشت ہے ضعف سے مجبور تم نہیں میرے بند بند تو بین</p>	<p>اسی ہو خوب ہو حسرتِ واقف کوئی واقف ہے کوئی ناواقف تجسّے سے ہے صبا واقف تیرا غم تری ادا واقف میرے گھر سے نہ بھی بلا واقف کچھ نہیں اس سے دوسرا واقف چاک سے خاک ہو قبا واقف درد دل سے جدا جدا واقف</p>
---	---

<p>تمھک گئی ہجر میں زبان صفدر نہ اثر سے ہوئی دعا و واقف</p>	
<p>روایت قاف</p>	
<p>ملیگا ایک مجھ سا فرا جہان عاشق کیا نہ دل لے ہمارا گمان کمان عاشق کیا ہر محکوم سے بخت نے وہاں عاشق کہ تم یہ کیوں نہ ہوے بعد تمہاں عاشق خدا کرے کہیں تم بھی ہو ہر بان عاشق کہا کہ تم سے ہزار دن میں نیجاں عاشق نہ دیکھے ہو نگے کہیں ہم سے بدگمان عاشق ہمارے پاؤں کی شاہد ہیں پیراں عاشق</p>	<p>ہزار ہوئے اگر تم پہ جان جان عاشق تلاش حسن میں کس شہر میں گذر نہ کیا بشر تو کیا ہے جہاں ہم کا گذر شکل تمھارے ظلم و ستم سے خیال آتا ہے جو عاشقوں پہ گذرتی ہر ملک کیا معلوم جو ادھی بات کا بھی آنسو میں ہوا طاب تمھارے سایے سے بھی تپو شکرتا ہے قدم خون میں نکلتا نہیں جو زنداں سے</p>
<p>محض سناتے ہو سب کچھ وہ کچھ نہیں کہتا نہ یاد گئے کہیں صفدر سا بنیراں عاشق</p>	
<p>دیکھیے کب ہوا اتنا سے فراق ابھی باقی ہر ماجرا سے فراق میرے گھر وصل آئے جاے فراق وہ کیا کرتے ہیں دعا سے فراق</p>	<p>وصل ہوتا نہیں سوا سے فراق کہ چکا لاکھ داستانیں میں کبھی یہ بھی ہوا انقلاباں جرخ ہم کو اسر سے ہر خواہش وصل</p>

ایسوں اذان شی شب وصل بفراری یہ اور دل بے صبر خواب میں اُنکو دیکھ لیتا ہوں جس نے لکھا ملاحظہ دیر انجسم ای حیف کیا دکھاتا ہر	کان میں آتی ہر صدا سے فراق ابھی نادان ہر ابتدا سے فراق خواب سو جھی مجھے دوسے فراق وصل لکھا نہ کیوں بجائے فراق اور چلین گے داغائے فراق
صبر بگڑیگا مجھ سے ای صفدر منجھ سے کیونکر کہوں کہ ہائے فراق	
ردیف کاف عربی	
یہ شریکین آنکھ میری دل سے جیسا سے منہ پر نقاب کب تک رہیگی دو ٹھاسے روز صحبت دُطین کریگی حجاب کب تک ہمارے دلیں ضرور آؤ نہ باتیں ہر روز تم بساؤ یہ بستی اجڑی ہوئی بساؤ رہے یہ کشور خراب کب تک غرور ہر دم ستم پیائے جفا کی آہنہ کچھ انتہا ہو یہ ظلم کب تک یہ جو تان کر ہیگا ہم پر عتاب کب تک خزان ہر آخر ہمار دنیا بقا ہر اس میں ہوا کا جھونکا غرور اتنا نہیں ہر اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک میں مر گیا اور غش سمجھ کر یہ رو کے کتنا ہو ماہ پیکر	

کہ انکی غفلت تو ہر برابری بھلا میں چھڑکوں گلاب کب تک
 وہ بہت عنایت پہ جلد آئے خدا کرے منہ سے منہ ملائے
 تکلف اٹھے لحاظ جانے کریگا شرم و حجاب کب تک
 کہیں وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بس کی جان و ان
 کہان ملک خاک پر طیان ہو کرے غریب مضطرب کب تک
 یہاں ہر جینے لایا بھروسہ کہ حادثوں سے بھری ہر دنیا
 یہی جو ہر موج کا تماچہ نہ بھر تیاں حجاب کب تک
 ضرور آفاق سے سفر ہر سہ دربان قابل حسد ہر
 مقام عبرت پر خشک و تر ہر شراب کب تک کہاب کب تک
 بچھا جو بچتا ہر ابر گھس کر تو پھس نہ لگتا ہر مہر انور
 حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منہ پر نقاب کب تک
 خفا نہ صفدر ہو مانو کہنا تغافل اتنا نہیں ہر اچھا
 سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

<p>حوصلہ ہو جائیگا خاک نریم جانان تک ضعف میں چلون کیونکر ای جزو جان تک کس طرح رسائی ہو اپنی نریم جانان تک ایک ل نہیں قاتل کشتی ہر گرج جان تک</p>	<p>استدھر ہر دلتگی پس گئے ہیں ایران تک اتو جانیں سکتا ہاتھ بھی گریبان تک اہل نریم ہیں دشمن بھر گیا ہر دربان تک نوک بانگیں کی ہر اس نیکی ملی مرگان تک</p>
---	---

<p>فصل گل قریب آئی اے جنوں مبارک ہو خاک میں ملایا ہے چرخ نے تو کیا پروا یہ تو کہ نہیں سکتا چھوڑ دے مجھے صبا حال ہو مومننا میرے دم اس بجھنے کا مجھ میں طاقت اُڑنی کی ضعف کمان صبا یا وہ زورِ جوش تھا توڑتے تھے زنجیریں</p>	<p>باتم بچہ لگا جانے خود بخود گریبان تک گردن پہ بونچینگے ہم کسی کے دامن تک جل مرزِ نفس لیکر ایک دن گلستان تک اے صبا اگر جانا اسکی زلف بچاؤں تک پر ہی میرے بونچینگے اڑے گلستان تک چاک ہو نہیں سکتا ہنسے اب گریبان تک</p>
<p>حال گریہ صفا کر کیا بیان کروں ہر دم موجزن ہر اک دریا شہر سے بیابان تک</p>	
<p>لایا تو ہی نصیب ہیں کوئے یار تک تو بہ تو موت سے کی مگر آتا ہے یہ خیال سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہوا زہت بوسے بے زیادہ تو بولے وہ ناز سے اس نے ہیں میرے جرمِ فرشتے اگر لکھیں احسان یہ ہو گا بعد فنا ہم پہ اے صبا واسن پہ بول گل کو سمجھتے ہیں جو غبار بوسے تو ایک اور ہی لینے شبِ محال</p>	<p>دیکھیں گذر ہوا نہو اس گلغذا تک دیکھیں کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک ہم خاک ہیں مگر یہ پریشان غبار تک بس بس مضائقہ نہیں دو میں چار تک ہرگز نہ لکھ سکیں انھیں ردِ شہار تک بونچا نداشت خاک کو آتش شہسوار تک اے دل وہ خاک آئینے مجھ خاکسار تک سرکار سے پرازن رہے پانچ چار تک</p>
<p>صفا غنیمتِ فراق میں جینا محال ہے</p>	

اپنی تو زندگی ہر نقطہ وصل یا رنگ	
زدیف کا فارسی	
چمک گیا یہ جوانی میں رو یا رنگ ہوا خرق سے دوا وصل یا رنگ چمن میں گریہ بلبل پہ بھول ہنسنے میں میں کسکے دست خانی کا کشتہ ہون یا رنگ انیم لائی ہوا اس گلبدن کی پوشا یہ ادو این جہر و نکی جنت میں کیا خوش آئینگی گلوں کو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے ہمارا سینہ پرداغ دیکھئے آکر	کہ جسکو دیکھ کے صاف اڑ گیا بہار کا رنگ خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ بدل گیا ہر عجب باغ روزگار کا رنگ کہ بعد مرگ ہر گلگون مرے غبار کا رنگ چمن میں اور ہر کچھ آجکل بہار کا رنگ نظر میں اپنے سمایا ہر حسن یا رنگ کہ چند روز ہوا باغبان بہار کا رنگ تھوگا اس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ
لکھے ہیں وصف جو ابرو یار کے عقد ہر ایک شعر میں اپنے ہر ذوالفقار کا رنگ	
رخسار یار پر ہیں جو یہ تل لگ لگ کس نے چمن میں آکے یہ ڈالا ہوا تفرقہ جا کر ہمارے سینے سے گیسوے یا مین کا کل کے خوشنکو اُکھنے نہ دیکھیے ہو اُنکا ہر سحر طرے ایک سوے غیر	ہر ایک مانگتا ہے مراد لگ لگ بھولوں سے ہیں جوتج غنادل لگ لگ کیا کیا مڑاڑا تاہم یہ دل لگ لگ گتھو جائینگے تو ہونگے بمشکل لگ لگ و دونوں کے اب دیکھتے ہیں ل ل لگ لگ

انجمن

<p>اعضائے ارتباط کا کیا احتیاج رہی عقد سے ہین کیوں یہ آپ کے گیسو میں جا بجا غیر و نگو محکو ایک نظر سے نہ دیکھیے کس بت کے انتظار میں ہین گرم جستجو ہوتا جو تجھ میں زور کچھ ایسی بیٹہ جنوں جب چاہتا ہو جا کے پھرون ہالہ ارگرد</p>	<p>سب ہونگے زیرِ خنجر قاتل الگ الگ باندھے ہین عاشقوں کے مگر دل الگ الگ ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ آنکھیں جدا جدا جگر و دل الگ الگ کرنا نہ حلقہ ہائے سلاسل الگ الگ گنتا ہی مجھ سے وہ ہمہ کامل الگ الگ</p>
<p>منزل ہو ایک ہو چنگی صفدر سیٹ ہین بلکہ جلیں کہ رہی و منزل الگ الگ</p>	
<p>ردیف لام</p>	
<p>پلے پھرتا ہی محکو جا بجا دل وہ شوخ فتنہ گر جب لیچلا دل نہ تھا منظور محکو پھیرنا دل ملایا خاک میں کیوں اسکو تو نے ہزاروں حسرتوں کا خون ہو گا پھر آیا دیکھ کر دیر و حرم کو مراد لے لیکے مٹھی میں وہ بو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو کو</p>	<p>مرا بچپن میسر اچھلا دل بہت لوٹا بہت تڑپا مراد دل فقط میں دیکھتا تھا آپ کا دل بہت نازوں کا پالا تھا مراد دل ارے ظالم نہ مٹی میں ملا دل کہیں پاتا نہیں تیرا پتا دل بھلا تم لے تو مجھ سے مراد دل ہوا کیا ہائے کس نے لے لیا دل</p>

<p>جسے دیکھا اُسی پر ٹگیا دل نہیں کہنے کا پھر تھنے لیا دل ہر اک کتنا تھا میرا کھو گیا دل بہمن آفت رسیدہ اک ملا دل اگر ہوتا مرے بس میں مراد دل گیا دل ہاتھ سے میرا گیا دل ارے ارے پروت ہو فاد دل مچل کر سو گھیر رہ رہ گیا دل عبث کرتا ہر اب مجھ سے گلا دل مری جان ہو گیا ہر ابلہ دل</p>	<p>بنا پر دانہ ہر شمع سرد کا ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم نظر ملتی ہو اُن سے انجمن میں ملا روز ازل عالم کو سب کچھ اٹھاتا کیوں تھوکنے ناز بجا ادا و ناز جانان کی دہائی ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے اسی نے مجھ کو آفت میں پھنسا یا تیری فرقت کے ہندے ستے ستے</p>
<p>خوشی ہو غم ہو کچھ ہو بہمنے صفدر بس اتنا اک صنم کو دیدیا دل</p>	
<p>عرش خدا ہر کعبہ پروردگار دل یار ہر بوسے گل کہ نسیم بہار دل المختصر ہر قدرت پروردگار دل سریشکیش ہر جان نداد ہر شمار دل ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل</p>	<p>کیا پوچھتے ہو کتنا ہر عالی وقار دل ہر دہن نہت چمن روزگار دل بجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہر خوشی ہوتا ہر بیعتہ از حسینوں کو دیکھ کر</p>

<p> تا چند یہ ٹرپ ٹھہرای بقیہ ار دل ہر مبتلاے گردش لیل و نہار دل تھا ورنہ یہ کبھی گسرا بہار دل سو نگھے نہ بوسے نافہ مشک تار دل طاقت کہاں کہ جبر کے اختیار دل کتنا سری طرت سے ہے اعتبار دل آباد ہر انھیں سے مراد اعنہ ار دل </p>	<p> افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان جاتا نہیں خیال کبھی چشم یار کا الفت نے اسکو خاک میں آخر ملا دیا سوداے زلف یار میں رکھنا ہر کیا دماغ ممکن نہیں ہر وقت جاناں میں ضبط آہ وعدہ وفا ہو جمل کا ہر گز یقین نہیں اندوہ و یاس میں حسرت ارمان کا ہر جہم </p>
<p> صفدر رمدار زیست تر ہے یہ ہر مرا مرجاؤں ایک دم جو نہو بیتہ ار دل </p>	
<p> پھر تر ہے ہن پرے سہل پہ سہل آجکل ہر نضائے باغ نظارے کے قابل آجکل صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل پھر ہمیں درکار میں طوق و سلاسل آجکل قابل نظارہ ہر مستون کی مغل آجکل شاید آئینگا ادھر سیلی کا محل آجکل ہو گیا ہر خون کس سہل کا شامل آجکل روزِ پھر لیتا ہوں میں اک آدھ منزل آجکل </p>	<p> آبداری پر ہر پھر شمشیر بران آجکل پھر بہا بآئی چکنے میں عناد آجکل تیسرے دن کی عادت ہو کہ ملجا میں آپ پھر ہوا سودا کسی زلف پیچان ہمیں خیم کے خیمے پرے ہیں یکدمین چار سو قیس نے پلاؤں سے اپنی صاف کی ہن منظرین شمع ایسا تونہ تھا پہلے نری نہدی کمانگ یا دعا جن میں قرآن کی تلاوت کا ہر شوق </p>

<p>باغبان گلشن میں ہر کس گل کے آنکلی خوشی دو گھڑی گلشن میں چل کر سیر نبل دیکھے</p>	<p>بھولے بیٹھے ہیں گلستان میں غدا دل جل باد گیسو میں پریشان ہر بہت دل آ جل</p>
<p>تھنڈی سانس لین کیوں ہیں بے پروا کس پر پردہ ہو ہے بن آب مائل آ جل</p>	<p>تھنڈی سانس لین کیوں ہیں بے پروا کس پر پردہ ہو ہے بن آب مائل آ جل</p>
<p>بلبل نہو بہار میں تو آشنا سے گل پردہ نہیں جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل سمجھے مجھے کہ دشتی نازک مزاج ہوں جان اسکی خچ پہ قہر تو ہر دل تیار جو آپ کو پسند ہو کیسے وہی کہوں بدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع یون نص گل بن حق محبت ادا کیا نیرنگیاں دکھائے اگر عشق حسن کو صبا د غنڈیب کا لہنا نہیں دماغ کھلا کے پھول خاک میں لمبا بیٹنگے ابھی انصاف ہاتھ سے ندیا کھیل میں کبھی بادِ خزان نے خاک میں آہند ملا دیا ماتم سرا ہو قمری و بلبل سے بوستان</p>	<p>انگاروں پر نہ باغ میں تجھ کو ٹائے گل باد صبا نے لاکے چین سے چڑھائے گل نر کوں نے جائے سنگت پر رنگا گل ایک شناسے سرو پر ایک شناسے گل انسانہ غنڈیب کا یا ماجرا سے گل وہ بھی مہر کی موائی شربت سے ہا گل مرقد پہ غنڈیب کے ہنسنے چڑھائے گل پائو دن میں غنڈیب کے منھ دی لگا گل کیا آگئی نفس میں چین سے ہوا سے گل بلبل خدا کیو اسطے کہتا نہ ہا سے گل بلبل کے پر تراش کے ہنسنے بنا سے گل اسد کیا ہمارے پر بھی اتند اسے گل اک سمت ہا سرو ہو اک سمت ہا گل</p>

کاوش عدو کے ساتھ بھی مد نظر نہیں	کانٹے نہیں ہمارے چین میں سوائے گل
صفہ رودہ گل جو آئے چین میں تو مثل بو	شادی سے پیر بن میں چھوٹے سہاے گل
<p>رقیبوں میں متحد سی لگانے سے حاصل</p> <p>یوہن فتنہ پرواز عالم ہر جیون</p> <p>جو چوری ہر مد نظر دل ہر حاضر</p> <p>جو ہنستا ہر تم کو ہنسو بے تکلف</p> <p>جگہ دل میں تیرے کسی کی نہیں ہو</p> <p>جو چورنگ کرتا ہر تلو ارکھینچو</p> <p>ہراک وعدہ ہوتا ہر سچا تمھارا</p> <p>جنازے پہ میرے کہا آئے ہنسکر</p> <p>نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ</p> <p>نہ لوجیکیان غیسر کا ذکر کر کے</p>	<p>جلے دل کو میرے جلانے سے حاصل</p> <p>پھر آنکھوں میں سر نہ لگانے سے حاصل</p> <p>میری جان آنکھیں چرانے سے حاصل</p> <p>یہ منہ پھیر کر مسکرانے سے حاصل</p> <p>بناوٹ کی بائیں بنانے سے حاصل</p> <p>غریبوں پہ تیوری چڑھانے سے حاصل</p> <p>قسم تم کو اسی جان کھانے سے حاصل</p> <p>بس اٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل</p> <p>پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل</p> <p>دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل</p>
نکلے ہی گھر سے نہیں ہن وہ صفہ	سہ راہ آنکھیں بچھانے سے حاصل
مرا گھر کمان آنے کے قابل	بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل
غرض دیر سے ہونہ کہے سے ہکو	یہ سر ہر ترے آستانے کے قابل

چلو تم نہیں بیٹھ لگانے کے قابل ہوے آپ بھی مسکرائیں گے قابل یہ تازہ خنجر لگانے کے قابل ہیں کو نہ سمجھا بلائیے قابل کہاں ضعف سے ہم اٹھائیں گے قابل سیا ہو تم یہ جلانے کے قابل یہ فتنہ نہیں ہر جگانے کے قابل ہوے تم بھی باتیں بنائیں گے قابل	کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے ہنسائیں تو ہنس کر کہا اُسے مجھ سے مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قابل کہا بزم میں یا وغیرہ کو اُسے دریا پر نقش پائے گے بیٹھے جنازے پہ میرے کہا سب اُسے کہا سوچ کر اُسے کچھ اپنے دہن کہا کچھ جو میں نے وہ بول کر کر
--	--

پڑھو لگا دہان اس غزل کو میں صغیر
جہاں جمع ہونگے زمانے کے قابل

اگر فنار کج تر بنانے سے عیبا دیکھا حاصل کسی کا گھو اگر تو نے کیا برابر دیکھا حاصل شکایت فلم کی پیش ستم اِجا دیکھا حاصل برہن ہونے کے ہم کرین فریاد دیکھا حاصل افس سے اب جو کرتا ہے تجھے آزاد دیکھا حاصل پھنسا تا ہر جو محکوم میں عیبا دیکھا حاصل تو کس اغماض سے کہتا ہر وہ جلا دیکھا حاصل	افس بچھو لکھنے سے ستم اِجا دیکھا حاصل مرے دل پر حفا اِجا دیکھا حاصل کرو نہیں آسنا شکوہ بیدار دیکھا حاصل شکایت دورِ حکم کی بھلا کب خراج سنتا ہر خزان آئی جن میں خاں کا عیبا دیکھا حاصل نہیں ہر دج کے قابل مشتِ آسنا ہر ہر خنجر جو کہتا ہوں اُشاخ سے دور پردہ
--	---

جو کچھ کہی ہم رکھتا ہوں در شیریں بہ سر کھوردے	اٹھتا ہوں سختی کوہ پر فریاد کیا حاصل
جھکا لیتا ہوں سر قد کے آگے کچھ نہیں جلتی	اگر نے سے تجھے گلشن میں ایشمسا دیا حاصل
رہی شب بھر صحبت عیش و عشرت کی تہیو سے	ہوئی ہر صبح کہتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل
عجب ہر پیش نہاد ساغر بے ریزہ لچبانا	اگر وہیں دخت رزک آبرو برباد کیا حاصل
کوئی سنتا نہیں ہر درد میں بقافلے والے	کے کوئی جس سے بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤں جا ملو نکو معنی روشن میں کیا صفہ
جلانا شمع پیش کو را درزا دیا حاصل

کھینچ کر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل	وہ ادا کی کہ قضا بول اٹھی قاتل قاتل
جس طرف جاتا ہوں سب کہتے ہیں قاتل قاتل	قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل
کون ہر قاتل حمت کوئی پوچھمگا اگر	صاف محشر میں یہ کدو لگا کہ قاتل قاتل
فوج کی وقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ	ایسے حد موزگانہ ہو گا تمہل قاتل
دوم رخصت ترے بچر سے گلے ملتا ہوں	کہ عدم کی مجھے در پیش ہر منزل قاتل
جس طرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا	آنکھ رہن ہر تری آنکھ کا ہر مل قاتل
مر گیا رشک سے میں تیغ عدو پر جو چڑی	ہو گیا حق میں کرا آپ کا بسمل قاتل
آب بخرنے ترے زندہ جاوید کیا	خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل
مخل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ	رقص کرتے ہیں خوشی سے سرے بسمل قاتل
مرغ بسمل کی طرح نجد میں بیتاب ہوئیں	ہو گئی کیا نگہ صاحب محل قاتل

قیامت ہی سے اگر مجھ کو رہا کرتا ہے	کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل
کیا نکلے ہر جرم بھرتے ہیں بسیل تیرا	بات جب ہو کہ میا کے قاتل قاتل
یوں تو خونِ زیرِ مین عالم میں ہزاروں لیکن	کوئی بیدار نہیں تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہیں جو دھوٹہ سے صفدر
قتل کر کے مجھے پونچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر حسنِ سدا جانان آجکل	جھپٹتا ہے خچ پر مرورِ رخشان آجکل
کیا جنوں انگیر ہر نصل بہاران آجکل	بڑھ چلا ہے میرے دہن گریبان آجکل
میرے گھر میں وہ پری پیکر ہر مہمان آجکل	خوب نکلیں گے دل شیدا کے ارمان آجکل
لب پہ آنکے غیرت لعل بدخشان آجکل	بچہ رنگین ہر رشکِ شلخ مرجان آجکل
دھوم یہ ڈالی ہو دیوانے تیرے ای بری	قاتل سے اُڑتے چلی آتی ہیں برائیاں آجکل
کس قیامت کی بہار آئی ہر اب کی ای جنوں	ہاتھ میں بلبل کے ہر گل کا گریبان آجکل
بتغ ابرو تیر فرکانِ دُور میں مضروب قتل	کیا نکلے ہیں سرِ لبس کے درمان آجکل
خاک اُڑاؤں کھو لکر جی جلایا سی جگہ	دشتِ دل تنگ ہو مجھ پر سیابان آجکل
کس خشی سے کس سے ہیں گردِ عینِ شاق کی	کیا مر قاتل کے گھر ہو عیدِ قربان آجکل
بسملوں کے قتل میں کیا کیا کرشمے کر گئیں	شوخیوں سے ہیں وہ آنکھوں کے پشیمان آجکل
منھدی ملنے کا ہوا ہر شوق پھر شوق کو	رنگ یا ہو یا خونِ شہیدان آجکل
دیکھتے کسکو جلا کس کو پھونکے خیر ہو	گریبان دکھلا رہی ہے آہ سوزان آجکل

پان مسی سرہ کا جل غازہ منھدی آنہ پھر کمان فیصل گل یہ جوش بہت جنون پانوں میں آنکے ملا جاتا ہر منھدی کے عوض یاں شب تار یک میں اختر شمار سی ہر مین ہم صنم کے عشق نے دلیں ہمار کی جگہ برق لرزان ہر ترپے اس دل بیتاب کے لعلہا تا سبز نہ رہیں جن ٹھنڈی صی ہوا اگیا ہر پھر کسی کم سن کے زلفوں کا خیال	جمع دان کیا کیا ہیں لائش کے سامان آجکل رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل صرف ہوتا ہی بجائون شہیدان آجکل دان چنی جاتی ہر پیشانی پر افشان آجکل بت ہوا ہر خانہ کعبہ میں حمان آجکل جھپٹتا ہر چشم تر سے ابر نیسان آجکل قابل نظارہ ہر صحن گلستان آجکل پھر ہوا ہی دل نادان پریشان آجکل
---	--

اگر دشتا توں سے جلدی کیا ہر ملجا کا جلد
اگر گیا چھپنے کو ہر صفدر کا دیوان آجکل

اردیف میسم

نسرین میں تم ہو بیلے میں تم یا سن میں تم طاقت دل و جگر میں زبان و دہن میں تم مسجد میں میکے میں کلیسا میں دیر میں گل میں شمس نشہ مولانا میں تم سے میان نازک ہر طلعتان میں دل نیرنگی جال میں سوزنگ حسن عشق	گویا رنگ بو ہو ہر اک پیر ہن میں تم میں ہوں کہ دوستے ہو مگر پیر ہن میں تم دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجمن میں تم موتی میں آب نگ عقیق ہن میں تم نعم گلرون کی زلف شکن شکن میں تم شمساد و فاختہ گل و بلبل چن میں تم
---	--

ہمدرد ہر فقیر کے بیتِ انحرین میں تم	ہم عیش ہر امیر کے بیتِ السور میں
خوشبو لباسِ نازِ شکِ خن میں تم	وجہِ صفائے چہرہ آئینہِ حلب
جراتِ مزاج شیرینِ شوخی ہرین میں تم	بل کر گدن کی شاخِ یقینِ چنے کے تن میں داغ
ہنگامِ جدِ تیشہ کف کو بہن میں تم	زینت کے وقت زانوے شیرین پر آئندہ

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا

صفہ ر کمال آج تو بکے سخن میں تم

دلِ روزِ کمان سے لائینگے ہم	جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم
اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم	پہلو میں جو تم ہو حضرت دل
تصویر تری دکھائینگے ہم	پر سس جو ہوئی تو حشر کے دن
مسجد میں اُسے بنائینگے ہم	بگڑیگا جو بسکدے میں زراہد
روتے ہوئے پائے جائینگے ہم	ہنستے ہوئے آئے اس حین میں
دیکھو تمہیں یاد آئینگے ہم	کیون خاک میں ہو زمین ملائے
چھوٹی سی لحد بنائینگے ہم	جی بھر کے کرینگے دل کا ماتم

صفہ راک روز وصل ہوگا

کب تک صدے اُکھائینگے ہم

سوا خدا کے یہ راز نہاں نہیں معلوم	کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہیں معلوم
آگیا ہر یہ دلِ وحشی کمان نہیں معلوم	گلی میں یار کے یاد دی جنوں کی طرٹ

ہماری قدر ابھی جان جان نہیں معلوم کہ مرچیں تھاکہ مہر آشیان نہیں معلوم نفس میں کچھ خبر بوستان نہیں معلوم کہ مہر کو اڑے گیا آسمان نہیں معلوم انھیں مرا مجھے انکا مکان نہیں معلوم خزان کا حال تجھے باغیان نہیں معلوم یہاں سے کیا ہر زیادہ وہاں نہیں معلوم مسافران عدم کا نشان نہیں معلوم	تمہارا دل جو کہیں آئینگا تو سمجھو گے نہ پوچھ خانہ بدوشوں کا کچھ تہ صیاد کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر بار بار چلی جو ہجر میں آندھی ہمارے نالوں کی کبھی وہ میلون میں یا محفلوں میں ملے عبث بہار دور دروزہ پہ ناز کرتا ہی عدم کو لوگ چلے جائیں جو ہستی سے رہے وہ گور غریبان میں یا گئے سو خلد
--	--

عبث بگڑتا ہی صیاد آہ صفدر سے

اسیر تازہ ہر طرز فغان نہیں معلوم

کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم بہنستے ہوئے آئے رو چلے ہم بس کھٹنے ہی آنکھ سو چلے ہم ساقی ہشیار ہو چلے ہم اب اُس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم لودیر سے امی تو چلے ہم	دل دیکے تھیں تو چلے ہم اِس باغ میں مثل شبنم و گل کیا خاک اِس انجمن میں دیکھا اب جلد لگا دے منہ سے ساغر امی عشق جو آبرو تھی باقی اُس چاہ دقن پہ دل کو لاکر تنگ آگئی جان بختوں سے
---	---

<p>وہ بت نہ ملا یہاں بھی اگر شیخ اگر دل تجھے دیکے ایک گل کو ہم دفن ہوئے تو روح بولی</p>	<p>کہے میں بھی کج ہو چلے ہم کانٹے ترے حق میں بو چلے ہم کشتی اپنی ڈبو چلے ہم</p>
<p>یان شمع کی طرح آ کے صفدر احوال پر اپنے رو چلے ہم</p>	
<p>صفدر کمال تنگ ہیں جو روحنا سے ہم دل کو خیال کیسو بے پناہ نہیں رہا چھلا چراگے ایک تو دے دست یار کا جس جا بھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر دعویٰ کرینگے حشر میں کیا تجھ سے خون ایسی دماغ کو ہر تناسے بوے گل سینہ نگار ہو کہ جسگر چاک چاک ہو کی شوق تھے جو راہ محبت میں ہم ہی پوچھا مزاج ہنسنے تو بولے کہ شکر ہو نفرت ہی دلوں دولت دنیا سے اسقدر</p>	<p>فریاد ان تبوں کی کرینگے خدا سے ہم اچھا ہوا کہ جھوٹ گئے اس بلا سے ہم کہتے ہیں ہاتھ جوڑ کے دزد خا سے ہم پہونچے وہاں رسائی نجات سے ہم قربان تجھ سے ہوتے ہیں اپنی فضا سے ہم گلشن میں ڈر جاتے ہیں پہلے صلیب سے ہم موڑینگے ننھ نہ بار کی تنگ جفا سے ہم دو چار کام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم اچھے ہیں آج تک تو تمھاری فضا سے ہم چلنے میں بچکے سایہ بال ہمارے ہم</p>
<p>صفدر رہا رادل جو پریشان یو میں رہا کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دو تاسے ہم</p>	

<p>وہ بلیقے ہر تو سلیمان ہیں ہم وہ ابرو کمان ہر تو قربان ہیں ہم سکندر ہیں قیصر ہیں خاقان ہیں ہم حقیقت میں دیکھو تو سلطان ہیں ہم اجل سخت کچھ سے پشیمان ہیں ہم کہ مشتاق سیر گلستان ہیں ہم کہ مدت سے سرور گریبان ہیں ہم خبر لو کہ دودن کے مہمان ہیں ہم</p>	<p>وہ شیریں ہر پردہ زور ان ہیں ہم نشانہ پہ تیر مہرگان ہیں ہم فقیری ہماری نقیصہ سی نہیں بظاہر ہیں کوچے میں اُسکے گدا نہ آنے نظر لاغری سے نہ کچھ دکھا دو کبھی بھول سا رخ ہمیں بنایا ہمیں غنچہ کس فکر نے اجل سر پہ ہر وقت جلّت قریب</p>	
	<p>جو سرور خزان ہر عقدِ ردہ گل تو داغون سے سرور چراغان ہیں ہم</p>	
<p>اور کچھ ہو گئے بہار میں ہم اتو ہیں تیرے اختیار میں ہم ایسے اندھے ہوئے بہار میں ہم سایا ہیں ابھی خسار میں ہم مست تھے سابقا بہار میں ہم یا خدا آئے کس دیار میں ہم ایسی سنتے نہیں بہار میں ہم</p>	<p>نہ رہے اپنے اختیار میں ہم قید کر ہم کو یارِ ہا صبا د گل کو کہنے لگے ترا عارض پی چکے ہیں ہزارِ حُسن لیکن اب خزان آئی ہو شیار ہو کوئی بچا نسا نہیں ہم کو وا غطوبس زبانِ بندہ کرد</p>	

سو گئے تھے ابھی مزار میں ہم	شہرِ محشر نے کیا قیامت کی
نہیں آئی نہ رات بھر صفدر	تھے کسی کے جو انتظار میں ہم
روایتِ نون	
کیفِ مکن ہوں میں بوسے گل و سن ہوں میں لالہ ہر چین ہوں میں شمع ہر انجمن ہوں میں میکہ سے میں میں بادہ نوشِ مدہ رسی میں تمام ہوش کبھے میں شیخ جبہ پوشِ دیر میں ہر بہمن ہوں میں رنگِ رخِ نجل ہوں میں حسرتِ منفعل ہوں میں گریہ چشمِ دل ہوں میں خندہ زحسم میں ہوں میں سایہ ہر شجر ہوں میں لذت ہر ثمر ہوں میں آتشِ لعلِ شرمینِ آبِ درعدن ہوں میں ساکن بے مکان ہوں میں بسمل بے سنان ہوں میں ناکہ بے زبان ہوں میں خندہ بے دہن ہوں میں بلبسِ ناکہ کش ہوں میں پھولوں کی بوغیش ہوں میں طوطیِ خضر دہش ہوں میں آئینہ چہن ہوں میں گریہ آبشار میں تازگی ہر بار میں	

سبزی سبزہ زار میں زردی یاسمن ہوں میں
صفدر اگر ہو سرعیان حشر میں ہر عاصیان

سایہ رب دو جہان رحمت و ولہن ہوں میں

کوئی کیا جا جگو مرکز عالم میں کیا ہوں میں
شہید و نکو دہت مطلوب تو خونہا ہوں میں
اگر سرمہ بھیٹن تو سرمہ چشم بعیرت ہوں
سبکو دجی سے سو سورنگ عالم میں بتا ہوں
قعلی براگر آؤں فروغ تازہ دکھلاؤں
مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
کوئی پھٹکے کسی محراب میں خضر راہ ہوں اسکا
کیا ہر شہرہ آفاق جگو گنج عزت نے
بروز قحط تاثیر دعا سے احمد مرسل
ابھی ریش بجلی ہوں کبھی نور رخ یوسف
بہ ادا در کے ق میں مرہم دماغ کے حقیق
نہ چھوٹے شل جسر خون میرا تیغ قاتل سے
عتاب لطف و نون لطف میں ات میں میری
نماشا اس چن کیا سائل میری نظروں میں

نقط نصف النہار آسمان اعتلا ہوں میں
حینو نکو جو زینت کا خیال لے خا ہوں میں
اگر شبنم بھی ہوں تو شبنم باغ صفا ہوں میں
سمن ہوں یاسمن ہوں نگہت گل ہوں صبا ہوں میں
قمر ہوں مشتری ہوں تہر بان ہوں سہا ہوں میں
صد اکھو ہوں ہنگامہ روزِ خزا ہوں میں
کوئی کشتی سے دریا میں اسکا ناخدا ہوں میں
لیکن ہوں ایکجا عالم میں لیکن جا بجا ہوں میں
دم پیکار زور بازو سے ششگلشا ہوں میں
کبیں بدرا لہجی ہوں کبیں شمس الضحی ہوں میں
غریبوں کا سہارا ہوں مریضوں کی شفا ہوں میں
بنائے نثر الفت یاسن ناموس و فابو ہوں میں
دم آب بقا ہوں جرعہ زہر فنا ہوں میں
دل بے آرزو ہوں تارک برگ و نوا ہوں میں

	مقابل مجھ سے ہو کر کون بچ سکتا ہے اس صعد	
<p>سیدہ بختی میں شل سایہ بال ہما ہونین مسلی لیدہ لبٹن بین چشم مہرسان ہونین سر با غرق خون ن گرچہ لعل بے ہما ہونین حرارت میں ن آتش تیز جلنے میں ہونین نہ موج سبز و مائل نہ موج بوریا ہونین حجاب سستین میں شل دست نارسا ہونین سپند سوختہ کی طرح آتش زیر ہما ہونین الہی پاک خوابدہ کہ دست بے عصا ہونین نہ نقش بار ہر ہون نہ آواز در ہما ہونین یہ جہتک سامنے ہیں اسے صودرا ہونین جو مجھ کو دیکھتا ہے بس اسی کو دیکھتا ہونین</p>	<p>تہید ستون کو دو تہند کردون ہگد ہونین پسند طبع عالم خاک ہو میری سیدہ بختی برنگ گل ہسر کرتا ہونین قات کا ہونین پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت جدہ میری خلقت سب سے گلزار ہستی نجل رکھتی ہے مجھ کو خود مگر طالع کی کوتاہی قدم ثابت ہے میرے غم میں جگر خاک ہو گئے نہ طاقت مجھ کو خدیش کی نہ قدرت دفع دشمن کی کسی کام میں ل میں کچھ کب نکلتا ہے جو ظاہر میں ہیں میرے دم تو ہیں اسے ملتا بہ شکل آئینہ دار فتنہ چشم عنایت ہون</p>	
	<p>اسی کی سمت پھرتا ہوں اسی جانب ہر رخ میرا خبر ہر ذات رب صعد رضیر بتد ہونین</p>	
<p>سہمے ہو جھپٹے ہو شرمائے ہو ہیں اتک ل بیتاب کو ٹھہرا ہوئے ہیں</p>		<p>کس شان سے گھر میں ہمارے ہونے پھر ہاتھ نہ آئگا جو لیتا ہے تو لے لو</p>

<p>ہم چھیر پر آمادہ وہ سر ہائے ہین اندازِ دایا ر کے ساتھ آئے ہو ہین قاتل یہ چلن سب سے سکھلا ہوئے ہین جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہو ہین اب پانوں پھیلائیے ہم آئے ہو ہین کچھ سوچ میں بیٹھے ہیں وہ گھبرا ہوئے ہین ترت پر کئی پردہ نشین آئے ہو ہین رو کے ہوئے تھکے ہو ہلا ہوئے ہین</p>	<p>ہر صبح شبے صل بھی کس لطف کی صحبت خلوت میں بھی اظہارِ تمنا نہیں ممکن خیر کو نہ آتی تھی کفِ چارٹ نہ رکاوٹ کیا جانے بیمارِ محبت کا ہر کیا حال اگر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے کدھی مرنے کی خبر اُن سے کسی نے مہر سے کہو جلد چراغ آگے بجھا دے گرتا دل قیاب قیامت گرا سب تک</p>
<p>خوردن کو کبھی منہ نہ لگانے کے وہ صفدر جو یار کے بوسوں کا خرہ یا ہوئے ہین</p>	
<p>تاسفِ خونِ ناحق کا مہرِ جلا کرتے ہین تمھیں سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین ابھی سہل تماشا ہے رخِ جلا کرتے ہین صراحی بچکیاں لیتی ہے جب ہم یاد کرتے ہین عنادلِ باغ میں شورِ مبارکباد کرتے ہین وہ اب بھی طوفِ گردِ تربتِ فرہاد کرتے ہین مڑ پکڑ جب سیرانِ قفس فریاد کرتے ہین</p>	<p>ہمیشہ محکومِ حسرت سے شکر یاد کرتے ہین نہرِ برہم جو عاشقِ شکوہ پیدا کرتے ہین ٹھہر جا کوئی ساعتِ درازی تیغِ قضا دم ہوئی ہے ترکِ بخواری مگر کچھ ربطِ باقی ہے جہنم پر اچکل جو بہ نھل گل کی آمد ہے یہ لعل ہے جو اُٹھتے ہیں گونے خاکِ سیرین چمکنا ہم صغیرانِ چین سب بھول جا ہین</p>

سوال دس پر لازم نہیں ہیں کیا بیانیہ ہیں | ہماری عرض کیا ہے کیا ارشاد کرتے ہیں

ابھی مشتاق ہر عالم ہو تو صفدر
غزل ایک اس زمین میں ہم بنیا کرتے ہیں

صنم کا ذکر کرتے ہیں حق کی یاد کرتے ہیں
خدا سمجھے یہ بت طرہ ستم ایجاد کرتے ہیں
سحر کو طایر انجمنوں کو کس کس نصاحت سے
نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھیں لڑاتے ہیں
نہیں یہ نزع کی پہلی ذرا دم لے قضا شام
تری تیغ نگہ سے حال ہر ایسا مژدہ کا
تصدق کر کے اک محبوب کے فرق مبارک پر
تصور آجکل بھرد میں آیا خوب دیون کا
ہم اس عمر دور دزہ کو عبث برباد کرتے ہیں
نڑائے ظلم کرتے ہیں نبی پیدا کرتے ہیں
شائے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہیں
کسی کو رنج دیتے ہیں کسی کو شاد کرتے ہیں
میں جنہر جان تیا ہوں وہ مجھ کو یاد کرتے ہیں
کہ توبہ توبہ جسکو دیکھ کر جلد کرتے ہیں
تفس سے مزع جان کن اپنے تہم زاد کرتے ہیں
پھر اُس جڑی کی سستی کو ہم آباد کرتے ہیں

یہ کس محبوب کی تصویر ہے آئینہ دل میں

کہ صفدر رشک جس سے مانی دہزا کرتے ہیں

حساب کیا چھوٹی ہے آکھن شہر آجاتے ہیں
گیا تیر صد شوق شہادت اُنکے لینے کو
ذرا غفلت میں جل کچھ کھینچے دم لیکے لیا کہ
پھر صاعدا شوق دل بست سبوتان جانان پر
محل عارض نصیب شمنان گھلائے جاتے ہیں
اجل تنا تو تف کر کہ وہ بھی لے جاتے ہیں
قیامت ہے یہ عزیز سچ کو سکھائے جاتے ہیں
یہ بھل شہادت سے ابھی ہاتھ لائے جاتے ہیں

<p>نشانِ مزارِ عاشقانِ مٹوائے جلتے ہیں نقطہ اکدم کا میناں ہو کہیں گہرا جلتے ہیں بجھائے جائیں اغیار ہم اٹھو گئے جاتے ہیں انجھٹا ہر مردانِ دل ان بجھائے جاتے ہیں عبث شیخِ دربارِ اپنی اپنی گائے جلتے ہیں جو ہم پر تے ہیں اس گائے نہ لگائے جاتے ہیں</p>	<p>جہاں میں رہے بجا نامِ الفت تا کہیں باقی کوئی کہہ سکے جلدی کیا ہر دم بھر تو ٹھہر جائیں نظر آتی شانِ کبریا اس تبت کی محفل میں اکسی خیر مزاج کیجیے کیا سچ پڑتا ہر وہ مست حسنِ نون ہن کسی کی بھی نہیں سنتا دکھا کر آبِ تیغ تیز وہ سفاک کستا ہر</p>
---	--

بھلا صفدر میں انکو راہ پر کس طرح سے لاؤں
کچھ جاتے ہیں رو گئے ہیں ٹہرائے جاتے ہیں

کبھی سبزہ لب نہر ہوں کبھی اس چمن میں نسیم ہوں
کبھی رختِ لالہ میں داغ ہوں کبھی جیبِ گل میں شمیم ہوں
مے حال میں ہوں میں ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹن تو تختِ ثریا ہوں جو بڑھوں تو عرشِ عظیم ہوں
نہ نکل سکوں نہ سنبھل سکوں نہ ٹھہر سکوں نہ تہِ فلک
کوئی کشتی جیسے بجنور میں ہوا نہیں گردِ شونہیں مقیم ہوں
جو ستائے مجھ کو کوئی درواہ عذاب میں رہے مبتلا
نہیں سہل کچھ مجھے چھوڑنا اثرِ سرِ شکِ قیسم ہوں
مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہر انتہا

جو جلون تو نارِ مجسم ہوں جو ہنسوں تو باغِ نعیم ہوں
 نہ سفر میں کوئی رفیق ہو نہ وطن میں کوئی شفیق ہو
 نہ غبارِ دامن راہرو نہ عبیرِ جیب تقسیم ہوں
 نہ کرم سے ہو مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہو مجھے کچھ ضرر
 نہ نگاہِ چشمِ اسید ہوں نہ بینِ حصارِ دامنِ بیم ہوں
 یہ لرز رہا ہو بلا سے دل جو کردنِ ثواب بھی ہوں تحمل
 عرقِ نجات بے خطا نمِ انفعالِ کریم ہوں
 نہ ہوا نصیبِ بجزِ الم نہ ملا سردِ سوا کے غم
 کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مرہ و مانِ شیشم ہوں
 نہ حیات پر ہو نظر مجھے نہ مہات سے ہو خطر مجھے
 زردِ دولتِ دو جہان ملے تری تیغ سے ہو دہنیم ہوں
 نہیں اس جہان پہ نظر مجھے کمال سے ہو خبر مجھے
 نہ ہوا کے لعلِ دگر مجھے نہ بینِ طالبِ زردِ بیم ہوں
 نہ مجھے کسی سے ہو التجا نہ کسی کا بھج سے ہو دعا
 لبِ خشک کا نہ فقیر ہوں نہ سحابِ ستِ کریم ہوں
 جو جلا ہو آتشِ عشق کا وہی آگ ہو گی اُسے دوا
 نہیں احتیاجِ حکیم کی کہ میں آپ اپنا حکیم ہوں

عشمِ عشق تیری ترقیان ترے زیرِ حکم ہو سب جہان
 منجھے بھی قدم سے نہ کر جدا میں ترا رفیقِ قدیم ہوں
 نہ کروں میں ہفتہ رخصتہ جان جو رجوع اس سے دل کہا
 وہ طیب ہے میں مریض ہوں وہ حکیم ہے میں سقیم ہوں

<p>شہر ہے تیرے حسن کا جہان کہاں کہاں یوں چاند تیرے حسن کا فرمان کہاں کہاں شمعوں میں آسکا نور ہے پھولوں میں آسکا رنگ جانا ہے کوئی سو حرم کوئی سوئے یہ مرغوب طبع ہے جزائے میں ہے حسین دل ناگمان جو گیسو خمدار میں گیسو کرسی عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے لامکان پاتا نہیں میں گھر میں کسی شب میں آچکو وہ زلف و رخ یہ کہتے ہیں تاراج کے لیے وریا میں موج باغ میں گل جاوہ و شب میں پہلے یہ پوچھا ہے گئے جس دیار میں</p>	<p>ہے نور آفتاب و خشان کہاں کہاں بندے ہو نہ گبر و مسلمان کہاں کہاں دیکھا ہے مجھے جلوہ جہان کہاں کہاں پھرتے ہیں موندھے تجھے نساں کہاں کہاں اکدل ہے اسکو کیجیے قربان کہاں کہاں بولایہ شانہ ہو کے پریشان کہاں کہاں ہو نیچے مکانِ حضرت انسان کہاں کہاں سچ کیلے آپ جاتے ہیں کہاں کہاں ہندو کہاں کہاں ہیں مسلمان کہاں کہاں پھیلے ہیں سیر جاگ گریبان کہاں کہاں یار و بہان ہے مجمعِ خوبان کہاں کہاں</p>
---	---

ہفتہ رجا بہ نامہ نہ لایا جو نامہ بر

کیا جانے پھر رہا ہے پریشان کہاں کہاں

<p>چمن میں کی ہر پھر پھر کرتھکاری جستجو برسوں بجایا ہر چمن میں بنے رنگ جستجو برسوں کسی کی یاد نے بخشا ہر ایسا دن خاموشی پھٹنے لگی جو میرے درد کی لہوا سے دم بھر یہ کسے خون کی نھدی آئی لکے آئی تھی تہ محراب برد حکم تہ تاہر سجدے کا دلاہو حصہ سجا اکدم کی زندگانی میں کھد پر بھی دھجھنا شاد کے آبانہ مدت تک رہی کیا وجہ اسیری میں سبھی تی تیرے ستون یہ کچھ عقدہ کھلا آہر مرے حال پریشان کا</p>	<p>کسی گل بن پائی پر پھینپی پھینپی برسوں گلی میں ہر گل کے پھر مانند ہو برسوں کہ بت نہ کر رہے ہیں ہم خدا کے روبرو برسوں تو بجلی کی طرح ٹپا کرے اسی تیغ تو برسوں کہ آئی تیغ قاتل سے طعن کی محکوبہ برسوں جبکہ تیغ سے جاننا کرتے ہیں خدا برسوں جہان میں ہنسنے آیا ہوئے میں سنو تو برسوں مرے پر بھی نہ سیر دل سے نکلی آرزو برسوں کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلد برسوں کہا کی زلف پیمان حال میلر ہو برسوں</p>
---	--

عربان حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
 غلاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسوں

<p>عالم تباہ ہو جو میں آنت رسیدہ ہوں رفعت ہو ساتھ اگر چہ خاک رسیدہ ہوں شکوہ نہیں جو بار بار مجھ سے بچسب بھولا کبھی نہ بچے مفت تنگدل رہا جاتا ہوں جس طرف چھپا تاہر مجھ سے آنکھ</p>	<p>طوفان نوح آئے اگر آبدیدہ ہوں سایہ بھی ہوں تو سایہ مرغ بریدہ ہوں میں حزن مدعا طلب تا رسیدہ ہوں یارب میں کس چمن کا گل تو دیدہ ہوں آتش بگاہ دیر میں خاک پریدہ ہوں</p>
---	---

پائی ہر مین نے خاک میں ملنے سے آبرو وہ اپنے گھر میں خوش رہیں میں اپنے گھر میں خوش ممکن نہیں کہ چھوٹا سکون ام سے کبھی میں کیا تباہ ہوں کہ زمانہ تباہ ہو کیونکہ جھکے ہیں آگے مرے اکد جہاں کے سر موسے شہ پہ ہر یہ مرا شک کا کلام جیسا دکانہ خوف نہ ڈر مجھ کو دام کا وحشت کی دیتی ہر مرے افتادگی خبر پردانہ میں نہیں کہ جلدن شمع بزم پر	اس عکسے میں شہد اشک چکیدہ ہوں مجھ سے جو وہ خفا میں تو میں بھی کشیدہ ہوں بانع جہا نہیں طائر شہر پریدہ ہوں بحر جہاں میں کشتی طوفان رسیدہ ہوں محراب ار میں ترے در پر جمیدہ ہوں میں نخل عشق میں ثمر نور رسیدہ ہوں میں اس چمن میں طائر رنگ پریدہ ہوں صحرا میں نقش پائے غزال رسیدہ ہوں بلبل نہیں جو گھٹ گل پر طیدہ ہوں
---	--

ہندو میں بدستانِ جان میں بقول در

جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غمِ الفت رسیدہ ہوں

ستائے ہیں یہ گیسو دالے ہمیں چمن سے نہ گلچیں نکالے ہمیں نہ دیوانے ہیں ہم نہ وحشی ہیں ہم کسی کی ہمیں یاد آئی ہر حال نہ جائینگے ہم بزمِ دلدار سے سلامت پہ پیر مغانِ خم کی خبر	خدا اس بلا سے نکالے ہمیں کہ درو کے بھرتے ہیں تھالے ہمیں جو چاہیں کہیں کہنے دالے ہمیں کہو ہمیشہ اب سنبھالے ہمیں نہیں مانگ جو وہ نکالے ہمیں دیے موسے بھر کر پیالے ہمیں
---	---

<p>کسین بیچ میں یہ نہ اے ہمیں اکی جان سے اٹھالے ہمیں پڑے اپنے جینے کے لالے ہمیں وہ بت جتنا چاہے ستا ہمیں کیا ہر خدا کے حوالے ہمیں کبھی تو گلے سے لگائے ہمیں</p>	<p>ٹری زلفِ پیچان سے ڈرتے ہیں ہم جدائی کے اب بیچ اٹھتے نہیں ستم گلرخون کی جدائی ہوئی نہ شکوہ کرینگے خدا کی قسم لحد تک سب اگر گئے اپنے گھر بہت مضطرب ہر دل بتقرار</p>
<p>گلے میں مرے ہاتھ وہ ڈال کر یہ کہتے ہیں صفہ رمنائے ہمیں</p>	
<p>رہے ہم بیان ہر سون سیر کی ہر جان ہر سون رہے ہیں ہر ہم دور ہم میں آسمان ہر سون جدائی میں مگر کیا کیا اڑا یا کی زبان ہر سون رہا ہر کو نفس میں بھی خیالِ شیان ہر سون سینوں آنر یا ہر کیا ہر امتحان ہر سون ہوئی سیدھی بلبیل سے نگاہ باغبان ہر سون پڑھی ہر بلبول نے آگے مجھ سے ستان ہر سون رہا ہر گشتہ بے تفسیر ہر آسمان ہر سون رہا ہر یک دان کیطرح صحرا میں ان ہر سون</p>	<p>رہی ہر کعبہ و تہخانہ میں قید مکان ہر سون نہیں کچھ آج نالے نے مری تاثیر دکھائی شبِ صلت کبھی سو جو اسکے لگا پایا تھا گلستا نکونہ اگر خانہ صیاد میں بھولے نہیں پایا ہر ظالم نے مجھ صاحبِ کمال کسی دن چہرہ گل کو جو ستاخی سے یکھا تھا نہیں استاد مجھ کوئی علم خوش سانی میں کبھی بنے نہ یکھا رز و صلت جز شرف وہ ہر و ہوش ہر گز منزل مقصود نہ تھا</p>

<p>ہمارے دل کیا احوال کیفیت خالی ہر عجب اک عالم دشت تھا آغا رجبت میں اجازت دیجھے میاں اتوا ایک ناکی</p>	<p>کبھی سیری سوئیے اگر سہستان برسوں راہین خانہاں برباد بنے نام نشان برسوں زبانِ دکی ہر دت کیا ضبط فغا برسوں</p>
<p>چھو آٹھا اسکے کو فقط اس جرم پر صفہ ر رہے زندا نہیں ہم جو سن نہیں پیران برسوں</p>	
<p>نعم دل جو آپہ بیان نہیں تو کچھ آسکی وجہ نہ سان نہیں مرے لب پہ شور و فغان نہیں مرے اشک چشم رواں نہیں وہ شہر ہوں جس میں تم نہیں وہ صدف ہوں جس میں گہر نہیں وہ سخن ہوں جس میں اثر نہیں وہ دہن ہوں جس میں بان نہیں تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہیں گمان وہ دہن کمان وہ زبان کمان وہ سخن نہیں وہ بیان نہیں جسے ذوق الفت یا رہی اُسے سب طرح سے قرار ہو عجب اس چمن کی بہار ہو کبھی جسکو خوف خزان نہیں اُسی بت کے در پہ رہے جہین مری زندگی ہو بسر دین وہی باغ ہو وہی گلزمین ہو سس ریاضِ جنان نہیں شب وصل مرغ جو بول اٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا کو بے محل نہ کرے صدمہ امرے دکھوتا ب فغان نہیں</p>	

جنھیں زندگی پہ غور ہو آنھیں عقل ہو نہ شعور ہو
 سفر اس سراسر سے ضرور ہو کہ قیام عمر روان نہیں
 جنھیں ناز جاہ و حشم پہ تھا جنھیں کبر گنج و دم پہ تھا
 جنھیں فخرِ طبل و علم پہ تھا کہیں کج آنکا نشان نہیں
 غزل اور صفدِ رخوش بیان کو خوش ہو جس سے دل چل
 نہ رُکے قلم نہ تھکے زبان ابھی بندِ طبع روان نہیں
 یہ گل ہمیشہ بہا رہے دل میں داغ عیان نہیں
 صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہیں
 وہی سبزہ لب نہر ہو وہی آبشاروں کا شور ہو
 وہی قمریوں کا ہجوم ہو مگر اپنا سہرور روان نہیں
 ابھی تیغِ غمزہ کچھنجی نہیں ابھی تیرِ عشوہ چلا نہیں
 ابھی اُس میں ناز و داد نہیں ابھی طفل ہو وہ جوان نہیں
 مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہو فاختہ
 ترا سہر و تجھ سے خفا نہیں ترا طوق اتنا گران نہیں
 مجھے ذوق لذتِ زخم ہو اُسے ناپسند ہو بانگین
 مجھے آرزو کہ ہفت ہو نہیں اُسے شوق تیر دکان نہیں
 وہی کعبہ ہو وہی دیر ہو وہی خالقہ وہی سیکدہ

جو دلی کا پردہ اٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کمان نہیں
 کہا اُس نے صفدر نیجان گر اس جہان سے گذر گیا
 کہ ہمارے کوچے میں دیر سے وہ صد آہ و فغان نہیں

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار میں
 کشمیر میں نغمہ بن حطب میں تار میں
 جائیں بہشت کو کہ چلیں گے یار میں
 اس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار میں
 دیکھانہ ایک میں ہر عارض کا ہمنے رنگ
 معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
 گستاخوں کے میرے وہ آزر دہ ہو گئے
 کیونکر نہ ہو سے لون لب بیکوں کے صل میں
 روز و فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
 جنت سے بھیجے اتھو کوئی حور امی خدا
 پاس قیام ادھر آتا نہیں وہ شوخ
 مستوں کو اُس نے دادِ جنت دکھا دیا
 پھر کسی کے چشمِ فسونگر کا انتظار

بمعمولاً خزان کو مرغ خوش احسان بہار میں
 شہرہ تمھارے حسن کا ہر ہر دیار میں
 کیا کیا خیال کے تے ہیں ہکو مزار میں
 بننے ہیں سو لباس مکر ایک تار میں
 پھولے ہزار گل چمن روزگار میں
 کیا دخل ہو مشیت پروردگار میں
 سو جھانہ خاک لذت بوس کنار میں
 سچ ہو کہ لطف بادہ کشی ہر بہار میں
 گردش فلک کی ہو جو مکر اختیار میں
 دی جان ہمنے حسرت بوس کنار میں
 اُٹھا ہوا ہر دامن گل نوک خار میں
 انکڑائی لی جو ہاتھ اٹھا کر خار میں
 پھر مبتلا ہوں گردش یل و تھار میں

صفدر ہر آنسو و دین مرا جسم ناریون

رشتہ موجب طح گہرا بدارمین

<p>پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانہ صیادین اگر پری بجلی ترپ کر خانہ صیادین پھل یہ پایا میں نے اگر گلشنِ ایجا دین مذکر سے میر بن میں دہن فریادین کیا کون قاتل جو تہ سہری بہادین میں تراشتاق آیا گلشنِ ایجا دین پڑ گئے چھامے زبان شتر فصا دین اسکے نالوں میں اثر ہی مری فریادین پھنس گئے اگر فریب حسن دم زادین اگر پڑا خجہ ہوا ریشہ تن جلا دین یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریادین جان دی آخر ترپ کر خانہ صیادین ہی نزاکت سے نزاکت باز و خلا دین چار دن سب گئے اس قصر بے نیا دین آگئی وسعت کمان سے اس دل شادین زندگی باقی بسر جواب خدا کی یادین</p>	<p>خاک دیکھی سیر ہنے گلشنِ ایجا دین کیا اثر تھا بلبلوں کے نالہ و فریادین عمر بھر نالوں ہا اک شک گل کی یادین یسلی و غدا و شیرین میں ہن ہنستا رہے چاہتا ہوں زیرِ خنجر حشر تک گردن رہے سرو کی لہٹ میں قمری قتل میں محنت ہوں ہ سودا کی ذرا چکھا جو میر خون گم کیا سمجھ کر بلبلین کرتی ہن مجھ سے سنا تھا فرشتہ کو تہا دعویٰ عبادت کا گم فرج ہو وقت کی وہ یاس کی ہننے نگاہ غیرت آزدہ ہو کر میر گھرا لے وہ بہت ہمنہ ورنی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم رہ گئے متعلّق شوق شہادت نیم جان ہی سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہر جوہر ٹھوکر بن گھسائیں بہت ہننے تہا گلشن</p>
--	--

دھل دیتے ہی نہیں ہیں کچھ بھی ممکن سوا کیا غزل بھگون میں صفدر زحمت استاد میں	
اب کہنے ہو کہ تم مری ٹھفل میں آئے کیوں کتنا ہوں صاف صاف کہ مرنا ہوں آپ پر میں نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یا رنے احد دل اگر کسی کی نہ تھی تجھ کو جستجو ہستی میں نیستی سے تو آنے کو آئے ہم سنکر جو میرا نام چڑھانا تھا تیوریاں اہل نظر کو طاق دیدار جب نہ ہو اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر فرماتے تھے کہ آہ میں حیرے اثر نہیں جب اسکو اتنی بات نہو حال زار پر کافی تھی میرے داغ جگر ہی کی روشنی غیرت کا ہر مقام تماشا نہیں ہو یہ	کتنا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلائے کیوں ظاہر جوابات ہوئے کوئی چھپائے کیوں ایسے جونا تو ان کھے تو پھر ناز اٹھائے کیوں قلا بے آسمان زمین کے ملائے کیوں لیکن بہت ہیں زمین نشیمان آئے کیوں دو پھول وہ مزار پر لاکر چڑھائے کیوں پردہ اٹھا کے رخسے وہ جلوہ دکھائے کیوں دے خراج مجکو رنج زمانہ ستائے کیوں بیتاب ہو کے آپ مرے مگر پھر آئے کیوں پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیوں لا کر چراغ میری لحد پر جلائے کیوں لا شیبہ میرے جہنم میں اپنے سہرائے کیوں
محراب بہر سجدہ ہو جب بے پروا بہر تہان صفدر دیا رہند سے کہے کو جا کیوں	
کون کیا میں تم سے کہ کیا چاہتا ہوں	جفا ہو چکی اب فاقا چاہتا ہوں

<p> نہ صلت سے مطلب فرقت سے مطلب دل آئینہ ہر اس سے معلوم ہوگا بہت آشنا بن مانے میں بسکن دم نزع تو آ کے صورت دکھا دو غم ہجر سے تنگ آیا ہوں ایسا جہنم میں تو آیا ہوں ساتی کو لیکر کسی گل کی بجھو لاکر سنگھاوے غرض کوئی مجھ کو نہواں تبوں سے خدا دوست کو میرے مجھے چھڑا </p>	<p> فقط میں تمہاری صفا چاہتا ہوں نہیں چاہتا تم کو یا چاہتا ہوں کوئی دوست درویش چاہتا ہوں نہیں دیرِ خست ہوا چاہتا ہوں کہ مرنے کی تم سے دعا چاہتا ہوں اُٹھے ابرٹھنڈھی ہوا چاہتا ہوں یہی تجھ سے باد صبا چاہتا ہوں دل بے غرض یا خدا چاہتا ہوں جو دشمن کا بھی میں بُرا چاہتا ہوں </p>
<p> وہ عیسیٰ ملے تو کون کس سے صفدر کہ میں دردِ دل کی دوا چاہتا ہوں </p>	
<p> دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواسِ تمنا پنے جا چکے ہیں وہی محبت کا حوصلہ ہر ہزار مد سے اُٹھا چکے ہیں یقین ہوا بجرم پر وہ آئینِ ستم کیے ہیں کمالِ مجھ پر ستا چکے ہیں رولا چکے ہیں دل و جگر کو جلا چکے ہیں کبھی ندمت نہو گی واعظِ شراب گلگون کی میکشون سے زبان سے اُسکو بُرا کہیں کیا جسے کہ ہم نہ لگا چکے ہیں </p>	

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سنجی کوئی گران ہو
 کسی کا ادب اور امتحان ہو ہمیں تو آپ آزما چکے ہیں
 لگا کے خنجر بچھائیٹکے کیا وہ پیاس میری سنا ہی میں نے
 مری طرف سے رقیب اُنکو لگا چکے ہیں بچھا چکے ہیں
 نقد را اپنا ہو خفتہ کب سے کہاں ہے اسید اب کہ چونکے
 تڑپ کے چلا کے شور کر کے بہت اسے ہم جگا چکے ہیں
 جہنم سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہے ہم کو بہت غنیمت
 کہ دامن اُلجھا جو خار سے تھا بہ شکل اسکو چھرا کے ہیں
 مشاعرے کا ہر قصہ صفدر کہ شعر اچھے ہیں چلکے پر بھی
 مگر یہ ہوتا ہے باد ہم کو کہ یہ غنم لہم سنا چکے ہیں

<p>ہوئے الفت کے جب بندہ کو کفایتی در تے جہان دیکھا کسی کو بس حضرت اسے مگر ہیں طلب ہوا کہنے کی گیسو نہیں شانہ کرتے ہیں کہا مجھ کو اجل دیکھ کر نقل میں قائل سے زیادہ اسے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہو اودھر جوش انی ہوا دھر جوش خون ہر دم اُڑاتے ہیں جہنم سے بلبلو نکو باغبان گلچین</p>	<p>خدا کے سامنے کہہ دینے اور بت بچھہ مگر ہیں حسینوں نہیں دے ہم اپنے دل سے در تے ہیں اُسی خبر ہو پچھہ نکھرتے ہیں سنو رتے ہیں میں حاضر اسکو جلدی آپتوں بھر دیر کرتے ہیں بے بیٹھے ہیں مٹی میں مراد دل در کرتے ہیں وہاں جو بن بھرتا ہو بیان چھا اُبھرتے ہیں بہار آئی عدس مانغ کے مند اُترتے ہیں</p>
---	---

<p>نہیں سنتے ہیں کچھ بھی مگر ہم کہ گدڑ تے ہیں ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو نکو پیار کرتے ہیں ٹرتے ہیں سسکتے ہیں جیتے ہیں مر تے ہیں نہیں مگر میں تجھے جتنا پسند ہے دہرے میں</p>	<p>رہا جاتا نہیں ہر بے کے دہن جو حسرت ہے یہ خود بینی کہاں تک آئے کو اب کر درخت کہیں کیا زندگی کیونکر بسر ہوئی ہر وقت تیری اس بیوفائی پر وفاداری کرتا ہوں</p>
	<p>ہماری خاک دانگیر ہو جائے نہ اے صفدر اٹھا لیتے ہیں دہن جس گلی سے وہ گدڑ تے ہیں</p>
<p>نہ گل میرے گریبا نہیں کاٹا میرا دہن نہ مجھ سا خار صحرایں نہ تجھ سا پھول گلشن زبردستی کا جھگڑا بڑ گیا شیخ و برہمن کبھی شیشے کی گردنیں کبھی فی کی گردنیں گر بیان بھار کر بوند کرنا میرا دہن میں بڑے ہیں ننھے بیٹے آج وہ چادر دفن میں گھٹائیں درسی ہیں منہ ہی ہر برقی دن صدم چشم سلمانین صنم چشم برہمن میں</p>	<p>تعلق سے رہا آزاد سیرشت گلشن میں میں کتنا عشق میں ہوں تو اگر ہر حسن میں نہ کوئی غیر کعبے میں نہ تنخانے میں بیگانہ وہ میکش میں کہ اے زباں ہمارا تھرتھرتے ہیں نہ ہو حسرت خالی اے رفوگر چارہ سازی بھی دوشالے اوڑھ کر کل بستر گل پر جو بونے تھے کسی کے دلے دکنے پر زرس کھانا نہیں کوئی تمھارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہوں</p>
	<p>مضامین منتخب میری غزلیں کیوں نہ ہوں صفدر میں کانٹوں کو ہٹا کر پھول جن لیتا ہوں دہن میں</p>
<p>منج بسمل کی ٹرپ ہے بے قراری اندون</p>	<p>پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندون</p>

<p>واہ کیا جو بن پہر حسن عروں چمن فصل گل پھرائی پھر جوش خون تازہ ہوا لہلہا تاسنبرہ نہرین موجزن ٹھنڈھی ہوا پاسے خیم پر غدر خواہی کپڑے ہیں اہل زہد عند لیب تو ہم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو تھیایہ رند بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر فرقت دلدارین رخصت ہو ہوش دھو فرقت جانان مین کسے بھی ہمار چھوڑ دی واہ کیا جو بن کھائی ہیں تمھاری چھاتی</p>	<p>لما زکرتی پھرتی ہر باد بہاری اندون رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندون کیا گلستا نہیں ہر لطف بادہ خواری اندون جاکے سر چھوڑ کمان پر بغیر گاری اندون یچلی ہو بے گل باد بہاری اندون ابر رحمت کر رہا ہر اشک بہاری اندون درد اک کرتا ہر دلی غمگساری اندون ہم نشینی غمگساری دوستہ اری اندون ابھری بھری گوری گوری پیاری پیاری اندون</p>
<p>فصل گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہیں کیا کرین صفہ رکھو بے اختیار اری اندون</p>	
<p>کیا لین مری خبر انھیں اپنی خبر نہیں تا نصف شب تھی ہان کی پچھلے نہیں پہلو نشین سوک دل نوہ گر نہیں کس تاز سے وہ کہتے ہیں بس اب نہیں مین دیکھوں بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہیں غافل ہیں سب کسی کو کسی کی خبر نہیں</p>	<p>کم سن مین آئے ابھی پیش نظر نہیں کچھ بات مقبر تری اوی چلے گر نہیں ہمد کمان فیت کمان جسے یار مین لیتا ہوں ایک گال کے بوسے جو چار پانچ اٹھ اٹھ کے میر دلو کرین آپ پائمال کیا بیکدہ بھی شہر خموشان ہر سا قیا</p>

سودے میں لفت یار کے کتنا جورات بھر تسکین کو میرے دل سے بنائی ہو تو نے بات ملتی نہیں ہو آنکھ بھی بوسے کا ذکر کبسا میری تمھاری بات تو نقصان میں ایک سے آنا ہی اسی طرح تو جلد آ کے دیکھ جا پا مال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی آٹھے	یہ وہ شب فراق ہو جسکی سحر نہیں پیغام اُسکے منہ کا یہ اڑنا نہ ہر نہیں اگلی سی وہ حضور کی ہر نظر نہیں وہ معتبر نہیں ہیں تو انہیں اثر نہیں تیرے مریض غم کو امید سحر نہیں ستانہ اُسکی چال ہو اُسکو خبر نہیں
---	--

صہر رکھیں چھپائے سے چھپتا ہو رول
بیابا کیوں میں آپ محبت اگر نہیں

ہم آئے تھے ٹھہری بھر غم غلط کر نیکو یار نہیں میں تو بہ کر کے ابھیما تو ہوں پر ہیر گار نہیں نہ میرا عشق میں نہ تیرا حسن میں ثانی نہیں آرام اسکو ایک دم شل دل عاشق تمھاری جھا گلین آدہ کستی میں سجا پر نکالے رنگا چھہ حشر زائد نے ان روزوں ہمیں جس جو ہر زم میں معشوق کم سن کی نہ عاشق ہو کوئی مجھ سا نہ ظالم ہو کوئی سچ آؤ تے ہیں مرد پرودہ سا رکھ قاضی مفتی	وہ سب ہنسے سوانح لکھے تمھارے شہ آرد نہیں کوئی کھینچے لے جاتا ہو دلو با وہ خوار نہیں میں ان لاکھوں میں بکنا نتخب ہو تو ہر روز نہیں رنگا و ناز بھی ہو کیا تمھارے بقا ر بد نہیں کہ جب چلتے ہو تم جی آٹھے میں مرد فرار نہیں کہ دن بھر روزہ ارن میں شہ بھر باخو نہیں تمنا لاکہ میدان کی ہو لالہ زاروں میں وفا میری جفا میری چھپی ہو شہتا ر نہیں طے را تو لکو اکثر وقت رز پر ہیر گار نہیں
---	---

چھکایا مہر سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل میں	ادھر بھی کوئی ساغر تم بھی ہیں اہلیدہ وار میں
کبوتر برق سے لڈ ترپنے کی اگر چاہے	رہے دو چار دن کرتے تھکا رہتا ہوا رہیں
شبِ قمرِ نالہ صد اک صورت تھا شاید	زمینِ خندیش میں آئی مرد کٹھن ٹھہرے مزار میں

بھلا رکھے ہیں صفہ راوڑ شاعر مجھ سے کیا نسبت
میں ہوں شاہِ سخن یہ لوگ ہیں جاگیر دار نہیں

کوئی بات منہ سے نکل گئی جو خلافِ وصلتِ یار میں
تو یہ غدر اُس سے کر دنگا میں کہ جنوں ہر جھکوا میں
مرے دل کی کچھ ہر نئی فغانِ المِ جدائی یار میں
نہ جرس کے نالہ میں دردِ یہ نہ اثر یہ صوتِ ہزار میں
نہ وہ ناز اٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوقِ ہر نہ وہ دلوے
نہیں طاقت اب دلِ ناز میں نہیں تابِ جانِ نزار میں
ترے رحمِ حد سے کہیں سوا مرے جرم کی نہیں انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب میں نہ یہ آسکینگے شمار میں
وہ کھڑے ہوئے ہیں سرِ لحدِ مرے اقربا سے کہنے کوئی
آنکھیں اور دیکھ لوں کوئی دم ابھی تھکتے دیشِ مزار میں
دمِ وصل ایسا لچاڑ تھا نہ زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھیں شرم سے بند کیں نئی سوچھی بوسِ کنار میں

شب وصل غلبہ شدق ہر یہ خیال بھی ہر مگر مجھے
 کہ بگڑ نہ جائے وہ تند خو کہیں مجھ سے چاہ میں پیار میں
 عجب انقلاب زمانہ ہوئے جوان ہوئے پیر ہم
 ہمیں سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہر اپنی ہمار میں
 مرا شہرہ سارے جہان میں ہر مراد کو کون بکان میں ہر
 نہیں غنم اگر نہیں جانتا کوئی مجھ کو میرے دیار میں
 چمن جہان میں پھر چکا نہیں تم سا گل کوئی دوسرا
 فقط ایک بلبیل زار کیا جو کو تو کھدو ہزار میں
 دل تنگ کا تو اہم نہیں مجھے صدف راتنا خیال ہر
 مرے دلیں غنم ہر جو یار کا وہ بڑا ہر طرہ نشار میں

موتی بھیرگی شبنم ہر غنچے کے دہن میں	نہ کو راس دہن کا جسم سنا چمن میں
کیا لطف سیر ہو حاصل جو چمن میں	بیگانہ مثل سبزہ اکثر ہے دہن میں
کیا عطر کی مہک ہر اس گل پیر میں	سمجھے چمن میں ہو نچے آئے جو بچن میں
کاشے بھی میں زبان پر چھا بھی میں ہیں	وحشت نئی ہماری ہر وادی سخن میں
کنگھی کر دیکھ کر گیسوے پر شکن میں	ٹپکے ہو ہیں لاکھوں دلی سمن عاشقوں کے
جھنجھلا کے خاک ڈالیں چشم بزم میں	نکلے صندکے سے ہو کر جو وہ مکرر
مرد اچھل پڑینگے میا ختہ کفن میں	ٹھوکر نہ یوں لگا دیروں کو ناز سے تم

<p>ای باغبان پھر ہم برسوں سیم آسا معتشوق جس جگہ ہر عشاق بھی ہن میں گم گشتہ دل ہمارا تم سے جد نہ ہوگا گلگشت باغ کو وہ شاید میں آئیوں اسے حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی یہ سرو قاتلوں کا اندھا اٹھائی ہم نے</p>	<p>آئی نہ ایک گل سے ہو وفا چمن میں ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن میں چاہہ ذوق میں گایا زلف پر شکن میں پھرتی ہر کیسی مضطرباد صبا چمن میں پردہ یہ آئے ہر دو لہا میں درو لہن میں گلگشت کو نجائیں میں سر جس چمن میں</p>
<p>اس واسطے ہر خواہش ملک عم کی صفدر بچھڑے ہوئے اجالچائی گئے وطن میں</p>	
<p>شرم آنکھ میں آئے ہر نہان نقاب میں پیدا ہوا ہر کچھ تو اثر اضطراب میں آنکھوں سے میرے ہر رخ جانان حجاب میں اللہ رشوق پوچھتے ہیں نامہ برسے ہم ہم میسر کی راہ سے ہو چھینکے یا رنگ قاصد بھی آسکو دیکھ کے بیتاب ہو گیا گفتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہر آنسو کہے کو میں کیا تو رہ بت ہو گیا خفا یہ خوف تھا مجھے کہ بیان بھی نمود قریب</p>	<p>رہتا ہر اب حجاب بھی انکا حجاب میں شکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہیں خواب میں ای برق حسن آگ لگا دے نقاب میں کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھنے کے جو انہیں واعظ پرے رہینگے عذابِ ثواب میں کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب میں دھوکا ہی میں نے ڈال دیا ہر حساب میں چلکر رہ ثواب پڑا کس عذاب میں مطلب کی بات کہ نہ سکا اُن سے خواب میں</p>

کم سن مین وہ ابھی سے شہرت ہو استفادہ	بجلی چمک دمک کے جھینگے شباب مین
برور کے مثل برق تڑپتا ہوں بار بار	اسد کے درود کی چمک اضطراب مین
وہ کچھ لکھا کہ دلوں میں بے یاس ہو گئی	اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

ربیع فراق حضرت ناصح سے روزِ بحث
صفدر کی ایک جان پر کس کس عذاب مین

گایوں پر بھی ترے خمیں دعا کرتے ہیں	ہم وہ کرتے ہیں جو اربابِ فاکرتے ہیں
دل مرا بانوں کے نیچے وہ ملا کرتے ہیں	دھیان آتا نہیں اتنا کہ یہ کیا کرتے ہیں
تیری بوسہ لگنے کو چاہیے اسی بارِ داغ	کیا سمجھ کر گلہ باد صبا کرتے ہیں
کوئی اتنا تو بنا دے کہ حسبانِ جان	دل جو بجاتے ہیں عشاق کا کیا کرتے ہیں
دھیان کیا سکی کر کا نہیں آتا ہم کو	سفر ملک عدم زرد کیا کرتے ہیں
گایان دینے لگے کیسی وہ ہر ہم ہو کر	ہم نے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہیں
بسملو نکو جو ہوئی دولت ویدار نصیب	سجدہ شکر تہ تیغ ادا کرنے ہیں
صاف ہی سیدہی انکی اسی سے ثابت	ہم جو کہتے ہیں وہ خاموش سنا کرتے ہیں
سرو کو دیکھیے کیا اس قدموزد سے	ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہیں
بار شاہی نہ اٹھیں گاترے درویشوں سے	وہ بھلا کب طلبِ ظل ہمارے کرتے ہیں

کی جو صفدر نے شکایت و شکایت کیا ہے
دوستوں ہی کا تو اوجہاں گلہ کرتے ہیں

<p> رہتا ہوں رات دن جو کسی کے خیال میں کیا احتیاط ہو انھیں مجھ سے وصال میں اٹھ اٹھ کے درود دل ہو تجھے چھینے سے کام اسد کیا مقام ہو مید ان عشق بھی دل بھاگتا ہو تو تصور سے یار کے کس گل کی سیر باغ کو آمد ہو اے صبا سو بار حسب اسبش اُدھر سے ملا جواب کیا مجھ کو قتل کر کے پشیمان ہو میں وہ وہ اور جواب میرے سوال کا نامہ بر </p>	<p> باقی نہیں تیر فراق دوصال میں آتے ہیں ساتھ بیکے کسی کو خیال میں کیا جانے تو کہ بیٹھے ہیں ہم کس خیال میں قاتل جو وجد میں ہو تو بسمل ہو حال میں کہخت غیر آتا ہو پہلے خیال میں پھولے نہیں سماتے ہیں کلیان نہال میں ہم کچھ کسی کی سنتے ہیں وہ سوال میں بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے نفعال میں وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال میں </p>
--	--

صفدر غضب ہو جان عاشق کے ہر طرح

اگر می جلال میں ہو تو شوخی جلال میں

میں اگرچہ زار و نزار ہوں مگر اسکا شکر گزار ہوں
 نہ کسی کی آنکھ میں خار ہوں نہ کسی کے دل کا غبار ہوں
 نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہوں نہ کسی گلے کا مین ہار ہوں
 یہ ہجوم دماغ ہو جسم پر کہ میں آپ باغ و بہار ہوں
 نہ کسی کے سینے کا دماغ میں نہ کسی کا لالہ باغ میں
 نہ کسی کے گھر کا چہرہ دماغ میں نہ کسی کا شمع نزار ہوں

نہ شمار میں نہ قطار میں نہ کرو میں نہ ہزار میں
 عشمِ بیکسی کے دیار میں نقطہ ایک مشتِ غبار ہوں
 مجھے میرا گوشہٴ اندام سے حق میں ہر سبب بقا
 جو ذرا جان کی لگی ہوا تو فنا بزمِ شرار ہوں
 مرا سر قدم سے اٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
 بہت آنکھیں اب نہ دکھائیے کہ ہزار دلِ سنار ہوں
 یہ ہوسِ صفدرِ رختہ جان کہ سو مدینہ ہو نہیں رونا
 کرے خاک بھی جو آسمان اُسی کو سچے کا میں غبار ہوں

نواہینِ آنیکا اقرار ہو پر خواب کہاں یا آرزوہِ نخلِ غیرِ مخالفِ دربان دشتِ غربت میں وطن سے ہیں لائی قسمت خشک کانٹے ہیں نقطہٴ باغ میں آئی ہر خدا بقراری سے مرے دکلی نہیں ہو دقت ابروِ یار میں ایدل ہوا داسجدہٴ شکر کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا این جوشِ یہ بحر	خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہاں کھینچ لایا ہر مجھے یہ دلِ بیتاب کہاں اب وہ ہم بزمِ وہ غمخوار وہ احباب کہاں گلِ شاداب کہاں لاکہ سیراب کہاں تمنے دیکھی طیش باہی بے آب کہاں پھر نظر آئیگی ایسی جگھے محراب کہاں کتنا غافل ہوں کہ آیا ہر مجھے خواب کہاں
--	---

عہدِ پیری میں گیا حسنِ جوانیِ صفدر
 ہو گئی صبحِ عیانِ جلوہٴ متناہ کہاں

<p> آسئے جلد ورنہ رخصت ہوں شکل آئینہ بے کدورت ہوں موت کا میں رہیں منت ہوں پاس ہوں میں نہ کوئی حسرت ہوں ساقیا لائق عنایت ہوں قدر کا ہر قول میں قیامت ہوں لوح محفوظ و کلام قدرت ہوں شجر خشک و شست و حشت ہوں حق میں عالم کے ابر رحمت ہوں اے جنون کیا میں کوئی دولت ہوں خضر سر منزل حقیقت ہوں میں ادھر زیر بار منت ہوں کیا کسی کا چہرہ تربت ہوں پائمال ریاض غفلت ہوں عشق بازی میں میں غنیمت ہوں میں تو قربان دست قدرت ہوں اک پریش سے گرم محبت ہوں </p>	<p> سخت بیمار درد فرقت ہوں صاف باطن ہوں پاک طینت ہوں بیچ فرقت سے دے نجات مجھے کیوں میں افسردہ ہنشین میرے دور ساغر ہی اسطرح بھی ضرور زلف کتنی ہر آنکی میں ہوں ہلا راز عالم ہے سب عیان مجھ پر سایہ عاقبت کسان مجھ میں میرے اشکوں سے سبھی چین میں جدھر ہوں اُدھر ہر اک عالم پیشرو سب کا ہو مرا پیرو اُنکے سر پر اُدھر ہر خون مرا غم کے آثار رخصتے روشن ہیں مثل سبزہ ریاض عالم میں قیس و فرہاد و نعل جہان سے گئے کیا بنائی ہر نور کی صورت دل کا ارمان آج نکلے گا </p>
--	---

عشق مجھ پر تمام ہر صفدر پیرِ حسنِ تم رسالت ہوں	<p>روئے مین ابر تر کے نقشے سدا دیے ہیں وہ تیغ جب چلی ہر جوہر دکھا دیے ہیں دان توئی یاد مین جہاں سو گرا دیے ہیں نالہ نسے لے لے گئے کیونکہ نہ ان تبوں کے حسن و جمال کا کجاں رونظر تھا شہرہ کیا نہ ہو ہمارے آگے کوئے زبان بول اُس گلے گیسو دن تک جانا ہر بے تکلف صحرا چمن بنا ہر کانٹے لہو سے گلگون ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل اے میکش بگاڑ کیا محبت کا تم نے بیٹھے ہیں اُسکے در پر عزت ہو یا ہودلت احسانِ سیم گلشن رکھتی ہے کیا لحد پر کچھ نقش بند اسکاں کھتا نہیں ہے پردا اے شوخ تیرے سہل تر پہے ہیں جب ہیں یہ</p>
ردنے کی آنکھیں خوگر جلنے کا شوق و لگو	<p>ہم جہاں بل پرے ہیں دریا بہا دیے ہیں مفتاب مین چار جانب لے دے لگا دیے ہیں فرش زمین پہ بنے موتی بچھا دیے ہیں عرش بریں کے پائے اکثر ملا دیے ہیں یہ چار چاند بنے مکوں گا دیے ہیں وہ نالے کر کے بنے چھکے چھرا دیے ہیں شانے کو کیا خدا نے نجات سدا دیے ہیں چھالوں نے وحیوں کے کیا گل کھلا دیے ہیں رنگاں کئے چمکیو نہیں اُسے اڑا دیے ہیں کیون خیم کے خم زمین پر برق لٹھا دیے ہیں یہ دست و پا لے بنے اٹھا دیے ہیں اُس نچیں سے لاکر دو گل چڑھا دیے ہیں کیا کیا بنا بنا کر نقشے سدا دیے ہیں گرد و کی قد سہوں کے برد اٹھا دیے ہیں</p>

افت نے روگ کیا کیا صفہ رکھا دین	
<p>رقیب ان نگاہوں سے کم دیکھتے ہیں رہ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا شگفتہ ہر گلزار بسہ زیر سیاغ وہ میکش ہیں اک جام موی کے سا دم نزع ہر سانے سے نجاؤ تری زلف چاک کے سنبل میں تو گل بتوں میں بھی جلوہ خدا کا ہر سوی ہما کر وہ مجھ کو جلسوں سے بولے نگاہوں سے ہر قصد قتل دو عالم محلی میں ترے آگے گبر و مسلمان بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہر کوئی</p>	<p>تمہیں جس محبت سے ہم دیکھتے ہیں وفا دار دنیا میں کم دیکھتے ہیں تری راہ ابر کرم دیکھتے ہیں تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہیں تمہیں اور ہم کوئی دم دیکھتے ہیں نہ ہو دیکھتے ہیں نہ ہم دیکھتے ہیں جو ہم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہیں مجھی کو یہ کیوں دبدم دیکھتے ہیں ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہیں تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہیں ادھر بھی ادھر بھی عدم دیکھتے ہیں</p>
<p>وہ صابر میں خاموش بیٹھے ہیں صفہ جفا دیکھتے ہیں ستم دیکھتے ہیں</p>	
<p>اس کو چہ میں ہم بونچے بدستہ کہتے ہیں سر کے قدم پر نام سب کا زبان پر ہر گھبرا کے پٹے اُنکے وہ آپ گھر میں</p>	<p>وہ گھر سے نکل کے تقدیر سے کہتے ہیں سجدہ اسے کہتے ہیں تکبیر سے کہتے ہیں اترنا دل تحسین تاثر سے کہتے ہیں</p>

پیغام مرا سکر خط پڑھ کے کہا اُسے وحشت میں تماشے کو کیا کیا نہ حسین نے دل لطف میں جنب لائیں کے کہاں الجھا نقشہ تری صورت کا آیا جو تصویر میں مخفل میں جو ہم پہ پہنچے تعظیم کو وہ اٹھ	تقریر اسے کہتے ہیں تحریر اسے کہتے ہیں پریوں کو کیا تابع تسخیر اسے کہتے ہیں شانے نے کہا نادان نہ پھر اسے کہتے ہیں بسیا خستہ دل بولا تصویر اسے کہتے ہیں غرت کے معنی میں تقریر اسے کہتے ہیں
--	--

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہیں صفدر
کیا خوب ملی دولت کسی سے کہتے ہیں

ماتم کشتہ فراق آج ہو بزم یار میں آئیے سیر کیجیے داغ ہیں جسم زار میں حسن ہیں تم لاجو عشق میں ہم میں انتخاب گیسو و رو یار کی ایسی ہم کو جستجو فکر لباس کی ہنچش جنوں میں کچھ نہیں آتا ہوں بدم اگر پاس ترے خفا نہ ہو واہ کر لطف بیکشی بیکہ اور دخت زر نور نگاہ اڑ گیا صاف بربنگ آئینہ قد میں بال بال ہیں سیکڑوں کیسوں کے دل دکے تڑپ کا ہو بُرا جسے ہمیں جگا دیا	موت خزان میں آئی تھی پھول ہو بہار میں دیکھیے یہ نہی بہار پھول کھیلے بہار میں فرد ہو سیکڑوں میں تم ایک ہیں ہم ہزار میں ایک قدم حلب میں ہو ایک قدم تار میں بیٹھے ہیں ہم بربنگ گل جامہ تار میں غدر ہو قابل قبول نہیں اختیار میں باغ جنان ہو در در و در کنا ر میں آنکھیں بنفید ہو گئیں حد نہ انتظار میں شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار میں سوئے نہ پائے چسپ چار گھڑی مزار میں
--	---

<p>مالک کو تر د جهان روز جزا ہین مرتضیٰ ذکر یہی ہر صحبت صفدر بادہ خوارمین</p>	
<p>جب سے مہمان ہوا ہر تو دل میں جب سے ساتی بسا ہر تو دل میں حسرت آنکھو نہیں ڈھونڈھتی ہر آستین جب اٹھا جان پر ہوا صدمہ نہیں آتی ہر شرم سے باہر یوفا یہ بھی ہو گیا بکشت بھر نکلنے کا نام لو نہ کبھی اٹھ کے پلو سے تم گئے باہر یوفا دلربا کو کتنے ہیں بت خدا اس سے کچھ نہیں باہر</p>	<p>نہ رہی کوئی آرزو دل میں جام آنکھو نہیں ہر سب تو دل میں درد کرتا ہر جستجو دل میں درد کی طرح سے ہر تو دل میں یہ وطن ہر کہ آرزو دل میں آگئی ہر تمھاری خود دل میں تم رہو مشعل آرزو دل میں ڈھونڈھتا ہوں ہر چاروں دل میں اور مجھ کو ہر گفتگو دل میں کیجیے سب کی جستجو دل میں</p>
<p>وصل سو بار ہو چکا صفدر آرزو سی ہر آرزو دل میں</p>	
<p>میں کب جنس دل را بگان بچتا ہوں فقط ایک بوسے پہ دیتا ہوں دل کو جو تم کو ارتم نے کوئی مول لی ہر</p>	<p>خرید ارتم ہو تو مان بچتا ہوں نہ سمجھو کہ سودا گران بچتا ہوں میں سر اپنا اور جان جان بچتا ہوں</p>

دل و دین و نام و نشان بچھا ہوں مجت میں و ونون جہان بچھا ہوں کہ سعدی کی میں بوستان بچھا ہوں کہ پیر مغان کی دکان بچھا ہوں نہیں دھیان کسکا مکان بچھا ہوں وہ آتا تو کہہ دین کہ ہاں بچھا ہوں	تمجین جو پسند آئے حاضر ہوئے لو خریدار ہوں اک بہتہ نازنین کا وہ مکتب میں جہم گئے میں بھی ہوئے نئی جوش مستی میں سو جھی ہر محکو توں کو جو دیتا ہوں میں کبتہ دل ابھی دیکھ دل مول لیتا ہوں سو
--	---

گلی مول لیتا ہوں اُس گل کی صفہ

تماشا ہر باغ جنان بچھا ہوں

ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسملی سکو کہتے ہیں زمانے میں عاقل ہیں ہ فاعل سکو کہتے ہیں صد غیب کی کوئے قاتل سکو کہتے ہیں ترمی الفت میں کھیل جہان پر دل سکو کہتے ہیں کسی طو نہیں تہی ہر منزل سکو کہتے ہیں بلا کی ہمیں کٹیاں میں سلاسل سکو کہتے ہیں عجب جلسہ حینو نکا ہر محفل سکو کہتے ہیں گمان گہرا کہ یہ بسلی ہر محفل سکو کہتے ہیں یہ عقد چل نہیں ہوتا ہر مشکل سکو کہتے ہیں	لگائے زخم کاری آئے قاتل سکو کہتے ہیں نہیں نا دان برا ہوا ہر دل سکو کہتے ہیں قدم رکھ کر جو کوئے یار میں میں نشان پوچھا نہ اسکو تن کا ڈر نہ اندیشہ ہر خجہ کا بڑے جو چلنے دانتھے تھکے راہ محبت میں نہ چھوٹا بچھس گیا جو اسکا کیسو سلسل میں وہ جہم آئے خانہ میں آئے یہ کہا ہنس کر ترمی غم میں شمع جہان دوس میں دیکھی کوئی کتا ہر غمچہ اُس میں کوہ کوئی نقطہ
--	---

انالختی سے غرض منصور کی بھی عینِ ایت حق	ہرے نیم ہنچ تو نا اطلالِ سکو کہتے ہیں
نہ تر بارِ خم کھا کر زرخیز بھی جو میں صفدر	کہا قاتل نے ہنس کر واہِ سبیلِ سکو کہتے ہیں
پھر نظر آگئے وہ گیسوئے خمدار کہیں دلِ تڑپا ہر بہت آج نفیس میں صیاد آگئی آہِ زبان تک تو کمانِ چرخ کی خیر آئنی سی بات پہ ہوتے ہیں عبث آپ خفا فرش پر آسکا نشان پر نہ ہر عرشِ پیا وہ تصور میں بھی آتے ہیں یہ درتے ہیں باغخان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو وقفہ ہستی میں نہیں عمرِ روان کو ہرگز سر بازار نہ یوں ناز و ادا سے چلے اس ادا سے نہ قدمِ وقت تماشا کیے	پھر گرفتار ہوا آج دلِ نزار کہیں کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہیں کھینچ گئی میان سے اب رکھتے ہیں تلوار کہیں ایک ہوسے پر یہ دیکھی نہیں تکرار کہیں ہاتھ آمانین نقشِ قدم یا کہیں پرچہِ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہیں پھونکدے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہیں راہِ مین دم نہیں یکتا ہر یہ رہوار کہیں آپ کی چال پہ چلیاے نہ تلوار کہیں ہو نہ ہنگامہ محشر سر بازار کہیں
صاف چہرے تمہارے یہ عیان ہر صفد	دمِ الفت میں کسی کے ہو گرفتار کہیں
طلبِ دین کی یا فکرِ دنیا کریں اطمانہ میسر ادا کریں	حیاتِ دوروزہ میں کیا کیا کریں اگر دستکشِ ہون تو اچھا کریں

<p>ستگو نے چھوڑا ہین نیم جان بہت دیکے ہاتھوں سے مجھو رہین کہاں تابِ نظارہ اور شوقِ دل یہ چالین حسینوں کی اچھی نہیں عجب منہجو میں ہر دریا دلی وہ دلی لیکے پھیریں یہ ممکن نہیں زمانے میں رسمِ مروت نہیں زمین میں بھی مردہ مرا گر چکا</p>	<p>یہ مدِ نغمہ ہو کہ ترپا کرین نہ آئے ہین صبر تو کیا کرین کین آنکھوں سے اسکا تماشا کرین یقین ہو کوئی فتنہ ہر پا کرین یہ جاہن تو قطرے کو دریا کرین کہاں تک ہم آنسے تقاضا کرین کہاں سننے والا کہ شکوہ کرین قدم رنجہ اب کیا سیجا کرین</p>
<p>بس اتھو ارادہ ہو صفدر یہی محبت کسی سے نہ اصلا کرین</p>	
<p>طورِ نرالا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہیں سب سے میں راہین سب پہ نگاہیں سمیٹے سلامِ پیام نہیں ظلمِ ہین لاکھوں جو ہزاروں مہر و وفا کا نام نہیں خبر بھی ہین طور تو بہتر تم سے ہین کچھ کام نہیں مجھ سے تمھارے ہاں کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہو ون کو نہیں ہو شب کو نہیں ہو صبح نہیں ہو شام نہیں حالِ دل اپنا کیا کون بہم کیسی گذرتی ہو شبِ غم</p>	

مہر نہیں ہر تاب نہیں ہر چین نہیں آرام نہیں
 اپنا جہان سے غم سفر ہر آنکھ نہ پھیر و جسم کرو
 ہجر کا ہم سے وقت نہیں ہر ترک کا یہ ہنگام نہیں
 تم نے جو خط کے پرزے اڑائے نامہ سنا نکو قتل کیا
 تھا یہ مرافتدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہیں
 وجہ نہیں کچھ کھلتی اسکے طائر دل کیوں پھنستے ہیں
 آپ تو کچھ عباد نہیں ہیں کا کل بیجاں دم نہیں
 بادہ کشی سے ہو گئی نفرت جسے جد امین یا رسیم
 دل میں ہیں چھائے آنکھ ہر پرغوشہ نہیں ہر جام نہیں
 کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہر اپنے یاس وہی
 لایا ہو ایسا نامہ قاصد جس میں کسی کا نام نہیں
 صبح جو اسکے در پہ گئے ہم ہو سکے خفا و ربانے کہا
 ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سد معار و آجکی صحبت قائم نہیں
 خون خدا بھی چاہیے اربت ہو کے مسلمان سجدہ بت
 یہ تو نیا ہر کوئی طریقہ دین نہیں اسلام نہیں
 ہر جو ہجوم اغیار کا ہر سو کو چمکائے خون ہر کیا
 انکی صفوں کو میں چونہ توڑوں صفدر میرا نام نہیں

یہ کون آتا ہے رکھ کر بھول چھوڑ غائب نہیں وہ حشی ہو کہ جب کھا قدم میں بیابا نہیں جو ٹر پاتا ہے تو اچھی طرح ٹر پانچھے قاتل کہیں اب جلد لیجلیں خون مجھ آبلہ پا کو جیہا کا رنگ چھایا جنت وصل آنکی آنکھوں سے دکھا دو جلوہ زلفین کھول کر جو رہا باقی خوام ناز تم کو غریبان یہ جو فرماؤ روانی ٹر جھگڑی چلنے لگی اب سار عالم پر	صبا اتراتی پھرتی ہے جوان دزدن گلستانین سنائین تیر کنکین کاٹھن ہر نخل منیلا نہیں کوئی چکی نمک کی رہ سجا اب نمک نہیں ہوئی ہے دیر کاٹنے راہ تکتے ہیں بیابا نہیں تو شوخی خوف سے جا کر چھپی چشم غرا نہیں کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و سلم نہیں تو شور خشر برامو ابھی شہر خوشا نہیں ہمار قتل سے دم آگیا شمشیر بران میں
--	---

مگر فصل بہاری آگئی نزدیک صفدر
کہ پھر کچھ ضبط باہم ہو چلا دست گریبا نہیں

محبت کا مزا ہے ادرین ہون مسیحا در ترا ہے ادرین ہون تری زلف دو تا ہے ادرین ہون وہ بت ہے اور اک عالم کا مجمع شب صلتا سر ہو آنکی نشانہ ہے نگاہ ناز کا دل جوانی جا بکلی پیری بھی آئی	دل درد آشنا ہے ادرین ہون یہی دار اشفا ہے ادرین ہون یہی کالی بلا ہے ادرین ہون یہاں میرا خدا ہے ادرین ہون سحر تک یہ دعا ہے ادرین ہون یہ تیرے خطا ہے ادرین ہون بس اب آگے قصا ہے ادرین ہون
--	--

<p>خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب اسی نے نقدِ دل میسر اچرایا کبھی اس گل کی بوچھڑا نہ آئی خوشی ہر خرمی ہر اور میں وہ</p>	<p>بس اب وہ مہر تھا ہر اور میں ہوں ترازد و خا ہر اور میں ہوں اب آئی تو جہا ہر اور میں ہوں مصیبت ہر بلا ہر اور میں ہوں</p>
<p>دمِ عیسیٰ نہیں درکارِ صفہ وہ شمشیرِ ادا ہر اور میں ہوں</p>	
<p>آئی دے اثر ایسا مے بیتابی دل میں طلبِ غیرِ دلی ہوئی ہر بلا کہ محوِ محفل میں خیال لبِ میں غم سے تے عشاقِ کھارا جدائی میں کسے خوش سیر لاہ لو گل کی اٹھاتے سر بھی زانو سے نہیں تم بولنا کیسا ہمیں اور غیر کو وہ بیخبر یکساں سمجھتا ہوں وہ مجھ کو نہ نہیں ہر حسنِ خالِ مری و تمہارا خالِ رخ کو دیکھنے پہ لوگ لے میں مڑہ یہ ہر کہ نفس میں لگی تیغِ ہنسِ ہنس ادگی میں ڈیٹاں نہدی کی قبر و تیر شہید و</p>	<p>چلے آئیں کلیجا اتھام کردہ میری محفل میں خدا جانے ارادہ کیا ہر عین کے دل میں مرفیقو کو رگ لایا ایسیا کو سے قاتل میں ہزاروں دافع ہیں سینے میں لاکھوں گم میں حجابِ شرم کی کچھ حد بھی ہر پارو کی محفل میں ابھی تک فرق کچھ اسکو نہیں ہر حق باطل میں یہ جلتے جلتے ہیں پر یوں کچھ میں سلسل میں کہ تل کھنکھ کی جابانی نہیں سے محفل میں نکسہ جھڑپا قاتل نے ہر اک زخمِ سہل میں سوزِ نکاہی ہر شکستہ سرباب و سہل قاتل میں</p>
<p>علیٰ نقی سے ہوا عانت خواہ اہی صفہ</p>	

وہی مشکل کشا ہیں کام آجاتے ہیں مشکل میں	
<p>ہوئی کیشی شہید اکستہ ناکہ دل میں اُسے منظور میرا قتل میں آمادہ مرنے پر بہارا کی ہو کہ نہ نہیں میں وحشی ٹھہرتا ہوں خود آیا سو مقفل غدر سرسینے میں کسکو ہر ترے چاہ زنجیر کا یہ اذنی سا کرشمہ ہر اثر نالے وہ مٹلا گلوں کا کھل جاتے لجنا بخش وینع ابرو جانا کا دھیاں یا</p>	<p>حسینان جان کھینچ کھینچ کے گئے انہی محفل میں وہی ہر میر دل میں بھی جو کچھ ہر بیکر دل میں گلے میں قن ڈالو یا مجھے جگر و سلاسل میں کٹید ہو عبث شمشیر سے دست قاتل میں دیے غوطے فرشتوں کو پھنسا یا چاہ باہن میں اگر ہوتا دل لان بھی انہوہ عناد دل میں ایسے ملاقات اپنی ٹھہرے کو سے قاتل میں</p>
نہیں معلوم کیا تھے دلوں کی بخت کے دل میں	
<p>لطف میخواری ہو پھولاہر چمن برسات میں ہر پریشاں جھل اک نور کی تصویر ہو واہ کیا جلسہ ہو کیا ٹھنڈی ہوا ہو کیا بلیو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف چار جانب چھائی ہو گلزار پر کالی گھٹا لی کمان باغ نہیں کہتا ہو میا بار بار دلوں پر پائی ہو بادل میں کہیں کوئل کی کو</p>	<p>ایو دل شتاق ہو تو بہ شکن برسات میں ہو مربع گلزاروں کے انجمن برسات میں ہیں خرامان سیکڑوں گل سپرین برسات میں نکلی ہیں خون سے بن بکڑو طعن برسات میں ہو مقرر میکشی کی انجمن برسات میں بلیں شیدا کہیں ہو نعرہ زن برسات میں اور کہیں قصان ہو طادیں چمن برسات میں</p>

<p>سے پاک ہر شجر کی گلدن برسات میں رنگ لایا ہر نیا چرخ کن برسات میں سیر کو آتا ہر وہ رشک چمن برسات میں لطف ہر جھوکا اگل پیر میں برسات میں سیر کو آتا ہر وہ ناز بکدن برسات میں</p>	<p>فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہر کچھ فضا یہ شفق یہ برق یہ قوس قزح کی کشتان ہر طرف گلزار میں شور مہار کہا دہر سیر گلشن کو دہ جاتے ہیں تو کتنی ہر نیم ہر روش گلشن میں فرش گل بچھا دی باغیاں</p>
	<p>ہر شراب دساقی وینا دسا غراتدن کیا ہی بگڑا ہر ترا صفدر چلن برسات میں</p>
<p>سننے میں سر سبز مہتاب چمن برسات میں کچھ تکلف چاہیے کچھ بانگین برسات میں اک نیا ہر روز بدلو پیر میں برسات میں دوش پر ہر آہ زلف پر شکن برسات میں کیا سمجھ کر میں ہوا تو بہ شکن برسات میں کچھ آواہٹ چاہیے زیب میں برسات میں ہو گیا دریا الفت موجزن برسات میں یا دل لے ہکو یاران وطن برسات میں جس طرح دو طہاکے گھر آئے وطن برسات میں کھل گئے یا غنچہ ہاسے یا سمن برسات میں</p>	<p>سیر گلشن چاہیے اگلدن برسات میں آجکل یہ سادہ پن دی جانچان چھانین زعفرانی صندلی وصالی بستنی شرتی ہاتھ میں رنگ حنا تھے پرافشان چاہیے منجھے نامربان ساقی خفا میخانہ بند ملکے مسی غنچہ سوسن کو شرمندہ کرو دل بھر آیا ہر ساقی میں گھٹائیں دیکھ کر جب کہیں غربت میں دیکھی محفل عیش و نشاط روئے میں یاد آئی یوں شکل خانی یار کی مجھ کو گریان دیکھ کر میساختہ وہ نہیں شہرے</p>

مہر پرستی کے سواندہب کوئی باقی نہیں لطف بے ہمدرد کے کچھ نامہ کرنے میں نہیں حکم دوساتی کو سامان بچلے اٹھی گھٹا ہر طرح جھوٹے پڑھوں جھوٹوں جہنم	ہو گئے ہیں ایک شیخ و برہمن برسات میں کوہلین کو کین تو میں بول لہرہ زن برسات میں میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات میں طائفے حاضر ہوں بہرائچ میں برسات میں
---	---

غزل

آئی ہمارا تازہ گلستان ہر اندون ہم سے جدا جو وہ گل خندان ہر اندون صحن چمن میں دور ہو جام شراب کا فرش زمردین ہر زمین پر بچیا ہوا جز بوسے گل نہیں ہر زمین پر کین غبار بلبل ہر شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ مستی میں آج حضرت واعظ کو مار لو لطف و کرم سے مطرب ساقی ہیں قراز ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا و در شراب و گردش ساغر ہر اور ہم	باغ جان بھی روئے رضوان ہر اندون اپنی نظریں خار گلستان ہر اندون ساقی ہوائے سرد ہر باران ہر اندون سہری سے طرفہ سہریا بان ہر اندون ہر گرد و باد سرو خرامان ہر اندون کیا مجمع طیور خوش الحان ہر اندون مستوی ہی ہو گو ہی میدان ہر اندون جو ہر وہ اپنا بندہ احسان ہر اندون جھشید اپنا تابع مسرمان ہر اندون کسکو خیال گردش دوران ہر اندون
--	---

جلسے پر یرون کے ہیں دور شراب ہر

صدف بھی مرتبے میں سلیمان ہر اندون

<p>کچھ میں لیٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے بتا کہ یوں حید پر پھر کر چھری غیر نے کہہ دیا کہ یوں زندہ بتاتے ہیں کہ یوں کہتے ہیں بارسا کہ یوں شکے جہاں مجھے نقشہ دکھا دیا کہ یوں راہ تباہیگا مجھے خود مرانقش پاکہ یوں غنچہ نوشگفتہ ایک ہنسنے دکھا دیا کہ یوں کہنے لگا وہ شوخ دون میں اگر کہا کہ یوں غنچہ نے نہیں کہے صبرم کان میں کہہ دیا کہ یوں اُسے سنگا کے جام زہر چکوبلا دیا کہ یوں</p>	<p>قتل کو خیر ادا دوسرے کیوں کہا کہ یوں طفل تھا طور فوج کی جانتا تھا وہ کیا کہ یوں آکے در رہے میں پھنسے فکر کس طرح جلیں شوق یہ دکھو جب اشکل فنا کی دیکھیے در پہ تر گزرتو ہو پھر نہ اٹھو نگاہیں چاک دل و جگر میں جب اُس گل ترکو شاگ واہ ری برخلا فرمانِ خدا رہی بات بات فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح میں نے کہا کہ تیسے مرغِ غیر کو دی تھی کس طرح</p>
---	--

غیر نے پوچھا یا رسے عشق میں کس طرح رہوں

صفدر جان بلب کا حال سنئے سنا دیا کہ یوں

<p>ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندہ ہیں جا بجا نامِ ہر ابلیس کا بھی قرآن میں ٹکڑے ہیں میر گریبان کے مرے دامان میں چشم مالک میں جگہ ہو نہ دل رضوان میں آبرو ہو جو گدا کی نطفہ سلطان میں جاتن خون کے دھبے نہ لیکن دامن میں</p>	<p>دل کے ہمراہ پھنسی روحِ تن انسان میں کیا ہوا ذکر اگر غیسر کا ہو دیوان میں ہوں میں وحشی مجھے نسرین سہن کیا کام وائے قسمت نہ میں جنت نہ جہنم کا ہوا قدر سلطان ہو وہی تیرے گد کے آگے فوج کرتا ہو جو منظور سنبھا پویشاک</p>
---	--

<p>بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہا عارض راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے</p>	<p>جیسے اعرابے رونق ہو سوا قرآن میں میں وہ کائنات ہوں جو الجھانہ کئی باطن</p>
	<p>حور کا حال ہر یہ بزم تہان میں صفہ جس طرح کوئی طفیل موصف مہمان میں</p>
<p>نفل گل آئی ہوا عشرت کا سامان غنیمت ہر روش پر دینا جام گل غنیمت نغمہ مطرب ہر کلیوں کے چنگنے کی صدا دل گرنتہ چنے تھے سب گئے اب باغ باغ کیون دریا نوش مستی تھیں صائیں ختم ختم جوش ہر بزل میں ایسا چاہتا ہر سرو باغ بھوم کر پڑھتے ہیں گلبن مکتب کی طرح باغبان ہر خواب میں جلدی جگا داسیم</p>	<p>نغمہ زن میں بلبلین طووس قصان باغین میکشی کا غیب کیا کیا ہر سامان باغین چھپے کرتے ہیں غان خوش الحان باغین ایک بھی غنیمت نہیں سرور گریبان باغین ہر طرح کا جیب لطف برق باران باغین کبک کے مانند ہوں میں بھی خرامان باغین دفتر گل ہر کہ سعدی کی گلستان باغین بھول چکر بھریا گلچین دامان باغین</p>
	<p>بزم میں پڑھکر غزل خاموش صفہ ہو گیا یا چمک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغین</p>
<p>ہم تو ہزار بار تری جستجو کریں جب پاکدامنی میں تری گفتگو کریں اک دل تھا وہ بھی عشق میں برباد ہو گیا</p>	<p>پر دل نہیں ہا ہو تو خاک آرزو کریں کوثر سے چاہیے کہ فرشتے دھوکہ کریں لاکھن کمان سے دل کہ تری آرزو کریں</p>

<p>پیرزے ہر سب لباس کماٹک نوکریں ہو دل میں آج آئینہ ہم رو برو کریں تمکن نہیں کہ باغ کی پھر آرزو کریں واجب ہر پہلے آب بقا سے وضو کریں دل کی کدھر تلاش کمان جستجو کریں</p>	<p>داسن ہر چاک چاک گریبان ہر تار تار کھلجائے آنکھو دعویٰ یکتائے جمال مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان محراب تیغ یارین سجد کا ہو جو قصد کوئے تہان میں شہر میں مہر میں باغین</p>
<p>صفہ ریہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملیں کچھ روئیں کچھ گلہ کریں کچھ گفتگو کریں</p>	
<p>کس کا دل ہو جو پائمال نہیں جسکو اندیشہ زوال نہیں اور کوئی مرا سوال نہیں وصل کا روز ہو وصال نہیں قدرت حق ہو وہ جمال نہیں یہ کس طرح احتمال نہیں</p>	<p>اک قیامت ہو انکی چال نہیں ہم تو ذرے اُس آفتاب کے ہیں ایک ہوسے کا تمسے ڈال نہیں سُرعین دیکھتا ہوں جلوہ یا رخ پر نور ہے کہ شعلہ طور دعدہ وصل ہو وفا اُنسے</p>
<p>خون صفہ ریہ رنگ لایا ہے ہاتھ منھ دی سے اُنکے لال نہیں</p>	
<p>گردن پہ بارہی قاتل کو دھونڈتے ہیں گم کردہ راہ جیسے منز کو دھونڈتے ہیں</p>	<p>ہستی میں ہم عدم کی منز کو دھونڈتے ہیں یوں نہ فروش کوئے قاتل کو دھونڈتے ہیں</p>

<p>الفت میں شیر و دون گم ہو گئے ہیں ایسے صحرائے معرفت میں کیا راستہ بتائیں سیرِ حرم سے ہنکو کیوں باغبان ہر مانع کھدوا بھی نہ کھولے بابِ بہشت رفوان دشتِ جنوں میں گامِ یاکوچہ تیان میں آوارہ پھر رہے ہیں ہم گردِ باد آسا پھرتے ہیں اس گلی میں جنبہ چھتا ہے دریا</p>	<p>دل بہکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلوں ڈھونڈھتے ہیں بانِ خضر آپ گم ہیں منزل کو ڈھونڈھتے ہیں غنچوں سے کیا ہے مطلب ہم دلوں ڈھونڈھتے ہیں میدانِ حشر میں ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہیں پہلو میں اپنے ناحق ہم دلوں ڈھونڈھتے ہیں مدت گذر گئی ہے نذر کو ڈھونڈھتے ہیں کہتے ہیں گرِ پراسم ہم دلوں ڈھونڈھتے ہیں</p>
<p>رہتا تھا ساتھ جگا گزرے وہ سب جہان سے صفدرِ رعیت ہم اگلی محفل کو ڈھونڈھتے ہیں</p>	
<p>کیا کیا فضا دکھاتا ہے گلشنِ بہار میں دکھلا رہے ہیں نگِ سب اپنے جدا جدا لالہ ہی کی فقط نہیں تیور نئے نئے مینوشِ باغ سے کبھی گھر کو نچاٹنے لگے اپنی تو ہی صلاح کہ گلشن میں آ رہیں دستِ سبوی دستِ جنوں کی طرح دراز</p>	<p>پھولوں پہ کیسے کیسے ہیں جو بہار میں نسیمِ لالہ و گل و سوسن بہار میں نرگس کی بھی کچھ اور ہے خیر بہار میں گزریگا جیتلک کہ نہ ساون بہار میں ویر و حرم سے شیخ و برہمن بہار میں کیونکر بچکا زہد کا دامن بہار میں</p>
<p>ہر شعر اس غزل میں ہے صفدرِ بزرگ گل گویا بھرا ہے پھولوں سے دامن بہار میں</p>	

یہاں ہمارے سوالوں کا کچھ حساب نہیں وہ دلوں نے نہیں وہ عالم شباب نہیں دہن پر غنچہ تو سنبل ہر زلف گل عارض وہ فرج کرنے ہیں یا انکے اٹھ نہیں سکتی فراق یار میں گھبرانہ اس قدر دل شراب خانہ عرفان ہر میکدے سے جدا نہ آئے غنید کبھی ہو جو فرش مخلص بھی جہاں حسینوں کے خالی ہو غیر ممکن ہر وہ رخ نظر نہیں آتا عجب تماشا ہر ترپ ترپ کے یہ موجیں بیان کرتی ہیں وہ بید ہن ہیں تو ہم بھی زبان نہیں رکھتے بتا مزار پس مرگ کو سے جانان میں	وہاں جواب یہی ہر کہ کچھ جواب نہیں چمکے وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہیں بہار باغ سے کم عالم شباب نہیں مجھے حجاب پر اٹھا انھیں حجاب نہیں مقام صبر پر کچھ جاے اضطراب نہیں رہے ہوشیشہ و خم میں یہ شراب نہیں شب فراق میں ہو کون خیال خواب نہیں ہر ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہیں کوئی حجاب نہیں ہر کوئی نقاب نہیں کسی کا دیدہ پر آب ہر حجاب نہیں ادھر سوال نہیں ہر ادھر جواب نہیں ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہیں
--	---

شرف دہی ہر نہ پوچھے کوئی تو کیا صفہ
امام سچ ہوں گو داخل حساب نہیں

ردیف واو

حیرا ہو صیاد کا اکی نکال کر آشیان سے ہکو
تفس میں پھینکا بلا میں ڈالا کہاں لایہ یا کہاں سے ہکو

تمہارے عاشق تمہیں سے الفت تمہیں کو جا میں تمہیں کو سمجھیں
 سو اتھارے نہیں ہر مطلب جہاں و اہل جہاں سے ہمکو
 نہ شکوہ نہم سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
 کیا ہر دونوں کو سخت ناو دم گلہ ہر اپنی زبان سے ہمکو
 یقین کامل ہر راستے میں ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
 کہ جذب دل نے کیا روانہ وہاں آنکو یہاں سے ہمکو
 چمن میں ہم سیر کو تو آئے مگر ہر کھٹکا سا ایک دل کو
 نہ دوست اپنا یہاں ہر گلچین نہ راہ ہر باغبان سے ہمکو
 عجیب ہر نیز نگاہے الفت خبر نہیں بخود ہی سے اب تک
 ہمارے دردِ نہاں سے تمکو تمہارے دردِ نہاں سے ہمکو
 ہوا ہر مدت میں وصل جانان عجیب راحت سے سوچ رہیں
 ابھی تو ہر رات اسی موزن جگانہ شور اذان سے ہم کو
 افسا کے مشتاق دیر سے ہن دباں گردن ہر سر ہمارا
 ہزار شمشیر ناز چکے نہیں خطہ امتحان سے ہم کو
 پس فنا بھی نظر میں اب تک وہی ہن جگمگت وہی ہن چلبے
 اگرچہ اس عمر بے بقائے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو
 یہاں تھے جلسے پر یخون کے وہاں ہن صحبت میں حیرتِ علما

خدا نے داخل کیا جنان میں اگر نکالاجان سے ہم کو
 یہ شیخ و واعظ سے جا کے کدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئیں
 شرابخانے میں آج بیعت ہوئی ہر پیر مغان سے ہم کو
 ہواے الفت میں ایک گل کے ہو بہن ہم ایسے محو حیرت
 کہ اب نہ حسرت بہار کی ہر نہ خوت فضل خزان سے ہم کو
 وہ توڑ کر چوڑیوں کو اپنے یہ بولے میرے کفن میں رکھ کر
 کہ صحن محشر میں ڈھونڈھ لینا کسی جگہ نشان سے ہم کو
 کمال احسان ہو جوش وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
 غبار ہر اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہم کو
 یہ صور محشر سے کد و صفدر کہ خاکساروں سے کیا کدورت
 بعد میں راحت سے سو رہے ہیں جگانہ شور فغان سے ہم کو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہونہ گلغدار ہو	لطف اٹھے بہار میں اور تھی بہار ہو
صحن چمن میں ہر جگہ رنگ جھے نشاط کا	نہرین وان ہوں جا بجا جوش پرشار ہو
برق کی بقیاریاں ابر کی شکباریاں	خندہ گل ہو ہر طرف زمزمہ ہزار ہو
ایک طرف ہو جام ہو ایک طرف ہو بانگ	ایک بغل میں شیشہ ہو ایک بغل میں یار ہو
پاس سے بھاؤں میں سا غم ملاؤ نہیں	دل میں سرور صول ہو آنکھوں میں کچھ خار ہو
جوش و نشاط میں اسکی کر میں ایک تھم	دوسرا تھم میں مر گیسوے شکبار ہو

<p>اس سے میں ہلکار ہوں مجھ سے وہ ہلکار ہو رونوں نے چاہ ہو دونوں نے فیسے پیار ہو میں کہوں کہ کس کو تاب ہو دل پہ بھی اختیار ہو دل مرا لاکہ جان سے تم پہ نہ کیوں نثار ہو آتش تیرا دھل دھل اگر ہزار ہو صبح کو چھیر چھار ہو آنکھ اگر دو چار ہو دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو طائر دل کمان کمان صید بنے شکار ہو</p>	<p>سینہ بہ سینہ لب بہ لب حشر میں لکی نکلیں اس کے گلے میں میرا ہاتھ میرے گلے میں اس کے ہاتھ وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب صدمے میں گل پہ لیلیں سرو پہ نریان خدا میری وہ گرم جوشیاں اس کی وہ بیقراریاں چہرہ بحال ہو ادھر شرم سے سرنگون ادھر جان سے شوق کا سخن اس کی ادا پہ ہو خدا بس تسبیح ناز ہو یا ہو اسیر دم زلف</p>
<p>ایسی بھی ای خدا کبھی گردنوں کا گڑھا ہو</p>	<p>ہفتہ رامید وار ہو اس کی برائے آرزو</p>
<p>چلے آباد گردن اب کسی دیر اس نے کو اور راتیں ہیں بیت زلف کے سلجھانے کو تم گم گیا تھا دل قیاب کے ٹھہرانے کو ناز کو غم کے کو انداز کو شرم مانے کو کاش اکبار وہ سن لین مرنے کے فسانے کو غول یاروں کے چلے آتے ہیں سمجھانے کو یوں تو سب خلق میں مرجا میں مرجا کو چاروں گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو</p>	<p>آج کل دھن یہ بندھی ہو کر دیوانے کو وصل میں دور کرو آئے کو شانے کو دیکھ کر در پہ نفا ہوتے ہو کیوں جاتا ہو فرقت یار میں کس کس کو بھلاؤں دل سے دل دکھے یا نہ دکھے رحم کریں یا نہ کریں سخت جبران کس کس کی سنوں و حشر میں موت اس کی ہر جو تیغ ادا کا چورنگ ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہو</p>

دائے قسمت نہ کہیں جلوہ جانان دیکھا کوئے جانان کے سوا میں کہیں جاگیر نہ اپنی آنکھوں کو ذرا جان جہان سمجھا دے میں تو مسجد کی طرہ جاتا ہوں اعطیٰ بھرا باغبان مجھ کو گلگشت چمن سے کیا کام پھر گئی صاف نگاہوں میں وہ چشم بیگون کبھی ہنصہ کی کبھی نشان کبھی کنکھی چوٹی دل جگر آنکھیں میری ساتھ لیے جا قاصد	کبھی کہے کو گیا میں کبھی نبھانے کو شمع پر بچونک دن فردوس کے پروانے کو چھٹی بن میں ہی پر بیان ترے دیوانے کو دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہوں میخانے کو آگیا ہوں دل بیمار کے بہلانے کو آنکھ بھرائی مری دیکھ کے پیمانے کو خوب جیلے تمھیں آتے ہیں بیانے کو کچھ کھلونے ہیں اس طفل کے بہلانے کو
---	---

پاس خاطر سے کہے شعریہ میں صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہ ہو مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہ ہو لنگ کے جو چرخ سے کتنا ہرچھ سے دل زنجیر کیا ہی نہ دشت کے سانے باتیں بھی چھیر چھاڑ کی کیجیے شب شام و سحر دعا ہو ہی غنایب کی کھلائیں مست تو بہ بھی ہم زند اگر کریں	دل شناسے درد ہولب پر فغان نہ ہو فریاد عادت جرس کا روان نہ ہو اُس سرزمین پہ چلیے جہاں آسمان نہ ہو ٹکڑے کرے قدم جو مراد میں ان نہ ہو ہو سے کا لطف کیا جو دہن میں باں نہ ہو یار کسی بہار چمن کو خسراں نہ ہو قاضی پین شراب تو اُس پر گمان نہ ہو
--	---

تاثیر عشق ہوتی ہے دونوں طرف ضرور کیا خوف برق کا تھیں گلچین باغبان وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان کھٹکا ہے بار بار یہی عندیہ کو جو ہر دکھا رہے ہیں شمشیر ناز کے لاغر ہوا ہوں فرقتہ جانان میں شہد ہم اچان سے درد و غم دباس لیچے تن سے نکلے روح پریشان ہے کس قدر ہر چند ہے یہ جنس گران شک جام جم	ممکن نہیں کہ شوق یہاں ہو وہاں نہ ہو تم پر توجہ کرے کہ مرا آشیان نہ ہو وہ مہربان نہ تو کوئی مہربان نہ ہو صیاد کا غریزہ کمین باغبان نہ ہو ہر نظر کسی کا انھیں امتحان نہ ہو دش صبا پہ بھی مراد وہ گران نہ ہو پروا نہیں جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو طاؤر کوئی زمانے میں بے آشیان نہ ہو پر کیا کریں جودل کا کوئی قدر دان نہ ہو
---	---

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر

یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بچپن کر رہا ہے کیا کیا دل و جگر کو کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے آگے ایک ایک ناز انکا بچپن کر رہا ہے ہر بار کون مانگے سانی سے ساغر راہ طلب میں مجھ جھجائی ہے یہی غفلت عاشق ہوں میں نفس کا شاق دم کا ہوا	ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہیں ہم تو گھر کو اسن ہمارا کو اس اشک بے اثر کو کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل جگر کو اپنی خبر نہیں ہے مجھ مست بے خبر کو خود بھی نہیں ہوں افس جاتا ہوں مگر صیاد کا سا ہے کیوں میرا دل دپر کو
---	--

<p>آئے نہ آئے قاتل اب ہر پسی ارادہ بوسلہ وہ وصل کی شب کیسو اٹھائے سب پھرتا ہوں شل سیلہ ہمراہ اُسکے ہر دم روی باغبان ہر طائر ہوں گلشن جہان میں بیتا بیان نہ سمجھا کچھ بھی وہ نادک فلک زندان جب میں نکلا زنجیر کی غل جب قافلہ چلیگا سوے دیا جاناں ہر بات میں ہر رونا ہر گام پر ہر نالہ</p>	<p>پھینک دن کاٹ کر میں اُسکے قدم پر سر کو ہر صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤں سرِ صحر کو جاتا ہوں وہ جدھر کو جاتا ہوں میں اُدھر کو سیرِ حرم دکھاؤں جھاروں بال ہر کو سیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل جگر کو آباد پھر بھی کرنا اگر اس بڑے گھر کو پہلے چلینگے سب ہم باندھ کر کمر کو مشکل ہو ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو</p>
---	--

اُس بت نے درمیرا صفدر کبھی پوچھا
 کس دن نہیں گیا میں تمھارے ہو جگر کو

<p>نظر آتا ہو گل آزر وہ دشمن باغبان مجھ کو دہن تیرا دکھاتا ہر فضاے لامکان مجھ کو فراہم اپنے بیگانے میں ضبط آہ لازم ہو مقیم محفلِ عشرت تھا اب صحرائیں تانوں کیا ہو عہدِ دل کوے جانا نہیں جاؤں تصور جیسے دہلیز ہر اک شکِ یوسف کا نہ دکھلائے اثر جذبِ محبت غیر ممکن ہو</p>	<p>بنا ناہی نہ تھا ایسے حرم میں کی نشان مجھ کو کمر تیری تباہی ہر نشان بے نشان مجھ کو خدا کے واسطے سو انگریز زبان مجھ کو کہاں تھا کیناں لایا یہ در آسمان مجھ کو کہ اپنے صبر کا مد نظر ہو اتھان مجھ کو بیا با نہیں بھرتا ہر تلاش کا روان مجھ کو تڑپ جاؤں انکا ہو جو تباہی بیان مجھ کو</p>
---	---

<p>جہاں جلوہ تمھارا ہر رسائی ہو وہاں مجھ کو نہیں ممکن کہ دھوکا دہری ادھی کان مجھ کو کر لگا یاد منزل پر پہونچ کر کاروان مجھ کو ملی ہر باغ الفت میں بہار بہنجران مجھ کو کر لگا قتل قابو پا کے میرا یہماں مجھ کو کہ یہ تو ہر شہاد نگاہ تو لایا کہاں مجھ کو ابھی کرنے دے چند خدمت پیران مجھ کو</p>	<p>نایا ہر خدا نے شمع تلو مجھ کو پروانہ آتر منبر سے اے دعا کہ میں شہیار میکش ہو تیسکل نقش پا کر لگیا میں ناتوان پیچھے برنگ گل گفتمہ رہتے ہیں دناغ جگر نرم جگہ دی تھی غم الفت کو دین تہہ سمجھا مراد کسے قاتل میں پہونچ کر سمجھ گستاہر اگر فرصت ملی مسجد میں بھی آجاؤنگا زاہد</p>
--	---

میں اے صفدر پڑھوں شعار کیا ناقہ درازوں

بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدر دان مجھ کو

<p>غم فرقت نے کہا بھول گئے تم مجھ کو نغمہ بلبل شیدا ہر ترنم مجھ کو درد و غم رنج و الم یا س و تو ہم مجھ کو آنکھ میں شرم تکلم میں تبسم مجھ کو میں تمھیں چاہتا ہوں چاہتے ہو تم مجھ کو صفتِ قطرہ شبنم نہ کرو گم مجھ کو پھر سلیمان سے نمود و نق تلم مجھ کو خندہ گل بھی ہر بلبل کا ترنم مجھ کو</p>	<p>شادی وصل میں آیا جو تبسم مجھ کو خندہ گل ہر کسی گل کا تبسم مجھ کو حسن و انداز و اداس تلو روبرو ہاے یاد آتی ہیں کیا کیا وہ ادیں اسکی غیر جو رشک سے جلتے ہیں جلین پروا رواق گلشن الفت ہر مرے اشکوں سے وہ بری ناز و اداسے ہو اگر گرم سخن وہ موحہ ہوں ملے ہیں مجھے گوش شنو</p>
---	---

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر	بدگمانی انھیں ہوتی تھی تو ہم مجھ کو
وہاں جواب ایک نہیں اور یہاں لاکھ سوال	خاموشی آنکو پسند آئی تکلم مجھ کو

یاد ہو خواب میں صفدر وہ کسی کا کہنا	سچ کہو یاد بھی کرتے ہو کبھی تم مجھ کو
-------------------------------------	---------------------------------------

بہار سے دیکھ لو اکبر اگر تم مجھ کو	اپنی آنکھوں میں جگہ دین ابھی مردم مجھ کو
کیا کہوں کیسے تصویر میں زمانہ چھوٹا	کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجھ کو
جسکی تقدیر میں جو تھا وہ ملا روزگار	بیلی مجنوں کو ملی نل کو دین تم مجھ کو
جب گلستان میں شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا	آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجھ کو
تو نے اعز سرہ جبین بانگ میں نشان چھری	نظر آئے شب تار یک میں آنجسم مجھ کو
کوچہ یار میں بھیجا تو ہر قاصد بسکن	دل میں سو طرح کے آتے ہیں تو ہم مجھ کو
پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی سستی کی ترنگ	بھلا پھر دل بیتاب سوئے خم مجھ کو
راہ الفت میں کچھ ایسے ہر دو دن بخود	دلو گم میں کیا دل نے کیا گم مجھ کو

یاس سریشی ہر روتی ہر حسرت صفدر	بیکسی کستی ہر کیوں چھوڑ گئے تم مجھ کو
--------------------------------	---------------------------------------

تب لطف زندگی ہر جا بر ہو چین ہو	پیش نظر ہوساتی پہلو میں گلبدن ہو
بہر زبادہ شیشے دور شراب گلگون	معتشوق نوجوان ہو جام محکم ہو
گلچین لگائے ڈالی پھولوں کی پیش مسند	نرگس ہو یا سمن ہر نسرین ہر نستر ہو

مجمع مصاحبون کا یاران بنے تکلف پنا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت مذکور حسن لیلیٰ تفسیر ناز شیرین بزم طرب میا جلسہ پر بر خون کا کہ رخ ہو اسکے رخ پر کہ لب لب لب اسکے لب راؤ پیر اسکے راز و باز و پیر اسکے باز و خون کر کسی دم یہ دست شوق اپنا ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم	جسے کہ ربط باطن مانند روح و تن ہو آئینے سے زیادہ ہر جہہ بے شکن ہو کہ داستان مجنون کہ ذکر کو کہن ہو آنخوش یمن وہ دلہر جزیبہ انجمن ہو آب بقا نصیب کام و لب و دہن ہو ہاتھون میں اسکے گیسو لب پر مراد ہن ہو طوق گلو کسی دم وہ زلف پر شکن ہو وہ روح میں بدن ہون یمن روح وہ بدن
---	--

ہندو یہ عیش بجو ہر روز یمن میسر
کیونکر ادا سے شکر اطاعت و اولیٰ ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گر یہ تھا کبھی تہقہ تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہمارا وصل میں چھڑنا وہ تمھارا شرم سے جھپٹنا
کبھی نشین کبھی التجا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی گریبان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسین کبھی فنا

کبھی پہنچی نظروں سے دیکھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 بسبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
 کبھی خواب میں بھی نہ تھے جدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 ہوسے ایسے خیروں سے آشنا ہمیں صاف دلیسے بھلا دیا
 کہ ہم سے تھے کما تھا کیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ چٹیر چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھ بھال کا رنگ تھا
 نہ یہ غمرہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ بیون کو مٹی سے کام تھا نہ تمھارے آٹھوں آشنا
 نہ خناسے سرخ تھے دست و پا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھیں ہر وقت
 ہمیں اک تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ دہری کا سلیقہ تھا نہ سنگاری کا طریقہ تھا
 نہ یہ شوخیان تمھیں نہ یہ جھٹا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ گیسو دن کا سنگار تھا نہ یہ ہر جوان کا ابھار تھا
 نہ یہ آئینہ نہ یہ شہناہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 یہ نئی ادائیں یہ شوخیان تو اب آگئیں تمھیں جان جان
 کبھی آنے سے بھی تھی جیسا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقوں کو اگر گنا
مرانا م لکھ کے شاید یا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر با وفا کسی بی وفا پہ تھے بسلا
وہ کلیجہ ہاتھوں سے تھا مٹا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کسی سے نفع کسی سے ضرر نہیں ہوگا اگر چند روز سے اپنی خبر نہیں ہوگا کبھی دعا سے ایسا اثر نہیں ہوگا نہال عشق سے حاصل ثمر نہیں ہوگا کسی طرح سے یہ مد نظر نہیں ہوگا اگر تو جسم نہیں صبرادھر نہیں ہوگا شب و نراق امید سحر نہیں ہوگا نظارہ خاک ہوتا بظن نہیں ہوگا تمہارے سر کی قسم دروسر نہیں ہوگا ہو اے زلف پریشان اگر نہیں ہوگا مسافرانِ عدم کی خبر نہیں ہوگا وہ نخل ہیں کہ امید ثمر نہیں ہوگا	جہان کے اچھے بردن خبر نہیں ہوگا کبھی کے عشق میں ایسی باتیں خبری نصیب نختہ زمانہ عد و فلک دشمن ہزار بار ریاضِ جہان پھلے پھولے بسا عارضِ جہان کی آنہ لائے ہوں سے رسمِ درہ عاشقی نہ کھینچو ہجومِ حشم نے کیا دلو اسقدر بایوس ہر ایک درے سے پیدا یز جلوہ خورشید وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطرِ صندل کا یہ بار بار اُجھتا ہو کیوں دل مضطر لحد میں بعدِ فنا یکسوں پہ کیا گدڑی وہ شاخ ہیں کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے
--	---

وہ سرِ فردش میں یہ ان عشق میں صفدر

کسی سے خون کسی سے خطر نہیں ہو	
<p>جیسے ہر عشق رخ و زلف پریشان مجھ کو حاجی کعبہ اس ابرو کے تصور میں ہوا حور کی دلکو تنہا نہ پرسی کی خواہش میں کہاں عشق کہاں دعویٰ الفت کیسا جان بلبیٰں تری آنکھوں کی قسم وقت میں نہ آئینہ ہوں اس انجمن ہستی میں صبح تک شام سے کیا کیا ہیں غذا بہت جلد اس خضر جنوں بہت صحرا دکھلا میں کہاں درہوس کو چہ دلدار کہاں زلف شگون کے تصور میں جو ستو ہوں کبھی لطف صیاد وہ قید میں راحت پائی تو سلامت مر دشمن ہوں کے ممنون</p>	<p>کوئی کافر کوئی کتا ہر مسلمان مجھ کو یاد عارض نے کیا حافظہ آں مجھ کو مل گئے تم نہ رہا اب کوئی ارمان مجھ کو جان نثار وہیں سمجھ میں سے قربان مجھ کو پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجھ کو دیکھ کر آنہ رو ہو گئے حیران مجھ کو کم نہیں روز جزا سے شب ہجران مجھ کو تنگ کرتا ہر بہت خانہ زندان مجھ کو لیے جاتا ہر عبث یہ دل نادان مجھ کو خواب کیا کیا نظر آتے ہیں پریشان مجھ کو ہو گیا گنج نفس صحن گلستان مجھ کو مار ڈالیں تری جنبش مرگان مجھ کو</p>
کسی تصویر خیالی نظر آئی صفدر	کر دیا حسن خدا داد نے حیران مجھ کو
کیا آنا قید زندگی سے اپنے بسمل کو ابھی قاتل نہیں سمجھا مری بقیابی دلو	اکہی زور بازو دے زیادہ میر قاتل کو ہمیشہ قص کی تعلیم دی ہر آئنے بسمل کو

<p>نہ کچھ دلی خبر مجھ کو نہ کچھ میری خبر دلو ادھر حیرت پر بسمل کو ادھر سکتا ہو قاتل کو کیا زندان میں کس نے قید آواز سلاسل کو اٹھا دین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو جلایا رات پر دلوں نے کیا کیا شمع محفل کو مگر اتنا مناسبت ہو بلا لیں پہلے قاتل کو خدا آسان کر دیتا ہے سرنبد کی شکل کو رقابت سے فرشتے ددر کر دیتے ہیں ل کو</p>	<p>میں آوارہ وہ سودا کی میں سرگرداں دیو خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونوں کو قاتل سبکرو یوں کو اندیشہ نہیں کچھ ظلم ظالم سے ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم تو جب جانیں کسی کے روئے روشن پر سحر تک تھی بلا گردا اگر عیسیٰ جلالتے ہیں جلالتیں تو سے ہو وصال یا کرا دل نہو باس فرقت میں قریب کو سے جانان جینا داندہ پختا ہو</p>
<p>تمنا یا س حسرت درد کیا کیا آئین ہے ہر بین عجب وسعتِ خدا دی ہو صفہ زرد لگو</p>	
<p>عدم کی دوری منزلِ قدیم اٹھائے چلو طلسمِ ہستی فانی بیدار بنائے چلو کما یہ ناز نے داسن ذرا اٹھائے چلو حسینو ہم سے بھی نکلیں ذرا ملائے چلو کریم چاہیے بقل کوئی لگائے چلو کسی کے زیرِ قدم چشمِ دل بچھائے چلو کو یہ چھالوں آنسو ذرا بہائے چلو</p>	<p>رہ سفر میں نہ جی رہو وچرائے چلو جو غم کو چہ قاتل ہو تم کو جانبا زو مزار پر جو ہمارے گذر ہوا اُنکا خرام ناز کے ہم بھی ہیں دیکھنے والے کہیں سفر میں حاجت پڑے بدج نوشو ہم اسکی زیم سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا زبانِ خارِ فیلمان ہو خشک صحرائیں</p>

<p>رہ رضا سے الٹی میں سر جھکائے جلو جیسا یہ کہتی ہر چادر سے منہ چھپائے جلو وہ آئی سامنے منزلِ قدم ہر محائے جلو</p>	<p>اگر ہر نفس سیر منزلِ تسلیم عدم کا قصد جو ہم رو سیاہ کرتے ہیں قرب کو چہ قاتل یہ دل نے بچھے کما</p>
<p>جو غم کعبہ مصمم ہر دل میں عرصہ خرد رہی کہ رہے تہ سکہ دبا کے جلو</p>	
<p>رگاہِ شوق سے دیکھو دوس گلے جو بن کر بھڑک کر آتش گل بھونکے گلچین کے دہن کو نہیں کچھ نال چوری کا چھپاؤ کیوں میں تیری اس بھولی صورت کو تری سب پر بقول کو کہ بھی ساقی کے چہر کو کبھی شیشے کی گردن کو کر زمین قطع ہاتھوں کو جو چھوڑیں شیشہ دہن کو خدا کا شکر وہ پہچانتے ہیں دست دشمن کو اٹھاؤ زلف بچاؤ نکو دکھاؤ روضہ روشن کو لگائے رکھتے ہیں جھاتی سے اپنے اپنے جو بن کر اٹھیاؤ چادر گل کو بھٹاؤ شمع مدفن کو مرے داعیوں گدستہ بنایا ہر شہمن کو جلاؤ شعلہ برق تجلی اسکے جلن کو</p>	<p>بہار آئی ہر دیوانو جلو صحرائے گلشن کو بہار آکر آتی برق کر دے سار گلشن کو وہ چلتے ہیں کچھ کر شمع مستی میں کتے ہیں تمنا ہر شمع کر سمنے دیکھا گردن ہر دم بہار گل میں تو ہر کر کے حسرت نکلتا ہوں ترے گھر سے اگر نکلتے تو شیریں بانو میں ان جین کو پہلے تغزل میں با محبت شہادت کا جہان شائق نظارہ ہر شمع دم و جہا تک جوانی کو حسینا جان کبھی پیار کرتے ہیں تکلف ہر نفرت عاشقوں کو بعد عرن کبھی وہ بلبلوں کے سیر باغ گھر بیٹھے میسر ہر نسان کہکشا تہ جہن عالم سوز پردہ میں</p>

<p>بھٹکے جو آپسے لازم ہو چھٹکنا اُس سے اسی صفہ تہ شمشیرِ قاتل میں جھکاؤن کیوں نہ گردن کو</p>	
<p>چمن میں موز کا مڑہ ہو جاس یا رہی ہو نجاؤن اُسکی گلی میں مگر صفہ ار بھی ہو سوالِ صل میں لازم ہو بقراری دل دیا تھا دل تھیں کس کس امید پر چین شبِ مال بسر ہو گئی آج گلشن میں ہزار دعویٰ الفت پہ بن قسم کھاؤن تہ آٹھین کو چھ جانان میں بٹھکے یارب چمن میں بزم میں منظور ہو جان چلیے وہ لاکھ وعدہ کرین ہم کو تاب صبر کمان سحر قریب ہی بٹھو گے بزم میں کب تک</p>	<p>ہو اسے سر دیکھی ہو نغمہ بہار بھی ہو سنہیا لونِ خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو دعا قبول ہو شال جو اضطراب بھی ہو نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعرا بھی ہو تھکا جنگ بھی ہو نغمہ ہزار بھی ہو حضور حب مری قسموں کا اعتبار بھی ہو یہیں ہمیں اجل آئے یہیں مزار بھی ہو مگر یہ شرط ہے ہمراہ جانِ نثار بھی ہو کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطراب بھی ہو چلو بنگ پہ عاشق سے ہٹنا رہی ہو</p>
<p>شب وصال کا جب لطف اُٹھے اسی صفہ چمن میں جام بھی مینا بھی دیکھی یا رہی ہو</p>	
<p>فرقت میں سنائی ہے شب تار کسی کو شکوہ پہ مگر باسے یہ اس شوخ کا کٹنا کتے ہیں وہ عشاق کے احوال کو سنکر</p>	<p>دکھلا دو دریا چاند سا رخسار کسی کو ممشوق بھی ملتا ہے وفا دار کسی کو کیوں مرتے ہیں کیوں کرتے ہیں پاکیزگی کو</p>

<p> لکھنا نہ جسہ اسکی جسہ دار کسی کو نہ یور نہیں بھولونگا سنا دار کسی کو دشمن مگر کیا کرنے لگے پیار کسی کو رسوا نہ کرو یوں سہ بازار کسی کو کہ آپ نے بوسے دیے دو چار کسی کو دیکھا جو کہیں جہان بازار کسی کو دیکھا نہ زمانے میں وفنا دار کسی کو اس درد کا دیکھا نہیں بیمار کسی کو اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسی کو </p>	<p> کچھ دے جو کہتا ہوں تو کہہ دیتا ہوں یہ بھی بل کھا کے نراکت سے یہ کہتی ہر گلائی اجاب نے کی میری سفارش تو وہ بولے تابوت مراد صوم سے یار و نہ اٹھاؤ کس ٹٹھ سے ہر پھرا کو دعو کسخت سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہر مقرر اگر مری میت پہ وہ کس پاس بولے بالین پر مرے کہنے ہیں گھبرا کے مسیحا آغوش میں کھینچا تو کہا اُس نے بگڑ کر </p>
---	--

بیمین میں بیٹھ صبر میں بیٹھا بہا میں صفدر

دیکھا ہر محنت رسو بازار کسی کو

بارہ عشق گلرخان ہنسنے پیسا جو ہو سو ہو

صوم و مصلوہ و القاجھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق میں ہنسنے دیا جو ہو سو ہو

لطف و کرم و فساد مرچور و جفا جو ہو سو ہو

باغ میں کوئی مست ناز سوا ہر آج بیخبر

رخ سے نقاب اٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر رشک ہو و جفا سے بچ
 اکھا پتہ ہو نا کو دل ہم نے دیا جو ہو سو ہو
 دل سے نہ ضبط ہو سکا ہو سہ تو بچنے سے لہا
 اربا تمہیں اختیار ہو سکی سزا جو ہو سو ہو
 میں نے کہا کہ جان و دل تجھ میں بیکار ہیں
 اُسے ادا و ناز سے تفسیکے کہا جو ہو سو ہو
 دیکھتے تھے کیا اُٹھتے پہلے ادنیٰ تو ہو گئی
 بزم تہان میں جاسکے ہیں جو گیا جو ہو سو ہو
 داد و ستد میں عشق سے کب بھٹ بھٹتا تھا
 دل آستہ و سیک در و دشمن ہٹے دیا جو ہو سو ہو
 دل ہو ہزار مضطرب جان ہو لاکہ بیستہ ار
 عشق تہان کو چھوڑ دے ہر خدا جو ہو سو ہو
 ایک ہی ہستی و عدم کیسی خوشی کہاں کا غنیم
 نقشِ خودی مشا و اب بچن کیا جو ہو سو ہو
 اتو شب وصال میں یار سے میں لپٹ گیا
 شوخی و شہزادہ دادا شرم و حیا جو ہو سو ہو
 عد شباب فصل گل موسمِ ناز و نوش ہر

کس کو ہر فکر عاقبت بعد فنا جو ہو سو ہو
صفہ رختہ جان کا دل بھس کر کہیں تہلا ہوا

تھکا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ ہر صبا جو ہو سو ہو

دیتے دعائیں حشر تلک کوے یار کو تو فیتق دے خدا یہ ہمارے غبار کو آئی جو موج نگشت گیسوے یار کو دکھلا کے باغ میں گل رخسار یار کو افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم بہان ترا اہل نو دھڑنے کیا ردے حسن یا وہ چشم مست سا غم ہی تو کیا کریں جوش جنون میں بھی وہی باقی رہے تین دل نے تڑپ تڑپ کے بعد میں ہزار بار کیا جانے کہاں کی کدورت صبا کو تھی	تھوڑی زمین زمین ہمیں بھی جو ملتی مزار کو دامن پکڑ کے روک لے اس شمسوار کو مٹی کی ستار میں مشک ستار کو انگاروں پر ٹٹا ننگے اکدن ہزار کو کاٹیں تڑپ تڑپ کے شب انتظار کو آخر خزان نے کھو دیا لطف ہمار کو خوش بھی کبھی کیا ہر کسی بادہ خوار کو دیتا ہوں آبلے میں جگہ نوک خار کو بھینکا ہر آسمان پہ سنگ مزار کو بر باد کر دیا مرے مشت غبار کو
--	---

کس کس کو یاد کیجئے صفہ رفران میں
اس کو چین کو یار کو باد ہزار کو

گیا میں جھپکے اس محفل میں غم تو ایسا ہو ہمارے دل نے منہ پھیر لیا اس شمشیر ابرو سے	نہ دیکھا تھکودر بان مقدہ ہو تو ایسا ہو بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو
--	---

<p>میر غیاث دم بھر خیمہ دل خالی نہیں ہونے قضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا بچاؤ لگا جو سب کو گرمی خوشید محشر سے ہمیشہ خواہمین پھر تاجوں مثل روح سیار اب جان بخش کی خواہش میں ہر خط نظر آیا اترنے سے ہمارا کوہ پانی ہو گئے لاکھوں ہر بسمل جیاب سا جو گدرا بحر ہستی سے</p>	<p>جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو نمازی مرتے دم اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو کہنگے اہل تقویٰ دامن تر ہو تو ایسا ہو جنوں کے جوش میں جاے سے باہر ہو تو ایسا ہو قریب پر جان خضر رہر ہو تو ایسا ہو پسچا دل اس قاتل کا پیچر ہو تو ایسا ہو آفتاب بولی کہ کیا کہنا شناسا ہو تو ایسا ہو</p>
<p>خدا نے ہر کو صفہ دل یا اور و لکھت دی کرم کہتے ہیں اسکو نیدہ پرور ہو تو ایسا ہو</p>	
<p>میں اک بت کی طلب میں چھوڑ بیٹھا دین و ایمان کو ہیا بان چھوڑ کر کیوں مانو نہیں سیر گلستان کو کہنا تنگ و رشتہ اتوا ہو جو خون دم لے کیا نرگس کو حیران کی چشم خماری نے پریشان خان طرہ کا حال تیر کاں میں کہہ چمن میں گارتی ہو کسی آہ سوزان سے بہ مل نظر آتا ہے جب برقع اٹھاتے ہیں حسین سے تو صغ کرتے ہیں کیا تعجب تو</p>	<p>دو فریق ہو انہ بنا دیتا ہر انسان کو خدا اس پر نہ رکھے ای خون نخل مغلان کو بہت چیز کیا دہن بہت بھارا گریبان کو پریشان کر دیا زلف دو تانے سنبلستان کو خدا اوقیں کے تہی تری زلف پریشان کو جو سج پوچھو تو بلبل اجا رہر گلستان کو چمک جائے میں تار جب چھرتے ہیں نشان کو کہ پران بھی تو مچر جھک کر نہی ہیں لیان کو</p>

<p>بجاک دل سے پہلو میں لازم ہے چمپا رکھوں نئی تدبیر سے بدلِ شبِ صلیت بڑھائے نہ گل توڑے کبھی گلچین کا باغبان شاخین کسی محفل میں بہکوں کب ملی جمیعتِ خاطر</p>	<p>مقرر و مؤید صفیٰ اینکا قاتل اپنے پیکان کو کرنیکے یا ذرفوں کی طرح شبہا سے بچران کو کبھی بلبل کی آنکھوں سے اگر دیکھے گلستان کو کہ ہر جمع میں کھایا داسنِ لب پریشان کو</p>
<p>خزان میں ہوش کس کو بڑا اٹھائے ہاتھ کون اسپر بہار آئی تو صفدر دیکھ لینے ہم گریبان کو</p>	
<p>یوں مرد کو ہے اس گل پرین کی آرزو ایسی بلبل کو نفس میں ہے چین کی آرزو ہم کو اویسیا داب بہر خدا آزاد کر آستینِ دامن گریبان اندون بیکار میں دور گردوں کی بیابان مرگ ہم وحشی ہو آگئی فصلِ خزانِ خست ہوئی فصلِ بہار وہ نہ آئے بھولے کبھی دیر و کعبہ میں کبھی آنکھیں ہی کچھ طالبِ یدِ ازرق ت میں نہیں ہم کو غربت میں جلّی بڑا فیسوس ہے شاخِ گلبن میں کبھی جیسا دھکا دے</p>	<p>جس طرح دو دھاکو ہوتی ہے وطن کی آرزو جیسے غربت میں سافر کو وطن کی آرزو فصلِ گلِ آخر ہے اور دل میں چین کی آرزو کس کو ہے شوشِ جنون میں پرین کی آرزو جب تلاشِ بیر میں بھی اب کفن کی آرزو اب نفس میں کیا کرے بلبل چین کی آرزو ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو اپنے کا نوٹو بھی ہر اسکے سخن کی آرزو رہ گئی دیدارِ یاران وطن کی آرزو بلبل نالان کو ہے سیر چین کی آرزو</p>
<p>کاش صفدر اپنا جانا ہو دینے کی طرف</p>	

ہر طوافِ روضہ شاہِ زمیں کی آرزو	
دیوانہ بنا یا ترے جلوے نے پری کو مرا ہوں خرتک نہیں میں شکِ بری کو اُس شمع نے سینے پہ مہرِ تاج تو رکھا وہ آنکھ کہاں ہے جوج عیش کو دکھیں یارانِ عدم کا نہ پتا ہر نہ نشان ہے مرغانِ نفس کی کبھی سنتا نہیں فریاد یا ذاتی ہے اس ابروِ خمدار کی محراب وہ تیر کہاں سینہ کہاں یہ بھی مقدر پیری میں گریا مجھے محفل کی نظر سے ہم مرتے تھے زندہ کیا بعد آپ نے آکر	از قمار نے پا مال کیا کبک درسی کو اگر آہ میں کیا روگن تری ہے اثری کو اس خدادے مرے در و جگر سی کو وہ کان کہاں میں جو نہیں خوشخبری کو بھیجوں میں کہاں پیکِ نسیم سحری کو صیاد لگے آگ تری بخیسری کو جس وقت میں اٹھتا ہوں نماز سحری کو شیشے میں آتا رہا سرِ مردل نے پری کو بوجھانہ کسی نے بھی چراغِ سحری کو کیا روک لیا ملکِ ہدم کی سفری کو
اُس زلف کی بولانی ہر جسطح ہو صفد تھہرا کوئی دم تو نسیم سحری کو	
ردیف ہاے ہونہ	
کہا دل نے جو کبھی نرگسِ مخمور جانا نہ ہیں دنوں سے برہنہ ہو زمین کو سے جانا نہ حسینو گلے نہیں ہاں نہیں عالمِ جو دیوانہ	محسنِ جوانی سے بہا لب ہو یہ پیانہ مبارک شمع کو کبہ پرہیز کو صحنہ ندہا گل پہ بلبلِ شمع پر قربان ہو پیرانہ

<p>پری ہو میرے شیشے میں عین غل غل ہوں کہ دیوانہ وہاں تیغ آزمائی ہو یہاں بہت ہر مردانہ مریع عالم وحدت کا ہر مجنون کا دیر شاہ کہاں اٹھیں کہاں بیٹھیں ذرا سا ہر کیہ شانہ جہاں جگمگت تھے پر یونے وہاں ہر آج دیر شاہ میں آوارہ میں دوائی میں سرگردان میں آہ کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہر شانہ قیامت ہو ہمارا آشنا ہوتا ہو بیگانہ وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ بجانہ اسی کا ہر جگہ جلوہ ہو کبہ ہو کہ شجائے عجب دلچسپ قصہ ہو عجب دلسوز افسانہ کر نیلے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یار شاہ لگا میں شرم آگین شوخ چتون چال مستانہ</p>	<p>ہیشہ دلمیں تباہی خیال ہو جانانہ کھنچا ہر خنجر تال تو اپنا ستر بھی حاضر ہر انامیل کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہو ہزاروں ہر دہشت یا لیں ان دلمیں جان میں دکھایا انقلاب دہرنے کیا عالم حسرت قیمت ہو وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا سرور فرقی کچھ نہیں شبیہ کامل ہو تماشا ہو دل نالہاں کسی کے ساتھ جاتا ہو غرض طوبی کو ترسے نہ پروا جو حیرت کی عیمان ہو نور وحدہ بزم عالم میں دلی کیسی کبھی تو ماجرا عاشقان زار بھی سن لو تمھاری شوخیزوں کیوں سے نکل گئے ہیں ادائیں انکی دیتی ہیں خبر جوش جوانی کی</p>
<p>نہ شیشہ ہو نہ مطرب ہو نہ ساقی ہو نہ پیمانہ</p>	<p>جہاں تھے ہی صفدر کے برم ہو گئی صحبت</p>
<p>تری بکی ہوئی باتیں ہی چالیں ہیں نہ نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ شیشہ نہ پیمانہ ہو شوق میں اُس گلے اک عالم ہو لو انہ</p>	<p>پر برد آدمی کا دل نہو کس طرح دیوانہ خرابات جہاں میں ہ گیا مستوں کا افسانہ ترقی پر ہواں و زون بہا حسن جانانہ</p>

وہ دل کیا ہے نہو حسین تصور اپنے دلبر کا غضب آیا کہ آیا محض بیخانی میں ساتی کبھی جس دل میں تھے تصورِ حسین کے چھپا تھا عشق کے پر دین اسکے حسن کا جلوہ محبت نے کیا نیچو رکھے جو جسکا جی چاہے دورِ فرصت نہیں ملتی ہر آنکھ زینت سے کسی کا آشنا میں ہوں نہ کوئی آشنا میرا ہو اناں چمن اپنا نہ سمجھے آج تک مجھ کو خراباتِ جہان برباد ہو جا تو ہو جا کے بدلتا ہر مراد نگ کیا کیا عشقِ باری میں ابھی اٹھ جاؤنگا مجھ جنت اتنا بڑا ہے لکھوں قمر میں تیرے اپنے عشق کا کوئی مجھے مطلب نہیں آئین ہفتاد و دو دہلتا ہے	وہ سر کیا ہے نہو حسین سہو زلف جانا نہ فلک ٹوٹا سبھو پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ وہی دل گردشِ فلک سے ہے آج ویرانہ جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمعِ کاشانہ نہ آوارہ نہ سوداائی نہ خوشی نہ ہونہ دیوانہ کبھی سر نہ کبھی مہمی کبھی غار نہ کبھی شانہ جنون تیری بہت ہو گیا عالم سے بیگانہ ربا باغِ جہان میں مثلِ سبھو سب بیگانہ رہے ساتی سلامتِ خم کی خیر آباد بچانہ کبھی بلبل گلشن میں کبھی محفل میں پرانہ بہت نزدیک ہے آتشِ کعبے سے عنتم خانہ پیرانا ہو گیا ہے لیلی و مجنون کا افسانہ مراندہ بے فقیرانہ مرا شرب ہے رندانہ
دلِ غبار کو ہفتاد و دو دہلتا ہے	یہ مسجد ہے وہ بیخانہ یہ کعبہ ہے وہ تہخانہ
سودا کر نیگے دل کا کسی دربار کے ہاتھ کشتہ تمھاری زلف کا جنت میں جب گیا گھر گھر پھر ہی تمام زمانے میں دختِ رز	اسن وفا کو چھینکے اک بیوفا کے ہاتھ حورین بکلا میں لینے کو دُورین بڑھاکے ہاتھ یار بکھر نہ آئی کسی پارِ سب کے ہاتھ

<p>گھونگھٹ اٹ کے اُسے شبِ وصل یہ کہا بجلی چمک کے رگئی آنکھوں کے سانسے اتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی تیغِ جفا سے یار یہ چمکی ہر آجکل</p>	<p>کچھ بک نہیں گئے مرے دشمن جہاں کے ہاتھ منہ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ ہر عاشق کوئی شرم تمھاری جہاں کے ہاتھ تھرا رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے قضا کے ہاتھ</p>
<p>صفدر رہا رہے دل کی اسے قدر خاک ہوا آیا ہر مال مفت یہ زلفِ رسا کے ہاتھ</p>	
<p>لین مین نے وصلِ بیخِ بلبلین صفا کے ہاتھ اب کچھ خیالِ دولت دنیا نہیں رہا ہو گی دعاے وصل مین تاثیر اب ضرور موسے تمام بزم کو تو نے چھٹکا دیا قدرتِ خدا کی یار کے منھ دی لگا غیر مقتل مین آج جمع مین سامانِ نئے وود و قدم وہ رقص مین چلتا کسی کا ہاتھ سنتے ہی نامِ وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے قاصدِ ہر تیز رو نہ کہو تر ہر تیز پر</p>	<p>گر دن مین اُسے دلدیر مسکرا کے ہاتھ بچھلائے پانوں پہنے جہاں اٹھا کے ہاتھ وامن اثر کا آگیا آہِ رسا کے ہاتھ ساتی ادھر بھی دے کوئی ساغر بھلا کے ہاتھ ہو آنِ شنائے پانوں پہ آشنائے ہاتھ شمسیر ناز گردن بسمل قضا کے ہاتھ وہن پرٹے کے پانوں بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ جھنجھلا کے طیش کھلے گرٹے جھڑا کے ہاتھ اُس گل کو نامہ بھیجے پیک جہاں کے ہاتھ</p>
<p>صفدر ہر خوف کیا مجھے روزِ حساب ہر شرم میری داور روزِ جزا کے ہاتھ</p>	

<p>کیونکہ بچگی جان بلا کے ساتھ غمرہ جفا کے ساتھ ہر عشوہ جفا کے ساتھ آنکھیں جو آنکھ گیند بست دے کے ساتھ منہ سے نکل پڑیگا کلیجا خدا کے ساتھ اڑ جائیں ہم بھی طائر رنگ کے ساتھ میری چلے زبان نرئی تیغ جفا کے ساتھ دشت عدم آئے ہیں جھوٹے فضا کے ساتھ آئے ہیں ہمیں بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ خلق خدا ہے آج تر سے بدلا کے ساتھ بیشک ہر بوزلف رسا جی کے ساتھ اور پھر سنبھالنا وہ دو پٹا ادا کے ساتھ افتخار نہیں بھی ہو کسی برفا کے ساتھ جانا ہر آشنا کسی نا آشنا کے ساتھ شکر خدا کہ آپ بھی آئے فضا کے ساتھ</p>	<p>ہر عشق خط بھی الفت و دنا کے ساتھ جو آپکی ادا ہو وہ ہر اک ادا کے ساتھ طرز نگہ نے چھین لیے قدیوں کے دل اک روز دیکھنا جو یہی اضطراب ہو کتے ہیں شہسوار اس کھنکھن کو دیکھ کر تو محکو قتل کر میں سمجھے مرجھا کھوں روشن چراغ رستہ ہے کیا جہان میں کچھ انتہا ہر دم کی اندر سی احتیاط ہو کر شہید ناز پہ پایا ہر مرتبہ خوشبو سے آج بھی گلستان جھک گیا شہم پھر کسی کا وہ شرما کے ناز سے معلوم تکو جب ہو ہماری وفا کا حال رخصت ہو دلی وئی میں ملے حشر میں حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی</p>
---	---

صفہ نہیں ہر تم کو محبت تو یہ کہو
کیونکہ کو تھامے جاتے ہو ان فاکے سا

جان

وہ تیغ ناز ہو بار بار و ان آہستہ آہستہ
مروے یکے تر پین نیجان آہستہ آہستہ

<p>ردانہ ہو گئے سب کا روانِ آہستہ آہستہ سنا دی ہنسنے ساری رستانِ آہستہ آہستہ قدم رکھ باغ میں ای باغبانِ آہستہ آہستہ ٹٹے شاہانِ عالم کے نشانِ آہستہ آہستہ ہمارا حال سب کے نابیانِ آہستہ آہستہ کیے برباد لاکھوں خانمانِ آہستہ آہستہ چلو گلشن میں ای سرورِ روانِ آہستہ آہستہ جلی شمشیر رک رک کر سانِ آہستہ آہستہ سایا قبر عاشق کا نشانِ آہستہ آہستہ صبا کچھ ہو گئی ہر رازِ روانِ آہستہ آہستہ شب وصلِ یومودن سے زانِ آہستہ آہستہ</p>	<p>جہاں سے چل بسے پیرِ جوانِ آہستہ آہستہ خفا بھی وہ ہو بگڑے بھی برہم بھی ہو لیکن کہیں بے مل جلنے کیسے نجان میں ساتھ بھولوں کے نہ ایوانِ بدون ہر نہ جامِ جسم رہا باقی کہیں گھبرانہ جانا رعب سے اس شوخ کے قصہ نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی خرام ناز کے مشتاق میں جانا زبردست کبھی کسی ابرو و فرغانے ہلکے نیچاں چھوڑا نگا دی ایک ٹھوکہ جب وہ اپنے ناک پر چھنے ہمارا حال دل اور تو واقف نہیں کوئی تری آواز و خشتناک شکر وہ نہ اٹھ جائیں</p>
<p>کوئی رسوا نہ ہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر شبِ فرقت میں لازم ہر فغانِ آہستہ آہستہ</p>	
<p>بہارِ باغ پر چھائی خزانِ آہستہ آہستہ ردان ہو آج تو اس آسمانِ آہستہ آہستہ کہ نازک ہو چلاوے جاناں آہستہ آہستہ پہنچ جائیگا ہم سے ناتوانِ آہستہ آہستہ</p>	<p>کیا صدیوں نے ہم کو ناتوانِ آہستہ آہستہ شبِ وصلِ صنم ہر صبح ہونے میں نگر جلدی پسینا آنے جا خیز چلنے میں کہیں تم کو نہیں پروا اگر منزل پہ پہنچے تیرے پہلے</p>

دہن میں اپنے پھرتی ہر زبان ہستہ ہستہ اچارے باغبان آستان ہستہ ہستہ ہوایہ جمع نالوں کا دھواں آہستہ آہستہ ردان نائے کوکرا کی ساربان آہستہ آہستہ سنا دوں گا تجھے سب آستان آہستہ آہستہ ہوے سب عشقوں کے امتحان آہستہ آہستہ انکا لو میرے پہلو سے سناں آہستہ آہستہ ہو احرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ	و فوضعت اب بات کرنے میں نکلے ہر ٹھکانا لیلوں کو اب نہیں بلتا ٹھہرنے کا مکان تاریک شل پردہ ظلمات ہر سارا نظارہ رکھ لیلی کا تو کرنے مجھ میں مجنون ابھی جلدی ہے کیا صیاد فصل گل تو آنے کا نہ پایا آج تک ظلم نے مجھے سا صبر میں کامل جگہ زمین ہر دل کی جان میں رد لین حسرت ہے گل غرض ہر آنکھ رقبہ رقبہ خط لکھ آیا
--	--

اٹکھے یہ دوست اپنے منزل پہنچی او صفدر
کہ خالی ہو گیا سارا جہان آہستہ آہستہ

رہتی ہر دھن پاس یہ دو طہا کے ہمیشہ بیمار میں اک نرگس شہلا کے ہمیشہ قابل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ ہم رہ گئے ننہ دیکھ کے لچا کے ہمیشہ تا حشر فرے میں ہی دنیا کے ہمیشہ آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ	خوش کرتی ہر دل دختر زرا کے ہمیشہ قیدی میں ہم اس زلف چلیبا کے ہمیشہ لب نے جو جلا یا تو تری آنکھ نے مارا پردہ نہ اٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا غیروں کو دیے بوسہ لب پیار سے اپنے جمشید نہیں اتو مراد و رہر ساقی مشتوق ازل سامنے رکھتا ہے بھدق
---	--

<p>اوسری جیاصل بن سو جا بن بوقت سودا کی کجی تمہا کجی عاشق کجی مجنون میں خالے میں بھر زندہ کی جلتے ہیں ہر وان غیر دنگے ہمراہ وہ مہینے میں ہر کیا صاحبِ قبال بن جو اصل میں سکے کس ناز سے اٹھو جاتا ہر وہ برق تجسلی دن کو ہر اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہر</p>	<p>وہ جھپکے منہ پھیر کے شرما کے ہمیشہ کیا جوش رہے اس شیدا کے ہمیشہ پھر دردِ حلین سا غر صبا کے ہمیشہ یاں کٹتی ہر شب خون جگر کھا کے ہمیشہ خوش ہونے میں بوسوں کا زریا کے ہمیشہ بجلی کی طرح سے مجھے تڑپا کے ہمیشہ جلوسے میں نئے اس بتِ رعنا کے ہمیشہ</p>
--	--

دودن ہمیں چینیے کا بھر دسانیں صفدر
چرچے تو رہیں گے ہی دنیا کے ہمیشہ

<p>وہ قامتِ موزوں ہر صندوق سے زیادہ ہر داغِ جگر لالہ احمر سے زیادہ وقفہ نہیں اس بحر میں دم بھر سے زیادہ آرام ملا اسکو یہاں گھر سے زیادہ منا نہیں انسان کو مقدر سے زیادہ خط ہنسنے لکھا یا رکو دفتر سے زیادہ ہر ذرہ ہر خورشیدِ نور سے زیادہ ہنگامہ ہر ہنگامہ محشر سے زیادہ</p>	<p>وہ غارِ گلگون ہر گل تر سے زیادہ مینِ زخم مرے دیکے گل تر سے زیادہ ٹوٹا جو جناب لب جو آئی یہ آواز تکلیف گانہ اب کو چہ گیسو سے مراد بیفائدہ سب سچی ہر بیکار ہر کوشش اتنا بھی نہ سمجھے کہ اسے کون پڑھیں گے روشن ہر مکان پر تو خسار سے کسکے کوچے میں ترے کون یہ فریاد کو آیا</p>
---	---

<p>صدہ اُنھیں ہو چکے نہ کہیں دکنی تر ہے میری چٹش دل میں اگر کچھ نہیں تاثیر جا کر حرم و دیر میں کیا سجدہ کروں میں پہلو میں کھٹکتا نہیں کب خار کی صورت</p>	<p>سینے سے لگتا نہیں اس دُور سے زیادہ بیتاب ہو تم کیوں دل مضطر سے زیادہ در کون ہر عالم میں ترے در سے زیادہ دشمن ہر مراد میں مرے دل سے زیادہ</p>
<p>بے قدر نہ سمجھو اسے بقدر نہ سمجھو یاد رکھو دفا دار نہ صغیر سے زیادہ</p>	
<p>بدلتا ہے صغیر کچھ ایسا زمانہ جہاں لب جو تھے ہم اُس حرم میں نہ کہیں تھا جہنم تھی فکر کوئی دیاد دل جسے ہو گیا جی کا دشمن بہت مہربان تھا وہ ہمیر مجھ پر کٹین ہجر کے دن شب وصل کے کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحر وہ فرقت میں کی آہ پرستور میں جو ہرقتل بد نظیر سر ہر حاضر جو وہ مہربان ہوں کل مہربان کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا آنسے</p>	<p>کہ ہر آج اس کا کل اس کا زمانہ کھلی آنکھ اپنی تو گد راز زمانہ بہت یاد آتا ہے پچھلا زمانہ حقیقت میں کتنا ہر اُنسا زمانہ ہوا ہر ابھی اس کو تھوڑا زمانہ اکہی کبھی آئے ایسا زمانہ دکھاتا ہے نیزنگ کیا کیا زمانہ جلا میں جلا میں پکا راز زمانہ گر یہ کو کیسا کہیگا زمانہ پھوٹن وہ تو پھر جا سا راز زمانہ کہا پھیر کر منہ وہ گد راز زمانہ</p>

مری طح تیرا ہر بقیاب یہ بھی	ابھی کر دین بگا کیا کیا زمانہ
ہوا وصل اُس سے جذباتی تھی جس سے	ہو ازل روزوں صفدر تمھارا زمانہ
رویف پائے تھانی	
<p>کیسے زندگی کی امید ہو کہ خبر ہر فرقت یار کی بھی دن ہر اپنے دھال کا یہی شب ہر اپنے فرار کی گئے تھے چمن سے گلی میں کیا کسی شوخ لالہ غدار کے ترے پیرہن میں ہوا صبا جو ہمک عروس بہار کی نہیں چین دام میں ایک دم یہ ٹپ ہر بلبل زار کی کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی میں وہ بادہ نوار ہوں ساقیا کہ خد اسے میری دعا جو قضا کروں تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی کہوں کیا مجھے جو ملال ہر شب ہجر نیند محال ہو کہ اچھل رہے ہیں ل و جگر نہیں شکل کوئی قرار کی وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے پے سیرائیں سر لحد کوئی گردش ایسی ہو اسے فلک سر بعد لیل و نہار کی یہ دعا خد اسے ہر ہر زمان کہ ملے لحد میں مجھے امان</p>	

بدن نحیف ہر ناتوان نہیں تاب مجھ کو فشار کی
 رہے زندگی میں جو شخصے پس مرگسارے وہ طرہ ہے
 نہ طلب ہر دولت و زر کی اب نہ خبر ہر بار دیار کی
 جو عیان ہر چہرے پہ تیرے خط تو لکھو نگا و صفہ میں ^{نمط}
 مگر اب ضرور ہر کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
 پس مرگ پھر نہ ہی ہوس چین خیال کی کسی طرح
 ترے کوچے میں جو زمین ملی ہے دفن بجھو مزار کی
 ہمیں بیرہن سے ہر کام کیا کہ جنوں سے طبع ہر آشنا
 جو تباہی تن پہ تو گرد ہر جور داہر تو ہو غبار کی
 نہیں کوئی شاہ فقیر ہوں مجھے بوریہا ہی سریر ہر
 نہ تلاش قصر و مکان کی ہر نہ ہوس ہر نقش و نگار کی
 جو ہوا سے گرد کہیں اڑی تو سفر میں بجھو گمان ہوا
 نظر آئی شکل جوار کی خبر آئی اُجڑے دیار کی
 ہوں وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یوں ^{لکھے}
 کہ قلم ہر شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
 میں اخیر وقت میں صفدر اب کہوں کس حال شباب کا
 وہ سردر نشہ بادہ تھا یہ بلا ہر پنج خسار کی

<p>دل رہے یا رہے وہ ستم ایجاد رہے مشقِ غم ہجر میں یہاں دل ناشاد رہے آہ بلبیل بھی کہ ہم نکتِ گل تھے کیا تھے نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے وہن کا نقشہ جب کیا قصدِ فغانِ فسطِ پکارا کہ خموش دیکھ تو لیجے کا شانہ دل کی صورت آہ حسرت مری بوتی ہر غضبِ تخمِ اثر کون ایوانِ ہی نہیں جسکے لیے بربادی کبھی فرقت میں بھی آنے نہ دیا بچ کو پاس شبِ فرقت میں ہمیں بھول گئے سب ایسے افیت قید تھی مرغانِ نفس کو ایسی تار موئے کمر یا رسے زنجیر بنے شانہ زلفوں میں جو کرنا تو سمجھ کر نا دل وہ دل ہی جو رہے تیغِ جفا کا چوڑنگ جوشِ وحشت میں بھی صفدر لگی یا تبا</p>	<p>سر رہے یا نہ رہے خنجرِ جلا در ہے سانس لینے میں بھی کیفیتِ فریاد رہے کہ رہے جتلیک اس باغ میں برباد رہے نہ توں فکر میں گم مانی و ہزار رہے دل ہی میں حوصلہ نالہ و فریاد رہے کیسے آباد ہو فرمائیے برباد رہے ڈر ہی اسکا کہ کہیں کھیت نہ جلا رہے خانہ گور ہی جو حشر تک آباد رہے شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے چھوٹ جانے پہ بھی گروہِ سرِ صیاد رہے پاس کچھ میرے نقابت کا بھی حداد رہے دل بھی الجھا ہی کسی کا یہ ذرا یاد رہے سر وہ سر ہی جو تہِ خنجرِ بیدار رہے خانہ دلمین مرے جمع پر نذر رہے</p>
<p>آڑیا ہر تاروں چکنا آنگی ہیکل سے نہ بھونکا شبِ صلت میں نہ گنا اپنا</p>	<p>جک کر نہ چھپانا برقی سے سیکھا ہی چھپل سے لجا کر مسکرا کر نہ چھپانا انکا آجکل سے</p>

مجھے محروم رکھا وصال میں بھی تیرہ بخشی نے گرانی بوسے گل سے آج کچھ تازہ نہیں مجھ کو ہمارا آئی ہو پھرستی ہماری رنگ لائیگی غضب ہر آپکا اس ناز میں انداز سے چلنا برائے خواب ہکو سوزنی کانٹوں کا کافی کر ہوا چشمِ لیلی کا شر ہر خاک مجنون میں کیا تیغ ادا نہ لے یاد کس مظلوم کو یا رب یہ بد لارنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے اگر چشمِ روشنِ فرق کیا گبر و مسلمان میں پریشان ہونا بل کھانا بکھرنا بیچ میں لانا	ملی فرصت نہ انکوارات بھری سے کا جل سے خدا نے بخشی ہر ناز کہ نامی روزِ اول سے ہوا پھر عشقِ ساقی سے بڑھا پھر بڑا تو دل سے ہزاروں نغمے ہر پاسہ قدم ہو میں جھانک سے نہ خواہشِ بستر گل کی نہ مطلبِ شمعِ محل سے ابھی تک اک غبارِ سرِ سرگول اٹھتا ہر جھلک سے فضا آئی ہر گھبرائی ہوئی کچھ آج متقل سے نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ اجاب کے جلسے چراغِ دیر و کعبہ شعل ہر ایک شعل سے یہ لٹکے سیکھ لے کوئی تری زلف سلسل سے
--	--

لطافتِ مینِ نزاکتِ مینِ صفائیں بومینِ صفہ ر
وہ بہتری صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فنا ہر روزِ اول سے علاجِ دردِ سر ممکن نہیں نازک دماغوں کا صفاد دل ہو مشقِ ریاضت کے سبب حاصل کھلونے کیلئے تھا لیلی و مجنون کی طفلی میں ہوا دیوانہ مرست سایہ بڑ گیا جس پر	علاقہ ہر نہ منھ دے نہ سر سے نہ کا جل سے ہماری سرگرائی بڑھ گئی خوشبو صندل سے کیا ہر دور رہنے آئے کارنگِ صیقل سے پڑی ہر ایجنون و حشمتِ مری طینتِ یل و دل سے یہ دختِ رزہ ساقی یا پری نکلی ہر تو دل سے
--	--

<p>جو میکش بن نہیں کچھ احتیاج آنکو تکلف کی بنا نادوستو تعزید میری قبر کا اُسکو ابھی تک حسرت دیدار قافلِ ملین باقی ہے میں وہ ہوں عاشقِ ابرو کہ جب وہ صیام آیا بچھگی پیاسِ قتلِ مشتاق شہادت کی غنیمت جان اس دم کو کہ ان پھر صحبت ساقی چمک کر آسمان پر ابر میں جب چھپ گئی بھلی جنوں کا جوش میں نازک طبیعت گلِ سر ہو کھولا اپنے جوڑا تو غورِ شید ابر میں آیا</p>	<p>بیاض گردن مینا کو ہر کیا کام جد و جد سے کوئی تعویذ بلجائے جو ملک و سکی یہاں سے صد اہرم شہید ناز کی آتی ہر مقتل سے کیا افطار میں روزِ روزہ تیغ کے پھل سے کہ چھ لای تیغ کا کچھ کم نہیں بانی کی چھا گل یہی آتی رہی شب بھر مجھے آوازِ بزل سے تمھارا چھکانا یاد آگیا پردہ کی اوچھل سے کہو فصاحت لے نصہ شاخ گل کی کوئل سے اٹھالی زلف چتر سے تو نکلا چاند بادل سے</p>
<p>خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہم سے صفدر مزاج انکا نظر آتا ہے کچھ بگڑا ہوا گل سے</p>	
<p>پری نے سحر انسان کے شبِ شیکائی ہے یہ فصل گل میں پر بخودی گلشن چھائی ہے جنت گھرائی اور روح تو اس جسمِ خاکی میں سینہ تل رو آتش رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی قسمت ہوا جو کچھ ہوا قافل سے کچھ شکوہ نہیں ہکا</p>	<p>خدا نے ہاتھ سے اپنے مری صورت بنائی ہے صبا بھی جب چلی ہے سرفہم پر ٹر کھرائی ہے یہ زندانِ چند روزہ ہر قیامت تک باقی ہے پرستش کے لیے یہ آگ ہندو نے جلائی ہے وہ بگڑے ہیں جیسے کسے غورنگی بن آئی ہے جنازے پر ہمارے جمع کیوں رہی خدائی ہے</p>

یہ ہو جاتے ہیں بچہ دم کہ مطلق حسن نہیں تھی نفس بکون اسی صبا و مرغان نفس ٹھہر گئیں جد اہم بار سے ہیں غیر ہیں ہر دہاں اس کے دم رفتار ہر ٹھوکر سے اس کے گرد جیتے ہیں یقین ہر آبِ تیاب سینے میں تر پے گا بڑھا کر مانتے جھاڑی گرد و ہر گے اگر سننے غیبت ہر دلا جو دم ہر امید بے کسی نفاوت ہر وہ گم صاف آتا ہر لطف بہکو فیض شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر جو کتنا ہوں کہ کوئی جامِ جگمگ بھی غایت	جدائی اُسکی ہمسے روحِ دقا بکے جدائی ہر خبر یک صبا نے موسم گل کی سنائی ہر خداوندِ جان کیا تیری شان کبریا کی ہر کہو عیسیٰ دیکھیں یہ نئی معجزاتی ہر اٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہر مکدہ میں بھلا کیوں آپ کیا اس میں برائی ہر غنا صبر میں بھی باہم چار دن کی آشنا کی ہر تیری تصویر جب تصویر سیف سے ملائی ہر نمایاں سستین میں تیری گوری کلائی ہر تو کہتے ہیں فرنگستان سے مرہٹے شگائی ہر
---	--

بناموں بلبل تصویر اس گلزار میں صنفِ ر

مرے نزدیک سب یکساں اسیری درہائی ہر

جہاں اس گلشنِ عالم میں رنگِ شنائی ہر یہ وقت نزعِ شوق دیدہ صورتِ دکھائی ہر بناس کی نہیں یہ جوشِ پرچہ حسن کا دیا بھری جگہ ہنسنے بولی وہ رنگِ انگریزا خراق و وصل کی میں دتا ہوں تین کیا کیا	وہاں دیکھا تو اس کے سانچہ کو بیوفائی ہر سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھوں میں آئی ہر جواب نیچے مرجان ترا دستِ خنائی ہر اشانہ کیا اڑا گیا کہ یہ تیر ہوئی ہر بکھی آنسے صفائی ہر کبھی آنسے لڑائی ہر
--	--

نہ دل ہر اپنے قابو میں آنکھیں اپنی کہنے میں نہیں رہا کی اویٹ آنکھ تیری دھل کی شبنم رہا جو ریت بھر عریان حسینوں کی محبت میں نہ کنگھی ہر نہ چوٹی ہر نہ سرمہ ہر نہ مٹی ہر کشش کرتا ہر دلی بیٹھتا ہر جب یہ پہلو میں نہ بچھ میں یہ رکاوٹ تھی نہ بچھ میں کھینچا دھکی عجبت ہو ہو ہر ہم تم ذرا سیدھی طرح بولو ذرا ای آفتاب خشر برقع ڈال کر آنا نہ ہم واقف کسی ہیں کوئی ہم سے واقف ہر	جسے کہتے ہیں روزِ خشر وہ روزِ جدائی ہر دھن نہ کہ ہماری جان لینے موت آئی ہر بدر پر اسکے یار دن بے عبت جا ڈر چھائی ہر یہ وضع سادہ تلوک سے تبا و کب سے بھائی ہر تمھارے تیر کو کس رجزِ ذوق دلربائی ہر تر ہی شمشیر نے یہ چال کیا بجھو بتائی ہر مجھی پر ختم کیا صاحبِ تجاری کج ادائی ہر ارے ظالم خدا سے ڈر یہ وز خود نمائی ہر فقط آئینہ سان لوگوں سے صورتِ آشنائی ہر
--	--

مقابلِ سارِ عالم سے کیا عزت ہے اور مفقہ

ادھر ہوں میں تن نہا ادھر رہی خدائی ہر

بسکہ ہر عشقِ تیرا میں شہرت میری کبھی ہوں بلبل گلشن کبھی پروانہ ہرم اُس نظر سے جو گرا سب کی نگاہوں گرا ول حسینوں کو دیا جان اجل کو بخشی تم جسے چاہتے ہو اسکی قسم صاف کہو نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہیں کیا پروا	مقدر میں ہوں قیامت کا قیامت میری بھیس ہے ہوسے پھرتی ہر محبت میری آنکھ کیا اسکی پھری پھر گئی قسمت میری وہ سخی ہوں کہین قاصر ہیں بہت میری ہر تمھیں غیر سے الفت کہ محبت میری ہیکسی روینگی سر بیٹھے گی حسرت میری
--	---

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کر دو بچھ سے کتنی ہو جوانی کہ بسر عیش میں کر	تمکو غیروں کے مناسب ہو شکایت میری چند روزہ ہو ملاقات غنیمت میری
گردش چرخ سے صفدر ہوں جناب دریا بن کے ہر لحظہ مگر جانی ہو صورت میری	
نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری سو رہے رات وہ سر رکھ کے مرنے لگاؤ پر	آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری بخت بیدار ہوئے جاگ اٹھی قسمت میری
پھر دم خشن ہو گا کسی مجرم سے حساب دل تڑپ کر تجھے بچا لے گا خور و نین ضرور	پہلے آئی جو گنہگار و نین نوبت میری بیقراری ہو کلید درجنت میری
ہوں وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا ہوں رہا قید تعلق سے تو دیکھو ان اُسکو	کی رقم کا نب قدرت نے قسمت میری پردہ چہرہ مقصود ہو غفلت میری
کس نے کس نے مرے مضمون پلے او صفدر جب سے دیوان چھپا لٹکی لبت میری	
<p>کہو آ کے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مومین کلام ہو جو دھال ہو تو حلال ہو جو منہ اق ہو تو حسد ام ہو نہ ہوئے عزت باغ ہو نہ خیال گردش جام ہو کسے اب نشاط سے کام ہو کجیات اپنی تمام ہو نہ لینگے ہم نہ لینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دین گے ہم</p>	

جو رقیب سے بھی پیام ہو تو حسین سے انکو سلام ہو
 نہ وہ آتے ہیں نہ بلا تے ہیں ہیں باتوں ہی میں لگاتے ہیں
 وہی اتنا اسے ہو آجکل وہی صبح ہو وہی شام ہو
 وہ مرنشاط سے مست ہیں شب و روز جام بہت ہیں
 انھیں کیا جسم انھیں کیا غرض جو کسی کا کام نام ہو
 جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد میں سوتے ہیں بخیر
 نہ ہوا سے سنبہ و باغ ہو نہ تلاش شیشہ و جام ہو
 کبھی نرم ہیں جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچ کر
 کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سر وہی صف میں پیش نام ہو
 جو تمھارا عاشق زار تمھارے ٹرپ کے رات کو مر گیا
 ہو یقین کہ تم نے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے میں عام ہو
 نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کسا یہ میر حسن بھی
 تجھے اب بڑھاؤں کمان ملک کہ خدا کا آگے تو نام ہو
 جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل لگا ہو نہیں پھر گئی
 تن و پیر میں یہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہو وہ نیام ہو
 جو گڑے زمین میں تو پھر کمان یہ جلیس اور یہ صحتین
 وہ جہان خلوت خاص ہو یہ جہان محفل عام ہو

کبھی لے گیا جو زمین سے سرچرخ نشہ شراب کا
 تو یقین ہوا مجھے سا قیاس یہ سمند برق حسد ام ہر
 یہ غضب کے طرز بھی ہوئی مجھے کچھ سرد ہو ایمین بھی
 تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجھ کو گردش جام ہو
 دم حشر صفہ رختہ جان وہی دیگا ہمو خط امان
 جو ذبیح ہو جفتیل ہو جو شہید ہو جو امام ہو

و حشت فزا ہوا ہر کچھ ایسی بہار کی	پھولا جو پھول اُس نے قبا تار تار کی
یہ جاسے کاش آکے ہوا کو سے یار کی	ٹٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی
بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ میں کسی طرح	پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی
کھولی ہو کس نے کاکل مشکین یہ اے صبا	آتی ہو بود داغ میں مشک تار کی
اب ترک عشق وضع سے اپنے خلافت کو	نامح ہو دم کے ساتھ جو بات اختیار کی
اُس سنگدل کا دل نہ پسچا کسی طرح	ہمنے تو اپنی جان ملک بھی تار کی
آنکھیں ٹرا لڑا کے دکھاتے ہیں جنگو	شکل انجمن میں معرکہ کارزار کی
وہ رات اُسکی زکس بیگو کو فکر ہو	تو بہ شکستہ ہو کسی پر ہیندگار کی
دورے دکھا کے نشہ کے دلو پھنسا لیا	صبا دیشم یار نے بلبس شکار کی
اسد سے طول و زقیامت بھی ہو چکا	لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی
بارش یہ آنسو دہکی ہو یا بارش سحاب	بجلی ہو یا تڑپ ہو دل بیقرار کی

<p>بے رے یار اگر گل پر پری نظر ہو نا خیال یار سے اس دل کا سامنا جل جل کے مر گیا ہوں کسی گل کے بھرنے</p>	<p>یہ عیشم ہو کہ دلیں چچی نوک خار کی مٹی جو در میان میں نہ ہوئی غبار کی بہر جریہ میں ہوں شاخیں چنار کی</p>
	<p>قاصد تو کیا فرستے کا اسکو یقین نہیں صفدر دوا ہو کیا دل بے اعتبار کی</p>
<p>ہر وقت گریہ یاد جو دندان بار کی حالت یہ ضعف سے ہو کر جسم زار کی تقلید کر کے میرے دل داغدار کی کیا تیرہ بختیان میں دل بیترار کی کتنی چمک ہر ہستی نا پائدار کی آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارا پاس عشرت نصیب میں جو عشق سے ہیں زنگین کمال تیز فلک کا فراج ہے صحرا کو چھوڑتا ہوں تو روتے ہیں آبلے ہمسے کہ وزین میں تیرے صحتیں نرگس کی آنکھ کیوں چین میں کھلی رہے بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ میں کسی طرح</p>	<p>اشکوں میں ہر چمک گہرا ابدار کی بٹری گران ہو یا تو نہیں اشکوں کے تار کی طاؤس نے آرائی ہو رنگت ہمار کی دن سحر کا گیا تو شب آئی ہمار کی ہو آنکھ تو نمود ہو گو باشہار کی پنہاں جو بھی کہ ورت دل آشکار کی اس نشہ میں نہیں ہر اذیت خار کی منہدی پسند کیوں نمودن شکار کی لذت ملی ہو کیا خلش نوک خار کی ہر طرف شان قدرت پروردگار کی نصویر بن گئی ہر ترے انتظار کی پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بغیر کی</p>

دیکھو ہمارے سینے پر دلع کی طرف	گھبرائے جی تو سیر کرد لالہ زار کی
سو کر کے کس طرح نہ نفس میں دل مرا	آواز آرہی ہے چین سے ہزار کی
پہنچا دے اسکو پار کے دہن تک اور صبا	مٹی خراب کرنے ہمارے غبار کی

صفدر شراب پیئے سے توبہ تو کی مگر
بجور ہوں کہ فصل پھرائی بہار کی

سیر دیکھو بلبل گل کا وہ گلزار ہے	لالہ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہے
طرہ طرار جس کا دام تھا سب کے لیے	دام اب اسکو کسی کا طرہ طرار ہے
جسکے جس حسن کا ہر اک زمانہ نشتری	مشرقی وہ اور یوسف کا سر بازار ہے
جس گل بنجار کی الفت کا ہے ہر دین خار	خار زار عشق میں اب وہ گل بنجار ہے
جو گل خندان تھا گریان ہے شبنم کی طرح	عین فصل گل میں پامال خزان گلزار ہے
میں نجل جسکے خرام ناز سے طاووس کی	کیا تماشا ہے وہ خود ارفہ رفتار ہے
جسکی ہے شیرینی گفتار عالم کو پسند	خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہے
شل موسیقار جسکے غم میں ہیں نالہ کش	نالہ کش وہ آپ ہر دم شل موسیقار ہے
طالب دیدار ہیں سب جسکے موسی کی طرح	آپ وہ برق بجلی طالب دیدار ہے
گر یہ عشاق پر ہنستا تھا جو دریا حسن	ابریسان کی طرح اب خود وہ گویا ہے
مہر طلعت غش میں جسکے سایہ دیوار پر	اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہے
کنگھی چوٹی سے نہ اطلب نہ آرائش سے کام	کس پریشانی میں شل گیسو خود ار ہے

<p>کام شانے سے نہیں کچھ آئے بیکار ہو اشک آنکھوں میں لب پراہے تبار ہو پیش ازین لالہ جو تھا صد برگہ زخاں ہو ہو کے عیسیٰ اپنی آنکھوں کی طرح بیمار ہو ہنس کے بچھون کیسے کیا حال لنگار ہو یاد ہو کبر جانی ہو وہی پسہ ار ہو ہو خدا مالک غریبوں کا بھی بیڑا پار ہو ایسی باتوں میں کب آتا ہو برا عیار ہو</p>	<p>سر سر آنکھوں میں نہ ہونو پیر وہ سی کی دھڑکی گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا آؤ گئی سرخی وہ سب کیا غم زردی چھا خشک لب میں دھیسائی کا دعویٰ کیا ہوا جی میں آتا ہو جو لگا کر دن جھک کر سلام رد دل عاشق کا اپنے اتو سمجھے ہو کچھ مہربان ہو جا شاید رحم کی آجا موج دیکھ سچا نکلی یہ مین میں قدر ورنہ</p>
---	--

<p>چشمِ کلیم چاہیے دیدار کے لیے ظالم یہ جور و ظلم و فساد کے لیے بنتی ہیں بیڑیاں یہ گنہگار کے لیے یازیب تھے ہنسے ہی جھنکار کے لیے مسجد نہ ڈھاؤ خاطر خار کے لیے غوطے پہ غوطے ہیں در شہوار کے لیے فائزہ بنائے اسے زخاں کے لیے چلے نئے نکالے ہیں تکرار کے لیے عیسیٰ اجل ہو عشق کے بیمار کے لیے</p>	<p>تابِ نظر ہو شرطِ رخِ یار کے لیے برسوں نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے گیسو سوار تے ہیں جودہ میر سانسے منظور شہرِ حسن کا ہو جانا ہوں میں ہکانے سے رجب کے توڑو نہ دل مرا جی ڈوب ڈوب جاتا ہو فاتو کے عشق میں بیکار خونِ دل کو ہمارے نجاسے بوسہ تو کیا بگڑتے ہیں وہ بات بات پر صحبت نصیب ہو گزر جا جان سے</p>
--	--

<p>آنکھیں کھلی رہیں مرے دیدار کے لیے شاید ہر حکمِ قتل گنگار کے لیے نبردانِ فردوسِ گلزار کے لیے موسیٰ کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے آنکھیں ترس گئیں سر دیدار کے لیے</p>	<p>شاید وہ آئینِ میرِ جنازے پہ دوستو زندانِ لیچے میں جو قفل میں جھک دو گریبانِ ہولِ کیونش دیکھ کے ہم رویار کو تمکو ہر جسے پردہ تو وہم بھی جاتے ہیں کیا کیا نہ اٹھے نہ شب وصل یار میں مدتِ گذر گئی نہیں دیکھا جمالِ پاک</p>
--	---

حل کر شتاب تجھے میں صفدر کی ششہ میں
 ربِ کریم احمد مختار کے لیے

<p>ہی یار میرے واسطے میں یار کے لیے نقش و نگار میں درو دیوار کے لیے سرمہ ہر چشمِ نرگس بیمار کے لیے آؤ کبھی عیادتِ بیمار کے لیے بھیجیو نگا نذر طرہ طرار کے لیے کعبہ بنا ہر سجدہ و نثار کے لیے چلمن اٹھا کے گرمی بازار کے لیے یار دن سے کیوں دیکھو ایثار کے لیے کیا مرتبے میں چشمِ گھبار کے لیے</p>	<p>صدمہ جو ہر کا ہو تو اغیار کے لیے آرائشیں جہان کی ہیں کفار کے لیے بالغ جہان میں تو ہو وہ گلِ حسبی خاکِ پا مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہو دل چاک چاک ہو کے جو سینے میں شانہ ہو عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر جہنم رونقِ نزاہت ہو میں کرے پہ انور و زور کافی میں دردِ غم ہمیں جائیں سرِ عیش واسنِ اشکِ پوچھو رہا تو وہ بحرِ حسن</p>
---	---

<p>بوسے نہ انکے پھول سے رخسار کے لیے کس جان کسان کمانی پھرے یار کے لیے السنے قدم دیے رفتار کے لیے نرگس کی انکھیں میں سر دیدار کے لیے</p>	<p>گھٹلا نجا اسے صدمہ نہ واس لجا سے دربار و دشت و گلشن و تنجانہ و حرم کچھ سر نہیں پھر اس کے عزت نشین بن ہم تیرے کلام سننے کو یا بہن گل نے گوش</p>
<p>تازہ رہیں گے پھول مٹا دین کے حشر تک صفہ خزان نہیں سر گزار کے لیے</p>	
<p>نظر آیا ہمیں خوشید عالم تاب شبنم سے کبھی چھوٹا نہ دھما باغ میں لگا شبنم سے اس رخسے گھر کی آبادی بھی سجت دم جنم میں گئے جنت جنت میں جنم سے نئے عالم میں پہنچے ہیں نکل کر دونوں عالم سے مسلمان کے جوت بوجہ یہ کیوں کر ہو ہم سے کیا وہ کام بنے جو کبھی ہوتا نہ رہم سے خوشی سے غم ہمیں ہوتا ہی ہوتی ہر خوشی غم نہ عالم ہم سے رقت ہر نہ ہم وہاں عالم سے ختم افلاک کے چھینا جا ہم نے لے یا ہم ہمارے دسے بوجھے قدم اسکی یا کوئی ہم</p>	<p>جمال بار دیکھا ہنسنے فیض چشم پر ہم سے مرے داغ جگر کو فائدہ کیا ہو گا مر ہم سے عجب یرانہ ہر جسد کے دل خالی ہوا ہم سے کبھی رائے ہوئی و صلیت کبھی سے ہوئی قیامت عجب یرنگ دکھلایا ہر ہجو خوش و شست ہو کر زمین چھو رہیں دین کو ہوں تاج دنیا ہزاروں ختم کھا کر تیغ ابرو کا لیا بوسہ بخوبی ہم مال کا رد و نون کے وقف میں وہ بکیں میں ہمیں نیانے چھوڑا ہم دنیا ترنگ کی کسی دن خوش متی میں شون لانا غم الفت جو پایا ہر مڑ کیسے اٹھائے میں</p>

<p>محبت ہو نہ کیونکر قید میں زنجیر سے ہلکو مقدور میں یہ لکھا تھا کہ لینے کے پرے دے جسے بھی دس نفرت اسی نے میرے قدم پر</p>	<p>کہ اسکو سلسلہ ہر کچھ سے گیسو پر خم سے کرین ہ چاک خط انعام مانگے نامہ برہم سے چراغ اگر جلایا روغن با دم تو ام سے</p>
<p>ہوئی تقدیر الٹی جسقدر تدبیر کی صفدر دو اسے درد دل چمکا اٹھایا دغ مرہم سے</p>	
<p>فص میں یا الٹی اسی ہو گیا زبان میری بہارائی ہوئی وہ نہ نازک طبیعت ہو یہ تھا خواب میں سہ کبھی کہا شیریں کا اگلون کو توڑتا ہر شاخ گل کو قطع کرتا ہر یہ رویا ہوں خیال حشم میں اس بحرِ جوی کے نہ انکو ہوش پاتا ہر نہ جھکو ہر جسہ اپنی شگفتہ دغ دل ہے میں اوشعلہ افشان سے سلیمان میں اپنی اپنے وقت کا ہنم تم اس اندیشے سے رکھ کر ہاتھ دہ پستو میں</p>	<p>کلیجا تھام لے صیاد شکر دستان میری کہو گلچین رگ گل سے بنا شیریاں میری مزدہ اس در سے بھولی نہیں اتھکے بان میری خدا سمجھے نہیں فریاد دستا باغبان میری کہ رشک مردم آبی نبی ہن بلیان میری عجب حالت ہو فرقت میں ماناں کی یہاں میری مرے گلشن کو تازہ رکھتی ہو بادِ خزان میری پریر و یونکے منہ میں ہستی ہر شب بھربان میری شب متاب میں دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری</p>
<p>یہ کننا وصل میں اس حق دشن کا یاد ہر صفدر بڑھا و طوق گردن اتار د بلیان میری</p>	
<p>بھیکس جام کیا پیاس ای پیرِ مغان میری</p>	<p>صراحی کے دہن میں کانگر کھد سحر بان میری</p>

یہ بیباقت ہوئی ہر غم سے جانا تو ان میری	کہ سیر کان تک بھی نہیں آئی فغان میری
کسی پر حال میرے غمچے دل کا نہیں افشا	صبا کچھ رفتہ رفتہ ہو گئی ہر راز دان میری
کڑی منزل قفسِ سنا ہر تیغِ متاع کا	اکسی آبرور سجا وقتِ شمعِ ان میری
جو خط لایگا بھی قاصد تو ہو گا غیر کا لکھا	نوشتہ انکا دیکھوں ایسی قسمت ہر کسان میری
ہوایوں بے طلب کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی	مرے منہ میں بان تیری سر منہ میں بان میری
غبارِ قفسِ آئی صد اناقتے کو ٹھہرا لے	ٹھکانے خاک لگیاے ذرا واسا بان میری
متلِ دل لیے بیٹھا ہوں بازارِ محبت میں	خریدار کے ہونم تو چمک جاؤں کان میری

بیان کرتا ہوں اکثر وصفِ گل و دیان چھوٹے
ہوئی ہر برگ گل سے بھی انازک بان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہے	خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے
ترپ دل میں ہر دیدہ شوق تر ہے	وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہے
دکھا کر وہ تلواری کہتے ہیں مجھ سے	خبر ہر تمھیں کیا ہوا چاہتا ہے
وہ اٹھکھیلی کی چال چلنے لگے ہیں	کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے
وہ رخسار پر ملنے والے ہیں غارہ	یہ فتنہ آن مطلقا ہوا چاہتا ہے
مرے قتل کرنے کو آتا ہے متاع	تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہے
چٹھک دے نمک تو ہی اس شورِ سختی	مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہے
وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہیں آنیوالے	یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہے

جنون تو سلامت میں کیوں پانوں تو دل مرے دکھو الفت میں قطرہ نہ سمجھو بہت تیر ہی آجکل تیر مرگان چمک مہین کی یہ کتی ہو اُسے بہت اسکو اید اہر ہلو میں سیر سحاب آگیا ہونگے اب مور قضان پے سیر آتے ہیں وہ بال کھولے مرے گھر میں آمد ہو اُس رشاک بہ کی	مر اگھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہوں کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہوں کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہوں کہ جھمکا ثریا ہوا چاہتا ہوں یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہوں چمن میں تماشا ہوا چاہتا ہوں ورن خون کو سایہ ہوا چاہتا ہوں موافق ستار ہوا چاہتا ہوں
---	--

بلا میں جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صدف کو سودا ہوا چاہتا ہوں

انکی رخصت کے شب و صبح سامان ہونگے وہ قدم ناز سے جسم وہ خرامان ہونگے نرم ہو بلخ ہو مسجد ہونسم خانہ ہو سو گھنے والے ہیں لوگ ترسی زلفوں کے تبع و بازو کی صفت ایک جان کرنا ہوں ایک ہم ہیں کہ بجز غم نہیں کچھ ہو نصیب سر پہ جسے کہ یار دز ازل عشق کا بوجھ	صبح کے ساتھ ہی ہم چاکِ ریمان ہونگے فتنے اٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے تو جان ہو گا وہیں بت کر خواہاں ہونگے نگہت گل سنے مانع اُنکے پریشان ہونگے قتل کر کے مجھے وہ خاکِ شپیمان ہونگے ایکے ہر یک وہاں عیش کے سامان ہونگے اور کوئی نہیں وہ حضرت انسان ہونگے
--	--

<p>اُنکی محفل میں گزر ہو گا جو اپنا صفدر کبھی گریاں کبھی خندان کبھی حیران ہو گا</p>	<p>ہم آپر تصدیق وہ ہمپر نہ اس کے وہ آزرده ہم زندگی سے خفا ہے کہ نالے زبان پر مرے بے صدا ہے یہ عمرے یہ عشوے کہاں دلربا ہے جو وہ آشنا ہے تو سب آشنا ہے ادا ہو گئے جتنے سجدے قضا ہے وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا ہے اکہین کیا کہ کس رنج میں مبتلا ہے</p>	<p>اُسکے لطف جب تک کہ طالع ربا ہے نہ تمکا چین جب تک کہ اُنسے جدا ہے نہ تمکا عشق میں پاس خفا ہے لعل یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش وہ بیگانے ہیں اتہو بیگانے ہیں سب جھمکایا جو مہراب شمشیر میں سر نہ پوچھو جوانی میں پیری کا قصہ عدم میں کینے کی ہستی سے جا کر</p>
<p>تہ خاک کی سیر ہمنے جو صفدر وہی مہر طلعت وہی مہر نقا ہے</p>	<p>مصاحب ان روزوں آئے ہر سنگار کا آنکو مشغلا ہے کبھی ہر سہرہ کبھی ہر مہر کبھی ہر غازہ کبھی حنا ہے وہ طور ہر جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تصویر جا بجا ہے وہی ہر خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا نقش پا ہے بہار آئی چین میں ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا</p>	

کھڑی ہو ساغر بدستِ نرگس درخت جو ہر وہ چھوٹا ہو
 گیا جو آغوشِ مین لحد کی کیا قیام آسنے تا قیامت
 یہاں سے جاتا نہیں مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہو
 گلی ہو اس سنگ ل کی محشرِ نجوم نہ یاد یوں کا ہر سو
 ہزار رو ہزار پٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہو
 کھلے اگر دیدہ حقیقت وہی ہو دریا وہی ہو قطرہ
 جاب کچھ موج سے الگ ہو نہ موج گرداب سے جدا ہو
 عجب گلِ دافع ہو جگر کا کہ اسکو مطلب نہیں خزان سے
 عجیب سیرہ ہو زخمِ دل کا ہمیشہ بے آب یہ ہر اہو
 کٹی مصیبت جو نزعِ مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
 ابھی ہو خوفِ فشارِ تربت ابھی قیامت کا دغنا ہو
 بون پر آسنے جو ملے سسی جائی ہو پاں کی بھی لالی
 چمن مین گویا قریب سو سن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہو
 نہیں ہو کچھ ساتھیوں کی پروا جو آگے جانا ہو انکو جائیں
 کبھی تو ہم بھی پہنچ رہینگے کہ ہم غریبوں کا بھی خدا ہو
 وہ مین لب بامِ جلوہ فرما کمان مین موسیٰ جو آگے دھین
 وہی تو ہو طور کی تجلی وہی تو چاروں طرف صبا ہو

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے نشی سے وہ یہ بولے
 لفافہ کرتا ہے چاکِ ناحق کہ خط کا مطلب کھلا کھلا ہے
 کیا ہے تیغِ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
 ضرور اسوقت ہے تبسمِ نمک بھی چھڑکے تو پھر مزا ہے
 کیا ہے مقتولِ خود سر رہ ہجومِ لاشے پہ ہے ہمارے
 رہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہیں کہو یہ کیا ہے
 ہمارا ہی طرزِ اطاعت ایسی عتابِ ظالم کا ہم سے ایسا
 قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لمبو بھرا ہے
 یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہے وہ اُسکے آگے سے انجنِ مین
 غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینوں میں بوتا ہے
 جو ہم سے دلوں کا پتا ہے تنہ تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
 غریب اچھا ہے یا بُرا ہے مطیعِ فرمان تو آپ کا ہے
 ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگے گیا میں
 کہا یہ سب سے دُشٹائی دیکھو یہ ہمیں طرفہ ماجرا ہے
 ہمارے عشق و جنوں سے نفرت نہیں ہے کچھ عیسٰی کو کہن کو
 جو آنکی شورش کی انتہا ہے وہ اپنی وحشت کی ابتداء ہے
 رہائی ان بیڑیوں سے ہرگز نصیب ہوتی نہیں کسی کو

محبت آن گیسودن کی صفدر بری بلا ہر بری بلا ہر

ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے	دل لگانے کو سہارا چاہیے
خون میرا اور مرے دل کا کیا	خونہا قاتل سے دوسرا چاہیے
چاہتا ہوں میں تمہیں تنہا تو کیا	تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے
جلوہ گاہ یار میں ہو سکتے ہیں	آنکھیں کیا دکھائیں یکساں چاہیے
پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل	یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
تاب سوز عشق کچھ آسان نہیں	غم میں جلتے کو کلیجہ چاہیے
جان یو دین ہم کہ جاناں بھی	عاشق جاناں ایسا چاہیے
اسیے زبا دین بیٹھا میں رند	ان ہر دین کوئی اچھا چاہیے
لطف ہو سے کا اٹھانا ہی اگر	ناز بھی اسکے اٹھانا چاہیے
کب ملک باندھے کوئی دھیان	دھیان ہم کو بھی کسی کا چاہیے
ملکے سونا زون مارا ہر مجھے	خون کا اب کس سے دعو چاہیے
بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال	ہزم سے اُنکو اٹھایا چاہیے
ہزم میں بیٹھو ذرا غیروں سے دور	پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر میں کچھ بگڑے ہو

آج کبسا ہوتا ہر دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اسکی رخ بے نقاب کی خوشبو جو گل کی ہر توچک آفتاب کی

<p>بجلی سے یہ قول دل بیتہ راکا کبت تک ہو صبر ظلم اٹھائیں کہاں تک بر پا کردنگا حشر میں ایک اور حشر عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے بھگو لحاظ آنکو جیاتی شب وصال مشہور ہر جہان میں جو چودھویں کا چاند سیاہ گو سپند کو آتش پہ دیکھ لو</p>	<p>سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی کچھ حد نہیں رہی ستم بھیساب کی صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی دہشت نہیں رہی مین و حساب کی حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی تصویر یہ وہ آپ کے حسن شباب کی پوچھو نہ مجھ سے شرح مر اضطراب کی</p>
--	--

صفدر یہ کم نہیں ہر شرت سیر واسطے
امت میں ہوں جناب سالت آب کی

<p>اُس تبسم کی یاد آئی ہر دل پہ پھر پیچ دی سی چھائی ہر جب نظر پار نے اٹھائی ہر اچو تبو حسن پر نہونا زان تھہ فر باد کا سنا تو کسا سر پہ عاشق کے لائے یمن بلا آفرین کیسے اُس مہور کو جب کڑی کی ہر سخت جانوں سے</p>	<p>جب کلی کوئی مسکرائی ہر پھر طبیعت کسی پہ آئی ہر مین نے برجھی جگر پہ کھائی ہر چار دن کی یہ خود نمائی ہر داستان یہ سنی سنائی ہر مسی ہو ٹھون پہ جب جمائی ہر جس نے صورت تری بنائی ہر تین لے کیا ہی شہ کی کھائی ہر</p>
---	--

<p>و دون آنکھوں نے جھکوٹ لیا کیون نہ وہ دشتیو کو جوشِ خون مردہ صیاد جھکو دیتا ہے ہم ادب سے وہ کہ نہیں سکتے مجھ سے مجرم کو خلد میں بھیجا کچھ تو دل کو خوشی ہوا صیاد سیج ہے کیون ہم سے وہ پلنگے آتے خط کا لکھتا ہے کب جواب ترک ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے</p>	<p>ناز کے غم سے کی دہائی ہے رنگ پر پھر ہسار آئی ہے کوئی دم میں تری رہائی ہے بات جو اپنے دل میں آئی ہے واہ کیا شان کس رہائی ہے جھوٹ کدے کہ اب رہائی ہے اور پر اب طبیعت آئی ہے لاش قاصد کی دان سے آئی ہے دیکھو نازک مری کلائی ہے</p>
---	--

کس اداس سے وہ کہتے ہیں صفدر

اب نہ چھڑو کہ نیند آئی ہے

<p>خوش ہوں کہ دن ہمارے نزدیک چلے دا من پہ چاک میرے گریبان کے آچلے قلا بے آسمان و زمین کے ملا چلے کپڑے بدل چکے ہیں سواری سنگا چلے ہاتھ نہیں بٹھدی آنکھوں میں سرمہ لگا چلے قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا چلے</p>	<p>مخ تفس اسیری کے ہڈے اٹھا چلے گستاخ ہاتھ یار کے پردہ اٹھا چلے نالو کو میرے خشرچہ لانا تھا لا چلے آتم میں میرے گھر میں وہ اب کچھ نہیں رہا لاینگے ملک دل پہ وہ شخون یقین ہوا اب ہی یقین کہ ہم بھی ہوں کشتو تن سرخڑ</p>
--	--

سو سو مصیبتوں میں تو ہم کو بھنسا چکے وہ بعد مرگ میر جنا رہے پہ آچکے منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے راہِ طلب میں سیکڑوں چکر لگا چکے ہم دردِ دل کا حال مفصل سنا چکے کیا آزمارہے ہو جسے ازما چکے جھوٹے نشان تک بھی لحد کا ثنا چکے دھوکا ہزار بار حسینوں کا کھا چکے جھگڑا یہ زندگی کا کہیں ای خدا چکے اقرار کر چکے ہیں قسم بھی وہ کھا چکے تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا چکے اب کیا ہر خاک میں تو مجھے تم ملا چکے	کیا جانے یہ دیدہ دل لائین کیا بلا بھیجا کبھی مرض میں خبر کو نہ آدمی کٹواؤ میرے بانوں کی بھی پٹیاں تم حاصل ہوا نہ خاک میں شل گرد باد آئے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا کھائینگے لاکھ زخم نہ موڑینگے کبھی اسی مر مر جھائے فلک اتبو کر کمی اب تک وہی حسن پرستی کا حوصلہ کب تک تبوں کے عشق میں مر مر تم کافر ہوں اب جو ہو کو نہ وعدہ کا موافق لائے ہیں تیغ جس میں نہیں تیغام کو ہو جاؤ صاف اتنی کہ دریتِ نائدہ
--	---

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر کھلی تہ نگہ
 ساتھی جو بھی سحر کو سرا سے وہ جا چکے

آج بیگانے جو میں کل آشنا ہو جائینگے ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے خشک ہو کر پھول تیوں سے سوا ہو جائینگے	نارِ ساطع ہمارے رجا ہو جائینگے بوسہ لیکر خال کا عاشقِ خدا ہو جائینگے سیرِ گلشن سے نہوانے ہمیں اری باغبان
--	--

چلے صحران جوشِ حشمت میں گریبان بھارت
ہو نہ دیوانہ جو آیا اسکے گیسو کا خیال
قید یوں کے چھوڑنے کو جب کسی عرض کی
قبض کرنا ہوں فقط ناموں کو اپنے لے لے
اس لیجان بخش کا آیا جو روئے میں خیال
دل میں آیا ہر کسی کے ابرو پر خرم کا و صفا
دل حسینوں کو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا
نکدہ مضمون دہان یار اگر یوں ہی رہی
نزدتِ جانان میں مرینا گو اراہر کسے
باغبان نازان نہوا تباہا رباع پر
پہنچ و تاب لے گیسو دن کا دکھو آیا تھا
بہر کا احوال لکھو لگا جو خط میں یار کو
آج حشمت انکی آنکھوں کو جو ہم سے ہر قوم

ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائیگا
جادو صحران مجھے رنجیدہ پا ہو جائیگا
بوسے کیا جلد ہی ہر مرد دریا ہو جائیگا
درسم و برسم ابھی ارض سما ہو جائیگا
دیدہ تر خیمہ آب بہت ہو جائیگا
آج ظاہر جو ہر تیغ قضا ہو جائیگا
آشنا ہو کر وہ یوں نا آشنا ہو جائیگا
ایک دن ہم راہی ملک فنا ہو جائیگا
کر کے توبہ ہم بھی آخر پا ہو جائیگا
گلِ حرم سے دیکھنا اکدن ہو جائیگا
یہ نہ سمجھتے تھے گرفتار بلا ہو جائیگا
حرف الفاظ مرکب سے جدا ہو جائیگا
زقہ رفتہ یہ بہرین بھی آشنا ہو جائیگا

گریو میں اس شوخے ہر روز نظر آئے

حضرت صفہ رنجی اکدن تباہ ہو جائیگا

جو موج دریا میں دیکھتے ہیں وہ رہنمائی رہ عدم ہر
فلک کی ظاہر ہے ثباتی جناب آنکھوں میں جامِ حرم ہر

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
 ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہے
 خواب لینا ہے جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
 بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہے
 عجب دورنگی جہان میں دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہے کافر
 حرم میں ذکرِ صومہ ہے ہر صومہ کے میں صنم صنم ہے
 طے گا دل خاک میں جو میرا صنم محبت کہاں رہیگا
 نہیں ہے مرنے کا رنج محکو اگر الم ہے تو یہ الم ہے
 تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہے روزِ ہم کو
 ہمارے پہلو میں دل نہیں ہے یہی حقیقت میں جامِ جم ہے
 بلا کے محفل میں پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
 تری توجہ ترا ملطف تری عنایت ترا کرم ہے
 غضب ہے بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہ رہی ہے
 کہاں ملک دارا ہو دم لے نہ تجھ میں طاقت نہ مجھ میں م ہے
 وہ کھینچ کر تیغ آچکے ہیں نہیں ہے وقت اضطراب کا یہ
 ترپ نہ اے دل ذرا اٹھ کر جا جو جسم آیا انہیں ستم ہے
 جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

جو تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم وہ مست بین کہ رہے اپنی میکشی باقی شمار جا کے نشانہ کہین جو طائر دل آتماری یاد نہ جائیگی میر دل سے کبھی چمک چمک کے گلستان میں برقیاتی شرب آج ہی جی بھر کے شام تک پلین شمار ہا ہر فلک دیکھے کہ مرگ کے بعد خبر خزان کی یہی ہر کہہ سے نہ ہو مانع جناب داریمان زندگی ہر دم بھر کی یہ بیفروش ہر ڈاکا کہ میکشونکا ہجوم	غرض نہیں ہمیں سارا جہان ہے نہ ہے سب سے خاک خم آسمان ہے نہ ہے پھر اسکے ہاتھ میں تیرو کمان ہے نہ ہے تمہیں خیال مرا جانچان ہے نہ ہے نر رہے ہیں طیر آشیان ہے نہ ہے کہ کل غنایت پیر مغان ہے نہ ہے مزار کا بھی ہمارے نشان ہے نہ ہے ہمار پر یہ چمن باغبان ہے نہ ہے یہ دم رہے نہ ہے یہ مکان ہے نہ ہے مجھے یہ ڈر کہ تیری دکان ہے نہ ہے
--	--

خدا کی حمد کریں نعت مصطفیٰ صفہ

دہن میں دیکھئے گویا زبان ہے نہ ہے

جس وقت تصور میں تمہارے کمر آئی جب چو وہوین کو چاند کی صورت نظر آئی تینے لگے گرم سے دیکھا ہر معتد اس وقت تو دینے میں ساتی نہ کمی کر وہ بھول جو نہ رہتا پہ غریبوں کے چڑھائے	ہستی میں مجھے راہ عدم کی نظر آئی تصور کسی کی مردل میں آتر آئی یہ وجہ نہیں آئے کی آنکھ بھر آئی میں خانے پہ کیسی ہر گھٹا ہجوم کر آئی کیا موج سمجھے آج نسیم حسد آئی
---	--

وہ صبح شب و صبح چلے گھر کو تو میں نے	باتوں میں لگایا یہ انھیں دوپہر آئی
مرغان نفس آج پھر کئے ہیں زیادہ	کیا فصل بہاری کی جن سے ہر آئی
دل لیکے کر جاے مجھی کو کسے جھوٹا	ممکن نہیں ایسے سے کبھی عہدہ برائی
اپنے دل اندر وہ کورویا میں جن میں	پڑ مردہ کلی جب کوئی جھگوٹہ آئی
دل چھینے لیے جاتے ہیں ہنس نہیں جلتا	کیا قمر ہر موتی ہر یہ چیز اپنی پر آئی
شاید کہ بڑی ہر قری تصور خیالی	جب قصہ کیا شیشہ دلیں اُتر آئی
شاخ گل ترکو جو چکے ہوئے دیکھنا	گلشن میں مجھے یاد وہ نازک کمر آئی
ساتی میں وہ میوہ ہون بیخانے میں سیر	خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی
کیا جانیے کیا حال ہر یاران عدم کا	خط آیا کسی کا نہ کسی کی جسد آئی
حیرت سے خود را بنہ ہوئے دیکھنے کی نام	صورت کہو آئینے میں کسی نظر آئی
سنتا ہوں وہ گہرا کے لکڑے ہیں سے	پہ سچ ہر تو فریاد مری کا ہم کمر آئی
جان آگئی جب ساعہ میں نے چڑھایا	کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی
قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ	یا گنت گل لیکے نسیم سحر آئی
اک تو ہر کہ اہمیت نہ پسجنا نہ پسجا	بالین پر مرے خلق خدا نوہر آئی

صفہ در مرے دینی حقیقت کو نہ دھچھو

دریا ہر طبیعت جد صر آئی اُدھر آئی

وہ تم نہیں رہے وہ محبت نہیں رہی

اب دلیں ظلم سننے کی طاقت نہیں ہی

<p> گلی سنی آپ کی وہ محبت نہیں رہی چاند سے مین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی ہنکو تو سب طرح کی بیات بھڑانے دی شکوہ نہیں ہر آپ جواب پوچھتے نہیں وہ دن گئے کہ لا کون اٹھائے تھے جھڑکنا کیسا فرہ کہ ہم سے شکر رنجیمان ہو میں بوسے وہ اُن سے شکوہ نہ آینکا جب کیا کی گفتگو جو بارے ثابت ہوا دہن دل مجھ سے لے لیا ابھی بکھر ہو ابھی ایذا اٹھائی ایسی شب بھر یار میں تو بہ تو وقت نزع مناسب بھی کیا کریں راہین میں بند بیٹھے ہیں پھر گلی گلی </p>	<p> کیسے تصور کیا کہ عنایت نہیں رہی کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہیں رہی پھر کیوں حضور کی وہ طبیعت نہیں رہی سچ ہی ہمیں مین کوئی بیات نہیں رہی وہ شکل مت گئی وہ شبابہت نہیں رہی اب ناز بھی اٹھانے کی طاقت نہیں رہی ابد زندگی کی کوئی حلاوت نہیں رہی ہاں سچ ہر اندون میں فرصت نہیں رہی یہ عقدہ بھی کھلا کوئی وقت نہیں رہی اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہیں رہی کچھ طول روز حشر کی دہشت نہیں رہی شمع میں زبان ہلانی طاقت نہیں رہی اب اُن سے وصل کی کوئی صورت نہیں رہی </p>
	<p> دل کیا کہ اُن کو جان بھی صفہ رہے نہ رہی شکر خدا کہ کوئی شکایت نہیں رہی </p>
<p> رسوا بھی او سرورِ خشان نہ کر سینگے ہم سینے کے داغوں کو نایاب نہ کر سینگے </p>	<p> ماتمہ سحر چاک گریبان نہ کر سینگے مویو اُسے ہیں پرچاک گریبان نہ کر سینگے </p>

<p>ہم ہجر میں رخ سدا گلستان نہ کریں گے چھالے گلہ خار نغیرِ گلستان نہ کریں گے کس روز دہ حیران و پریشان نہ کریں گے لکھنؤ نگا تو کچھ غدرِ سلیمان نہ کریں گے ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کریں گے منہ خواب میں بھی سدا گلستان کریں گے سجین کے کہیں گے وہ نہیں ان کریں گے ناچند وہ مشکل مری آسان نہ کریں گے کتا ہوں نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کریں گے ہم تم سے کسی بات کو نہ مان نہ کریں گے سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کریں گے</p>	<p>بھل پھولیں تو پھولیں جو بہار آئے تو آئے اگر جو شِ جنوں شوق سے لیجھل سکو صبرا ہندو مسلمان کو رخ و زلف دکھا کر پر یوں کہو دُرتی ہیں کیوں آئیں مگر پاس اک بوگے کے طالب ہیں عیشِ خوفِ ترمکو صیاد وہ پایا ہی مزہ پھسلے نفس میں ہوسے کی طلب ہے نہیں کھو بے کیوں بات پر دقت جھکا تا ہوں میں سرتیج کے نیچے دیکھو نہ رو لاؤ مجھے آنسو ہیں یہ میرے کیوں دلی نہیں کہنے ہونے تو کہا تھا کتا نہیں اس دے میں اس کی بزرگی</p>
<p>صفدر رہے سو ملکِ ہندم قافلہ راہی بچھتاہیں گے چلنے کا ہوسا مان نہ کریں گے</p>	<p>صبح اٹھ کر کوچہ جانان میں جایا جائے سرمہ کشا ہر نیا نقشہ جمایا جائے کوچہ جانان میں جا کر غل مچایا جائے سرو پر قمری خدا ہر گل پہ بلبل باغ میں</p>
<p>جلوہ خورشید آٹکھو کو دکھایا جائے قصہِ منجمدی کا ہر کوئی رنگ لایا جائے طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا جائے سرو گل اندامِ جگر بھی خدایا جائے</p>	<p>صبح اٹھ کر کوچہ جانان میں جایا جائے سرمہ کشا ہر نیا نقشہ جمایا جائے کوچہ جانان میں جا کر غل مچایا جائے سرو پر قمری خدا ہر گل پہ بلبل باغ میں</p>

گرمی خورشید اگر ہوئی قیامت میں تو
 صفحہ ہستی پہ برسوں بھی نہ تو کیا رہے
 صبر و طاقت کو بھی عدول آنا ہی ضرور
 خواب میں ہو کر نظر آیا یہ وہ لیلیٰ جمال
 دیکھ کر محفل میں ہو کر ہنس کے فراتے ہیں
 مرنے دم تو دو دو بیٹا تم کفن کے واسطے
 کاسہ گر بعد فنا بھی سیکشی کا شوق ہے
 آج کی شب مجھ گدا کے گھر میں آیا ہو وہ
 نام کے گھر سے بچائے نیند آجائے اسے
 منبرہ خط دیکھ کر لکلی ہے میرن سے جا
 خوش خرامی کا چلن تجھ میں کہاں کہاں دیکھا
 نرگس میگوں دکھا کر مست زائد کو کرو
 یہ تقاضا کون اٹھا جا رہینگے دیر میں
 پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر میں بھی آکھی

در نہیں سر پر ترے رحمت کا سایا چاہیے
 نام اپنا آپ لکھ لکھ کر شایا چاہیے
 ناز معشوقان عالم کے اٹھایا چاہیے
 چلے جا درخبر مجھوں پر چڑھایا چاہیے
 شمع کے بدلے کسی کا دل جلا یا چاہیے
 آخری پوشاک بھی ہو کر چھایا چاہیے
 خاک سے ہیر کوئی ساغر بنایا چاہیے
 اور بے پرمایہ کی چادر بچھایا چاہیے
 کوئی انسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے
 سبز چادر میری مرقعہ چڑھایا چاہیے
 یار کی رفتار کا انداز اڑایا چاہیے
 ہر ہلکے دامن میں بھی دھبہ لگایا چاہیے
 شیخ کتنا ہی کہ سکے کا کرایا چاہیے
 کوچہ گردی کے چلن اسکو سکھایا چاہیے

شہر میں بدنام ہو جاؤ گے تم صہد رابھی

کوچہ محبوب سے بستر اٹھایا چاہیے

مہیبت میں دلوں چھنسا کر چلے

ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

<p>چمن سے وہ یوں مسکرا کر چلے جب آئے وہ محشرِ بیا کر چلے ہزاروں گریبان ہو چاک چلے نہ بھونیکا رنج آنکا ہنگامِ نزع وہ دشمنِ مین بہتو مین آنکے دوست ہوا بجز خطا کوں ہم سے ثواب شگفتہ ہوئے آنکے آنے سے گل نکلتی ہر دے کہ در میں آہ مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی چلا قسطنطنیہ تیرے حشی کے ساتھ اگر آئے گو نرغریبان میں وہ رہی خیمش لب دمِ فاتحہ دوا در دل کی کمان چند روز</p>	<p>کہ بھولوں یہ بجلی گر کر چلے کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے وہ اسطرح دامن اٹھا کر چلے یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے سین گریبان اور دعا کر چلے جہان میں ہم آئے تو کیا کر چلے چمن میں وہ کارِ صبا کر چلے ہوا اسطرح خاک اڑا کر چلے کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے سوارسی میں جس طرح جا کر چلے تو مدت کے مردِ جلا کر چلے کہ اعجازِ عیسیٰ دکھا کر چلے تماشاے دارا لشقا کر چلے</p>
<p>نہ رحم آئے یا آئے صفدر کھنیں جو کچھ حال تھا ہم بنا کر چلے</p>	
<p>جو طے تمہیں کہیں راہ میں تو کہو یہ بات نسیم سے کہ دماغِ تازہ کرے مرا کسی گلبند کے نسیم سے</p>	

اگر مشکِ کشتا ہوں حضرت مشکِ کشتا صفہ
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل مشکل سے

رنگ بہلے ہوئے وہ گلشنِ عالم میں رہے
سرِ ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہ ہوئی
مرضِ عشق کا کھا آبِ دم تیغِ علاج
قربِ بختِ محسوس کا بختِ محسوس کو ہونا ہر پسند
نہ ہوئی جوشِ جنون میں کبھی اتنی بھی تیز
دماغ وہ دماغ ہر جو سینہ یعقوب میں ہو
کبھی بیہوش کبھی ہوش میں ہوتا ہر دل
رات دن کھٹے چلے جانے میں اجابِ غریب
دل پر سوز کی قسمت کا سارا چکے
وہ بھی دلی لے لے کہ آئینہ جاناں ہو یہ دل
تمہیں مطلب ہر ہمیں اور کسی سے کیا کام
دخل پاؤں جو وہاں حشر کو بینِ دامن
بیوفاتسا جہان میں نہ وفادار کوئی
دلی کی الجھن مگر پہلو میں جو دیکھی تو کہا
وہ مردان نہ کر اب فیض کی ایسی بیخبران

خندہ گل میں کبھی اگر یہ شبنم میں رہے
ہم تماشا سے رخِ قاتلِ عالم میں رہے
ہم تلاشِ نفسِ عیسیٰ مریم میں رہے
پاس کیوں کے نہ میر دل پر غم میں رہے
دکو ہم دھوپ میں یا راکو شبنم میں رہے
اشکِ ہر جو دیدہ آدم میں رہے
اسی عالم میں ہے یا اسی عالم میں رہے
ایرِ فلکِ روزِ کمانک کوئی ماتم میں رہے
بنکے جگنو جو کسی شبِ تری محرم میں رہے
ہاتھ شانے کی طرح گیسو پر خرم میں رہے
رہیں ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم میں رہے
عالمِ آبِ یقین ہر کہ جسم میں رہے
آپ ہی قل کیا آپ ہی ماتم میں رہے
بھیرو آ کے مرے گیسو پر خرم میں رہے
گفتگو کی جگہ ہمتِ حاتم میں رہے

آپ میں بخود عشق سے لے گئے ہم	رہے عالم میں گراور ہی عالم میں رہے
دل مجسم بن رہے دیدہ برہم میں رہے	علم عشق آئے تو رہنے کو میں دکھ ہند رہے
<p>زمین میں آکے چھپے جنکے ہم تباہ ہوئے تمام شب تو رہے ہم سے ہم بغل دم صبح وہ آئے ہیں سر تربت تو ناز کتنا ہے مقابلے میں مگر کیا رقیب ٹھہرے تنگ طلب جو آئے ہوتا ہے دیکھے لیکن ہمیں ہر تو ہی جہان سے گذشتنی از شمع ہے جو راہ میں کل ہمو حضرت زاہد جو روزِ حشر پڑی عاشقونہ اسکی نظر چمن میں بھول جو سب خیموں کی صورت سنا نہ گردشِ بیل و نہار سے ہم کو ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا جہان بچھے نظر آتا ہے اک پریشانہ دیرنگے تیرگی گور سے وہ کیسا وعظ کہاں یہ چال بھی طاؤس کی بکبت کی لگے</p>	<p>ہزار پرہیز رہا فائے کو آئے ہوئے جاسے بیٹھے ہیں دامن میں نہ چھپا ہوئے حضور خاک سے دامن را اٹھائے ہوئے ہزار بار یہ میرے ہیں آزماتے ہوئے حضور ہم سے بھی آنکھیں ذرا ملا ہوئے قضا کی ہم بھی بیٹھے ہیں لٹکائے ہوئے بغل میں شیشہ مچھلی تھے اک باہوئے کہا کہاں تھے یہ نلکے ٹٹے مٹائے ہوئے یہ کسی تیغ ادا کے ہیں خم کھائے ہوئے ہم اپنے دیکھے ہیں امی آسمان تباہ ہوئے جو اپنے تھے ترے ٹٹے سے سب پرکھ ہوئے پری جمال جو آنکھوں میں ہیں سما ہوئے شب فراق کے صدمہ ہیں جو اٹھا ہوئے تری خرام کے انداز میں آواز کے ہوئے</p>

کبھی تو جھانک کے غرنے سے دیکھو کہ بچے کو	غریب بیٹھے ہیں کچھ چادرین بچھا ہوئے
وہ تیرہ روز ہوں میرے سیاہ خانے میں	چراغ دونوں میں شمس و قمر بچھا ہوئے

کسی کے گنگ خفا سے ہر چور شیشہ دل
نہ پوچھو حال کہ صدف میں چو کھلے ہو

رکے وہ نہ ہکو برا کہتے کہتے	ہوا خشک نہو یاں بجا کہتے کہتے
جواب یک بھی اُن سے سیدھا پایا	زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے
بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا	نفا تھک گئی مرجا کہتے کہتے
نہ کا نو کو مہلت نہ ہو ٹھوٹو فرست	ہراستے سنتے بھلا کہتے کہتے
جو کھا خوف ہو کو تو کی گلی میں	گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے
غضب ہو کہ دین گایاں کے نہ ہو پر	جو وہ پیٹھ پیچھے برا کہتے کہتے
رقیب آگیا ناحق سوقت یا راز	وہ چپ ہو رہے ماجر کہتے کہتے
اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا میں	ہم اُن کی سود کو بلا کہتے کہتے
سنا کر انھیں حال دل بوسہ مانگا	یہ ہکی زبان ماجر کہتے کہتے
فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا	ہوا ختم رذر جزا کہتے کہتے
دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہمن	لگے پڑھنے قرآن کتنا کہتے کہتے
نہ سمجھا یہ دل در در صاف زما	تھکے ہمتو خدا صفا کہتے کہتے
یہ کیسے کہ مجنون کہا کیا سمجھ کر	نقطہ تم مجھے متلا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل میں ہے صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفیٰ کہتے کہتے

<p>صفدر کبھی رخِ جانبِ نیا نہ کرینگے مر جائینگے پر شکوہ بیجا نہ کرینگے کس رُزِ شنائے رخِ زیبا نہ کرینگے جو درِ دینِ لذت ہے کمانِ ہر وہ دور آبِ دمِ شمشیر کا شتاق گلا ہے بھیجے گا اگر بہرِ طلب جو رکھو رضوان عریانِ بدنی اپنی جسامتاً جو ہم کو سودائی ہیں پر چاک گریبانِ ہر نفرت قبرِ دہن پہ جو تم آؤ گے یوں فاتحہ پڑھنے ستھ دیکھیں ہم اور غیر و نکو و دُغیر جو تم دلِ شوق سے لوہے سے یہ ہر مالِ تمھارا دشوارِ حفاظت ہے شرارت سے تہوں کی غیر و نکو جلانے کو مرے وہ مگر آگے تن پر تمھارے سر پہنے دیا تیغ کے نیچے جا بیٹھیں گے اغیار کے پہلو میں اٹھکر</p>	<p>گھڑا رفسو نگر کا تماشا نہ کرینگے آزِ ردگی یا رگو آرا نہ کرینگے کس شبِ صفتِ زلفِ چلیا نہ کرینگے منت کشیِ حضرتِ عیسیٰ نہ کرینگے ہم پیاس میں مٹھ جانے پر یا نہ کرینگے اُس کو چے سے جنت کا ارادہ نہ کرینگے لکھنے خطِ آنکو تو لیا فائدہ نہ کرینگے ہم فاشِ خون کا کبھی پردا نہ کرینگے مردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے یہ تنگ کسی طرح کو آرا نہ کرینگے کھاتے ہیں نسیم ہم کبھی دعوہ نہ کرینگے کیا کیا نہ کیے شرابھی کیا کیا نہ کرینگے اچھا جو کہیں گے تو کچھ اچھا نہ کرینگے فانِ خ ہوے ابودہ قافا خانہ نہ کرینگے کچھ پاسِ سرِ بزمِ ہمارا نہ کرینگے</p>
---	--

بیوجہ نہیں بام پہ چڑھ کر یہ اترنا ہم آپ ہی صحبت میں نہیں کیے قابل مر جائینگے ہم درد کی لذت میں ٹر پکر رسوائی محبوب نہیں شانِ محبت	کس کیلے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے در بان تیرے شکوہ بیجا نہ کرینگے ٹھکانی ہے یہ دل میں کہ مداوانہ کرینگے ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے
--	--

مستِ مر افقتِ بینِ ہمیں محو کر کیا کام
صدفِ رطلب سا غر و غنا نہ کرینگے

آنکھوں میں ادا پھرتی ہے ہر بار کسی کی ٹڑپاتی ہے بجلی کو بھی رفتار کسی کی نچتے بھی جو گلگشتِ چمن میں کوئی چٹکا سو توں کو جگا دیتا ہے ٹھکارے وہ چلنا پھر باغ میں آتا ہے کوئی رشکِ سیجا خونِ شہد ارنگ دکھایگا بے مستہ ر اٹھو رنگا نہ میں رقیامت سے بھی جتنک قاضی ہو کہ زاہد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو جلاد گر تباہی جو خنجر کو گلے پر پھولوں کی طرح ناز کرے بادِ بہاری کمدے کوئی قاتل سے کہ مہرِ سرے	دل چھنے لیے جاتی ہے رفتار کسی کی چمکی ہوئی ان روزوں میں تلواریں کسی کی یاد آگئی وہ شوخی گفتار کسی کی مردوں کو جلا دیتی ہے رفتار کسی کی مشتاق ہے پھر نہ گس بیمار کسی کی پوشاک رنگی جاتی ہے گلزار کسی کی سن لو رنگا نہ بازیب کی جھٹکار کسی کی کچھ اصل سمجھتے نہیں میخوار کسی کی یاد آتی ہے رہ رہ کے وہ مکر کسی کی جائے جو سواری سوئے گلزار کسی کی اک لاش بڑی ہے پریں دیوار کسی کی
---	---

<p>وان غیر کے گھر عیش میں ہو گا کوئی مقدر کس ناز سے گلزار میں ہیں آج خرامان</p>	<p>یاں کتنی ہر حسرت میں شب تار کسی کی سکھی ہر چکروں نے بھی رفتار کسی کی</p>
<p>حورون میں تو آیا ہوں گر یاد ہر مقدر وہ ناز و انداز وہ گفتار کسی کی</p>	
<p>ہاں یہ کیا طلسم کر دید بھی ہر حجاب بھی نور و ضیاء میں ہر شل ماہ بھی آفتاب بھی یاری بخت چاہیے نرم طرب میں کیا نہیں پائون یہ میں جگر پڑا نرم میں ہنسکے یہ کہا وصل تو بار سے ہوا دھجہ گر ہوا سلی کہا انگو صبا یہ کو پیام آپ کا انتظار ہر بحر جان کی دیکھ لین سیر ذرا ہم از فلک بتیہ ہی ہو چک گیا نام خدا یہ روکار دیکھ کے پیر در سے تم کو یہ جو ہو گیا ہاں گئی وہ کم سنائی کی تیز کچھ انھیں اہل وطن کا کب خیال طول سفر میں ہر مہین گر کسی بات کا جواب میں نہ دیا کہا کہ دا ہو کے خفا جو میں چلا ہر دم اسکے یوں کہا</p>	<p>مٹھ بھی دکھارے ہیں چہرے ہر نقاب بھی چہرہ صاف کا تر پر ہر کہیں جواب بھی سینچ پہ ہر کباب بھی شیشے میں ہر شراب بھی خیر ہر ہوش میں کہہ کر کچھ ہر کچھ حجاب بھی آنکھوں میں اشک ہیں ہی دلوں میں اضطراب بھی باغ بھی ہر شراب بھی سبزہ بھی ہر حجاب بھی وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حجاب بھی ماہ بھی جس سے ہر جمل منفعل آفتاب بھی ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہر کتاب بھی اب نہیں دیتے وہ کبھی دوسے علی حساب بھی اب کبھی دیکھتے نہیں آنکھوں میں خواب بھی شکر خدا سے پاک کا اتنے ہو حجاب بھی جائیے جلد جائیے یاں سے کٹے عذاب بھی</p>

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ عا ہر خدا	صبح عدم میں چھپ ہے نکلے نہ آفتاب بھی
<p>صفدر اسے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر میں موج نسیم صبح تھا کیا گذراں شباب بھی</p>	
<p>دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی کبھی طبع ماہر نہ گئی روح تن سے جدا ہوئی لیکن رعب قاتل سے خون تھا جو سفید کب نہ اچھو بیسہ یا رہوا باتین میٹھی ہمیشہ کین اُسے کب نہ کی جار حد میں اُسکی تلاش نہ پچی نظریں ہمیشہ اُنکی رہیں خم کے خم پی گئے مگر دل سے ننھ میں آتا ہر جو وہ کتنے ہیں شوق و شہدے کی کمی کس دن ہم بغل میں ہوا تھا کس گل سے مر کے غزلت نشین رہا میں فقیر ہر چہ میں پھرے ہر گنگ نسیم</p>	<p>مرتے مرنے یہ خویہ بونہ گئی راستی نام کو بھی چھو نہ گئی حسرت وصل دل سے تو نہ گئی جھٹ وہ تیغ سرخرو نہ گئی بلند بھسمر مچ رہے گلو نہ گئی کج ادائی کی دلسے خونہ گئی کب نظر اپنی چار سونہ گئی کبھی شرم و حیا کی خونہ گئی خواہش سا غروب سونہ گئی ہر زبانی کی ہاسے خونہ گئی آہ کب تا مقام ہو نہ گئی عطسہ کی پیروں سے بونہ گئی خاک اڑاڑ کے کو بونہ گئی لالہ رویوں کی جستجو نہ گئی</p>

<p>مہ جبینوں کی آرزو نہ گئی پی کے جب تک مرا ہونہ گئی کھینچ کے کس دن رگِ گلو نہ گئی مرے مرتے یہ آرزو نہ گئی سالہا سال اُسکی ہونہ گئی ایک دن ہر شست و شو نہ گئی ابر تر کی کب آبرو نہ گئی</p>	<p>داغ اٹھایا کیے یسکن نہ بچھی پیاس تیغِ قاتل کی واہ رے شوق تیغِ قاتل تک نزعِ مین وصل کا خیال رہا تیری چوٹی سے ہار جو پٹسا رہی اُجلی تباہِ عریانی میری آنکھوں سے سانا کر کے</p>
<p>اور سب خواہشیں گئیں صفدر نہ گئی اُسکی آرزو نہ گئی</p>	
<p>مارا دل مجروح کو ترپا کے کسی نے مارا تجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے پرسا بھی کسی دن نہ دبا آ کے کسی نے بالین پہ کسی بات جو چلا کے کسی نے زندہ نہ کیا پاتون سے ٹھکرا کے کسی نے پھینکا اسے کیا سنگ پہ جھٹلا کے کسی نے پاس اپنے بھایا ہمیں بلوا کے کسی نے کیا کیا نہ تھکا یا ہمیں دُور کے کسی نے</p>	<p>مرے رہے ہم لی نہ خبر کے کسی نے زیبا ہر پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن دل مردہ ہو پلو میں مرے کوئی نہ سمجھا یہ ضعفِ مرض ہو کہ آسے صویرین سمجھا اقتادہ سر راہ رہی لاشِ ہماری شیشہ دل نازک کا جو سوکھڑے ہوا ہو صد شکر کہ اب دور ہوئی دہلی کدورت دیدار کی امید کسی دن نہ برائی</p>

<p>لائیئے کسی رز وہ تشریف ادھر بھی ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اتارا کیا صاحبِ غیرت تھے ترے کشتہ الفت کیا کہیے کہ کس دم مصیبت میں بھیا یارانِ عدم بھی تھے عجبُ عدہ فراموش آجائیں جو اغیار تو کچھ مجھ سے نہ کنا ہرگز نہ اٹھائی نظر آئسہ ہر دیکھا</p>	<p>اتنا بھی تو مردہ نہ دیا آ کے کسی نے غازی سے رخ صاف کو چمکا کے کسی نے احسان اٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے دل کا کل پر پیچ میں الجھا کے کسی نے رکھا نہ ہمیں یاد وہاں جا کے کسی نے چپکے سے کہا دن مجھے سمجھا کے کسی نے محفل میں مجھے سائے بھلا کے کسی نے</p>
--	--

<p>دور در بھی صفہ کسی صورت نہیں تھی اسدِ رجب بگاڑا انھیں سمجھا کے کسی نے</p>	
---	--

<p>ہر دل میں ہو آرزو تمھاری بیل کو ہو آرزو تمھاری یوں زیر قدم نہ دل کو پیسو بجلی جو چمک کے چھب گئی یا چلتی ہو زبانِ چھری کے ہند کرنا ہو کسی سے کوئی باتیں ہر گل کو چمن میں بنے سونگھا مٹی مجھے دینے تم جو آتے</p>	<p>ہر لب پہ ہو گفتگو تمھاری ہر گل میں بسی ہو تو تمھاری پس جاے نہ آرزو تمھاری یاد آگئی مجھ کو تو تمھاری کیا تیرے گفتگو تمھاری سنتا ہوں میں گفتگو تمھاری پائی نہ کسی میں تو تمھاری مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری</p>
--	--

<p>کیون و صوم ہر چار سو تمھاری الجھی ہوئی گفتگو تمھاری پھر کے نہ رگ گلو تمھاری پھیلی جو چمن میں بو تمھاری گر جائے گی آبرو تمھاری</p>	<p>دیکھا نہیں ایک نے بھی تم کو سلجھ جانے میں دلی گتھو نہ کو اس تیغ کو بسملو نہ دیکھو پھولوں کو صبا نے بھی نہ چھو آن دانتوں سے موتیوں نہ بچھو</p>
<p>بوسہ جو یادہ ہنسکے یو لے صفدر یہ بُری ہو تو تمھاری</p>	
<p>انکی محفل سے نہیں مہتو نکلنے والے اد مجھے ناز کی ٹھوکر سے کچلنے والے ہم بھی بے شریے سرگز نہیں نکلنے والے اپنے دل سے نہیں زبان نکلنے والے اک در اکھرو کہ ہم بھی تو میں چلنے والے خبر آئی ہو کہ منھدی میں نہ ملنے والے ایسے فقرے نہیں عیار سے چلنے والے قول سے ہم نہیں اتر کر بہلنے والے آن زبان سے نہیں کتنے جو میں چلنے والے تیرے نالوں سے نہیں میں یہ کھیلنے والے</p>	<p>شمع کی طرح جلیں رشک سے جلنے والے جگر و دل میں ترے ساتھ ہی چلنے والے تیغ لیکر جو وہ گھر سے میں نکلنے والے تیری فرقت میں ہزار آنکھ سے آنسو میں فاطمے والو عدم جانے میں جلدی کیا ہو چاہیے میں بھی چلوں دیدہ پر خون نکلا حال دل لاکہ کہوں اس سے وہ کبشتا ہو سر جو دینے کو کہا ہو تو مقرر دین گے ساتھ پر دے کے خاموش ہوئی شمع سستی شمع رو رکھتے ہیں تپھر کا کلیجا اس دل</p>

گھر سے قافل کے نکلنے کو سینہ تو عاشق چشم پوشی ہر دم نزع مروت سے بعید صور پھونکارے نالوں کی قیامت آئی تسخ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہر دقن عارض محبوب کے باندھوں مضمون چارہ گرد کے سے کئے ہیں کین تخت جگر نظر آیا کوئی معشوق جان لوٹ گئے	بہت آنکھوں سے بہت سر میں چلنے والے دیکھتا جا میں او آنکھ بدلنے والے مرد قبروں میں دم بھریں نکلنے والے اپنے یوزر میں اور ترک بدلنے والے وہ کمون شمع جہوں پھوپھنے والے اشک بن بنکے نکلنے میں نکلنے والے نہیں دیکھے دل نادان کے پھلنے والے
--	---

منزل رہبرین وقف ہو تو اتنا صہر
بھیر میں جیسے ٹھہرتے ہیں چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہر الفت کسی کی حسین سیکڑوں میں مانتے ہیں لیکن دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہیں اسپر پڑے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پر مصیبت میں دیتا ہر کب ساتھ کوئی وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر اٹھائے جو کہ غنم جھسہ تیرا ابھی جان دیتا میں فرقت میں لیکن	کہ آنکھوں میں پھرتی ہر صورت کسی کی ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی کبھی ایسی دیکھی ہر ہمت کسی کی کہ ہر انہیں کچھ کچھ شباہت کسی کی نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی کسی کو لگی ہاتھ در دست کسی کی مری طرح کیا ہر یہ طاقت کسی کی کروں کیا نہیں ہر اجازت کسی کی
---	--

<p>ہمارا ہر پیر معنان پیر و مرشد زرداغ سے کیوں نہ خوش ہو طبیعت جسے وصل کہتے ہیں وہ زندگی ہر ہوے ہیں وہ صبح شب وصلِ خصلت جو دیکھا تجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہر وہ بولے یہ تھا کشتہ شوقِ میرا</p>	<p>کرین کس لیے جا کے بیعت کسی کی کہ شمع ہیں ہم بھی بدولت کسی کی اجل ہر زمانے میں فرقت کسی کی خبر کیا جہان سے ہر رخصت کسی کی ہوئی ہر نہ ہوگی یہ حالت کسی کی جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی</p>
<p>نہیں دل تمھارا جو قابو میں صفدر معتبر ہر تم کو محبت کسی کی</p>	
<p>اس گھوٹن آج جمع ہیں مہمان نئے قتل میں کیا کھلے ہیں گلستان نئے دامن نئے ہیں گریبان نئے دیکھا کیا میں خواب پریشان نئے غم سے کروں مجھ سے مزہجان نئے چلاب دکھائیں جگہ سیابان نئے بربادیوں کے میر ہیں سامان نئے ہر روز بے لے جانے ہیں ربان نئے چلتا ہر وار خیر مرگان نئے</p>	<p>روز وصال دل میں ہیں ربان نئے دیکھو جد صرہیں گنج شیدان نئے آئی بہار پھولوں نے بدھیں پیر بن شب بھر رہی جو یاد مجھے زلف یار کی مدت ہوئی ہر ناز اٹھاتے ہوئے مجھے گلشن سے بچلا ہر یہ کہکر جنوں مجھے سسی لبوں پہ آنکھوں میں سرمہ ہر یار کے ہر اپنے نوکر دن بھی وہ شمع بد گمان کاٹا کبھی جگر کبھی دل میں اتر گیا</p>

ہر فصل گل ہر نمون کیوں داغما دل	چھوہن بلغمین گل دریچان نئے نئے
حلقہ نہیں بناتے ہیں امدول وزلف میں	بننے میں تیرے واسطے زندان نئے نئے
ہر ایک دل ہزار طرح کے ہیں داغ عشم	غنیچے میں ہیں شگفتہ گلستان نئے نئے
آلودن میں تازہ تازہ نکل آئے آبلے	پیدا ہوئے جو خار میحلاں نئے نئے
ہر ابتدا سے عشق میں کیا سیر کا مزہ	وحشت نمی نمی ہر بیابان نئے نئے

دست خون کا پاس ہر صفر کو استفادہ
کرتا ہر روز نذر گر بیان نئے نئے

جوانی میں بہار حسن صورت آہی جاتی ہے	ثمر حسرت گد رانا ہر نگاہی ہے
شباب کی باترقی پر تو بوسوں کی اجازت دی	خدا دولت جو دیتا ہر نعمت آہی جاتی ہے
غضب کی خیر ہو حسن انسان لاکھ بچتا ہے	مگر دل کھینچ ہی جاتا ہر طبیعت آہی جاتی ہے
ہزار اندوہ فرقت کو میں دلیں مضبوط کرتا ہوں	مگر کچھ کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہے
ہر اسان ہونہ ایدل اس قدر دوری منتر	بشریت جو کرتا ہر توطاقت آہی جاتی ہے
سمجھے ہیں کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہے	مگر پھر انکے دلیں کچھ کدو آہی جاتی ہے
تصور سے حسنین کے ہوا تن روح کی صورت	ریاضت طبیعت میں لطافت آہی جاتی ہے
یہ دیکھا ہر طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہوا	ہوئے دو چار حبش شربت آہی جاتی ہے

جب اس کی گرمیاں صفر نظر آتے ہیں عید دن
ہر بن میں آگ لگتی ہر حرارت آہی جاتی ہے

<p>رند ہیں اور اندون خدمت می فروش ہر طعن کی کچھ جگہ نہیں کعبہ سیاہ پوش ہر رتے ہیں بھوٹ بھوٹ کر طرفہ ہو کا جوش ہر روح بھی تن کو ہر گراں سر بھی بال دشمن ہر صوب بھی چمک چکا گردل کا ہی خروش ہر اور بھی کوئی جام دکھ بھی مجھ میں توش ہر قصہ سنینگ اور دن آج تو درد گوش ہر دیکھئے کوئی قتل تاج وہ سرخ پوش ہر شمع بھی میری قبر پر آئی ہر پر خروش ہر کہتے ہیں اب بھی بد گمان یہ کوئی بادوش ہر اتونہ انکو ہوش ہر اور نہ جگو ہوش ہر اشک ٹپک رہیں یاں قلم نم کا جوش ہر</p>	<p>آہ فصل گل ہوئی موسم نا دوش ہر دل جو سیاہ ہر مرا فط گنہ سے و غط آہے میرے بانوں کے کانٹوں سے تلک شست بد نظر جو قتل ہر دیر نہ کیجیے ذرا ہجر میں خشری یا خشری کس حساب میں بد نظر ہر سابقا عالم بخود کی سیر ہر نصیحت آئے میں ناصح اگر تو یہ کہو نشے کے دورے آنکھ میں مچھدی ہر بات پونین مرگ پہ میرے تار کش کوئی نہیں جانیں بادہ کشی کا کام کیا پیسے میں ہتھو خوں ایک ہی جام وں سے دونوں طرف ہر بخودی نہر جن پیکشی غیر کے ساتھ ہر وہاں</p>
--	--

صفدر رختہ جان کی قدر آگے چاہیے ضرور

ایک ہی جان تیار ہر ایک ہی سرفروش ہر

<p>اگر جان جائے تو جائے بلا سے بہت جلد ہر کوچ دار فنا سے مرے یا جیے کوئی میری بلا سے</p>	<p>لگا یا ہر دل اُسکی زلف رسا سے یہ ظاہر ہر ہر دم جس کی صدا سے مرا حال سنکر کہا کس ادا سے</p>
--	---

<p> مراد و دل بڑھ گیا اس دوا سے اسی بت کا سائل میں ہوتا خدا سے بھرا ہر یہ ساغر شراب صفا سے کچھ آج اور آتی ہر خوشبو صبا سے مری جان لینے یہ جھوٹے دلا سے شب وصل آنکھیں چرا کر حیا سے نہیں کہ کے منہ پھر لینا ادا سے </p>	<p> تڑپ وصل میں جبر سے بھی ہر دہنی رسائی اگر عرش تک میری ہوتی کہ درت نہیں نام کو اپنے دل میں گر آتی ہر اُسکے کو چہ سے ہو کر لگا دٹ تری خوب میں جانتا ہوں تماشا تھا وہ کو سنا اُسکا مجھ کو ستم ہر حجاب اُنکا ہنگام بوسہ </p>
--	---

غضب ہر یہ بیماری عشق صفدر

نہ صحت دوا سے نہ حاصل عا سے

<p> کشمکش جان زار دیکھے کب تک رہے آبلہ دل میں خار دیکھے کب تک رہے سینہ ہمارا فگار دیکھے کب تک رہے پیرہن تازہ دار دیکھے کب تک رہے اپنے گلے کا یہ ہار دیکھے کب تک رہے باغ میں فصل بہار دیکھے کب تک رہے تیرے کلیجے کے ہار دیکھے کب تک رہے جن ترے سر پر سوار دیکھے کب تک رہے </p>	<p> ہر ہی زلف بار دیکھے کب تک ہے کاوشِ مرگان بار دیکھے کب تک ہے ہجر میں یہ خار دیکھے کب تک رہے تیزی دستِ خون اور ترقی پہ ہر طوقِ گلوگیر سے تنگ ہیں ہم قید میں ہمت پھنسنے آگے دام میں حیا کے کرتے ہیں ہر تہ وہ ہم پر غضب کی نگاہ غصہ اُترتا نہیں ایک گھڑی ای بری </p>
--	---

<p>گلشنِ عالم میں ہر گاہ خوشی گاہ رنج تیغ وہ کھینچیں کہیں ہر وبال بدن خاک میں مل سلگئے آنکلی کدوڑ سے ہم غیر سے ہر یار کو ربطِ بہت اندرون سینے میں دم بھر قرار دلو نہیں ہجر میں جیتے ہیں پرتنگ ہیں تنگی عالم سے ہم قابِ خاکی سے روح اپنی نکلتی نہیں تابِ نظر تک نہیں ہو گئیں آنکھیں سفید ڈوب چکا سب جان پر ہر وہی خوش شک انجمنِ یار تک اپنی رسائی نہیں</p>	<p>دورِ خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے دوش پر اپنے بہ بار دیکھیے کبتک رہے یار کے دلیں غبار دیکھیے کبتک رہے پہلو سے گل میں یہ خار دیکھیے کبتک رہے یہ فلق و اضطراب دیکھیے کبتک رہے گور کا ہمہ فشار دیکھیے کبتک رہے گردِ دین یہ شہسوار دیکھیے کبتک رہے روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے دیدہ تراشکار دیکھیے کبتک رہے انجمن کا دان اختیار دیکھیے کبتک رہے</p>
<p>حسن بہ منور درین اپنے وہ صفِ ہریت آئینہ اُسے دو چار دیکھیے کبتک رہے</p>	
<p>گل سے شبنم بنا دیا کس نے داغِ الفت لگا دیا کس نے ایک عالم ہر آج کیوں بیوش در بدر ہم تباہ پھرتے ہیں چشمِ بیگون دکھا کے ایک نظر</p>	<p>ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے نقشِ ہستی مٹا دیا کس نے رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے اپنے در سے اٹھا دیا کس نے جامِ الفت پلا دیا کس نے</p>

<p>دل تو پہلو میں وقت خواب تھا عش جو طاری ہر صورت موسیٰ رات جگنو کی طرح دگو مرے ماہ سے روے بار کتنا ہر شمع کی طرح جلکے خاک ہو صور سے کتنی ہر مری فریاد زلف تیری اگر نہیں بسلی دل جو چھالے کی طرح بچھو بہا</p>	<p>پھر ٹپ کر جگا دیا کس نے جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے چمکیوں میں آڑا دیا کس نے داع تجھ کو لگا دیا کس نے دل ہمارا بچھا دیا کس نے تجھ کو سسر مہ کھلا دیا کس نے مجھ کو بھنوں بنا دیا کس نے کس نے چھیرا رلا دیا کس نے</p>
<p>دل دکھا انکی آنکھ بھرا کی حال صفدر سنا دیا کس نے</p>	
<p>نہیں پروا کسی کو مین گھرے زخم بسمل کے گرین کٹ کٹے عشاق کے قد تو قاتل کے ہوئی ہر کے اٹھ جانے سے محفل مجلس ماتم ہوا بیہوش مجنون دیکھتی ہر جلوہ لیلیٰ حسینو میں سے بیٹھے ہو دیکھا جو شب ہنسنے خود رحمت سے اب رہی رنگ انکی صحبت کا قیامت کی تم بھی ناؤ نے خدا نے خیر کی لیکن</p>	<p>خوشامد پیشہ آئے چوتھے مین ہاتھ قاتل کے لکجائیں آئی معر کے مین جو ہلے دل کے گلے سے شمع کے رو بہ مین پروا جو مل کے پڑے غفلت کے پروا اٹھ گئے پروا جو محل کے نظر آئے تارے گرد ہکو ماہ کامل کے کھڑے رہنے لگے جو بیٹھے دے تھے محفل کے نہما تھم کے گرد دن عرش علی برگیاہل کے</p>

<p>بکھر پھول گلچین کی طرح دہن میں قاتل کے جگہ پائین کیاں اتنی کہ پھیلین ہاتھ سائل کے ہزاروں بھول مر جھٹا جائیں ہر ذرہ کھل کھل کے نہ پھٹکینگے کبھی پیر میں کیسے خضر منزل کے خدا آجاکہ کسیر میں یہ آواز کس سلسل کے آجاکہ باغبان نے اشیائے کیون عین دل کے اجلِ مقول کی محشر میں آئی ساتھ قاتل کے تھکے ماندہ مسافر گئے ہیں پاس منزل کے</p>	<p>ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل بکھلا دیں نہایت تنگ ہیں دل مسکون کے اس زماں میں ہو کے بے بہا تپتی چلی ہی کر کیا گلستان میں اسی شے پہ چلتے ہیں جدھر دل راہ دیا ہے نور بھی قید کی بند سے بکھرا نہیں ہم تو کوئی نقصان نہ تھا ہر صبح نئے مفت سنتا تھا خدا کے روبرو تانوں حق کی شہادت دے بہت نزدیک ہی ہم عاشقوں کو چہرہ جاناں</p>
<p>فراقِ یار میں کیسی رفاقتِ دل نے کی صفدر دہی ہر آشنا جو کام آئے وقتِ مشکل کے</p>	
<p>جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے</p>	<p>فرح حاصل ہو گیا کیا پروردگارِ دل کے وہاں ختم ہوئے ہیں شہرِ قاتل کے چمن میں سیر کی جا کر لگا دشت میں چکر قصا کشت و خشت وہ ہر خار و گیلاں کے نہ پہونچے عقل بھی حجابِ ماہر و نیا میں شہنشاہ کبھی مجھوں سے صحبت تھی کبھی فرما دے بیابان کو ہر شہر گلشن سب برابر تھے</p>

<p>گلے میں تن تیری بانو میں ہاتھ نہیں ٹکڑا بزرگ برق تیرا ہوشال رعد گر جاموں پڑے تلوہین چھا اور چھانوں میں جھبے کاٹے جو اپنے تھے وہ برگا جو بیگانے تھے وہ اپنے تماشا دیکھتے تھے جہین حشت کے عالم میں نہ سرکا ہوش تھا ہمو نہ بانو کی خبر مطلق عجب عالم تھا جس میں زمین آسمان یکساں</p>	<p>خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے</p>
<p>ترکین شو شین صفدر نے کین حشت میں کیا کیا کچھ</p>	<p>خون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے</p>
<p>ابناوٹ کے ہیں طو سارے تمھارے حسینو ہوا ہکو افشان سے روشن نہ ہو عشق ایسا نہ ہو حسن ایسا کہان لالہ دگل میں ہیں نگا بسے چلو زائد و بیکدے میں بھی لک دن چڑھایا ہوا غبار کو تینے سہ پر نہیں کوئی واقف یہ جاننا ہوا بجایو جو رشک آنے سے ہو ہجو</p>	<p>بگر جائیگی اب ہمارے تمھارے کہ چکے ہوئے ہیں تارے تمھارے جہان میں ہیں شہر ہمارے تمھارے عجیب گل ہیں پیار پیار تمھارے اگر راہ دین استخارے تمھارے خدا انکو دل سے اتار تمھارے کہ چھریان ہیں اسکو اشار تمھارے میسر میں اسکو نظارے تمھارے</p>

شکر رنجیان ہوں ہمارے تمہارے نہوتے جو انکو اشارے تمہارے	تماشا ہر لین غیر بوسے لبوں کے بھلا غیر کیا ہے آنکھیں ملا تے
اداسے شب وصل بولے بگر کر بنے گی نہ صفہ رہا رہے تمہارے	
آئے تھے درد و رنج اٹھائے اٹھا چلے چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے مستفوں کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے یار بچپن میں آج کچھ ایسی ہوا چلے کہتے ہیں ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے حداد کا بھی کام کہیں یا خدا چلے ظلمات کی طرف کوئی میخوار کیا چلے یار جب کسی کی اس بت کا فرستے کیا چلے سایہ سے کہدو ساتھ سے میرے جدا چلے بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے محروم تیرے دستے ہم ایو ہونا چلے منفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے پتھر تری گلی میں صنم بارہا چلے	محفل سے ترے ادب نا آشنا چلے جس روز سوسے ملک عدم قافلا چلے کیونکہ میں نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے اُس گل کو لائے آپ اگر ہو شوق کہتا ہوں جب میں چلتے ہو گلشتِ بلخ کو آئی ہمارا اہل جنون پنہن بٹریاں امو خضر سیکدے میں بھی آپ جات کر چالیں ہزار آتی ہوں جسکو فریب کی درکار ہمسفر نہیں کچھ راہ عشق میں کس طرح عاشقوں کی نہ مٹی خراب ہو تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی دنا مارا گیا رقا بت خسرو سے کو بہن کیا کیا گلے کروں کہ میں دیوانہ جب گیا

<p>ابھیکدے کو ساتھ ہمار چلا چلے خیر ہوا کیلئے پناہ داک جدا چلے ابھیکدی کرے جو پاؤں کی طاقت نہ داک چلے کسا تازہ تازہ سیکو میں شکوہ خدا چلے اسے جو وہ جن میں نیا گل کھلا چلے اس بگڑے ثبات میں کیا اسے کیا چلے امان کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے کمد و فلک سے چال تیر تیرا چلے تیغ ستم چلے کبھی تیر چہ نما چلے بیٹھے ابھی ہر نہ پہ جو تیر دعا چلے پھر وہ ہم پہ در و دالم کا بٹھا چلے اسچلے سیکدے کی طرف پار سا چلے</p>	<p>چاہے جو خیر جان کی تو پیر خانہ شاہ تیروی چوڑا سیکدے کیلئے گاہیں چلے گو تیرس چلے ناقدہ کیلئے سیکدے چلے تیرا سیکدے سیکدے زون کا ہوا چلے گل کیلئے تیرے پھر گئی بلبل کی آنگہ چلے نسل جاب آتی ہی اسنی میں ہست چلے مذکور تیر خفا چلے ان میں ہر غضب چلے مالوں سے بھونک دیکھتے ابھی تیر چلے بسمل ہوا میں ارد گرد گانگے عشق میں چلے تیر خیمہ عالم پیریا میں ہر کمان چلے آکر تو خوش کیا تیرا تیرا تیر تو چلے ابھی ہمار میں ہر عجبہ دورہ تیرا چلے</p>
--	--

قصہ مرچون کے بزم میں آنا نہ تھا بھین

بیٹھے بٹھا سیکے ظلم ہزاروں اٹھا چلے

<p>بہو نچا دیا ہر دل نے کمان کمان بھگے اس جو خوش کا کوچہ ہر باغ جنان بھگے دھوڑے زمین تلاش کرے آسمان بھگے</p>	<p>لایا مکان سے مژدہ لامکان بھگے رضوان ہمار جہت سیماں بھگے رہبر تو تو ایسی جگہ لیل ای جنوں</p>
--	--

مجمع ہر سرگردین کچھ بولتا نہیں
 کہنے کو کون جاسکے ہر دور و دراز راہ
 عیشِ جہان سے کام نہ لےجہاں سے کام
 ابھی تو ہر طرح شبِ فرقت گزرتی
 چو نہاد کش کو چاہیے چھوڑین نہ مایوس
 رنجِ خزان ہر زب نہ خوشی ہر بہار کی
 خوشِ جنوں میں کوئی تراشا نہیں
 و کچھ کہ چشمِ کہتے کوئی کیا مری شہر
 میر کر خیالی تھو پیوستہ نعلی سگونی
 ناتوان کو تیر سے کہہ دے میں آؤں تو جھگڑا
 سچہ چھپکے آئے تھو کل میکہ میں شیخ
 طالب کسی جن کا کسی باغ کا نہیں
 یہ صنعت ہر کہ طائر رنگ بریدہ ہوں
 کچھ اور چاہتا نہیں اتنی ہر التجا
 کتا ہوں جب میں اُنسے کبھی او میر گھر

کہنے کو شل شمع ملی ہر زبان سے مجھے
 کافی ہے سجود ہر وہ آستان مجھے
 ہر شل سرو ایک بیاد و نشان مجھے
 آئندہ اس بلا سے خدا دے امان مجھے
 بسیم بچوں پر راہ بین جس کا روان مجھے
 کینج نفس میں بھول گیا آشیان مجھے
 اتنا ہر کھینچے ہر سدا جان مجھے
 فتنہ ہر بتی گھر سے کیا یہ بیان مجھے
 کیا کیا لایا ہر زبانی جان مجھے
 بچا شہرِ غریب تر باستان مجھے
 بیخود بہت جو کچھ نیا آگمان مجھے
 دکھلا دے اُس گلی کی زمین آسمان مجھے
 درکار اس جن میں نہیں آشیان مجھے
 میں جا بجاں کون دیکھیں خستہ جان مجھے
 اُنکھ پھیر کر دے کتے میں زحمت کمان مجھے

لہذا شاہ دستِ لطیف نقی امیر احمد صاحب امیر شاہ کی طرف سے

شاگردی امیر کا صفدر یہ فیض ہر
 استاد جانتے ہیں سب اہل زبان مجھے

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی ہوے بگسوے یار سے
 کہ نہ سونگھوں نکلت مشک بھی جو سیم لاسکتے تار سے
 جو شگفتہ گل ہیں بہار سے رہی سوکھ جائینگے خار سے
 نہیں ایک بلبیل زار سے یہ خبر سنی ہر ہزار سے
 نہ کسی کو چھوئے ہمدی نہ کسی سے محکوم ہو آگاہی
 میں جہاد ہوں شہر دیار سے میں انگ ہوں اہل جوار سے
 شب و نسل طرفہ سمان بندھانہ ادمرادب ادمر حیا
 مجھے دیکھتے تھے وہ ناد سے انھیں دیکھتا تھا میں پیار سے
 گل کا غزی ہوں میں ام صبا کہ ہمیشہ رنگ ہر ایک سا
 نہ کبھی خزان سے فسرده ہوں نہ شگفتہ ہوں میں بہار سے
 میں وہ سبیل ہوں کہ جناب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہو
 دم سیر کوئی ضرر نہیں مجھے پاسے آبلہ دار سے
 رخ و زلف کیسے نہاں ہوے دل دیدہ ہر فن نقانہ
 جو گلے تھے کم وہ کہاں ہوے مرے دو لیل نہار سے
 مرئی آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا میں سب آدمی
 یہ اثری ہو خاک کہ راہ میں بدن اٹ گئے ہیں خبار سے
 جو ہزار نازوں سے تھے پلے پس مرگ خاک میں مل گئے

نہ خبر ہو زینتِ دُریب کی نہ ہو کامِ نقش و نگار سے
 تہ قبر خاکِ بدن ہوے جو لباسِ تھے وہ کفن ہوے
 وہ شکارِ تیرِ محن ہوے تھا جھین کہ شوقِ شکار سے
 کہا اُسے روکے کہ ہو نہویہ وہی ہر صفہ رہتا
 پس مرگ بھی جلی آتی ہو جو صدائے نالہ مزار سے

<p>بچارہ گم ہو گئی کسی ناز بردارِ زمین تھے جب تک تھا عشق کیسے شہرِ بازارِ زمین تھے یاد آیا کہ ہم اس شوخے یارِ زمین تھے خشنِ گیسو دیکو دیکھ کر کہیں صاف قتلِ منہ سکر کیا ہوگا انھیں نے ضرور شامِ ہلو کہی اس برد و مرقان کی یاد واکِ حشر میری میت پر کوئی آتا نہیں اُبتان آئی تو مسجدِ نبیؐ میں شیخِ امام رشک کیا ہلو اگر عاشق تھا کہیں بہت آزمائی تھی کبھی غیروں پہ بھی تیغِ شتم دیکھ تو گورِ غریبان کو پُری ہو جن پہ نجا کیا فقط عاشق تھے قیس و اتم و فراود</p>	<p>عجسی معرنا بھی جسکے بیمارِ زمین تھے ہتھو کیا یو بھی اک اُسکے خریدارِ زمین تھے دیکھتا تھا جھانک کر دوزخِ دیوارِ زمین تھے یہ جوہنِ جالِ ہم انکے گرفتارِ زمین تھے بھول چکے تھے کُلِ کلِ ترکِ گلزارِ زمین تھے جیت مک شیکو گھرے تیر وین تلوارِ زمین تھے پوچھتے ہیں سب یہ نہروئیک دیندارِ زمین تھے جب تک تھی نعلِ گلِ شامِ یو خوارِ زمین تھے مہرِ مین کھون ہی یو کے خریدارِ زمین تھے کیا ہمیں ای قاتلِ عالم گنہگارِ زمین تھے جامہ زینوئیں تھے یا آئینہ خسارِ زمین تھے بڑھکے انسے ہم مین مین جو دان جاہلِ زمین تھے</p>
--	---

آج کیونست ہیں کلک جوشتیار زمین تھے	لڑکھڑاتے جبکے ہم سلسلے بولادہ شوخ
میر تار شک بھی شاید سہارو زمین تھے	پھر گئی تجھ سے نظر اس کلک کیوں ہو گفروش
ایک دن ہم بھی تمھارے برابر زمین تھے	اب ہمیں نخل بہم خاص بن ہوا نہیں
سیکڑو کن دم نہزردن دہے غار زمین تھے	راہ دشت ناک الفت کی بڑی شکل سے ٹر

جھوٹے وعدہ جھوٹی قسم نکالین کرتے تھے کب

وہ جو تمھارا صفدر ہم بھی عیار زمین تھے

کیا بقرار کوئی پہلو بدل رہا ہے	پہلے ہی کیوں جان میں کیسا یہ زلزلہ ہے
جام شراب ساتی جام جہان نما ہے	مستی میں حال عالم مجھ سے نہیں چھپا ہے
ہر گرد با دھوا اک قصہ دلکش ہے	دیوانگی میں حاجت مجھ کو مکان کی کیا ہے
پہلو میں کوئی دلو کا تھوڑے سے مل رہا ہے	پوچھو نہ حال میرا زقت میں اُسکے کیا ہے
میدانِ عشق سے جبکے گے قدم بڑھا ہے	دربارِ قرب حق میں عاشق پہنچ گئے ہیں
ہاں ڈر کر لیٹ جا دل مجھ سے کہ رہا ہے	تلوار میں لگاؤں قاتل کا ہوا راہ
مُنہ تک مرے کلیجا آ آ کے پھر گیا ہے	زقت میں کس سے کیسے حال اضطراب لگا
میں ل سے پوچھتا ہوں ل کچھ پوچھتا ہے	کوچے کا اُسکے اتنا نہیں ٹھکانا
ٹلتی نہیں جو ستر ہرگز یہ وہ بلا ہے	جانی ہے کوئی دل سے زہتِ سیمہ کی الفت
غرنے سے تو نے شاید چہرہ دکھا دیا ہے	بیشوش راہ رو سب بازار میں بچہ ہیں
جب صبح کو وہ اٹھ کر آئینہ دیکھتا ہے	کہتا ہے کوئی مجھ سا آفاق میں نہیں ہے

دست جنوں کا اپنے ادنیٰ پر شعلہا ہے	دامان کوہ و صحرا ہوتے ہیں پر پر پر
تبع اہیل ہے یہ پر زنگ آگیا ہے	کچھ دلی قدر سمجھو کلفت یہ تم نہ جاؤ
کوچے کا اسکے قاصد کافی ہی پتا ہے	ہر خاک خون سے تر لاشے پڑے ہیں ہر جا
پھر دلیں سے کیوں نہ تیرا گزر رہا ہے	شرم و حیا کے سپر چاروں طرف ہیں بیٹھے
کل تم سے اور عدد دئے وعدہ وصال کا ہے	تم ہو ہزار منکر میں خوب جانتا ہوں

آتا ہوا ہے صفدر اشعرى سے حال

ہندوستان میں شہرہ تیرا بھی جا بجا ہے

تمام عمر برائی نہ آرزو نہ دل کی	سنی نہ تھے الگ ہو کے گفتگو دلی
کہ کچھ تو آتی ہے غنچوں سے مجھ کو دل کی	بجا ہے سیر حرم کو جو روز جاتا ہوں
سوا ہوا سینے سے کیوں نہ آرزو دل کی	جگہ ملی اسی مٹی میں اُس کو زانو پر
ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہے گفتگو دل کی	ترپ رہا ہوں مجھے کوئے یا رہیں لیل
تمہیں یہ کہتے ہو مجھ سے بُری ہے خود دلی	تمہیں نے کر کے غایت سے کیا گستاخ
اگرچہ قدر نہ تیرے روبرو دل کی	خدا کا گھر یہ کہنے کی طرح سے اربت
کہاں کر کے کوئی اب جا کے جستجو دلی	نہ آسمان نہ زمین میں نشان ملتا ہے
کردن سلام میں کہدو مجھ سے تو دلی	کمال میں جو ظاہر کیا تو ہنس کے کسا
خدا کرے کہ برائے یہ آرزو دل کی	بسان نشانہ جگر دین چہن گیسو میں
بیاہر حشر شریکیت ہے چار سو دل کی	چھکا ہے صور جو نالے کا خلق نالان ہے

شبِصال گئے ملے مجھ سے کہتے ہیں پرسے ہیں الفتِ مرگان سے پیکرِ وں راخ جو ہاتھ اٹکے مجھ تیری تیغ کا پانی کبھی پیرم سے رکھتے نہیں قدم باہر نہ نکلے گوشے سے جس طرح کوئی گوشہ نشین	کہو تو خوش ہو اب نکلی آرزو دلی نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہے دردِ دلی تو زخمِ دھوؤں گے وں اس شستِ دلی ہمارے دل ہی میں رہتی ہے آرزو دلی اسی طرح سے ہے دل میں آرزو دلی
--	--

اسی نے مجھ کو کیا ہر تباہ امی صفدر
شکایتیں کروں کس کس کی رو بردلی

جانا ہے جلد دہر سے سونے مجھے اے جہنم تنے جہنم کے قابل تو نہیں مجھے مگر شے ہوا جگر جو فسی آہ عندلیب ہر شوق کو ہے بارین تن مثل برگ کا مستی میں گر حرم کو میں آیا تو غم نہیں دم بھر سے فراق میں جتنا نہ اے صنم نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر بار میں اب میری لاغری ہر مری رستہ کا کاسے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو جلاد ایسے شوق سے کٹو اوں میں گلا	دور دن نہ رہنے دگی یہ مہمانِ راجھے کیون زرد رو کیا صفت کمر با مجھے اس نے دیاد دل درد آشنا مجھے یہ چل ترا کے تو ہی اُدھر ای ہوا مجھے ہشیار میکہ میں نہ لائے خدا مجھے مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے تھارند لوگ کہنے لگے پارِ سنا مجھے پانی نہیں ہر دھوٹو رہی ہر نقیاب مجھے سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے تو کیا زبان تیغ کے مر جانا مجھے
---	---

جب سے برہنگی کی ملی ہر قبائے مجھے	قرط خوشی میں جانے سے باہر لگا اچھون
صفدر ز قریب قافلہ میں بھی پہنچ گیا کچھ کچھ سنائی دیتی ہر بانگ دراز مجھے	
گئے جان سے ہمنوا اس دلع پیہ مجھے یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے کہ مجنون کہیں ہونہ محل کے پیچھے ہزاروں میں جھگڑے عنادل کے پیچھے مہ نو ہر تو ماہ کال کے پیچھے غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے توڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے غضب کے بجھڑے ہن قتل کے پیچھے کہ میں اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے نہ کیا کیا کیا میں نے اس کے پیچھے	پھرے سر بکھن برسوں قاتل کے پیچھے تضاتیخ دونوں اسی کی طرف ہیں ہو اتیز ناتہ تو گھبرائی بسلی خیال و خزان خون صیاد و گلہ بین ترقی پہ ہر حسن یوسف سے تیرا خدا دے جو توفیق کسب سعادت دکھائے اگر جذبہ تاثیر الفت نہ سمجھا ہر ناصح نہ سمجھے گا اری دل نمازون کے قصے میں دزد کے جھگڑے بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ کیسو کیا کفر منظور اسلام چھوڑا
ستم ہر جو تم کو گئے کوئی صفدر فصاحت میں سبجان وائل کے پیچھے	
جدھر آتا ہر آندھی کی طرح دیوانہ آتا ہر	دل اپنا ہر پری پکیر بہ متیا بانہ آتا ہر

ترا عاشق تری محفل میں بتیا بانہ آتا ہر	کہ جیسے شمع کی جانب کوئی پروانہ آتا ہر
جہان محفل میں ذکر ساقی ستانہ آتا ہر	وہیں دست سبوت کھائے ہو پیمانہ آتا ہر
ہزاروں حشر میں ہمراہ ہیں لاکھوں تمنائیں	بڑے سامان سے تمپر دل دیوانہ آتا ہر
مقرر ہوئی محبوب اس ہستی کے پرکھ میں	عدم سے جو ادھر آتا ہر بتیا بانہ آتا ہر
نکلنا ہوں سر بازار جب میں صوم ٹرتی ہر	بریر دیوتا شے کو چلو دیوانہ آتا ہر
تراخ انجمن میں دیکھتے آتا ہر آئینہ	بلائیں لینے تیری گیسو و نکی شانہ آتا ہر
صراحی ہچکیان لیتی ہر شاید ہر خفا ساقی	بھڑے آنکھوں میں کی نسو نرم میں پیمانہ آتا ہر
رخ حیران ل صد چاک سے ہر آنکی آرش	تہوں کی نرم میں یہ آنکھ یہ شانہ آتا ہر
خودہ بیگانہ خو سیر جن کو آنکھتا ہر	پسند طبع نازک سبزہ بیگانہ آتا ہر
شہید ناز پر احسان کیا ہر فوٹے اقبال	سر اپنا نذر دینے کو پے شکرانہ آتا ہر
بجھا دیتا ہر دل میں چکر کچھ شمع محفل کو	اگر اُس شمع رو کی نرم میں پروانہ آتا ہر
نظر آتی ہر جب گردوں پہ ماہ و مہر کی گردش	تو ہر کو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہر
کیا کرتی ہر شکوہ بے ملوں سخت جانی کا	زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہر
وہ نیکش میں نہیں چھٹتے قدم فی کے مرکز بھی	ہمارا کاسہ سر بنکے بان پیمانہ آتا ہر

ہمارے درد دل کے کچھ تو دکھلایا اثر صفر

ہر نگاشک وہ بھی آج بتیا بانہ آتا ہر

یہ ابے دریافت ہوتا ہر مجھے کلی گواہی سے | زمانہ وصل کا نزدیک ہر فضل الہی سے

<p> پریخانہ ہر آئینہ تمھاری خوش نگاہی سے صفت فرکان ہے ہر صکر لشکر جہاں سے کہاں کا قصد تھا پہنچے کہاں گم کردہ ہے تقریبی نہ مطلب ہے نہ مقصد بادشاہی سے تہن و افت مہر و صا و کباب منع و مایہ سے اٹھلے ہیں جو ہر ترخ ہلائی کجکلاہی سے رہیں پردہ میں کیا تلوار کے جوہر سیاہی سے دور اس رجبہ فرقت میں مگر گھر کی سیاہی سے بہت نزدیک ہے سنتے ہیں ہم لہریاں سے خدا ہر شتی دل بوجہ جاتا ہے کہ گل بھولیں بزمک شاخ گل ہر خار سیاہی سے مری دیوانگی کچھ کم نہیں ہر بادشاہی سے کہ جاگ اٹھے وہ آواز خرد وں صبح کا ہے </p>	<p> فقط زینت نہیں بننے کو گیسو کی سیاہی سے کیا تسخیر تھے کشور دل خوش نگاہی سے چلے تھے جانب بخانہ ہم کعبہ میں آنکھ سے سطح حسن میں ہم ہو گدازادہ کہ شہزادہ بولندت یکسو لگو ہر وہ اہل بد کیا جان تمھارا بائیں نے نوک رکھ لی ہر گھاری کی ہمارے دلوں کو معلوم رہے اس کے ابرو کا لرزنا کا پتا خورشید نکلا صبح گرد وں اکی کیوں نظر آتی نہیں ہر منزل الفت صفت تھا کو لکھی ہر کسی بحر لطافت کی پیرے پر تو جو اس حکایہ دیا بینہ رآئی جلو میں فوج طفلان پر ہر دافع جنوں شب صلت چھری سے گر گئے بر کوبن چلچا </p>
<p> چھپائے کس طرح دلیں ترا داغ الم مقدر خبر مشہور ہے یہ ماہ تک عالم میں مایہ سے </p>	
<p> ہزاروں صدے سہا کرین گے کبھی نہ آہ دہکا کرینگے وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اسکے بدلے وفا کرین گے </p>	

ابھی ہر عہد شباب باقی نہیں مین ہم ایسے شیخ فانی
 رہیں گے صحبت میں مگر خون کے شراب گلگون پایا کریں گے
 رہیں گے ایدل اسطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
 سراے فانی میں ہم نہونگے ہی تماشے ہو اکریں گے
 کبھی ہمارا بھی مان کہنا نہیں ہر لازم یہ ناز بیجا
 نہ ایک دوست سے ہم کو ترسا خدا سے اوست گلا کریں گے
 جو جمع ہوتے ہیں اہل مذہب تو مجھو حسرت سے کہتے ہیں سب
 جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کریں گے
 ناز و صوم و طواف کیسا اگر وہ کافر حرم میں آیا
 تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کریں گے
 چمن میں بلبل چک رہے ہیں شگوفہ گل جھک رہے ہیں
 سرور میں ہم بہک رہے ہیں نہ ہاتھ خم سے جدا کریں گے
 بہت سی کی جتنے سیر عالم بس اب ارادہ ہو یہ مسم
 گلی میں اس بُت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کریں گے
 اُسے ہر کیا غم بردز محشر کہ جسکے صفدر علی ہوں یاد
 بیان بھی حامی رہے ہیں اکثر وہاں بھی خبت عطا کریں گے

نہ

نار سے جس راہ وہ دب چلے	آگے آگے فتنہ محشر چلے
-------------------------	-----------------------

<p>جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے دیکھیے تلواریہ کس پر چلے پیریاں لے لیکے آہنگر چلے کیسا فسو نگر کا بیان منتر چلے زخمِ دل آ لے جو تھکے سب بھر چلے جب ہماری آہ کی مہر چلے لوگ مٹی دیکے ہکو گھر چلے خضر کے ہاتھوں یہ رہروم چلے لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے نام اس مخفل میں روشن کر چلے</p>	<p>باغ میں ساقی ہر لطف میکشی ہجر میں آئی جو ان پلوئی یاد بی طرح ہوا برد و تامل پہ بل تیرا دیوانہ جو آ یا شہسہرین ناگن اُسکی زلف ہو اڑتی ہوئی ہو گیا مرہم خیال خط سہر پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کمان کون دیتا ہر کسی کا مر کے ساتھ عشق خط میں جانِ عشاق نے وصف ابرو سے نہ باز آئی زبا عمر بھر جلتے رہے ہم شعل شمع</p>
<p>قبرِ صفدر پر چراغان ہو اگر اگر دُش تقدیر سے مہر چلے</p>	
<p>دل یہ تڑپا سینے میں ہم مر چلے قبر تک آ کر وہ اپنے گھر چلے بادہ خوار و رات بھر ساغر چلے کام چل جائے اگر ساغر چلے</p>	<p>جب کہیں ہلو وہ اٹھ کر چلے لاشِ میری دُش بھی نہ دی میرے جو جب تک نہ لکے آفتاب دستِ پامینِ سست ساقی بے شراب</p>

شہرین گذر میں وحشی جس طرف آ کے بیٹھے نرم کو جنت کیسا غرم پیری میں جوانی کی کہاں راہ لی پہننے مکان سے گور کی وقت آخر تو اٹھا یوں کچھ مزہ ہلکو ہستی و عدم کی کیا خبر پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا	مجمع طفلان ہوا پتھر چلے جب اٹھے برپا قیامت کر چلے تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے رہ چکے اس گھر میں بٹاس گھر چلے رک کے ای قاتل ذرا خبر چلے چار دن غربت میں رہ کر مر چلے زخم تن کچھ زخموں کے بھر چلے
--	--

یا در کو مستی میں صفر ر قول درد
جب ملک بس چل سکے ساغر چلے

تمہیں ہی تو کوئی کیا جانتا ہے مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہے وہی رفر مرہ و دنا جانتا ہے مجھے کیا غرض کوئی جاننے سجانے تجھے میں سمجھتا ہوں جانِ عالم تمنا نہیں وصل کی اس کے دل کو ہوا ہوں میں اس کے دل کا پیڑ مٹا ہی جو عشقِ دہان و کمر میں	بڑے سخت دل ہو خدا جانتا ہے جو صدمہ ہی دل پر خدا جانتا ہے جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہے مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہے خدا جانے تو محلو کیا جانتا ہے جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہے کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہے وہی راہ ملک فنا جانتا ہے
---	--

<p>خوشی ہر جو بھگو تو اتنی خوشی ہر غنیمت سمجھ کر دل کو نقطہ یہ میں عاشق میں شیدائیں وہی مجھوں مرے آگے باتیں بنائے نہ غلط محبت کا کچھ جسکے دل کو مزہ ہر میں اس قاتل جیلہ گر کا ہوں کشتہ وہی ہر حقیقت سے الفت کے دقت</p>	<p>کہ وہ کچھ مجھے آشنا جانتا ہر ترے ناز تیری ادا جانتا ہر وہ جو جانتا ہر بجا جانتا ہر جو میں جانتا ہوں وہ کیا جانتا ہر وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہر لہو کو جو رنگِ خنا جانتا ہر ادا کو جو تیرے قضا جانتا ہر</p>
<p>وہ صفدر جو مدت سے شیدائیں تیرا خدا جانے تو اسکو کیا جانتا ہر</p>	
<p>خط سے درگزر میں اس قاتل کی ادب ہر تیغ اُدھر بتیاب ہر قاتل دھرتیاب ہر آنکھ کھلتی ہی نہیں یار بتا کیسا خواب ہر اس صدمہ میں جو گھر ہر گھر نایاب ہر برق سے بڑھ کر ترپنے میں دل بتیاب ہر یان گلیم فقر فروش قاتم و سنجاب ہر آج کل شمشیر قاتل کس قدر بے آب ہر قلم خوبی شکم ہر نات اک گرداب ہر</p>	<p>ہو قاتل و بد گمان خط میں مرا نقاب ہر ہوں میں ہر سبیل تر بکر سب کو مضطر کر دیا عمر گذری طالعِ حقہ کو چونکاتے ہوئے آنکھ سے جو شکر چمکا چھوڑ دیا تھانا نہیں رات دن پہلو میں اسکو ایک سا ہر اضطراب دل غنی ہو تو نہیں رکھ کر کچھ سامانِ عشق سیکڑوں سبیل ترپنے میں نہیں بھجتی ہر بیا موج ہر تیری کمر ابھر ہے پستانِ حجاب</p>

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض نہنگام قتل ناتوان ہوں ایک آنسو بھی ڈوبو دیکھا مجھے نقد دل لیکر جفا کرتے ہیں خوابان جہان ہوشیار ایدل کہ دنیا ہر طلسم ہے ثبات کیون لگائی ہر کفن کی قید میت کے ساتھ	نہم تری تلوار کا قاتل نہیں محراب ہر قطرہ شبنم بھی حق میں مگر سیلاب ہر حسن کے بازار میں جنس و فانا یا اب ہر آج جو کچھ دیکھتا ہر کل سب کچھ خواب ہر کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہر
--	---

شہر گوئی کی مین فرصت کمان صفدر مگر
دو گھڑی یہ شغلہ بھی خاطر اجاب ہر

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہر حسینو نہیں انکی طبیعت نئی ہر تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا حرم سے سو تکدہ آکے دیکھا کبھی یاد گیسو کبھی یاد قیامت زمانے کی آئے نظر خوبصورت جو کہ عرض میں کہ تم بدین ہو مرے گھر پہ جا جا کے آئے پھر آنا کبھی غیر دشنام بوسہ نہ دینا روداد سے مخزن ل بھر ہی	یہ محشر نیا ہر قیامت نئی ہر وفا پر جفا یہ محبت نئی ہر ابھی ان سے صاحب امت نئی ہر وہاں بیان کچھ تو صورت نئی ہر وہ تازہ بلایہ قیامت نئی ہر ترش شکل تیری شبہت نئی ہر کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہر یہ اٹا تکرار کہ ورت نئی ہر سخی آپ میں پر سخاوت نئی ہر یہ دولت تمھاری بدلتی ہر
--	---

<p>سخن فہم دیکھیں تو بتین غزل کی نہ گھبراؤں شہر خوشان میں کیونکہ ترے خط عارض کو پڑھ کر یہ سمجھے قدیمی ہون میں قیدی دم گلیسو</p>	<p>پرائی زمین پر عمارت نئی ہو کہ بیگانے میں لوگ محبت نئی ہو معانی نئے ہیں عبارت نئی ہو نہ سود انیا ہو نہ وحشت نئی ہو</p>
<p>زمانے میں جیتے ہیں سب دل لگا کر تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہو</p>	
<p>پھولانہ اگر گل تن افکار سے کوئی اچھی نہیں یہ چال سرگور غریبان قاصد کا پتا ہو نہ کبوتر کا نشان ہو بجلی ہو کہ سیما ہو صرصر ہو کہ طوفان قربان دل ابرو پہ فداجان فرہ پر کیا حال دل زار ہو اس خشم کو روشن ہتھیار ہو مست آگے زاہدوں کے ہوش ہم دیکھتے ہیں خواب میں وہ عارض ہمیں چلتی بھی ہو کتنی بھی ہو کھینچی بھی ہو ہر دم دل مجھ سے جھگڑتا ہو حسینوں کی طرف سے</p>	<p>پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی فتنہ نہ ہو برپا تری رفقار سے کوئی پھرتا ہی نہیں کوچہ دلدار سے کوئی کیا بڑھکے چلے گا تری تلوار سے کوئی بسمل ہو کوئی تیرے تلوار سے کوئی کتنا نہیں بیمار کی بیمار سے کوئی بچکر نہ گیا خانہ خمار سے کوئی وقف نہیں اس لبت وودہار سے کوئی سیکھے نئی چالیں تری تلوار سے کوئی کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی</p>
<p>جو چاہیے صفدر علی ادھر کرینگے</p>	

محروم نہیں حیدر کرار سے کوئی	
<p> نہ شمعوں میں جلوہ نہ پھولوں میں بو ہو دکھاؤ بھی نہ تاج کجائے نرانی دیا ساتھ اس دردِ فرقت میں تو نے ہوا یہ مرے دل میں خونِ منسا مراد دل تو کتنا بچھے جانتا ہو نہ کھو اسکے دندان سے جو کر تعابل کما بیہ ہن میں نے اُنکو تو بولے میں کیوں شیخ و زاہد کے احسان اُٹھاؤں نہیں ہر مریخ شیشے میں زاہد نہ چھوٹے لہو جس کا خنجر سے تیرے وہ کہتے ہیں دکھلا کے دستِ خالی نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم </p>	<p> چمن میں بھی تو انجمن میں بھی تو ہو میں موسیٰ نہیں ہوں یہ کیا گفتگو ہو برے دلت کا آشنا ایک تو ہو کہ ترک تناسکی اب آرزو ہو مگر اس میں آئینے کو گفتگو ہو ذرا سی تری او گسر آہو ہو زبان رو کو صاحب یہ کیا گفتگو ہو مری دستگیری کو کافی سب ہو بھرا میری توبہ کا اس میں لہو ہو شہیدوں میں تیرے وہی سرِ خرد ہو یہ منہدی نہیں عاشقوں کا لہو ہو کہ مدت سے ایمن تری آرزو ہو </p>
عیان رنگ وحدت ہر عالم میں صفدر	
وہی ہر وہی ہر نہ میں ہوں نہ تو ہو	
<p> کرم سمجھے جو اس بے جفا کی لکھی کیا مدح اس لعلِ رسا کی </p>	<p> پھر اس پر ہم بے قدرتِ خدا کی طبیعت ہم بھی رکھتے ہیں ہلا کی </p>

<p>کمان اس بیروت نے دغا کی کہ شوخی کم نہورنگِ حنا کی شکایت کیجیے کس سے صبا کی ہمارے درد کی اچھی دوا کی یہاں بھی ہو زیارت کر بلا کی عجب قنہ ہے یہ انسانِ خاکی مزاج اُس نے اگر پوچھا دعا کی عجب غم ہو دل درد آشنا کی ہماری خاک سے آندھی اٹھائے خبر جھوٹی بہت ایسی اڑا کی</p>	<p>ترسی فرقت میں چھوڑا دل بھی ساتھ نہ پلے میرے غم میں بہت فسوس کبھی اُس گلبدن کی بونہ لائی نک فائل نے چھڑکا زخمِ دل پر دل صد چاک کو سینے میں دیکھو کیا بیرون کو دو باتیں تھیں کیا احسان کیا احسان کے بدلے خوشی سے بھاگتا ہر صدمہ غم غبارِ دل جو باقی تھا پس گ کب آیا وہاں سے خط لیکر کہو تر</p>
--	---

کردن تعریف کیا میں اُسکی صفہ

وہ اک تصویرِ ہر ناز و ادا کی

ترسی آنکھ اگر بہت ناز میں مجھ کو دی سے بھری رہی

کوئی ہوشیار نہ چھوڑے اسی تاک میں یہ پری رہی

نہ وہ اپنا جوش شباب ہی نہ وہ آنکلی عشوہ گری رہی

مگر آگِ حسرت و صل کی جو بھری تھی دلیں بھری رہی

سرزمِ نرگس یا رے کہیں آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش میں دیر تک مجھے ایسی بھیسری رہی
 یہ خیال چشم ہر یار کا کہ ہمیشہ دل کو سندر و رہی
 وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شہر آب بنکے پری رہی
 ترے بزم حسن میں شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلاک
 عجب آنکھ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسو نہ پوری رہی
 جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فرو خراب تھی
 دم زیب حسن بھلا ہوا تری آنکھ میں نشہ رہی
 گئے باغ میں جو وہ سیر کو تو خواہیں آئین نمی نہی
 کبھی ساتھ خورنے گشت کی کبھی گرد آنکے پری رہی
 مگر آنکھیلی بیوفا کوئی طرزِ غمزہ سکھا گئی
 نہ ملائی آنکھ بھی تیس سے عجب آہو دن کو چری رہی
 رہے جب ملک کہ جہان میں ہم نہ کسی سے ہنہ رنج کی
 ترے سنگ در پہ دھری جہین تو وہ ساری عمر دھری رہی
 نہ سمجھ تو حسد ل اسے صنم پس مرگ اوج ملا مجھے
 مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ میں بھری رہی
 نہ ہمارے اب میں وہ دلوے نہ وہ صفدر آنکلی شوخیاں
 نہ وہ اپنا ہوش جنون رہا نہ وہ آنکلی جلوی گری ہی

اٹھنی نہ کبھی ہو تری تر چنی نطنہ ایسی
 لین دون کی آسن ت سے شمس قمر ایسی
 کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
 برجھی سی لگی تھے ادھر کی نظر ایسی
 نازک ہی یہ نازک کو کوئی دیتا ہر انداز
 قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط آئے کیا چاک
 دیکھیں جو کلیم آ کے تجھے اُن سے یہ پوچھوں
 لیلی ہوئی یہ محو کہ نات نہ بڑھایا
 بسمل کی طرح شب کو مین تڑپا سرتیر
 وہ پوچھتے ہیں آئینے میں عکس سے اپنے
 دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا
 حسرت ہے کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہوں
 بڑھکر سر مرگان سے گرین پانوں پر اسکے
 چمکا دیا برتوں نے ترے حسن کے انکو
 بھولوں کے مٹانے کو تو آنا نہیں گل
 شرمائی کیا میرے تن زار کے آگے
 گل سے نہ جدا ہوگی کبھی شل رگ گل

اب کی کہوں انو غیرت شمس و قمر ایسی
 پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی
 سیدھی نہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی
 اب تک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی
 کس کرنے مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی
 دل ٹکڑے ہوا اُسے سنائی خبر ایسی
 آئی تھی کبھی تم کو تجلی نطنہ ایسی
 مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی
 فرقت میں ہوئی شدت درد جگر ایسی
 تم لائے کہاں سے دہن ایسا کمر ایسی
 قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی
 حاصل ہوئی ہر لذت زخم جگر ایسی
 ہمت کبھی کرتے نہیں نخت جگر ایسی
 آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی
 گھبرائی ہوئی کیوں ہر نسیم سحر ایسی
 رو پوش ہوئی ہر جو تمھاری کمر ایسی
 دیکھا جو وہ رخ گر گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کروں کیا
شام ایسی نہ صعد رکھی دیکھی سحر ایسی

مسیحا بین تیغ قاتل ہوئی	یہاں زندگی مر کے چل ہوئی
خیال ایک لیلی کا جو آگیا	مری مردم چشم محفل ہوئی
ہوا ناتوان اب یہ تیرا مریض	کہ کروٹ بدلتی بھی مشکل ہوئی
جگہ دلی میں تیرے تھوڑے کی	پری اپنے شیشے میں اخل ہوئی
شفا کیسی ہمساری عشق میں	دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی
وہ لاغر ہوں مانند نقش قدم	جہاں گر پڑا محکو منزل ہوئی
نمازی ہوئے ہیں نگہ سے یہ	کہ سجد بھی مستون کی محفل ہوئی
پڑا آنے میں ترا عکس رخ	پری یا پری سے تعابل ہوئی
مرے خون سے دست رنگین بھر	غضب آگ میں آگ شامل ہوئی
چھو اغیر نے جب تری زلف کو	مین سمجھا بلا مجھ سے نازل ہوئی
ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق	کہ تیل مرے آنکھ کی نل ہوئی
دیا اُس نے بوسہ دہن کا مجھے	مراد آج منہ مانگی حاصل ہوئی
تری شکل بچان پڑتی نہیں	یہ دودن میں کیا صورت اید ہوئی
ادا سے جو شمشیر قاتل کھینچی	تضا بھی شہید دغین اخل ہوئی
ہوا ایک دہ ہجر میں قتل گاہ	کہ مریخ کے شمشیر قاتل ہوئی

<p>مری عمر غفلت میں صفا رکھی میں سوتا رہا طحیہ منزل ہوئی</p>	<p>نازنینوں کے بھی دلیں عشق زد پاک ہو وہ شفیق المذنبین ات شہ لولاک ہو ہجر کی شب میر غم سے یہ بھی کیا غناک ہو ہستی دنیا فانی بھی ہر کتنی بے ثبات شاہد گل کے بدن میں جو معطر ہو لباس ہوں و میکش رہتہ شاہی میسر ہو مجھے خوبے یکھا ہنسنے دنیا کو کہ ہو جائے فسا دیکھو لیتا ہوں میں گھر بیٹھے تماشا جہان تیرے عجز سے کیسی جان بچنے کی نہیں زہر و نفوی زاہدان شہر کا ہو ظاہری بھیجتا ہوں لکھنے خط میں نامہ بر پر نامہ بر عرقہ ہستی کو طو کر تا ہوں یہ کیسا شباب تن جو خاک خون میں ہر کچھ غم نہیں ہو پھیلتا ہوں بے شتاب ایک کب نور چراغ باغ میں بھاگ رہی ہو گریں گل سب ہوں</p>
<p>دیکھئے جس گل کو گلشن میں گریبان چاک ہو فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہو صبح تو پیدا ہوئی ہر پر گریبان چاک ہو جو ہوا ہو خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہو فی الحقیقت وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہو چتر شاہی سے زیادہ دار بست تاک ہو روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہو عرش پروازی میں یکتا طائر ادراک ہو ایک ہی خوریر ہو یہ ایک ہی سفاک ہو دیکھئے باطن کو انکو دخت زر کی تاک ہو کوچہ محبوب تک بیٹھی ہوئی اک ڈاک ہو توسن عمر روان چالاک سا جالاک ہو سرتو مجھ سہیل کا کٹ کر بستہ فتر اک ہو اور زرقونین مرفوع رو آتشاک ہو آید فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہو</p>	

قتل کر نیکو ہمارے اور سامان کیا فرو
اک درسی جنبشِ ابرو میں قصہ پاک ہے

ذکرِ پر میرے وہ ہنس کر کہتے ہیں یادشِ بخیر
صفر رنگین بیان بھی ایک ہی میناک ہے

ایسے بتِ فدا میں کچھ دیندار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہیں سخت رکیسے کیسے
گر چند گامِ یوں ہی تم ناز سے جلو گے
کیونکر نہوں پریشان اُس بیوفا کے گیسو
لازم ہے ابرو بھی کچھ میرے افسوں کی
پڑھتا ہے کب وہ ظالم ہم عاشقوں کے
اسکر رعبِ قاتلِ مقل میں جسکے آگے
وہ لعلِ جانفزا بھی ہے کیا حکیمِ حافق
بریزے طلا کے کیونکر دے ہوں میں
ہر شرط کر کے نامہ گرد کو بھونکد وین
کیا گلشنِ جہان کا گردِ دل زنگ بدلا
ہو مردِ رنگ ناکا برگِ خزانکی صورت
وہ سیر کو جو نکلے دہشتانِ کسی دن
افسوں کم نہیں ہے کچھ ذکر اُس پر ہی کا

کا فرم ہوے ہنس کر زنا رکیسے کیسے
نادان شگلے میں ہتھیار کیسے کیسے
برپا کر لی فتنے زنت رکیسے کیسے
کرتے ہیں پیچ ہمسے ہر بار کیسے کیسے
دیکھو تو موتیوں کے ہیں ہار کیسے کیسے
ناخواندہ ہر طرف ہیں انبار کیسے کیسے
پانی سے بھی ہیں تیلے خوشوار کیسے کیسے
اچھے کیے ہیں اُسے بیمار کیسے کیسے
شی میں مل گئے ہیں زردار کیسے کیسے
اسنے دیے ہیں جھگو آزار کیسے کیسے
کھٹلا گئے ہیں گل سے زحسا کیسے کیسے
تھے جبکہ رخِ خوشی سے گلنا کیسے کیسے
فتنے ہوئے سرِ رہ بیدار کیسے کیسے
بیہوش ہو گئے ہیں ہتھیار کیسے کیسے

کافور ہو گئی ہو وہ دخت رز کی گرمی	ہیں مرد پیشوں کے بازار کیسے کیسے
تربت پہ فاتح کو برسوں کوئی نہ آیا	مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے
خیر دن اب ہوا الفت ہکو بھلا دیا ہو	کچھ یاد ہو کیسے تھے اقرار کیسے کیسے
دنیا سے ہو نرالا الفت کا کارخانہ	مجبور ہو گئے ہیں مختار کیسے کیسے
گل جس جگہ اُگے تھے کاٹے دیا گئے ہیں	صرف خزان ہو ہیں گلزار کیسے کیسے

اب لطف زندگانی دنیا میں کیا ہے صفر
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے	دل مرا جانے یا خدا جانے
میں نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے	ہنسکے بولے مری بلا جانے
دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھو	ناز تیرا تری ادا جانے
ان اشاروں کو ہم سمجھتے ہیں	ایسی باتوں کو کوئی کیا جانے
دل سے دلوں کو راہ حق تو یہی	آشنا حال آشنا جانے
لذت وصل جس نے پائی ہو	دردِ فرقت کا وہ مزا جانے
گل میں بلبل میں کیوں دیر ہو	باغبان جانے یا صبا جانے
جب مزہ آئے دل لگانے کا	دل کی کچھ قدر دربار جانے
موت ہو اسکی زیست سے بہتر	زندگانی کو جو فنا جانے
اُس سنگ مرلے دل لگایا ہو	کیا ہوا انجام اب خدا جانے

ہر سزاوار آفرین وہ دل ابھی اپنی جبر نہیں اُسکو رخ روشن کو دست نازک کو جس خوشی سے گلا گٹایا ہر عشق اپنا ہر مرشد کامل خط تو دیا ہوں پر نہیں منظور انگشت زلف یار کی لذت ایسے قاتل سے دل لگایا ہر	جو جفا کو تری وفا جانے کب کسی کا وہ مدعا جانے اُس نے جانے یا خفا جانے تیرا خجہ مری قضا جانے رند یا کوئی پارسا جانے قاصد اُس شوخ کا پتا جانے دل مرا جانے یا صبا جانے خون عاشق کو جو خفا جانے
--	--

قدر انداز و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت میں رسوا ہوا ہر نیا فتنہ پہلو میں برپا ہوا ہر گرے کشتے کشتوں پہل پہل شب غم میں یوں مضا بہت تھے شب در در کئے ہیں یو انہ میں طلب بزم جانا نین عشاق کی ہر آہ تپتے رہے در پہل ہزاروں	خدا جانے کبھی کو کیا ہوا ہر کسی پر دل زار شید ہوا ہر جہاں تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہر مگر دل کا جانا تا شا ہوا ہر رخ و زلف کا جیسے سودا ہوا ہر مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہر نہ پوچھایا اُس نے نہیں کیا ہوا ہر
---	---

<p>مناسب ہر ملک کو بھی پاس محبت جسے تاب نظارہ ہو آ کے دیکھے عبث جان کھوتا ہر الفت میں پیر دل مضطرب جو تڑپتا ہے ہر دم شب وصل کے وہ نشان لگا کر غضب ہو گیا آسنے کا دکھانا ہوئی بلب و گل میں پھر آج بخش چلے آج گلزار میں دور ساغر سنا ہے یہ ہنسنے صبا سے چین میں طلب جنس الفت کی ناخوشی دیکھ حقیقت میں چین قیدی دم گیسو کبھی ہم گئے ہیں دل بیچنے کو غم عاشقی سکے عشق دل پر ازیت ہو کیا داغِ فرقت سے دل کو</p>	<p>زمانے میں الفت کا شہر ہوا ہے لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہے سمجھے تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہے یہ تیرا داکا نشانہ ہوا ہے تارا مرا آج چمکا ہوا ہے وہ خود اپنا محور تماشا ہوا ہے گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہے ہوا چلتی ہے ابر چھپایا ہوا ہے کوئی بھر گلگشت آیا ہوا ہے کیمین بیو فاون سے سودا ہوا ہے نہ وحشت ہوئی ہے نہ سودا ہوا ہے تو بازار میں ایک میلا ہوا ہے اٹھایا ہوا ہے بٹھایا ہوا ہے کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہے</p>
<p>نہ تھا ان کو مد نظر قل صفدر کسی کا یہ نقشہ جایا ہوا ہے</p>	
<p>کیا فصل طرب خیر ہے کیا سرد ہوا ہے</p>	<p>کیا چار طرے ابر و بخواند صحر اٹھا ہے</p>

مشتو توں کے جگمگت ہو گلگون کا فراہی ہر نقشہ عالم کا اک انداز جہراہی مرغان خوش تنگ کے سس کے ترانے کوئل کی کہیں کوک ہر موزوں کا کہیں کیا اندون رون رون ہر نہالان چن پر نکھر اہوا جو بن ہر عروسان چن کا جھونو نہیں حسین جھوتے ہیں ناز و اداسے ساغریے حاضر ہو کہیں سانی گلہام جی بھر کے ہیں بادہ گلگون چھکا یا بادل سے نکلتا نہیں خورشید درخشاں کیا کیا ہیں تکلف شر بیاختہ بن میں جائے گا کمان دست نگارین سے نکلے بیل سے خفا کر دیا بیوجہ گلون کو	گلزار پہ چھپائی ہوئی گھنگھوڑ گھٹا ہر شونخہ ہر شرارت ہر کرشمہ ہر ادا ہر مستی میں ہر اک نخل چمن جھوم رہا ہر دلکش کہیں باغونیں پیسے کی صدا ہر ہر غنچہ شگفتہ ہر ہر اک پھول کھلا ہر گلشن میں عجب شان خدا جلوہ نما ہر کوئی مہتابان ہر کوئی مہرستا ہر گردش میں کہیں جام می خوش رہا ہر سانی ترا احسان ہر عنایت ہر عطا ہر شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہر یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہر مٹھی میں ترے قید ترا دزد خا ہر ادنیٰ یہ شگوفہ ترا اے باد صبا ہر
---	--

صفہ رک کا کلام ایسا ہر مقبول خلاق

جنت میں بھی عروں کی زبانوں سے سناتا ہر

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی	نہ یہ شونخہ نہ یہ چھیل بل نہ یہ صورت ہوگی پیار آئینا اُسی کو جسے الفت ہوگی
--	---

<p>حاجب جلو بانان ہر حساب ہستی تیغ ناز اسکی پکنتی ہوئی قفل میں چلی جانم ایک تغافل سے ترے دریا ہوں جاے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر نزع ہو نیکو تو سو جان میں حاضر ہوں وصل میں دل بیتاب بہت شاد ہو کیا کمون حسرت دل پاس دبانے ہو حضرت دل کے رہینگے ہی دو چار میں حشر میں شکوہ بیدار کرونگا کیونکر وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی جھگڑے ہو گئے قیامت میں پر بزاوہ ک دیکھ کر یہ دل نادان نہ بچلے گئے کہیں کس صفائی سے وہ دل لیکے کر جاتے ہیں دار فانی میں رہا ہر نہ رہیگا کوئی</p>	<p>جب یہ اٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی آج پوری سرشتا تو نکی حسرت ہوگی اور جو ظلم کسے گا وہ عنایت ہوگی گردش ایسی بھی کبھی اور شب فرقت ہوگی دست نازک تو تمھارا جو اذیت ہوگی دیکھ اکٹن شب فرقت سے مبتلا ہوگی خیر کچھ عرض کرونگا جوازت ہوگی درد و غم ہو گئے الم ہوگا مصیبت ہوگی دان بھی اس قاتل عالم کی مرثیہ ہوگی غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی ایک سے ایک سو احسن میں ضرور ہوگی یہ جو مجھلا تو قیامت میں قیامت ہوگی اس سے کیا بڑھکے زمانے میں شرارت ہوگی ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی</p>
--	--

چند سے سو نینکے آغوش لحد میں صفدر

نہ وہاں یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

<p>آدروں سے آشکارا روئے وہ عیان ہو</p>	<p>قدرت کا اس کے جلوہ دیکھو کمان کمان</p>
--	---

اور اُن برگ گل سے ظاہرِ رنگِ حدت
 ظاہرِ مین و کمرِ باطن مین یا دتیری
 پر وہ اٹھا دِرخ سے کبتک یہ نشانی
 عاشق ہوئے تو پھر کیا دیر و حرم سے ^{مطلب}
 خلقِ خدا کا مجمعِ برہم ہر آج قاتل
 تیغِ ادا کے بوسے یسنا تڑپ تڑپ کر
 اُس شوخِ دریا سے جب چھٹا ہوا دلو
 مرقعہ پہ چار جانب چھائی ہو یاں حسرت
 کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گل مین
 ملکِ عدم مین جا کر آرام کچھ نہ پایا
 رازِ نہایت اپنے وقت نہیں ہو کوئی
 اس آفتابِ محشر خلقِ خدا ہر مضطر
 در دو غمِ دالم سے خالی نہیں کبھی دل
 فرقت مین فوجِ غم کا دیکھو شرم کیا کیا
 لاکھوں مین یاں حسرت اکٹُل نہیں مل
 ہر دم ہمدرد تاملہ آتی ہر قافلے سے
 تائب تو ان سدھارِ آب کیار یا نہیں

وحدت کا اک سالہ بلبل کی دستاں ہر
 حرفِ دولی کہاں ہر جود لہڑ زبان ہر
 دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہان ہر
 ہر صبح یہ جبین ہر وہ سنگِ ستان ہر
 ہنگامہ قیامت قفل کے دیباں ہر
 ایدل کی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہر
 کھتا ہر مسکرا کر کس نے کیا کسان ہر
 عشاق بے نشان کا دنیا مین یہ نشان ہر
 شاخِ نہالِ غم پر پس دل کا آشیان ہر
 جو دردِ سر بہان تھا ہکو وہی وہان ہر
 اک دردِ دل ہمارا مدت کا راز دان ہر
 یہ روزِ خود نمائی یہ وقت امتحان ہر
 ہر دم تیا سا فراس گھر مین میمان ہر
 تاملہ یقیبِ شکر آہِ رسا نشان ہر
 صدے ہزارا مین اک جانِ نیچان ہر
 دل ہر کسی کا تالان یا رنگ کا ردان ہر
 اکٹُل ہر باس پرور اک جانِ تانوان ہر

	<p>قاصد سے حالِ نہانِ بادِ صبا سے مخفی صفدرِ جنانِ مین کوئی تیرا بھی راز دان ہے</p>	
<p>وفا میں ہم ہیں کمالِ آرزو جسکا جی چاہے محبت ہو تو روٹھے کو مناعے جسکا جی چاہے نہیں کچھ کام اب ہلکواٹھالے جسکا جی چاہے بلا سے منہ مین آئے سنا جسکا جی چاہے ہمارے قتل کا بیڑا اٹھالے جسکا جی چاہے بلا کر جھکو باتو نہیں لگالے جسکا جی چاہے ہمارا خون منہدی مین ملا جسکا جی چاہے کہ ان بھو کوں گلدستہ بنا جسکا جی چاہے بلا کر اسکو محفل مین جلا جسکا جی چاہے پری اب ہم مین سینے سے لگا جسکا جی چاہے کہ اس دم چھپ کے منہ سے منہ ملا جسکا جی چاہے یقین کی تاہر کسکو دم چرا جسکا جی چاہے ندینے ہم بلا سے زہر کھا جسکا جی چاہے نہ آؤ نگائیں اور کو ملا جسکا جی چاہے سز سر جھوٹ ہی باتیں بنا جسکا جی چاہے</p>		<p>جفا منہ نہ پھیر نیگے سنا جسکا جی چاہے خفا بیٹھا ہوں مین بھی آرزو جسکا جی چاہے حسینوں کے برابر رکھ دیا ہر نقدِ دل ہمنے زبانِ کس طرح کھولیں یا رکی محفل مین بیٹھے ہیں بیشنگ پان غیر و کو تو کاہے کو جین گے ہم مزاج ایسا نہیں بگڑا بھی آغازِ حشر ہے وہ سہل ہو کن زخم تن سے ہر ہین نگِ الفت سے وہ بے مین عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و لگو گداز عشق سے پایا ہر دل شمع کا رتبہ کبھی بن بھن کے یہ کہتے ہوئے آؤ مگر آگے اکیلے گھر مین سکو مین خیر اتنی نہیں انکو بوقتِ نزع جھکو دیکھ کر وہ ہر گمان بولا لب شیریں کا بوسہ نکلتا نہیں تو کہتے ہیں وہ جیل سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہے بگڑ کر کہتے ہیں اظہارِ الفت مین جگر ترا ہوں</p>

<p>نہیں کچھ غدر مجھ کو حکم میں ہوں تابع فرمان نہیں کبھی ہر کوئی نامناسب ہانا سے میں مگر تابو میں آکر کس مگر سے وہ یہ کہتے ہیں خدا کی راہ میں دیکر زکات حسن کا بوسہ میں دلوں کا تہ میں لیکر حسدوں یہ کہتا ہوں</p>	<p>اٹھالے جسکا جی چاہے بٹھالے جسکا جی چاہے پڑھے خود خواہ اور نہ پڑھے پڑھا جسکا جی چاہے ہنسے جسکا جی چاہے ٹھکے جسکا جی چاہے ہمیشہ ہم فقیروں کی دعا ہے جسکا جی چاہے یہ طوطی بولتا لایا ہوں یا جسکا جی چاہے</p>
--	--

کبھی مانند گوہر آبر و صفدر نہ جاسکی
 بظاہر خاک میں مجھ کو جسکا جی چاہے

<p>کسی گل کو نہیں نسبت تمھارے گلگون سے قد موزوں کو نسبت دیجیے کیا سرو موزوں سے ہوا اب بھی جاتی ہے پریشان کوہ و ہاموں سے ہو مشہور عالم میں تیار رہن شگون سے جو خم میں بیٹھ رہے ہوا مان بیدا گردوں سے مقرر مگر وصل عاشق و معشوق ہوتا ہے قیامت کو آنے کا کریگا بحث اور قاتل خدا دہر جہان کی خبر کی توفیق لیل کو ترا ہمارا الفت ہو دو اون پر اگر راضی ہر نگائی اگر مستی میں ہو کو دیکھنا ساقی</p>	<p>کمان ہمسر کوئی سرو گلستان قد موزوں سے نیا مضمون ہر اس مصرع میں خالی ہر مضمون سے خبر دیتی ہے ہر کو حالت فرہاد و مجنون سے بندھا کیا رنگ غفلتیں آج کی کے مضمون سے یہ نسخہ ہاتھ آیا ہے ہمیں ساقی فلاطون سے انا لیلی کی آواز آرہی ہے گور مجنون سے ہمارے خون کا محضر ترسے دامان پر خون سے کہ محل میں ہاں لیکے پرہہ چشم مجنون سے اٹھا کیا آتر آئین میسرا اوج گردون سے لیا جھید سے پیمانہ خم ہننے فلاطون سے</p>
--	---

نشانِ نام آور و لکایہ مٹایا دور گردون نے خزانے اہلِ دست و جزیرین میں فن کرتے ہیں بہارِ عیش سے کیونکر نمودلِ باغِ اپنا ابھی دن تھا ابھی عالمِ شبِ تاریک دکھا ہمارے لیلیٰ و شیرین کا جلوہ اور لوگوں کو کمن سالی میں کیا ہموں ترقی ہو گئی حاصل یخچالِ سردِ سب جانان نے اگر استخوان دکھائے یہ وہ ہونڈ کر جو پر ہو کو بھی دیوانہ کرتا ہو ملا اُس سہی قدر سے کسی دن ہو یہ سیدھا	سستی آواز کو کو قمری قصرِ فریدون سے مرکزِ دیکھ کچھ کم نہیں خستہ تین روں سے دماغِ جانِ معطر ہو شمیمِ ردے گلگون سے اندھیرا چھا گیا آنکھوں میں یادِ ریفِ شگون سے ہمین فرصت کمان ہر نام فریاد و محنون سے ہوئی دلوں کو محبت اُسکے حسنِ ذرا فروں سے ہوا اُغر نے پہ اپنا سامنا بخت ہمایوں سے ترقی آنکھوں کا افسانہ کہیں بڑھ کر ہنسوں سے کمانِ امید پر ہو یہ اپنے بخت وار دون سے
---	--

ترے فرحتِ طبیعت کی بلندی اُسکو کسے ہیں

بڑھایا اس میں کا مرتبہ صفہ دور گردون سے

کس شمع و سے لوہے برابر لگی ہوئی کوچے بن تیر لاش ہے یہ کس غریب کی قاتل اُسی سے کمری گردن سے جدا اک دیر میں گلے کی رگیں سب کی کٹ گئیں احسان ترا کہ آبِ دم تیغ سے بھی دنیا میں ظلم کر کے وہ ہوتے تو مطمئن	اک آگ سی ہو سینے کے اندر لگی ہوئی قاتل جو بھڑکے ترے در پر لگی ہوئی ہر سان پر جو تیغ دد پیکر لگی ہوئی ای تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی شدت سے بھی جو پیاس شکر لگی ہوئی لیکن ہر قید پر سسٹن محشر لگی ہوئی
---	--

ساتی بغیر تو رسیکن مست کیا بحال اپنے مریض ہجر کی تم کو ہر کچھ خبر عالم میں کیسے دل میں نہیں ہر ترے جگہ مردہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو فیروز جیسے کڑی سائی ہو آس بت نے بسبب اک تے ہیں بآسے میں وہ گرم ہر خبر قاصد کو کیا روانہ میں برسات میں کروں جو دل ہر جل رہا ہر تمھارے فراق میں میں جان ابھی تیار کروں تیری تیغ پر میں کون ہوں کہاں میں یہ مطلق خبر نہیں میٹھے میں پاس آنکھ ہی ہر وقت سکودر	ہے مہر تو لونیکے جو منہ پر لگی ہوئی بچلی ہر چار دن سے برابر لگی ہوئی یہ وہ سڑک ہے جو ہر گھس گھس لگی ہوئی گیس دھکے میں خاک ہیں منہ پر لگی ہوئی کیا کہے کیسی جوت ہر دل پر لگی ہوئی کیونکہ رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی منہ کی چھری تو رہتی ہر دن بھر لگی ہوئی اک آگ دیکھتا ہوں میں گھس گھس لگی ہوئی رہ جائے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی اک ٹکٹکی ہر جانب دہس لگی ہوئی شاید سدا رہی آنکھ ہر باہر لگی ہوئی
---	--

دشوار ہر یار میں بھی اپنی زندگی

لیکن امید وصل ہر صفدر لگی ہوئی

کہیں وہ دردن سے آشکارا کہیں تار و نسیں وہ عیان ہر

وہی تو ہر ایک نور مطلق کہ جکا جلوہ کہاں کہاں ہر

اسی کے چہرے کے نور سے ہیں سہا و خورشید و ماہ روشن

اسی کے ابرو کا ہر پہ پر تو جواج گردن پہ کہکشان ہر

نشیم نسرین مین رنگ لالے مین تاب سنبل مین آب گل مین
 اسی کے نیرنگ حسن مین یہ عجب تماشا یہ بوستان ہر
 عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
 چمن جو پھولا ہوا ہر ایسا چمن کا کوئی تو باغیان ہر
 جلی ہر یہ تیغ ناز کسی کہ صحن گلشن ہوا ہر مقتل
 بناس لالے کا ہر جو گلگون تو خوشچکان رخت ارغوان ہر
 عبث نہ کر بحث ہم سے بلیل کہ نعل ہر بر عکس مرضی گل
 ترا ہر جس باغ مین نشیم دھن ہمارا بھی آشیان ہر
 غور و رناتی ہر باغیان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
 گلون مین رنگ ثبات کب ہر ہمارا ہر کج کل خزان ہر
 سوے عدم سب مین جانے والے قرار دم بھر نہیں کسی کو
 یہ وہ مکان ہر کہ اس مکان مین جو میزبان ہر وہ بہمان ہر
 مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو رنج محض باطل
 یہ جتنی کوشش ہر سب عبث ہر یہ جتنی محنت ہر رائگان ہر
 سرا یہ دنیا ہر ہم مسافر جو آج آئے مین جائینگے کل
 جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جائینگے درمیان ہر
 تلفت ہوا نقد جان جو دم مین تو مال و دود سے کیا ہر حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے سر پر وہ گھل کے اک شبت استخوان ہے
 اٹھا ہے یارب جنازہ کس کا کہ ایک عالم ہے پیچھے پیچھے
 روان جوین بھی ہوں ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کا روئے ہے
 نگاہِ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھیں کھلے ہوئے ہے
 جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاسے اغیار سے روان ہے
 قدم بڑھایا ہے ساتھیوں نے یہاں ہے زنجیر پاتا تھا ہست
 ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک داماندہ ناتوان ہے
 بھرے ہیں اہل جہان جو مجھ سے تو اسکی پروا ہے کسکو صدف
 بتوں سے مطلب نہیں ہے مجھکو خدا امر اجماعہ مہربان ہے

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانا نہیں ہے	جب تک تھی فصل گل بلبل گلستا نہیں ہے
ناتوان و زار ہو کر کوے جانا نہیں ہے	مور کے مانند ہم ملک سلیمان میں رہے
ایک عالم کشتہ تیغ ادا سے یا تو تھا	روتر ہنگامے نئے شہر خموشان میں رہے
دیکھ اے دست جنوں تا چند یہ چال کیا	نار دامن میں اب تیر گریبان میں رہے
اس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک	شیل اسکندر تلاش آبِ حیات میں رہے
شوقِ لب کہاں سے لے گیا ہمو کہاں	مدتوں آوارہ ہم شہر بدخشان میں رہے
یا خدا قسمت راہِ اس دل صد جاگ کی	شانہ بکریار کی زلف پریشان میں رہے
نئے آنکھیں بند کر لین گریہ سے وصل میں	کدہ شوخی جاکے اب حتم غزالان میں رہے

منظر

<p>محفلِ جانان میں ہونچا دل کا حافظِ خدا اس خونِ تکلیف سے گزری اپنی کوئی را اُن کی محفل سے نکل کر کیوں نہ آئی اپنی موت دل آہی ہو نہ اُس زلفِ مسلسل سے جدا بستیِ تقدیر سے گھیر نہ ایدلِ اسقدر عمر بھر اُس سے کبھی فرقت کبھی صلت ہوئی</p>	<p>بے جگہ کس طرح پروانہ چراغان میں رہے چین سے ہم سایہ نخلِ مغیلاں میں رہے زندگی بیل کی ہر جب تک گلستان میں رہے چاہیے مرہ دہان مارِ پیمان میں رہے حضرت یوسفِ معین چاہ زندان میں رہے ہم کبھی دوزخ کبھی گلزارِ رضوان میں رہے</p>
<p>حالِ مذہب آپ کا صفہ رہ نہ کچھ ظاہر ہوا ایک مدت صحبتِ کبر و مسلمان میں رہے</p>	
<p>اوقاتِ عیش و غم میں یہ دین بسر کرینگے یہ انتظار تیرا رشکِ تمہر کرینگے دنیا کی چار حد میں قبلہ نما کی صورت نمان سدا ہر دنیا ہم لوگ ہیں مسافر فرقت میں زندگانی ہر سخت ہو مشکل کیونکر چھپائیں عصیانِ ہمراہ و دولت کا ہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی آنکھوں کا نور اُس کو یونگے زرقہ زرقہ آنکھوں کی گردِ شبنم وہ سب کو دکھارے</p>	<p>کاینگے رات رو کر ہنسر کرینگے راتوں کو جاگ کر ہم برسوں سحر کرینگے ہو گا جدِ صرودہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے سردی کی اس مہم کو اک روز سر کرینگے جاسوس ہیں یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے جسدِ نہ میری جانبِ بدھی نظر کرینگے یہ طفلِ ناخلف ہیں برباد گھر کرینگے روشن ہوا ادھر کی دنیا اُدھر کرینگے</p>

یہ شام کو ہر غائب وہ صبح کو ہر غائب لکھا ہر حال خط میں کچھ داعی کا دل کا اسکی کر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہیں بے آگ ہوئی روشن سبقت شام میں مکتوب کیا لکھینگے اُس بحر حسن کو ہم کرتے ہوئے عبادت کئے میں عمر گزری	اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے طاؤس بوستان کو ہم نامہ بر کرینگے یجا کے خط کو تر کیا کیا کرینگے جس زہم میں بیان سوزِ جگر کرینگے رو کر جو دیدہ تر کا غذا کو تر کرینگے اب تہکدے میں چکر خدے بکسرینگے
---	--

درپے جواہلِ شر میں پروا نہیں ہے ہلکے

ہفتہ رمد ہماری خیر البشر کرینگے

زمین آگاہ آنکھیں نہ کہان ہے خیال خام نیزنگ جہان ہے گلِ دلیل کا افسانہ کہان ہے شنائے خجرتاں ہو کیونکر چمن میں طائرِ رنگ چمن میں بچینگے گورین کیا ظلم سے ہم موجود کو ہی یکسان دیر و مسجد مزاکت میں ہیں وہ ایسے یگانہ نہ کیونکر فرج ہوں مرثیہ وصل	نظر میں ہے نظر سے پر نہان ہے زمین فرضی ہے وہی آسمان ہے ہماری اور تمھاری دوستان ہے دہان زختم بسمل نیزبان ہے کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہے یہی زیر زمین بھی آسمان ہے صد انا قوس کی بانگِ اذان ہے کہ آپرنا زکی اپنی گران ہے بھری جھکو مژدن کی اذان ہے
--	--

<p>یہ رنگ بے ثباتی ہے جان میں چلے جاتے ہیں لیکن سب میں غامض گل آسمانِ داغ میں تاک ہیں بلبل کہ ہر گلزار پامال خزان ہے عدمِ دلوں کا بھی کیا کاروان ہے ہمارا جس حین میں آشیان ہے</p>	<p>محلِ عبرت کا اور غافلِ تماشا گاہ ہستی ہے وہ زہد بادہ کش تھا میں کہ میری کس پرتی تہمین باد فنا بھی حسرت دیدار سے رخت چمکتی ہیں کیلیاں جانتے ہیں تیرے دیوانے ہوشِ شہم تو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے جو ارباب تو ارفع ہیں اہلِ صفا شہرِ ہر آنکھ دلِ صدف چاک کا یہ رنگ ہے آغازِ الفت میں کہاں انسان کہاں عرشِ برین کی سیرِ ساقی پر اپنی خواہ گاہ باریں پران بچھاتی ہیں نہ برہم ہوا اگر مری کے بوسے لیا منے عدم کو چل تو لکھیں بند کر کے کچھ نہیں متاعِ حسن کی قیمت ہے دلِ لونِ یار</p>
<p>کروں سجدے نہ کیونکر جھک کے صفدر مرا کعبہ وہ سنگِ استخوان ہے</p>	
<p>دینِ شکر سے ہوتا ہے کلیِ جہنم ہستی ہے گھٹا مٹا نہ آتی ہے مگر گلگون برستی ہے محد میں لاشِ میری روح جنت میں ترستی ہے کہ اس پر کہ میں نہیں فصلِ گلِ آوازِ گستی ہے خبر کیا محاسب تجھ کو مجھے کس کی مستی ہے خیر اچھا نہیں ہوتا تو کب تلوار کستی ہے کہ جیسے مسجد کوئی کلی گلشن میں ہستی ہے گرم تیرا ہے رند و نیرِ سیاری اس کی مستی ہے پلنگِ اس کا جھانے حور اگر دُر کستی ہے کہ عالمِ نوجوانی کا ہے ساتی جوشِ ہستی ہے بہت ہوا رستا ہے بندی ہے نہ پستی ہے خرد کستی ہے منگی عشق کہتا ہے کہ کستی ہے</p>	

<p>ہر اک تخیال ہو ٹھونڈا پیر کھٹ سرخوشی ہو مرے گھر کے چراغوں پر اداسی سی بستی ہو</p>	<p>شرابِ بندپی ہو مینے اُسکا ہوا اثر باقی شبِ وعدہ سہی ایدل مگر وہ بت نہ ایگا</p>
<p>تصویر سے نجا باہر دل صفدر نہ کر دیر ان ارے او بیوفا ظالم یہ اربا تو نکلی بستی ہو</p>	
<p>پر نہ نکلے تھے کہ آئے دم میں حیا د کے ہیں یہ نوسفاک شاگرد ایک ہی شاہد کے صفت گنہگار روئی ہو یہ سانسے جلا د کے ڈھنگ سکھلا دو جس کو میں اگر فریاد کے رنگ اڑا بہن فلم نے خانہ ہزار د کے بر نکلتے ہی تو آئے دم میں حیا د کے دب گئے بیٹھے جو دم بھر سائے میں شمشاد کے یہ ترس کھایا کہ دامگیر میں جلا د کے رہنے والے کیا ہو اس خانہ برباد کے مر گئے طائر چڑھ کر سانسے حیا د کے گر و پھرتی ہو جو تیغ و بازو جلا د کے اہل محشر مونگے فریادی مری فریاد کے قبر بھی اپنی بیگی سایے میں شمشاد کے</p>	<p>کب کیے تھے نظارے گلشنِ ایجاد کے سیکھے ہیں افلاک نے رنگ اس تمام ایجاد کے دھیان پا ہکو اُسکی چشمِ دفرگان دیکھ کر ساتھ اُسکے حج اُٹھے قافلے کا قافلہ کھینچتی ہو تصویر لکھتا ہر حسینوں کے صف روئے گل کہ تھے دیکھا کب جن کی سیر کی عشقِ قدیا میں ایسے ہو ہم ناتوان جو تماشا دیکھنے آئے تھے سیرِ قتل کا ہم نے عجز سے کہا ایوانِ کسری دیکھ کر کیا محبت تھی اسیری سے کہ چٹکر دام سے روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا ہوں وہ نالان میر نالوں سے بے گاہ خلد نا تہ جانا ان کی نہ الفت جائیگی مرے لیے بعد</p>

<p>آمد انکی ہر ہمارے گھر مگر آتے نہیں کوہ پر فرما دیجان دشت میں مجھوں حرا سر جدا جھ سخت جانے تن سے دم بھر میں کیا اسکے دیوانے کی ہلکی کیوں بنائیں شریا دم سے چھو ما بھی تو جاتا ہوں سوچ میں عالم دشت میں جانکلوں اگر میں سو کوہ کیوں دل برداع سے ناخوش ہو وہ بالابلند مطمن ہوں کس طرح میں کج اگر تو کلن</p>	<p>غلغلے مدت سنتے ہیں مبارکباد کے کارخانے میں یہ عشق خانمان برباد کے آج جو ہر سب نے دیکھے خنجر جلا دے کے اس خطا پر ماتھ کٹوائے گئے حداد کے پانوں میں میر میں جھنڈا الفت صیاد کے گر پڑے پیشہ یہ کانپیں ماتھ ابھی فراد کے بیشتر طاؤس دیکھے سیلے میں شمشاد کے جستہ ہیں ہنسنے والے اس خرابا باد کے</p>
---	--

مشکیلر آسان ہوں سب یا علی مرتضیٰ
آسے صفہ رکھ میں میں آئی امداد کے

<p>میں پر د کشیدہ ہر اگر شمشیر گردن سے نہ تہجانہ کا بندہ رہنے والا ہونہ کہے کا بھلا نفس صیاد نے پھولوں سے چھایا ہو ہو امین جان بلبل ہی زریکے سے آسے جہان جائے تم ہو گا وہ عشاق کا جمع شب صلت چھینکنا نہ انکی شرمگین آنکھیں جلوں شل صبا اس باغ میں بو ونا کب ہو</p>	<p>مرے قاتل نے جھکو مار ڈالا تر جھو جھو سے شنا سائی ہر جیسے شیخ سے و سہی بہمن سے مبارکباد کو ایسا بلبلین مائیگی گلشن سے یہ گل بھولا نیا نظارہ گلہا سوسن سے نہیں ممکن کہ پروا جدا ہو شمع روشن سے چھپا یا تیلیوں نے صف شرمگانی حلیم سے گروبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میر و ہن سے</p>
--	--

اسیرانِ نفس کو چین اور صبا دیکھا آئے	صد امین ہمسفروں کی چلی آتی ہر گلشن سے
نہ آنے دے جو ہکو باغبان نے نہیں دینا	تماشا بلع کا کر لین گے دیواروں کے رزق سے
کہہ دو کہ کسی رکھتے ہیں دل صبا میں جنکے	نگاہ چشم آئینہ ہر یکساں دوست دشمن سے
دیا خط یار کا لا کر جو ہکو میر قاصد نے	میں سمجھا بو گل باد صبا لائی ہر گلشن سے
جہن میں اس مہی مایہ لب کی میں شاکر تھا	دہن ملتا جو خنچے سے زبان ملتی جو سوسن

خدا آج جہانِ حشر میں کیا لیکھا صفدر
صد آئینہ وزاری چلی آتی ہن مزن سے

داع ہاتھ لائے عشقِ خوبان سے	بھول چن لاکھ ہم گلستان سے
میں کہاں جاؤں گے چائناں سے	عشقِ بلبل کو ہر گلستان سے
دشمنو چلتے ہو جو جانبِ دشت	باندھو دامن ہمارا دامن سے
میں تو زخمی ہوں شیرِ مرگان کا	زخمِ دھلو آؤں آبِ پیکان سے
کام کیا آئے دیدہ گریبان	جل گیا جسم سوزِ ہجران سے
باغبان مجھ سے تو خفا ہر عبت	لیکھا گیا ترے گلستان سے
زلفِ جانان کے دیکھنے والے	کیا ڈرین طولِ شامِ ہجران سے
تیرے دل جدا نہیں ہوتا	کتنی الفت ہر میرے پیکان سے
ہو اگر تم کو سیرِ مد لطف نہ	داع دل کم نہیں گلستان سے
خاک ہونے پہ بھی بسانِ غبار	جا پڑتا ہوں اُسکے دامان سے

<p>لاشِ اجنبی سے نہیں اُٹھتی مددِ اے زورِ نچہ و حشت واہ آنِ تیلیوں کا کیا کنسا لبِ جانان کو دیکھتے ہی خضر قرۃ العین ابرِ جا کے ہوئے</p>	<p>یہ گراں ہو نہیں بارِ عصیان سے تنگ آئے ہیں ہم گریبان سے حورین آئی ہیں باغِ رضوان سے ہاتھ دھو بیٹھے آبِ جوان سے اشک نکلے جو خیمِ گریبان سے</p>
<p>اہائے صفدر کی ناتوانی ہے</p>	<p>کچھ نہیں چل سکا گریبان سے</p>
<p>زندگی دورِ ذرہ کب قابلِ اعتبار ہے بھول سے رو یا رہِ طرہ تا بہار ہے سیرِ چمن کو جائیں کیا روزِ فراق یا رہے ظاہر و باطن اے جنوں چال سب آشکار ہے حاجتِ روشنی نہیں لالہِ رخوں کا کشتہ ہو شب کو جو خشک گل ہوئے سحرِ دیکھے دل کو تو مجھ سے یلیا پر رہو دیکھتے ذرا کوئے بتائیں دینِ باغین کو ہمارے دین بد فرگی یہ تا کجا پانی کو شراب پھر ذرا فرقتِ یارین ہووے یکدہ وادیِ جنوں آئی تو بھر چمن قضا دور ہی پر رہے ندا</p>	<p>پیرہن اپنی عمر کا جامہ مستعار ہے سنبھل کر کی باغِ مینا عجب بہار ہے شاخِ نہال گل ہمیں خنجرِ آبدار ہے سینہ بھی چاک چاک ہے جب بھی تارتا رہے گل جو آگاہِ خاک پر شمعِ سرفراز ہے اسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہے تم اسے جانتے ہو کیا فنسہ روزِ گار ہے تجھ کو کہیں قرار بھی اے دل بیقرار ہے آنکھیں مین بھر چھٹی ہوئی نشے کا پھر تار ہے آبلہ شیشہ شرابِ موج شرابِ خار ہے آنکھوں میں دم اٹک گیا یار کا انتظار ہے</p>

ارض سے تاسا نہیں عشق کا دل جلے کہاں بھیجا تھا پہنے نامہ بر اسکا کہیں تپا نہیں جلوہ یار ہر عیان آنہ خانہ ہر جہان مرگ کے بعد بھی وہی چاہہ دقن کا ہر خیال وحشی زلف فتنہ زارشت سے شاید آگیا لطف جو عشق نے کیا دلکو مٹا دیا نامہ لکھا ہر پارے دل سے مگر نہیں ہر صفا اتو رہا کر وہ میں دم کشو نفس سے تم	لالہ بھی داغدار ہر ماہ بھی داغدار ہر دیکھو تو کو سے یار میں تازہ کوئی فرار ہر ہو یہ نظر جدھر روان شکل وہی دو چار ہر میں ہوں لحد میں درمرا دیدہ آشکبار ہر شہر میں لوٹ مار ہر چار طرف پکار ہر آب و شکر کی چاہ ہر تیغ و گلو کا پیار ہر ہو یہ دلیل نامہ بر خط میں حط عبا ہر بھول کھلے میں باغین جوش یہ کیا بہار ہر
--	---

صفہ رختہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہر

سینہ بھی جاک جاک ہر حبیب بھی تازہ ہر

کبھی ہاتھ نہیں متحدی ہر بھی زلف نہیں ہر معطل کے جو پیچھے میں کہیں آنا نہ جانا ہر بھنسا یا کہ نفس میں بھولا کرو در دروں خدا کا خوف کر پیا سو پہ کیا حسان کھتا ہر نفس دلا یا بوستان میں کھل گیا مجھ پر خدا کی واسطے اس ضعف آنا تو نہ کر لاغر وہ زنجیر ملے غارہ دیکھتے میں آج آئینہ	یہ سب لکے بہانے میں نہ آنا ہر نہ جانا ہر اُسکی آستان پہ ہم غریبوں کا ٹھکانا ہر تغافل پیشہ ہر صیاد پانی ہر نہ دانا ہر ثواب ہر ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہر دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلانا ہر ابھی تو ناز اس کے مدھون مجھ کو اٹھانا ہر ہوا رشن کہ انکو آگ پانی میں لگانا ہر
--	--

<p>اگر بجو کا ہوا ہے نغمہ میرا اسکو کھانا ہے غبارِ قیسِ لیلیٰ کی لحد پر شامِ انا ہے دلِ حُر شد سے بتر کمان کوئی خزانہ ہے نئی یہ دستان ہے اور وہ قصہ پُرانا ہے کہ دیوانہ سا ہے کیا اسکی باتوں کا ٹھکانا ہے سمندِ شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہے مرے تابوت کے ہمراہ کیوں سارا زانا ہے یہ ساری آفتیں ہیں جسطرفِ قاصدِ زانا ہے</p>	<p>نصیحت کیلئے آیا ہے کیا اسِ محض میں نا ص عجب صحرائیں جا کر ربطِ حسن و عشق کا دیکھا تو کل پیشگی مینِ خواہش اسباب ہے کسکو نہ سینے ماجرا قیسِ سینے دردِ دل میرا کہا جالِ دل میں نے جلیسوں سے وہ یہ بولے سحر جو کانِ نک پہنچا ہے میرا نہ بلبل غزیرِ اجاب یہ سب گوتر تک جا کر پھوٹینگے و نو ریلِ بجلی مار رہنِ دردِ غارتگر</p>
<p>کہ صحر جادو کمانِ دھونڈھولِ فانی میں جفا کا عید ہے یہ ظلم و بدعت کا زانا ہے</p>	
<p>یہ شانِ کردگار یہ قدرِ رتِ خدا کی ہے کیونکر نہ کہ اپنی طبیعتِ بلا کی ہے عادتِ مجھے وفا کی انھیں جو جفا کی ہے تصویرِ صاف صاف کسی مہِ نقا کی ہے ثابت نہیں کہ کونسی ساعتِ فضا کی ہے کونہ ہر راہ و رسمِ بیانِ کب وفا کی ہے معلوم ہو گیا یہ زمینِ کر بلا کی ہے</p>	<p>آدم ہمارے گھر میں کسی مہِ نقا کی ہے ہر شعر میں ثنا کسی زلفِ رسا کی ہے کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہر مقام دیکھا ہے ماہِ چار و دم کو سپہر پر رستے میں مل رہا کسی دن مجھے وہ کر کشور میں ان حسینوں کی کوئی رہے تو کیا ہوتا ہے روزِ کوچے میں شیرِ جوتلِ عام</p>

تیرے مکان میں میکدہ یا خانقاہ ہو ہر روز میں جو حسن کو تیرے ترنجان انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھے کیا ہاتھ لال لال میں کیا کالی کالی آنکھ نادان ہے جو تیرے خوب زشت میں آنکھوں میں دیکے سرمہ دہنا دار وہ اُس گلبدن کی کیا پلے آئی ہے بون شاید کہ قافلے سے وہ بوسٹ ہو اہر گم جو دیکھتا ہے تیری تجلی کو اے صنم ثابت ہو کہ چشمہ حیدان ہے وہ دہن	جو راہ زندگی ہو وہی پارسا کی ہے تاثر ماہ و شہ پہ ہمارے دعا کی ہے تکلیف ابتدا میں ہمیں انتہا کی ہے سرے کی احتیاج نہ آنکھ حسا کی ہے اچھے بُرے ہیں ایک یہ خلقت خدا کی ہے کہنے میں ناتوانوں کو حاجت عصا کی ہے آمد کچھ کج اور ہے باد صبا کی ہے آواز دلخراش نہایت دراکی ہے بیاختہ یہ کتنا ہے قدرت خدا کی ہے لذت ہر ایک بات میں آبِ وفا کی ہے
---	---

شافع میں مجرموں کے جو محشر میں مصطفیٰ

صفا رکھ کر کچھ نہیں روزِ جزا کی ہے

دل خانقاہ میں صحبت زاہدے تنگ ہے آغوش میں مکر وہ بت خانہ جنگ ہے کسے خیال رخ میں یہ کھایا ہی دلیہ داغ نازک دلوں کو سخت دلوں سے ہو ربط کیا کوچے میں تم جگہ مجھے دیتے نہیں تو خیر	پیرِ مغان سے جا کے ملین پہ ترنگ ہے برجی نگاہ جسکی ہے مرگانِ خدنگ ہے تو شبو ہے اس میں بھول کی لالہ کارنگ ہے شیشے کے حق میں شوملاقات سنگ ہے ملک خدا ہے ترنگ نہ بان بائون لنگ ہے
---	---

بیت

<p>یار ب دیان مار کہ کامِ ننگ ہر اس کا خطاب رستمِ شمشیر جنگ ہر کنجِ قفس سے بھی دل میا دنگ ہر تصویرِ چین نہ ایسی شبیہِ فرنگ ہر کیا شوخ اُسکے ہاتھوں کی نغہ کی رنگ ہر ہو صبحِ طبل کو ج بکے یہ دنگ ہر اس درجہ میرے پنجہِ وحشت سے ننگ ہر شہرِ حلب میں داغِ فوجِ زنگ ہر اس درجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہر شمشیرِ شاخِ گل ہر تو غنچہِ تفنگ ہر بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہر</p>	<p>فرقتِ مین کاٹے کھاتا ہر میرا مکان مجھے مرتخ کیا ملائیکہ غریب سے تیر سے آنکھ یار ب کہاں پھنسے ہیں کہ ہر آبِ دانہ بند کھینچی ہو میں نے جیسی تصویرِ پیشِ کل یا شامل ہو اگر کسی عاشق کا خونِ دل بیٹھے ہیں ہمتو شام سے آمادہِ سفر گل نے بزرگ غنچہ سمیٹا ہی ہے ہر خطِ سیاہ نہیں یہ رخ صافِ برتر سے دل دیکے میں جیسوں سے کرتا نہیں طلب گلزارِ ہجر یا میں صحرائے کم نہیں غیرِ دن کا ہر جو دخل تو ہم سے نیکی کیا</p>
<p>صفہ ردعا بھی کرتے ہوئے ترم آتی ہر اقانعِ ہون مانگنا مرے نزدیک ننگ ہر</p>	<p>دل ہمارا مستِ عشقِ زگرستان ہر خاک ہو چکر کوئی و ان نازِ معشوقانہ ہر ہم رہینگے امتحانِ عشق میں ثابت قدم یچلون اپنے دل صد چاک کو میں پیش یا</p>

کیا غرض ساقی سے ہر کیا خا پیمانہ ہر
شمع کو کب اُتارے سوزِ شِیراز ہر
ہاں جانا جی کا ننگ ہمتِ مردانہ ہر
سو زلف اُبھھے ہیں آنکھ حلیجِ شانہ ہر

دل ہمارا مستِ عشقِ زگرستان ہر
خاک ہو چکر کوئی و ان نازِ معشوقانہ ہر
ہم رہینگے امتحانِ عشق میں ثابت قدم
یچلون اپنے دل صد چاک کو میں پیش یا

<p> آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہے بلبلیں قربان ہیں تجھے گل ترا دیوانہ ہے صورتِ آغوشِ ساتی وادریں خانہ ہے جو غزل میری ہے وہ گویا جو اسر خانہ ہے شمع ہے جس زہم میں روشن دہان پڑا ہے خاصدان ہے عطر دان ہے آئینہ ہے شانہ ہے شاخ کا جھکنا زمین پر سجدہ شکرانہ ہے کتنے ہیں سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہے خوب گھر ہے جا آسائش یہ خلونخانہ ہے شمع محفل میں ہے باس زہم سے پروانہ ہے گوشِ زہ پھو لو نکو بلبلی کا کمان افسانہ ہے ہم ہیں عاشقِ سطر میں جب طوف پڑا ہے گلشنِ فردوس بہتر مرا کاشانہ ہے قاصدِ محبوب میں بھی نازِ معشوقانہ ہے </p>	<p> بزمِ گاہِ حسن میں دل بھی ہمارا ہے قریب قمریانِ عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا آمد آمد آج ہے کس شاہدِ مینوش کی گوہرِ دندان و لعل لکھے ہیں جو ^{صفت} عاشقِ جاسوزیر کی کوشش آئینِ تیرا ہے دواہ کس سال میں ہے زہم میں سندانیں باغِ پراحسان کیا آیا جو بہر سیر یار ذکرِ شکرِ عشق کا میرے تمھارے حسن کا کیجیے آرام اگر شوق سے دلیں مرے جلوہ گروہ دلیں شقائقِ تماشا چشمِ شوق حال جو میرا ہے کیا جانیں یہ خوب حسین ہو طرفداری مبارک شمع کی نعم جو حسین جیسے آئے ہیں یہاں میں طلعت کے قدم خطِ مجھے لا کر دیا لیکن شے اغماض سے </p>
---	---

جان دی کن حسرتوں سے یا صفتِ رِہبان
 اور وہاں اتک وی اک نازِ معشوقانہ ہے

یوسف کے رخ میں نور نہ تھا یا ضیاء تھی
 پر تجھ میں جوادا ہے وہ آئینِ ادا نہ تھی

<p>پھونو میں تازگی کہ چمن میں فضا نہ تھی فصلِ حد آسم جو حسینو میں انتخاب ساتی نے کی شراب کے دینے میں کیوں کمی شیریں کی غفلتوں سے گئی کوہکن کی جان کوچہ جو نامہ ہو کہ نہ اس ترک کا ملا آخر سیاہی شبِ فرقت نے جان لی ترت پہ فاتحہ کو وہ آئے زینے نصیب</p>	<p>آنا مگر تھا عیب کہ بوسے وفا نہ تھی یوسف میں حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی بدلی نہ تھی کہ بلع میں ٹھنڈھی ہو نہ تھی اب کیا کبھی حسینو میں بوسے وفا نہ تھی ثابت ہوا یہ ہلکے اسکی قضا نہ تھی طلقی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی اتنی بھی ہم کو اُسے امید وفا نہ تھی</p>
<p>دینا تھا انکو دل تو کہیں امتحان کے بعد صفہ رترا قصور تھا انکی خطا نہ تھی</p>	
<p>تھا ظاہری لحاظ کبھی دلیں جانہ تھی مدت ہوئی اثر کا اکی نشانِ نسیم کیا اسپین بلگیا کسی عاشق کا خون گرم قیدِ لباس تھی کسے جب تک رہا جنوں یا وہ تپاک یا میں اب ایسی کہ درتین چونکا کبھی نہ خواہ تھا دل سے کوئی بت آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہر خط سے کیا ہوتے ہیں قتل تو ہزار دن ہی بیگناہ</p>	<p>دیکھا جو خوب انہیں مروتِ درانہ تھی کیا قابلِ قبول ہمارے وعانہ تھی ایسی تو تیرا آتشِ رنگِ خانا نہ تھی سر پر کلاہ تن پہ ہمارے قبانا نہ تھی جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی شاید شکستِ خیشہ دل میں حدانہ تھی میرے مرفق کی تو یہ مناسب دوانہ تھی خونخوار ایسی آپ کی تیغِ جفانہ تھی</p>

کیون تو کر اسے مجھے فتنے ندی بجات | بھاری تو ای خون مجھے زنجیر یا نہ تھی

دانا جو تھے جہان میں صفدر وہی ہے
گردشِ فلک کو کب صفتِ آسیا نہ تھی

یہ دلوے خون کے یہ جوشِ نعم نہونگے
چھوڑیں تمہیں گوارا ہم سے یہ نعم نہونگے
جنت میں جا کے کیونکر خوش ہونگے تیرے
مرزا کا نعم نہیں ہر لیکن ہر عصیان اتنا
لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے
یا مال شوق سے کر دل لیکے ہم سے ظالم
مدرسہ صاحب یہ مسئلہ تو بٹاؤ
گلزارِ ابرستہ معشوق جامِ مینا
اسد نے بتایا سایہ ہمیں تمہارا
صحبت ہر آن تو نکلی آفاق میں غنیمت
آئی تو گھر میں دنیا پر خوب جا میں
دل دیکے اُس حنم کو بچھتا رہے ہیں کیسے
آنے کبھی نہ دیتے اس غمکد میں ہم کو
رقت کے جوش سے ہیں ابر بہارِ نکھیں

مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے
پہلو میں تم نہونگے جس روز ہم نہونگے
یہ رنج و غم نہونگے دردِ عالم نہ ہونگے
بہلیگا جی نہ اُنکا جس روز ہم نہونگے
انکی توجہ نہیں ہر ہم سے رقم نہونگے
آزادہ کچھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے
اُس بُت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے
پھر ساری عمر سامان ایسے ہم نہونگے
تم سے جدا حسینوں ہم ایک دم نہونگے
جنت میں یہ نہونگے دوزخ میں ہم نہونگے
ہم کو کبھی مبارک اسکے قدم نہونگے
سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے
پر چلنے وقتِ اُفت اہل عدم نہونگے
اشکو کو میرے گن تو مٹاؤں کم نہونگے

<p>مانی کے ہاتھ دونوں جب تک ظلم نہ ہوئے ہیں کون سرو گلشن سر چکے خم نہ ہوئے</p>	<p>تصور تیغ ابرو ہرگز نہ کچھ سیکلی گلگشت کو تو آؤ تسلیسم کو تمھارے</p>
<p>ہیں کشتہ نفاصل راحت ہی ہو مقدر پھٹنے دو صور محشر بیدار ہم نہ ہوئے</p>	
<p>طاقت کہاں کہ لطف تماشا اٹھائیے سر سیکے آستان سے نہ اصلاً اٹھائیے کیون رنج انتظار سیجا اٹھائیے کچھ سے دل میں ہر کہ مصللاً اٹھائیے بستر مری گلی سے خدا را اٹھائیے طوفان رو کے کیوں لب دریا اٹھائیے ہم مجرموں کے قتل کا بیڑا اٹھائیے احسان مر کے بھی نہ کسی کا اٹھائیے رخسے نقاب زلف چلیبا اٹھائیے کیونکر تبوں کے غمرہ بیجا اٹھائیے چلکر حین میں لطف تماشا اٹھائیے آنکھیں نہ نل نرگس شہلا اٹھائیے کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اٹھائیے</p>	<p>ہو جائیں آنکھیں بند جو پروا اٹھائیے افت میں لاکھ طرح کی اپنا اٹھائیے بیماری فراق میں مرنا ہی خوب ہو اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے جا بیٹھنا ہوں جب مجھے کہتا ہو وہ ہم ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہیں وہ جائیں باندھی ہو تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو گر چہ جائے جو آپ زمین میں تو خوب ہو مدت سے ہم ہیں طالب نظارہ جمال اسد نے ہمیں دل نازک عطا کیا آئی ہمارے چھوہیں کیا لال لال بھول نیچی نظر سے ہو چمن حسن کی بہار بدنام سارے خلق میں ہو سے فائدہ</p>

موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہیں | صاحب نقاب چہرہ زیبا اٹھائیے

صفہ رکمال ضعف سے طاہر نہیں رہی | کیونکر تبون سے ابل شید اٹھائیے

ملا ہر وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہر
خدا کی قدرت ہیں دونوں عارض جو یہ ہر خوشید وہ فخر
مقام ڈرنے کا ہر اُسی سے خدا سے جو شخص بیخاطر ہر
نہیں ہر ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا در ہر
اُسی کا کوچہ ہر باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہر
کسی کا منہ ہر یہ اے ستمگر جو تیغ ابرو کی یون چڑھے منہ
سپرین کرتا ہوں اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہر
عجیب راحت سے سو رہے ہیں ملے ہوئے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہر
خدا نے اُسکو کیا ہر یکتا نہیں زمانے میں کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہر نہ وہ کمر ہر
جو محو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہوشب کو
گذر رہی ہر کسی پہ کیسی بھلا تمھیں اسکی کیا خبر ہر

جو خود زینت جہان تھے وہ سوئے ملک عدم سدھار
 ہر دونوں عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی ادھر ہے
 مریض فرقت نے پائی صحت طیب آیا کہ موت آئی
 رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہر نہ درد سر ہے
 نہیں بلائے پہ بھی تم آئے کہو تو اسکا فرہ دکھا دین
 ابھی جو چاہیں تو کھینچ لائیں ہمارے نالوں میں یہ اثر ہے
 خدا جو دولت کرے عنایت تو سچہ شکر بھی ہر لازم
 زمین پر دیکھ لو جھکی ہو جو نخل میں شاخ بارور ہے
 ردان کیا ہے مگر یہ ڈر ہے کہین نہ رستے میں کوئی لوٹے
 نہ وحی باری ہے بس راٹامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہے
 نظرمین حور جناب ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہیں
 تصور اپنا کہاں کہاں ہے خیال اپنا کہ صر کہ صر ہے

مرے رونے کی اب کوئی حد نہیں ہے	کہ آنکھوں پر اس شوخ کے آئینہ ہے
سبب کیا جو دل سخت اندر لگین ہے	وہی آسمان ہے وہی یہ زمین ہے
جو مضمون ہے تصویر سے کم نہیں ہے	مرا خامہ فکر نقاش چین ہے
نہیں دخت رزیہ بھی اک حور عین ہے	مگر مسکدہ بھی بہشت برین ہے
جفا کار ہے دہرین جو حسین ہے	دفا بھی زماں کے میں یارب کہین ہے

غرض تنگدستی سے نہ کہنے سے تلب غم و دل ہو باتوں سے کیونکہ ظاہر کیا پیر بن دست و خشت نے پیر ہے ہر اقرار سے صاف انکار ظاہر رگ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو جد ابرم قاتل سے محکومہ سمجھو کیا ہفت کشور کو سنجیدہ دل نے بڑھی قتلہ منصور سولی پہ کھنچ کر کے کوئی جا کر یہ اُس پنجہ سے نہیں دیتے جنت تو دوزخ کو بچھو بندھے جیسے ایسے مضامین مرگان	ہر آستان ہر ہماری حسین ہر ہر طرح آواز میری حنین ہر گر بیان نہ دامن نہ اب آستین ہر زبان پر ہر بان دلیل اُنکے نہیں ہر مراد ہن بھی طرفہ باریک بین ہر بدن ہر بیان جان پیری وہن ہر سیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہر کہ سب حق پرستوں میں بالائین ہر کہ مل جاؤ اگر دم واپسین ہر ہمارا بھی آئندہ ٹھکانا کین ہر کہ اب تشکے چٹا ہر جو نکتہ چین ہر
--	--

وہ حصے میں آئیں تو ہو قتل صغیر

مرے حق میں شمشیر چین حسین ہر

بسل پڑے ہو چین چوبیس کے سانے پھولوں کو اسی ہنسا مرا کنا سلام میں تیرے آگے اور حسین کس حساب میں جھکڑے میں میر تم ہو طرفدارِ غیر کے	اک باغ ہر کھلا ہوا قاتل کے سانے پر رو کنا زبان کو عنادل کے سانے تاروں کا نور کیا مہ کا ل کے سانے حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سانے
--	--

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پیرایہ صنہم
 دنیا و دین کے بیچ بین یوں ہر مطلق
 اپنا ہر سچے یہ نالہ سنہوں کا ہر دھوان
 کتبہ بھی تیش بھی شہرک تمام ہر
 مرینکے بعد بھی مجھے تاداع رشک ہوا
 آیا قریب یار تو جاتے رہے جو اس
 ہی برق پیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ
 جگو کر یگا قتل ذرا منہ تو دیکر لے
 آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنون
 ہم بھی قریب درہین نہ ہمیں کرو حجاب
 انجم دکھائیں اپنی چمک لاکو چرخ پر
 شاید گدا کے بھیس میں عاشق سو کوئی
 حورین کھڑی ہیں ساغر کوثر لیے ہو
 پروانہ اضطراب میں کتنا ہی سجا ب
 لازم ہی اسکی تہ بھی ہو بہت دستو

ہر سرد تہری گرمی محفل کے سامنے
 ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے
 بادل گھرا ہوا ہر جو محفل کے سامنے
 پر کچھ نہیں یہ دونوں سرور کے سامنے
 غیروں سے آپا دے ہیں مل کے سامنے
 لٹا گیا یہ قافلہ منہزل کے سامنے
 تہری تپش ہی کیا تپش دے کے سامنے
 بیخ آئے ہر چہرہ قاتل کے سامنے
 پھر اندھوں میں طوق و سلاسل کے سامنے
 بے پردہ آپا کئے ہیں سائل کے سامنے
 ذرے فروغ پائین نہ اس تل کے سامنے
 اس واسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے
 تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے
 ہی ہکنا ر شمع سے محفل کے سامنے
 محفل لکھو جنوں کا قاتل کے سامنے

صفدر بہار گلشن بہتی ہے بے ثبات
 ہم کیا نہ پھول مٹ گئے کئی کھلے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہر	آیا جو عدم سے پھسر عدم ہر
خط میں مرا حال دل رقم ہر	شق اسیلے سینہ قتلہ ہر
ہستی سے عدم نہیں بہت دور	زہر د کو یہ راہ دو قدم ہر
محراب حرم کہ آپر کو دوست	وہ چشم کہ آہوے حرم ہر
وحشت میں ملی ہر ہکو دلت	جو دلغ ہر جسم پر درم ہر
دریا ہر جان جناب ہون	ہستی ہر مری تو کوئی دم ہر
مستون پہ عیان ہر حال عالم	ہر جام شراب جام جسم ہر
کس طرح لکھون میں اسکو نام	قرطاس نہیں اگر قلم ہر
اس عمر میں کیا نام ہو جس	قصہ ہر طویل رات کم ہر
اخیار کے حلق پر تری تیغ	ای ترک یہ بیکر حق میں سم ہر
تو حور لقامری لطفہ میں	محفل تری رودضہ ارم ہر
ساتی و شراب و جام گلشن	ای ابر کرم دم کرم ہر
منہدی سے ہو وہ ہاتھ تو سچ	دل خون ہوا تو کسکو غم ہر
مڑتا ہر جو اس کمر پہ عالم	شاید کہ یہ جادہ عدم ہر
کرتا نہیں ایک وعدہ سچا	جھوٹے کی زبان پر قسم ہر
لمجائے وہ میرے دل کو یارب	جنت کہ جان میں الم ہر
ای جوش جون آہوں منوں	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہر

جتنی کہ شب وصال کم ہر	اتنا ہر دراز ہجر کا دن	
دیکھا ہر بنون میں اُسکا جلوہ صفدر مجھے تہکہ جسم ہر		
بیوت جو شقائق ہیں مرجاتے ہیں کیسے کشتوں کا لہو دیکھ کے گر جاتے ہیں کیسے اور وصل کے دن جلد گزر جاتے ہیں کیسے پوچھتے تو کوئی آتے ہی گھر جاتے ہیں کیسے دل لیکے وہ عاشق کا گھر جاتے ہیں کیسے خورشید و قمر دلتے اتر جاتے ہیں کیسے یہ لوگ اُدھر اور اُدھر جاتے ہیں کیسے دامنِ مرے مفت گھر جاتے ہیں کیسے دواع اپنے گلچے کے ابھر جاتے ہیں کیسے نام اور زمین نام وہ کر جاتے ہیں کیسے اگر سے ہو کام اپنے سنور جاتے ہیں کیسے	صد شبِ فرقت میں گزر جاتے ہیں کیسے کس میں بھی کیا وہ میں قتل کرینگے یا رب نہیں ہوتی میں بسر ہجر کی راہیں بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اُٹھو اقرار بھی کرتے نہیں دینے کا تو کہا ذکر چڑھا ہر نظر پر جو کسی کا رخ روشن مارا ہر کسے تھے کہ ہنس گا مہر بریا مژگان کو یہ حسرتِ ہر دم اشکِ دفائی گل دیکھتے ہیں ہجر میں جس روز شکفتہ ہستی کو مٹا دیتے ہیں جو عشقِ دہن میں آہستہ میں پاس وہ جو وقتِ سنور کر	
پوچھو دل صفدر یہ کیا حد نہ جاننا کہ تجھ سے ہو یا تمھوں سے جگر جاتے ہیں کیسے		
نیم بسمل میں ترے ناز اٹھائیو لے	پیار سے ایک نظر دیکھے جانئیو لے	

<p> کہہ دو ہو جائیں ہوا آگ لگائیو اے انہیں دو بھی نہیں مل ہاتھ میں لائیو اے خود بھی جلتے ہیں غریبوں کے جلائیو اے ہم بھی کچھ حال ل اپنا ہیں غنائیو اے دیکھنا ہم کبھی دھو رہا نہیں کھائیو اے کیسے چپ بیٹھے ہیں باتوں کے بنائیو اے سر تسلیم نہیں ہم توجھ گائیو اے طوق منت کے ہیں وہ آج بڑھائیو اے کہیں دریا بھی ہیں کوڑے میں سمائیو اے آج پھر آئے ہیں یہ سر کے پھرائیو اے سر کے دینے یہ ٹٹے جان جرائیو اے کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زماںیو اے پھول ٹوٹتے ہیں چہرہ کو چھپائیو اے </p>	<p> سوز و دل ہم انھیں نہا میں ستائیو اے خوب رو لاکھوں میں عاشق کے ستائیو اے شمع کا حال نہ پہناں ہونے پر دانے کا سبکی سنتے ہو کسی روز ہمارے بھی سنو ڈر رہے کیا تھے اگر یاد فراموش بدی سامنے آنے کسی کو نہیں یا رک سخن جتنا کس تیغ کی محراب نہ پیش نظر بیڑیاں کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا ہو سکیں کس سے بیان صفت ترے ایم حسن نا صحت مجھے کل تنگ کیا تھا کسا قتل ہونا ترے ہاتھوں سے جو سمجھے دو کوئی خالی نہیں دنیا کی ندرت سے کتاب باغ میں آج ہر کس رشک چمن کی آمد </p>
<p> فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفہ رہ کبھی قنہ حشر کو ٹھوکر سے جگائیو اے </p>	
<p> اب یہ مہی چاہیے ماتھے پر نشان چاہیے بیٹھ رہنے کو زمین کوے جانان چاہیے </p>	<p> وصل میں ایچاں آرایش کا سامان چاہیے تخت اسکندر نہ اور رنگ سلیمان چاہیے </p>

<p> رنجِ حشت کے لیے سیرِ گلستانِ چاہیے جو بہانہ درکار ہے ہکو وہی دان چاہیے کیا تجھے زورِ مرصعِ اعراسی جان چاہیے چاک کر نیو تجھے ہر دم گریبان چاہیے اے سیمیا اپنے پیاروں کا دربان چاہیے اب خجالت نہ نکلے ماہِ تابان چاہیے ہاتھ میں جاے قلمِ شاخِ غزالان چاہیے فصلِ گل آئی ہے بخواری کا سامان چاہیے باغبان کوئی ہے زریبِ گلستان چاہیے مہربانی تیری اے مردِ درخشاں چاہیے لطفِ صحبت ہر جگہ حاصل ہے انسان چاہیے کو کہن سا کوئی اسپینِ مرویدہ ان چاہیے حاملِ مصحف کوئی مردِ مسلمان چاہیے گھر میں کچھ باقی نہیں کیا مجھ کو دربان چاہیے </p>	<p> جوشِ سودا میں خیالِ رو جانان چاہیے زندگی میں سپرین ہو بعدِ مرگے کفن چاہیے سادگی رکھنی ہے تیری لاکھ صوٹ کی بنا سپرین اٹھا کر لے لاؤں اے دستِ جنون چاہیے پیچھے کھینک رہیگا عاشقانِ زار سے شام کو بے پردہ آئے ہیں بہرِ سیرِ نام چاہیے گیسکو پہنچ کی تعریف کرتا ہوں رشتم مولے بازار سے ساتیئے جامِ وسوسہ خوشِ مشاطہ نکو ہے تو کچھ بچا نہیں مل رہیگا تیرے سے ذرہ تاجِ حسرت کو آدمی حیوان کو الفت بنا لیتے ہیں ہم سرفروشیِ مہر کے میں عشق کے آسان نہیں ہندو کو خال اسیکا چہرے پر حیر کا مقام تنگدستی نے حفاظت کیا فارغ مجھے </p>
---	---

ہر شخص پر ہمدرد قیامت میں تہا

مومن کو اعتقادِ آل و قرآن چاہیے

محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے

تراویں ہونے خوش دل یہی ہے

اُسے دیکھا مجھ سے کہتا ہر دل	میں بسمل مہون جسکا وہ قابل ہی ہر
جنازہ مراجب سربسہ پہونچا	تفصا نے کہا پہلی منزل ہی ہر
کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن میں نہیں	تو سمجھا کہ شاید مراد دل ہی ہر
سہا جاکس طرح اندوہ فرقت	اگر عاشقی میں ہر شکل ہی ہر
ہو سے غرق دریا الفت میں حسد	صدادی یہ عبرت سائل ہی ہر
ہر نوجو فرقت میں گردون پہ دیکھا	میں سمجھا کہ شمشیر قابل ہی ہر
تری تیغ دیکھی تو بولے یہ بسمل	گلے سے لگانے کے قابل ہی ہر
تکلتا ہر دم سنسنائے میں اعضا	محبت کا انجام ابد دل ہی ہر
وہ کہتے ہیں شہد دیکھا کرتے ہیں	اگر ہر تو میرا متقابل ہی ہر
حسینوں میں دیکھا جو سکو تو سمجھے	سارے میں سب ماہ کامل ہی ہر
گولاجو مجھوں نے صرا میں دیکھا	تو سمجھا کہ لبلی کی محل ہی ہر

عجب بخودی دل پہ چھائی ہر صفہ

خدا سے حقیقت میں داصل ہی ہر

جفا پر اُنکے مکر بندھی ہر مگر وفا کا خیال بھی ہر
 ہمارے مرنے سے خوش ہو میں مگر انھیں کچھ حال بھی ہر
 شرب پیتے ہیں مست زائد مگر انھیں (انفعال بھی ہر
 زبان سے کہتے ہیں توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہر

تدا جو ہر جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہو
 فقط ہر جھکو آنھیں سٹانا کر کے چلنے میں چال بھی ہو
 جو چھپکے تم کو یہاں ہو آنا تو آؤ پازیب کیوں آنا رو
 تمھاری دہشت سے بڑھکے دہیں یہ گھنگرود کی مجال بھی ہو
 خدا کی قدرت ہو حسن صورت ملی ہو تم کو عجیب دوست
 ہمارے دل کی ہو کیا حقیقت تمھارے آگے یہاں بھی ہو
 نہ توڑ شیشو نہ کو تختب یوں کہ میکدہ میں ہیں جج میکش
 کسی کا دل ٹوٹتا ہو ظالم تجھے کچھ رسکا خیال بھی ہو
 وہ زخم کھائے ہیں تیغِ غم کے کہ دل کا احوال کچھ چھو
 شید بھی ہو ذبیح بھی ہو قیل بھی ہو حلال بھی ہو
 نہ حورِ رخت کی یہ ادائیں نہ قاتلین یہ بری کے عمر
 کہیں تمھارا جواب بھی ہو کوئی تمھارا مثال بھی ہو
 شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
 کہ زخم کھانے کو سب میں حاضر بلنگ بھی ہو غزال بھی ہو
 خبر تجھے یا راسکی کب ہو کہ تیرا مشتاق جان بلب ہو
 امید بچنے کی اسکو کب ہو مریض میں کوئی حال بھی ہو
 فراق میں تنگ ہو بہت جی گر ہو اس بات سے تسلی

ہیں ہر گردش جو آسمان کی کبھی تو روزِ صبا بھی ہر

غور اس حسن پر ہر جگہ ہر آسمان پر دماغِ تیسرا

فروردِ دل میں رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخرِ دال بھی ہو

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا

کرم سے کہا تم کو ملا یا جمال بھی ہر جلال بھی ہو

خدا ہر غفار بخشید گا کچھ اور دل میں سمجھو نہ خط

نقطہ یہ سیکش نہیں ہیں جگر میں کچھ فعال بھی ہو

سار عارض ہر چند روزہ غور آنا نہیں ہر اچھا

فلک پہ پہننے تم کو دیکھا کمال بھی ہر دال بھی ہو

نہ پوچھو داغوں کا حال ہے سیاہ بھی ہو گیا ہر کوئی

گلی کبوتر تو ہیں ہزاروں مگر کوئی انہیں خال بھی ہو

نہیں ہر ممکن کہ طائرِ دل بچسبیں نہ آ کے روزِ حسین

وہ خال شکیں اگرچہ دانہ تو زلف پر پہنچ جال بھی ہو

ہزارِ فرقت میں دماغ کھاؤں ہزار اندوہ و غم کھاؤں

کلام شکوہ زبان یہ لاؤں مری یہ صفہ بحال بھی ہو

کیجیے آزاد بندے کو خدا کیواستے

مجھ گدا کو بھی لگا رکھو دعا کیواستے

اور کوئی ڈھونڈیجیے جو رو جفا کیواستے

ہر طرح کے لوگ ہیں سرکار کے دربار میں

پر ہمارے کیوں کسرو اتا ہر سلطان ہر تاج چھٹ ہر اسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس ازخیم پینے کے نہ سی جراح گھر ایگاد ل گر بڑے رستے میں نل میرزہ چین لطف سے کب یہ بین بین شین سے مصحف خسار کے او تو اگر دیکھ محتاجو نکو کچھ ہمارا ہے کیوں ناگیں اس کے درجے کے در ہیں فقیر کس طرح کہے کو آئیں شیخ تجا نے سے ہم خون ل دیتا ہوں آنکھوں کو گل رنگ ہا دلیں جب آجائگی اٹھ جائیگی پسکو وہ ہمد موجود دہر محکو دوا اسکی نہیں بہر رفع درد دنیا میں دوا کا ذکر کیا	استخوان اک روز اسکے ہن ہا کیوا سطر سبک بیگانے ہو جس شہنا کیوا سطر رہنے دے باقی کوئی روزن ہو کیوا سطر باندھو مو مضبوط اسے مشکلا کیوا سطر تہمتیں کرتے ہو کیوں مجھیر خدا کیوا سطر چاہیے کچھ خراج بازار خرا کیوا سطر کون جا پیش سلطان التجا کیوا سطر پاؤن پر گر کر کے دین جب بت خدا کیوا سطر آدی کیوں باغ میں بھیجو خدا کیوا سطر وقت کب کوئی معین ہر قضا کے واسطے کیوں طیبو نکو پلاتے ہو دوا کیوا سطر درد بھی ڈھونڈھے نہیں ملتا دوا کیوا سطر
---	---

مصطفیٰ کا چاہیے ہرقت ہی صفدر خیال

دل محبت کو زبان باقی شناس کے واسطے

ترے ہاتھ میں آرسی یا رکب ہر چلے آدھ چھپکر ہی وقت اب ہر مریض محبت کو آفت کی تپ ہر	کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہر کہ رستے ہیں نشان تاریک شب ہر کہ شمع سحر کی طرح جان بلب ہر
--	--

<p>تکلم ستم ہر قسم غضب ہر نہ عیش و طرب ہر نہ رنج و تعب ہر ابھی تک مگر ساتھ فرقت کی شب ہر مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہر اجل بھی جو آتی نہیں کیا سبب ہر کنواں ایک سارا جہان شہد ہر یہ رنگی بچہ بادشاہ حلب ہر کہ مجنون شکر عشق میں سب عرب ہر ادب سے خموشی بیان مرلب ہر ہمین تو تصور ترار و زوہب ہر بلا کی پر پیرہ بنت عنب ہر یہ فضل خدا ہر یہ تائید رب ہر کمال مہ چار دہ ایک شب ہر</p>	<p>تری ہر ادب قضا ہر عاشق کیا بخودی نے مجھے سب فارغ کھلی قبر میں جا کے جیا نکمہ سمجھا چھو دن بیوہ کیا میں ابرو کو اسکے خفا میں وہ آئے نہیں اس سبب رہے آپ چاہ زخمدان میں کیونکر اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو خدا نے بنایا ہر تجکو وہ سیل جو آتا ہر منہ میں وہ کہتے ہیں سکو قر کیسکو کہتے ہیں خورشید ہر کیا یقین ہر جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد وہ بت طالب وصل ہم سے ہر اٹھا ترے ماہ عارض سے کیا اسکو نسبت</p>
<p>میں اس شاہ کا دل سے بندہ ہوں صفدر جو امی لقب ہر قریشی نسب ہر</p>	
<p>کیا بات مرے دل و جگر کی آ نکھیں کھل جائیگی سحر کی</p>	<p>سردی کی مسم عشق سر کی آ لٹی جو نقاب اس قمر کی</p>

یہ دل کی جسہ ہر وہ جسگر کی تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی حالت ہر یہ ابدال و جسگر کی وہ خرمنا رہے ہیں شہر کی چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی پاؤن کی جسہ نہ ہکو سر کی تھا ہور کہ توپ تھی سحر کی شکل ایک سی ہر ادھر ادھر کی یاد آئی لچک کسی کمر کی ابسہ نہیں ہیں سحر کی پوچھو نہ جسہ ادھر ادھر کی زخمون میں ہون بتیان لگر کی شب رو کے جوشع نے سحر کی بیچے اگر آرسی قسمہ کی کھاتے ہیں قسم خون کے سر کی ہر راہ ہی خدا کے لگر کی	یہ خون ہوا وہ خاک جلگر ہم رہ گئے یار تک وہ پوچھا بسمل کے جو پاس جیسے بسمل ہم شہر سے پناہ مانگتے ہیں وہ دوسے بے تو وہ یہ بھیپے اکس در پہ چلے ہیں سجدہ کرنے گذری شب وصل ہو گیا حشر پتلی وہ کمر بیان تن زار ہلتے ہوئے شاخ گل جو دیکھی طول شب ہجر ہر قیامت اجار نویس کچھ نہیں ہم زخمی کا ترے دماغ ہر اور کیا یہ بھی ہر کشتہ رخ و زلف اُس ہر کے لیے فلک سے ٹوٹ پاؤن سے نکالینگے نہ کاٹے کریمہ دی رسول اکرم
صفدر زہو خشک باغ الفت	

جاری ہے نہ چشمِ ترکی

وہ نفرت سے تیوری چڑھ گئے	مگر دلِ غم دلِ ہم دکھائے گئے
کہیں منع سے ہم نہ لگے گئے	مگر نازِ تیرے اٹھائے گئے
گلے سے ملو اب ہر کس کا لحاظ	جو تھے لوگ اپنے پرانے گئے
مردارِ سکوکتے ہیں تفتِ پیر کی	میں روٹھ کر کیا وہ منائے گئے
ہوے صاف ہم سے وہ اب شکر ہے	وہ عشقِ وہ غم کے کٹائے گئے
ہو گو کہ دردِ فون آنکھوں کے بند	مگر دلِ میں میرے وہ آئے گئے
کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا	کہ اندازِ تیرے سے پائے گئے
نیا کام بنے کیا عشقِ میں	کہ آنکھوں کو دل سے لڑائے گئے
بت باتھ کا نون پہ رکھے مگر	ہم احوالِ آنکھوں سنائے گئے
نہ آئے کبھی شے غبار باز	آنکھیں کچھ لگائے بچھائے گئے

سنا ہے یہ جتنے کہ صفدر کے شعر

کہ جلسے میں برون کے گائے گئے

عاشقوں سے تم غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی	آنکلی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی
بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری بست کہ	سیرِ فاضل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
غائبانہ نہیں کچھ سامنے خاطر سب کچھ	آنکھوں منہ دیکھنے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی
دل میں عاشق کے ہی آئے تو سبنا آیا	جانم آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>ایسے آنکے کسی وقت نہیں دل کو قرار اپنے سیلے سے بھی ابودہ جھجکا تاہم بجلیاں کا نوین پنیں تو گرانی بجلی صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی و سنبے برقی سیلاب سے بھی بڑھکے ٹرپ ہو ابو اوجال تم جو چو رنگ جو انی چمکا اثر عشق ہو کچھ تو کہ وہ ملنے لگے</p>	<p>پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی جانم کچھ میں شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی خاکساروں کے درت کبھی ایسی تو نہ تھی دل عقیاب کی لت کبھی ایسی تو نہ تھی پیش ازین چاندی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی</p>
--	---

کھل گیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہو یہ نیاز
صفہ راسِ شہوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>نغان ہوا آہ ہوا نہ ہو بقراری ہو نئی طرح کی ہو پیدائش دل نالان جلا کے خاک کیا ہم کو اور کد ہو کیا ہو میل کے وعدے اور بھی بچیں جفا کے طرز تمہیں یاد ہو وفا کے ہمیں یہ آؤنگا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا وہ سو سناتے ہیں آدھی بھی ہم نہیں کہتے برنگ طائرِ سہل جو میں تر تیا ہوں</p>	<p>شب فراق میں حالتِ عجب ہماری ہو صدہا ہو رعد کی بجلی کی بے تھماری ہو صفائیوں پہ طبیعت بہت تمہاری ہو ترقیوں پہ مرے دل کی بقراری ہو چلو وہ چال تمہاری ہو یہ ہماری ہو لو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہو نہیں کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہو جگر پہ تیر محبت کا زخمِ کاری ہو</p>
--	--

<p>کلیم کر چکے غش طور چل چکا ہو جسے وہ بت گیا تو گیا کہ وہ غم گرا تو گرا</p>	<p>کہ سنا سنا ہر دہی اور ہماری باری ہر ہر ایک حال میں شکر جناب باری ہر</p>
<p>ہر اپنے دل میں تصور سے یار کی تصویر عمل سے شیشے میں ہندو پر ہی آماری کر</p>	
<p>لگادی ہر جھڑی دن کی اپنی شکباری نے شبِ فرقت میں خواہشیں گویا آہ زاری دُہویا ہر کو آبِ حیا میں شکباری نے جمن میں صومِ گلگشت گلشن کو وہ آئینے ترے کو بے سے سجھے قتلِ قاصد کی جزائی نہاں پردہ میں تجھے پائے حجاب کے سرِ محفل ہر ہر حال ہر دم تاکجا دلو سنبھالو نہیں چھپایا تو بہت دلیں ترے داغِ محبت کو حسینو کی نگاہوں میں بھلا کیا آبرو ہوتی تر پر جانِ می کس آرزو پائے قاتل پر سنا ہر صحنِ گلشن میں بہار آئی خزان گزری غنائت ہوا گر میرغان کی کیا تعجب ہر خوشا تقدیر سے شک پوچھے اپنے دہن سے</p>	<p>دکھادی ہر چمک بجلی کی دلی بیقراری نے چھپر کھٹ کو کیا گوارہ دلی بیقراری نے ٹھایا آگِ بر بجلی کو دلی بیقراری نے خبر دی ہر یہ ہکو قاصدِ بادِ بہاری نے خبر دی ہر ہکو پہلے میر دلی بیقراری نے سکھائی ہر یہ ہکو بیجا بی بادِ خواری نے کیا بیمار سے بدتر تجھے بیمار داری نے کیا لیکن یہ پردہ فاش میری شکباری نے ملا یا خاک میں ہکو ہماری خاکساری نے کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے خبر آتی سی دی ہر ہکو بادِ بہاری نے کہ پہونچا یا ہر ہکو میکے تک فضل باری نے ہمیں کیا آبر و بخشی ہماری شکباری نے</p>

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی جسم پر آیا	کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ دُزاری نے
کنارہ کر گئے ساتھیِ خضر نے راہِ تملائی	فقط منزل پہ پہنچایا ہمیں تائبہ دُزاری نے
نہ پئی مین جو دینے پر آنکے بھی تو وہ بو	کیا ہر ناک میں دم آجکی پر ہنر گاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صدف
وہ خورشیدِ شکاری نے کمالِ بقیاری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدا صفا سے ادھر کی دُنیاء دھڑکی ہے
قیامت آئی ہر یا آئی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہے
مریضِ الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق میں ہر شہرہ تمھیں بھی اسکی جبر ہوئی ہے
نہیں طبیعت میں اب وہ گرمی نہیں وہ آنکھوں میں طر نشوئی
ہمیں یہ ثابت ہوا مقرر تمھیں کسی کی نظر ہوئی ہے
کمانِ ملک گرم و سرد عالم ندے مجھے اب تو ای فلکِ صنم
سپہرِ نالوں سے جل اٹھا ہر زمین اشکوں سے تر ہوئی ہے
قبول کہنا کر دہارا نہ جاؤ اس وقت تو حشر ارا
کہ دن ہیں گرمی کے دھوپ پرتی ہے سور ہو دو پہر ہوئی ہے
کبھی جو ترک میں اُنکے پہنچا تو جھک دو رہاں دی نیکیں
بلائی نگے وہ ضرور تم کو ذرا تو بھر و جبر ہوئی ہے

کیا ہر جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہر بیان بھی ٹکڑے
 بکھرا ہر قاصد وہاں سے پہنچے خبر ہمیں بیشتر ہوئی ہر
 خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہر اُس مہر کو عنایت
 اٹھی ہر چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہر
 نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
 اگرچہ سو بار سے زیادہ اذھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہر
 نیا یہ پیری مین ہر تکلف کہ لوگ محبت سے بھلا گئے ہیں
 برہنہ شمشیر ننگے ہم خیمہ جب سے کمر ہوئی ہر
 تجھے ہر معلوم خاک زراہ کہ عاشقی مین ہر کیسی لذت
 یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اسی مین میسر ہوئی ہر
 ہزار ہو انقلاب عالم نہیں ہر مستون کو کوئی دہشت
 بھری ہوئی ہر جوڑ سے کشتی یہ تیغ عنصم کی سپر ہوئی ہر
 سپید ہو ہو گئے مین جب سے یس ہے مین صد اہلقت
 رہی غفلت کی بند تاجہ اُنکھیں کھو لو سحر ہوئی ہر
 نقاب چہرے سے اُسکے اٹھی گہ مین محروم دیداب بھی
 نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گرد نظر ہوئی ہر
 ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان پر بند اپنی صفدر زخوش شمع سحر ہوئی ہے

اگر یہ گردش یل و نہار باقی ہے	ہوا کے گیسو و رخسار باقی ہے
کہ عشق یلانی محل سوار باقی ہے	تہ زمین دل مجنون بین خار باقی ہے
وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے	فقط ہماری ہی صورت بدل گئی درد
یہ دیر ہے کہ تیرا انتفا باقی ہے	عدم کے چلنے کے سامان چکے ہیں ب
کہ بزم میں کوئی ایسہ وار باقی ہے	نہ بند کر ابھی دور شہاب ابرساتی
کہ پیر جن میں نہیں کوئی تار باقی ہے	گردن مواخذہ دست جنوں کیس کا
مری طرف سے جو دلیں غبار باقی ہے	مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہیں
وہ اسی عرصہ جو پروردگار باقی ہے	بتوں کو دیکھ چکے اب بسر ہو گئے ہیں
نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہے	شائے چرخ نے کیا قصر بادشاہوں کے
ایسے جسم کی زیر مزار باقی ہے	کبھی تو قبر پر آفات کے کو ابر جسم
ختن کو چھان چکے اب تار باقی ہے	ہوا کے گیسو شیکمن نہیں گئی سے
وہ اس حسد میں کیوں انتشار باقی ہے	ہوا سے زلف نہیں ہے جو رات دن میں
کہ ہم کو حسرت دیدار یا باقی ہے	بنو ز آگنی ہے خاک مزار سے زر گس
ابھی لمحہ میں عذاب تشار باقی ہے	چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اسکی

بغل میں طائر دل لیکے میں چلے صفدر

سنار ہر یار کو شوق شکار باقی ہے

چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپ کی	گر گئی اندھیر برپا یونانی آپ کی
ہٹ گئی جس وقت سینے سے دولا کی آپ کی	کیا کون کیا کچھ فرسے لوٹے نگاہِ شوق سے
کس نے لکھنے سے منہ مٹی چھرائی آپ کی	ساد سا دھونچھ میں کیوں فکد و جان
وصل دیکھا دیکھنی ہر اب جدائی آپ کی	آدھ فصل خزان ہر حصت فصل بہار
اتو کچھ شکوہ نہیں حسرت برائی آپ کی	یاد ہو کتنا کسی کا سر جھکا کر وصل میں
اس صنم مداح ہر سار سخی الی آپ کی	شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کمان پہنچا کلام
آسمان پر کل غزل زبیرہ گائی آپ کی

دہ لیتے ہیں روز امتحان کیسے کیسے	ستم ستے ہیں نیجان کیسے کیسے
نگاہوں میں میں بوستان کیسے کیسے	گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے
کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے	رہے ہر مصیبت میں ثابت قدم ہم
بنائے تھے ہم نے نشان کیسے کیسے	نہ پایا مکان اس کا تھکا دھچکا آیا
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے	بناتا ہر روز دود و دل اپنا
کھلے ہم پہ رازِ بہان کیسے کیسے	ٹپے جب سے عشق وہاں و کر میں
تیر خاک میں بوستان کیسے کیسے	گرے میں زمین میں جو گلفام لاکھوں
بنائے ہیں ہم نے مکان کیسے کیسے	ہر اک بیت ہر نام رہنے کو کافی
کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے	مرے خون ستہ تیرے دامن پہ قاتل

تفس میں پھنسے نغمہ سنجان گلشن مگر میکدہ بھی ہر فرد سس ساتی وہ دیتے ہیں دشنامِ احمد سر یہ گلروہیں ناخج جوئی پہ نازان کہاں ہیں وہ دوست لقا تھے جو آگے اُجاڑے گئے آشیان کیسے کیسے ہوے پیرا کر جو ان کیسے کیسے لب لعل میں درفشان کیسے کیسے ہوے باغ صرف خزان کیسے کیسے روان ہو گئے کاروان کیسے کیسے

کسی طرح ہندو کے تیور نہ بد سے
بلے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضبِ تو قتل عاشق کے لیے پہلے ہی بھی منھدی غضبِ کا حسن پر آتشیں بھی تم پہ مرتی ہیں لو ہو گئے آنکھوں سے بہا جاتا ہر دل اپنا نصیب دشمنان بیت و پالی تھی وہ کیا کرتے نہیں بگ شکنج یہ ہکو روشن صاف ہوتا ہر ملو ملو سے اسکو یا لگاؤ دست رنگین میں یہ بیضا کر لگی ہاتھ کو کیا اس پر برو کے کسی کا پس گیا تو پس گیا دل بکھو کیا پروا گھٹا میں چھا گیا میں ہی ملی تھے جو ہونٹوں پر بلا اندھیر کرتے میں غضبِ خونریز میں چاروں	بھاری دھگری کرنے سے اور اڑ چلی منھدی گھٹا سر سب سے مٹ گئی پس گئی منھدی کہتے پاہنم میں غصے شاید ملی منھدی یہ جی کے بھر دے دل میں کام آگئی منھدی تمھارا پاؤں کو چھو کر فلک کے سر چرچ منھدی خوشی سے دست بستہ حاضر خدمت ہوئی منھدی برنگ شعلہ طور آج ہو چکی ہوئی منھدی ترے ہاتھوں تو ایجاں جان اچھی جی منھدی چمک کر نیچے رنگین میں بجلی ہنگامی منھدی ترا سر مدتری مسمی ترا لا کھا تری منھدی
--	---

	سحر تک وصل بن اُنکو یہی چیلے رہے صفدر کبھی غارہ کبھی مٹی کبھی سرکہ کبھی منھدی	
جو لپٹائے شہید ناز سے خون جگر منھدی یقین ہے باغ میں کھا بہت خون جگر منھدی کٹی شب کنگھی چوٹی میں لگا ئی تاسر منھدی لگی رہتی ہے دست یار میں دودو پہن منھدی ہمارا خون لال کر تو آئے رنگ پر منھدی تری جھوٹی ہوئی گریا تھو آئے اے منھدی مے مضمون باندھو نہیں بھی باندھو کم اگر منھدی نہ گلشن میں اب بازار میں ہر خشک منھدی کر میں کھکے تھوڑی سی لیے جانا مہر منھدی ادھر سرکہ ادھر مٹی ادھر غارہ ادھر منھدی	ابھی کس شوق سے ملتا وہ شونخ قلندر منھدی لے کر خون لگی میر وہ رشک تھر منھدی خوشی اُنکو بھی ایسی تھی مگر صبح آئی لگی نہیں منظور میرا قتل اُسکو یہ بھی جسلہ ہے اگر درکار شونخی ہو تو یہ تدبیر بہتر ہے لے کر خورشید بھی غارے کے بٹانے چیر ہے جو دیکھوں دست رنگین کو طبیعت رنگ پر لے حسینوں کی طبیعت آگئی ہے ایسی زینت پر وہ رنگین طبع ہے کچھ ساتھ خط کے چاہے تحفہ کشا کش میں برابر دل کہ چاروں اسکے گاہک ہیں	
	ہمارا خون لگو پوچھتا ہے کون اے صفدر مگر شونخی سے کرنی ہے کبھی سپر نظر منھدی	
اٹھی رخ سے جہدم سحر ہو گئی نکیلی پلک نیستہ ہو گئی کہ دل کی تڑپ نامہ ہو گئی	کھلی زلف شب جسلوہ گر ہو گئی سنان اُنکی تر جھی نظر ہو گئی آہی یہ کس کو لکھا خط شوق	

<p>ادھر ہو گئی کچھ ادھر ہو گئی یہ لچکی کہ دہری کمر ہو گئی ہماری شبِ عنم سحر ہو گئی یہ کس بد نظری نظر ہو گئی ہمیں خضر یاد کمر ہو گئی مری بے پری بالِ دیر ہو گئی اجل تیغِ عنم کی سپر ہو گئی سپیدی کفن کی سحر ہو گئی جو اُس مہ کی ترجمی نظر ہو گئی قبائل کی شبنم سے تر ہو گئی دعا میری کیوں بے اثر ہو گئی</p>	<p>وہ سفاک محشر میں آیا تو خلق نزاکت سے اٹھانہ چوٹی کا دوجہ اٹھی اُنکے رخ سے جو زلفِ سیاہ گلستان میں نرگس جو بیمار بہت جلد راہِ عدم طے ہوئی نگاہِ عنایت سے صیاد کی مصیبت سے مرکزِ فراغت ملی شبِ وصل گزری ہو ہم تمام ہوا اپنی آنکھوں میں عالمِ سیاہ عرقِ آگیا چاندنی میں اُنھیں اُگنی فغان بے اثر تھی تو تھی</p>
	<p>کے کوئی صدفِ رسوئے بہت اٹھو آنکھو کھو لو سحر ہو گئی</p>
<p>امیرِ ہمسے ترے عشق میں فقیر ہوے وگرنہ ہمنو زمانے کے دشگیر ہوے اسی لکیر پہ ہیں سیکڑوں فقیر ہوے ہزاروں ہمسے تکریم میں اسیر ہوے</p>	<p>کچھ اندون یہ عجب دورِ پنج پیر ہوے خدا کی شان کی ایتھ میں تیرے دستِ نگر ترے جبینِ قیامت ہی اس صغیرِ تشقہ عجیب پیچ میں ای زلفِ پارِ پیچ ترے</p>

<p>جو بوریانہ ملا صاحب سریر ہو کہ سہم سہم کے چلو نین گوشہ گیر ہو</p>	<p>لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے کمان کشوں کو ہوا ڈیرہ تیری ناوک کا</p>
<p>ہی تو لوگ ہیں دو ایک شاعر صغیر میان اسیر ہوئے حضرت امیر ہوئے</p>	
<p>ہم خاک بھی ہونگے تو وہ یرباد کریں گے تیار جو بیڑی کوئی حساد کریں گے غیروں کی ہم اسد سے فریاد کریں گے آرام تہ سایہ شمشاد کریں گے اسراہیل وطن کیا تمہیں ہم یاد کریں گے ہو جائیں گے چپ خاطر صیاد کریں گے ہم کو کہنی صورت منہ ہاد کریں گے ہاتھ اپنے قلم مانی دہزا د کریں گے شکوہ ملک الموت سے جلا د کریں گے اب حنائے زنجیر کو آباد کریں گے یون اپنے اسیر و نکو وہ آزاد کریں گے افسوس مرے حال پہ جلا د کریں گے ہم اور فراموش تری یاد کریں گے</p>	<p>امید کمان ہو وہ کبھی شاد کریں گے ہووانہ وہ ہون مجھ کو بہت یاد کریں گے تم دل میں نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر افت قد جانان کی یہی ہر توبہ گ یہ حال تمہارا ہر تو غربت میں ہو چکر نالوں کے سوا شغل نفس میں نہیں لیکن ہم غم جو چلتے نہیں کہنے پہ تمہارا تینغ مرہ یار کی بھینچیں گے جو تصویر یہ سختی جان ہر توفیقین ہر کہ دم ذبح سودے میں ترسی لنگے پھر رہے ہوں عید آتی ہر مشہور جان ہر خبر قتل وہ بیکس و ناشاد میں نیلے سے جلا ہوں جنت میں بھی حسرت تیرے کوچے کی رہیگی</p>

لکھنے کے جو کوئی صفت چشم میں ہم شعر	ہر فہم جنہیں آنکھوں سے وہ صا کرینگے
آیا تری رحمت کا اگر دیر میں مذکور	بت بھی طلب حسن خدا داد کرینگے

بے حل ہوئے مشکل زربسگی کوئی صفدر	
ہر امر میں جس قدر مری انداد کرینگے	

ترے گدا کی مشام جان میں طمع کی بو بھی نہیں گئی ہو
 بری ہو لوثِ جہان سے دامن یہ گرد چھو بھی نہیں گئی ہو
 نگاہ عاشق کی اُسکے عارض کے رو برو بھی نہیں گئی ہو
 یہ گرد دامن کو اُس سری کے ہنوز چھو بھی نہیں گئی ہو
 جو بعد مدت کے آگئے ہونہ جاؤ جسدی ذرا تو ٹھہرو
 ابھی تو نظروں سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہیں گئی ہو
 نہ اتنا بھرون کو منہ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہیں قابل
 کہ جسکو کہتے ہیں آدمیت وہ انہیں جو بھی نہیں گئی ہو
 یہ کون کہتا ہو قتلِ عالم سے دشمن ہو گیا وہ قاتل
 دہی ستم پر کر بندھی ہو جھاکا خو بھی نہیں گئی ہو
 ابھی یہ مڑتا ہوں ابتدا سے میں جو کیسی پوی کہاں کی
 پریم شادی کسی سے کیسا یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہو
 جو لائے شیریں کو بیستون پر تو ہر زن سے کہنے لے کچھ

بھد نہیں کوہکن کی دیکھی کسار جو بھی نہیں گئی ہر
 مرے مقدر نے کیسی مجھ کو دکھائی عالی جنوں کی منزل
 وہاں میں اس عقل جا کے پہنچا جان کہ تو بھی نہیں گئی ہر
 قبائے گل تو ہر چاک لیکن مگر ہر بلبل کا پاس ایسا
 کبھی جہن سے روز گردن تک پہلے رفو بھی نہیں گئی ہر
 وہ شریکین آنکھ اُسکی صفدر بجائے آئینے سے نہ کیونکر
 کہ آرسی ہاتھ میں ہر لیسکن وہ رو برد بھی نہیں گئی ہر

کیا مریخ کو گشتہ فلک پر نیزہ بازی سے معاذ اسر کتنا طول رکھتی ہر شب بزم دریاخانہ ہر ہر وقت اور فرق نیاز اپنا کمان چوڑ کمان سطح یہ بین شعل محفل کے ہوئے جانے سے باہر کیا بڑھی نوحۂ حسرتوں کی کھلا تخت دل خون جگر بنے تھے غم کو عجز اپنا تھا بحر حادثات دہے مشک پٹری بن بیڑیاں مجھوں کی صورت پائے آہن چڑھا جبے ارمنہ صورتی آواز خلقت کو شرف پیدا کرے کبھے کا سنگ آستان میرا	کمان پہنچانہ تیرا ترک عفرۂ ترکازی سے سرو کم نہیں یہ تیرے گیسو کی درازی سے ادا سجدہ ہوا مسجد میں ایسا کب بازی سے انھیں فرصت نہیں ہر ایک دم بھی تیغ بازی سے کرے تو یہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے اخیل اسد کاربہ ملا حمان نوازی سے کیا قاتل نے بیڑیاں شمشیر حجازی سے بیابان تک تری زلف سا پہنچی درازی سے بلند کی کونسی بٹری ایسی سرفرازی سے آدم رنجہ کو جس درگم مہمان نوازی سے
---	---

<p>توں کے حسن میں اندر کا جلوہ نظر آیا ہمارا دم میں بیڑا پار کر دے بحرِ سستی سے شکم کرنا نہ بندون پر اگر تجھ کو سزا ملتی بتان ہند کو کیسا جمال اندر نے بخشا کہیں ملکِ سلیمان ہے بہتر ملک ل میرا</p>	<p>حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشقِ بھاری سے تو قہر ہو یہ از قائل تری تیغِ جھاری سے تری نوحہ بڑھی عیبتِ خدا کی بی نیازی سے کہیں میں حسن میں بہتر حسانِ طرازی سے ہوا ہے جسے مجھ کو عشقِ سلطانِ حجازی سے</p>
<p>میسر و صل تو ہو کو ہوا اس ماہ سے صفہ رزتا ہر نگرد دلِ خج کی نیرنگ سازی سے</p>	
<p>آس آنکھ میں سرے کی تحریرِ نظر آئی چہرے پہ ترے خط کی تحریرِ نظر آئی آس فتنہ عالم سے کیوں عشق کیا ہمنے شام شبِ فرقت جب ہمنے نہ دیکھا محفل بھی حسینوں کی یا کوئی مرفع تھا موسیٰ کی طرح غش میں ہم دیکھے وہ چہر کچھ کھا کے مرین چھوین فرقت کی مصیبت سے شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیرِ سحرِ ہنسی دور یا پہ جو میں پہنچا گیسو کے تصویر میں پھرتے ہوئے آنکھ جب میر طرف کو وہ</p>	<p>یاسست کے قبضے میں شمشیرِ نظر آئی یا سورہ یوسف کی تفسیرِ نظر آئی دیکھا تو ہمیں اپنی تفسیرِ نظر آئی چلتی ہوئی گردن پر شمشیرِ نظر آئی جو شکلِ نظر آئی تصویرِ نظر آئی کیا برقِ تجلی کی تنویرِ نظر آئی بہتر نہ کوئی اس سے تدبیرِ نظر آئی کیا خواب پریشان کی تعبیرِ نظر آئی جو موجِ نظر آئی زنجیرِ نظر آئی پھرتی ہوئی کیا مجھ کو نقدِ نظر آئی</p>

<p>کسی یہ مرتع میں تصویر نظر آئی بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی سونے کی گلے میں جب زنجیر نظر آئی تصویر کے پہلو میں تصویر نظر آئی نقشہ نہیں سونے کی زنجیر نظر آئی ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی جسم در جاناں کی زنجیر نظر آئی جو سطر لکھی ہمنے زنجیر نظر آئی</p>	<p>چپ لگ گئی ہر جگہ اک عالم حیرت ہر دیکھی جو سپر اسکی ہم ابر سب سمجھے سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت میں حیران مری صورت وہ بھی دم خصت میں چاندی کا درق ابرت ہر شاہین تیری اس تن کی خرابی کا بھی دھیان ہمیں آیا دیوار سے سر پھڑاموج آگئی حشر کی اس زلف مسلسل کی دھرت میں کاغذ</p>
--	---

ہر ایک زمین میں ہم سر سبز ہو صفہ
 افسیم سخن اپنی جاگسہ نظر آئی

<p>نہاں جائہ گل میں تو بھی کسی کی سوا تیرے کب آرزو بھی کسی کی مگر اے صبا تجھ میں تو بھی کسی کی زبان پر جو شب گفتگو بھی کسی کی نہ غرت نہ دان آبرو بھی کسی کی نہ بگڑی ہوئی ایسی تو بھی کسی کی کبھی زلف طوق گلوتھی کسی کی</p>	<p>چمن میں عبث جستجو بھی کسی کی کسی گل کو پہنے نہ سونگھا نہ دیکھا اڑائے مرے ہوش نے جو آکر کہوں کیا مجھے کیسی ملتی تھی لذت امیر دنگو بھی اسکی محفلیں دیکھا ہر اک بات میں تو گالی ہر لب پر مہی ہم میں جو شیریاں پہنے ہیں اب</p>
--	---

<p>وہی دن کچھ اچھے تھے آخر چشمِ حسرت بہت بہتے ماہِ دوہفتہ کو دیکھا بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب نہیں حالِ اُرد سے وقتِ بین لیکن نماز نہیں کیوں بھول پڑی نہ ہر دم بجا ہر جو رشتے میں کشتے ہوں ہر</p>	<p>نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی وہ تصویر تو ناگلو تھی کسی کی اگر کا کل شب کو تھی کسی کی ردا رہن جامِ سبو تھی کسی کی مجھے یاد وقتِ وضو تھی کسی کی نظر سیر میں چار سو تھی کسی کی</p>
<p>گلزنگ ہوا دشت جو چھوڑے پھلے کیونکر نہ گردِ دل میں جینوں کے حوالے چھوڑا ہر غریبوں کے نکال دیا ہر تونے سنتا ہوں کہ گلگشتِ حرم کو وہ گئے ہیں ہر صبحِ شب وصل وہ اب ہو ہیں خست بازار میں ہیں کی نہ سازد کی دکان میں فرقت جسے کہتے ہیں وہ سخت مصیبت بے شہہ خطا کی جو دل اس سے لگایا</p>	<p>کہ آتا میں بازارِ محشر میں کیونکر کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی کانٹوں نے بھی بھونکی طرح رنگ لگا انداز نے انکے میں اطوار نرالے اب ہنسے غریبوں کی خبر لے تو خدا لے تر گیس سے میں ڈرتا ہوں کہیں آنکھ نہ ڈالے آجائے جو سوختِ اجل ہو جو جلا لے یوسف کو اتنی نظر بد سے بچا لے دشمن کو بھی اس قدر اس وقت میں نہ ڈالے خود ہنسنے کیا شیشے کو تاجر کے حوالے</p>
<p>جدر کا بھی کیا نام خدا نام ہر صفدر</p>	

<p>اگر تے ہوئے اس نام نے لاکھوں ہی پہنچا شکوے سب اگلے پچھلے فراموش ہو گئے دیر درم سے آج جو روپوش ہو گئے امد ایسے دل سے فراموش ہو گئے موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے جتنے چراغ نرم تھے خاموش ہو گئے کیسے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے اک جلوے میں کلیم بھی بیوش ہو گئے بگڑا مزاج رند قبح نوش ہو گئے بارگراں سے آج سبکدوش ہو گئے ہم خالی ہاتھ دیکے ہم آغوش ہو گئے وہ دلوے کہاں ہے وہ جوش ہو گئے</p>	<p>ہوئے حضور یا تو خاموش ہو گئے کس ترک کے غضب سے ڈرے شیخ و برمن اب ہلکے بھول کر بھی ہوتے نہیں مین یا لو اتو کاٹ کھڈے ہو سو وچین سے باندھی ہوا یہ بچی گیسوے یار نے اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے دیکھتے ترا جمال یہ کسراں نکہ کو ہر تاب کچھ ہم سے حال حضرت اعظمو چھپے شکر خدا کہ خنجر قاتل سے سہ کٹا قاتل نے بڑھکے تیغ لگائی تو تھی مگر پیری میں نوجوانی کا پوچھو نہ ہم سے حال</p>
<p>صفدر بڑے رفیق تھے ہوش و ہوس و ہوس سب روز سچ دیکھ کے روپوش ہو گئے</p>	
<p>جان آنکھوں میں ہر آب عشق کے بیمار دہلی کعبہ پوشاک کیوں پہنے غرادر دہلی کس قدر جلد ہر نازک شہ رخسار دہلی</p>	<p>کچھ خبر بھی ہر تمھیں اپنے گرفتار دہلی خون ایان ترے ابرو کیا ای کا فر بڑگیا نیل تصویر میں بھی ہوسہ جو لیا</p>

بدلے تو مرے دوست کہ تلوار چلی سر لگین آنکھوں کی الفت نے دکھایا یہ اثر ہم جو گریبان ہو وہ کھینچ کے تلوار آبا اب رحمت کا غضب کچھ قاتل میں ہے جو دو کر عشاق تو کیا لیتے ہیں گیسو بھی صنم دشتِ وحشت کو دیا ہے مری دشتِ فرخ رحمت اُسکی جو اٹک دیا بھی چہرے نقا زائد وں کو یہ کمان لکی صفائی حاصل	چھٹ گئی سامنے سے بھیڑ خریداروں کی خون سے لال زبان میں ہو میں تلواروں کی کتنی جاوید ہے کند آنسو و نکلتا روئی جس طرے دیکھتے ہو چھارے تلواروں کی دونوں ہاتھوں سے بلائیں تیرے خساروں کی نوک رکھ لی ہے مرا بلوں نے خاروں کی بیگنہ دورین خوشامد کو گنگاروں کی ایکے صحبت اٹھائی نہیں میخواروں کی
--	--

دردِ دل زخمِ جگر پیرِ تباہِ رشکِ عدو
ہاے کچھ حد نہیں صفدر تیرے آزاروں کی

ہمارے جو وہ گل سیر کو گلزار میں آئے ہو اے یارِ مین آبانہ دلوں میں کر بھی عجب راحت ملی کچھ دین دنیا کی نہیں دیا عزف جی ایک لکے لاکھ دان میں ہر نیلو یہی وہ درویش اپنی ہی خوش کے عالم میں ہمارے دلوں پر اہل مینا سے تنفر ہو نہیں پروا ہمارا سر جو کٹ جا تو کٹ جا	ابھی تو جانِ تازہ فرگس بیمار میں آئے تردیکر خلد سے پھر کچھ دلدار میں آئے جنوں کے سایے میں پہنچے تیرے کار میں آئے ترپنے کا فرہ تب فرقتِ دلدار میں آئے بیابان میں کبھی پہنچے کبھی گلزار میں آئے یہ وہ سہ نہیں خلوت سے جو بازار میں آئے تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار میں آئے
--	---

<p>بہین عاشق جو ہوت ہوئی لیکن ہی غفلت جنوں کا سنے جو پائین تو ہم سیراب کر دینگے ہر شے کل سے اسکی تیغ کے سائے میں ہو جائے کسی کی کیا چلیگی اس خرام ناز کے آگے سو میخانہ آتا ہر تو احرار ہر سمجھ کر آ نہ کر اب یرو در جام میں بہر خدا ساقی کسی سے ہو سکے کیا وصف اس گل کی نزاکت کا رسائی اس کے گھر تک خاک ہو پر رہی باقی نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر کو کیا پرا دم آخر وہ پوچھے شک سیر اپنے دہن سے</p>	<p>ابھی تک نہیں ثابت کہ کس دربار میں آئے یہ ساتھ آہلون کو وادی پزار میں آئے غضب آئے جو رحم ہدم مزاج یار میں آئے پہلے تو موج کا کبک خوش قمار میں آئے کہیں وجہ نہ تیری جبہ دو میں آئے کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار میں آئے گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی یار میں آئے ہوا سے اڑ کے ذرے روزن یار میں آئے کہ لیکر برگ گل مرغ جن منقار میں آئے اکہی رحم آتا تو مزاج یار میں آئے</p>
---	---

عدم سے آگے ہم ہستی میں پہنچنا ہیں کر
کہ کھلتے ٹھوکرین کس ناہموار میں آئے

<p>خوشی جو شام سے یاد رخ حسین میں ہی پس فنا بھی نہ کجحت کو تشہ ار آیا خدا کے واسطے اترو نہ کیجیے انکار وہ میر قتل کو اٹھے تو دوست دشمن میں بہند انکوار ہر ذریک رنگ نیسا</p>	<p>ضیافت کی سحر تک مگر جبین میں رہی ہر پ وہی ل بیتاب کی زمین میں رہی کہ رات وصل کی تھوڑی نہیں نہیں میں ہی نہ پوچھو بحث جو بان بان نہیں نہیں میں ہی پھٹری نہ پھولوں کی کبستہ ناز زمین میں ہی</p>
---	---

<p>کہ مشک کی نہ حقیقت دیا چین میں رہی نہ ڈاک زیرِ نگین حلقہ نگین میں رہی نہ جانیں شو سرخج بازین میں رہی نظر تلاش مسیح فلک نشین میں رہی کشادگی فقط آب شعری زمین میں رہی گرجا سے جیا چشم شرنگین میں رہی</p>	<p>ہوا کے گیسو مشکینِ نبی عالم میں اتاری تو نے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے شبِ فراق پکارا بہت صدا بھی ندی ترے مریض کو فرست کہاں طبیبون سے جہانِ ننگ میں نگی ہو جس جگہ دیکھو ہزار طرح سے چھیرا وصال میں انگو</p>
<p>بجا ہر دعویٰ سیرِ جہان مجھے صفہ ر کہ شکلِ حورِ مری چشمِ دور میں رہی</p>	
<p>افسا آئی ہر کسی آج کس کا دم نکلتا ہے جہان کوئی حسین دیکھا اس نکام نکلتا ہے کسی پر جان جانی ہر کسی پر دم نکلتا ہے میں اپنی جان کھوتا ہوں ہر کیوں دم نکلتا ہے اسی رشکِ مسحا پر ہمارا دم نکلتا ہے اسی سے زندگی اپنی ہر جہنم نکلتا ہے اسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہے بچو اور حسرتِ ارمان ہمارا دم نکلتا ہے</p>	<p>اکی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہے پڑا ہونِ حضرت دلی بد و کس مصیبت میں کہوں کس کس کو قاتل ہر ادا کی قیامت ہے جو کج دل لگانے پر نہو آنا خفا نا صح زمانے کو جلا دیتا ہے جو اک جنبش سے عجب نیرنگ مرگ و زیست کا عشق باریہیں تری تلوار سے ہل گئے ملے کتے ہیں ہٹو اے نالہ و افغان ہماری جان جانی ہے</p>
<p>مبارک حور و غلمانِ شیخ و عظم کو صفہ ر</p>	

ہمارا تو کسی رشک بری پر دم نکلتا ہے	
<p>عجب انداز سے وہ فتنہ عالم نکلتا ہے ترے محشر خرامی میں عجب عالم نکلتا ہے ہمارے جوش و خروش میں عجب عالم نکلتا ہے ترے کوچے سے رسوا ہوا کہ عالم نکلتا ہے ابھی سے اسکی چوٹ میں نیا عالم نکلتا ہے سب سے عاشق جیہ قاتل عالم نکلتا ہے ترے میا ختمہ میں بھی اک عالم نکلتا ہے زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہے تمھاری چشم شرم آگین میں جن عالم نکلتا ہے</p>	<p>ہر سی کا حور کا جی ملک کا دم نکلتا ہے اداسے ناز سے چلنا جھکنا جھومنا رکنا گریبان پر زبر پر چاکہ ان سستین ٹکڑے جہین پر کچھ نہیں موقوف یہ بدنامی دلت شباب اس فتنہ کم سن کیا ہو گا خدا جانتا خوشی سے نقد دل شے میں جان بڑھ کر کرتے ہیں ہر سی ہر نہ کا جل ہر نہ نشان ہر نہ منھدی کر قیامت میں کیس پر ویش کی عام ہر جلوہ یہ کیفیت نہوگی آنکھ میں حوران جنت کے</p>
<p>ہزاروں بہر جہین دیکھے مگر اس شوخ جھنڈے نرالی آن پیدا ہے نیا عالم نکلتا ہے</p>	
<p>گمان ہوتا ہے سب کو نیر اعظم نکلتا ہے کہ برج سنبھلے سے نیر اعظم نکلتا ہے کہ جیسے آسمان پر نیر اعظم نکلتا ہے آگن میں آکے جیسے نیر اعظم نکلتا ہے کو اک چھتے میں جب نیر اعظم نکلتا ہے</p>	<p>مرے دماغ دل سوزان میں عالم نکلتا ہے رخ روشن کو زلف و نمین جو دیکھا یہ ہوا تاب سحر کو بام بر میٹھے میں وہ کشاں ہے آکر رقیب روئیکہ گھروہ جا کر اس طرح نکلا حسینان جان کو کیا فرغ اس کے ہر گئے</p>

مر گلگون سے عالم ہر آنکے رُک روشن کا شبِ فرقت ہمار گھر سے جا بھر خدا ہو	سحرِ کونوت جیسے نیرِ اعظم نکلتا ہے کہ ہنگامِ سحرِ نیرِ اعظم نکلتا ہے
ہماری ایک دو غریب بھی صدفِ درج ہوئی ہیں جہانِ مطہر سے چھپ کر نیرِ اعظم نکلتا ہے	
بلا لہ چرخِ گردان میں کیب عالم نکلتا ہے خدا کر حسن کو تو چاہیے چھلکنا تو اضع سے یہاں شبِ بھر دل صد چاکِ سچ و کھلنا ہے موت کر کیا ہو کچھ طینت کو صحبتِ سرفرازوں کی دلِ عشاق جو اُلجھے ہیں انکی خیر بدیارب بڑھاپے میں کبھی پشتِ دنا سیدھی نہیں ہوتی پر نیرِ اداں عالم کر سیکھنے کے ہم سہری کیونکر	تری شمشیرِ بینِ سفاک جو دمِ خم نکلتا ہے مہ نو آسمان پر دیکھ لو برہنہ نکلتا ہے دیوانِ نبی ہیں زلفیں گیسوؤں کا خم نکلتا ہے کہیں تیر و کج طے سے کماؤ کا خم نکلتا ہے کہ پھر شاہ ہے اور زلفِ رسا کا خم نکلتا ہے کہیں عالم میں جو بختک کا بھی خم نکلتا ہے انکلتا ہے جو بھر سانسے سرِ خم نکلتا ہے
عبث امید ہے قافل سے صفِ درتِ باز کی کہیں تیغِ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہے	
کوئی دسوزِ بقا ہو کوئی ہدم نکلتا ہے عجب یہ دمِ دلکش ہر کسی کا طائرِ دل ہے نکلتا حشرِ داران کا دلسے وصلِ بین کسی میں کئی اربان ہر کسی میں کئی حشر ہے	گر کہتے ہیں جسکو بارِ صادق کم نکلتا ہے تبوئے گیسو پر خم میں پھسکر کم نکلتا ہے ہماری آنکھ سے آنسو بھی اتبو کم نکلتا ہے نہو کوئی ہوں جس دلیلِ ایسا کم نکلتا ہے

<p>دو رضعف سے نالہ بھی اتبو کم نکلتا ہے مگر اُس جیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہے جہاں میں اقب اسرار و حد کم نکلتا ہے زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہے</p>	<p>گئے وہ دن کہ ہم اکلہ سے گردن ہلاتے تھے بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتیں بہت کثرت سے مین ہر علم و فن کے منتہی لیکن شکایت کا تو کیا مذکور سفاک کے آگے</p>
<p>خدا کا تسکیر سب اہل سخن کہنے میں خوش ہو کر غزل میں تیری صفہ شعرا قص کم نکلتا ہے</p>	
<p>ہزار افسوس دے آج اپنے غم نکلتا ہے بڑے ہنگامے سے اپنا دل پر غم نکلتا ہے کہوں لفظ خوشی نہ سے تو لفظ غم نکلتا ہے خوشی آتی ہے مہینے سے رنج و غم نکلتا ہے کہاں آفاق میں کوئی دل بغیم نکلتا ہے خوشی جسکو سمجھتے ہیں وہ آخر غم نکلتا ہے بعد سے بھی ہمارے نالہ پر غم نکلتا ہے کسی کا طائر دل ہوا سیر غم نکلتا ہے</p>	<p>بڑا پلو نشین چھوٹا بڑا ہم غم نکلتا ہے ہزار دن جسر میں ہر راہ میں لاکھوں مناہین باب ہر دل یا بوج و غم سے ہر جانان وصال یار کا دن ہر شب فرقت کی ہر رخصت کوئی آفت رسیدہ ہو کوئی ہر مبتلا غم جہاں کی شادمانی کا مال اچھا نہیں دیکھا اثر رنج و الم کا بعد مردن یہ رہا باقی کوئی دیکھا نہیں آزاد اس دم مصیبت سے</p>
<p>فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفہ تری ہر بات میں پہلو در دو غم نکلتا ہے</p>	
<p>نڑتے ہیں ہزار دن سیکر ڈن کا دم نکلتا ہے</p>	<p>قبامت ہر جد مرده قاتل عالم نکلتا ہے</p>

<p>تصدق اس خوشی پر کھڑے دل سیکڑے جان پس دن ایفت ہر کسی رشک مسحا کی غیر زمین نہیں مطلق محبت آزما دیکھا قیامت تک جہانیں نام رہ جاتا ہو جدا چنار اگتا نہیں ہر سال اپنی خاک تربت سے تمھاری لہٹ پہچان پر نہیں دگر سینے کے</p>	<p>وہ فعل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہے کہ اپنی خاک سے بھی نیچے مریم نکلتا ہے نقطہ اک رشتہ الفت ہی مستحکم نکلتا ہے ہمیشہ جام محفل میں ذکر جم نکلتا ہے زمین سے دست حسرت یہ بے ماتم نکلتا ہے وہ انفعی خوشخوار سے یہ سم نکلتا ہے</p>
<p>ہر اک آگاہ اسرارِ حقیقت سے نہیں</p>	<p>ہزار زمین کوئی اس از کا محرم نکلتا ہے</p>
<p>اگر آغاز الفت کا بغیر انجام ہو جا ہمارے خانہ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت کرے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ شکر سے تمھاری محفلِ عشرت ہر باگردش نایابی کسی پر نشین پر اس طرح مرنا نہیں اچھا سے ہر کوشش و صلت رفیقہ نکوش و فرقت بہت رہتی ہو محبت زلف کو خیارِ رشک سے بنائے اس لیے زلف و نہیں اس صبا دچھند کے</p>	<p>تمھارا نام ہو پیکر ہمارا کام ہو جا تو فرطِ غم سے پہلو میں عجب کرام ہو جا جہان میں عمر کا جسکے بدالب جام ہو جا کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہو جا کہ اپنی جان جا اور کوئی بدنام ہو جا کبھی ایسی بھی یار بگرددش یام ہو جا عجب کیا ہو یہ کافر داخلِ سلام ہو جا کسی کا مرغ دل شاید اسیرِ دام ہو جا</p>
<p>وہ اپنے حسن پر نازان میں کیا پروا نہیں اسکی</p>	

کوئی رسوا ہو صفدر یا کوئی بدنام ہو جا	
رباعیات	
خلوت میں اُسے نہ انجمن میں دیکھا	صحرا میں نہ دیکھا نہ چمن میں دیکھا
دیکھا جو بغور رہنے اُس یوسف کو	اپنے ہی حجاب پیر میں دیکھا
رباعی	
فرقت میں کسے ہمسے کنار اہوا	دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا ہوا
اِس فتنہ عالم کو جٹ لیتے ہو	کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا ہوا
رباعی	
دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا	پھر فرقت دلدار میں برباد رہا
اب رہتے ہیں اس میں غم داند وہ الم	اُجڑا بھی یہ کبخت تو آبا رہا
رباعی	
ان ظلم شعاروں میں ہر کائنات تھا	دل دیکے بناہ چار دن مشکل تھا
صدے سے الفت میں مگر آہ نہ کی	یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا
رباعی	
غفلت میں گزر گئی جوانی افسوس	کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ دلوں اب خزان پیری میں	افسوس ہمارا زندگانی افسوس
رباعی	

گلزارِ جهان کا کیا تماشا دیکھوں	اشکِ شبِ نیم کہ گل کا ہنسنا دیکھوں
نسلِ گل رعنا میں نظر میں شبِ درو	دو روز کی ہو بہار کیا کیا دیکھوں
رباعی	
وہ لطفِ چمن وہ سیرِ گلزارِ کمان	وہ نغمہ وہ محوہ نبرم وہ یارِ کمان
پیری نے تمام کھو دیا حسنِ شباب	وہ نازِ کمان وہ نازِ بردارِ کمان
رباعی	
ہم خوب سمجھتے ہیں تمھاری باتیں	دکھلانے کی ہیں فقط یہ ساری باتیں
منظور ہو جولوہِ نثرانی جسدہ	الہدے تمھاری پیاری پیاری باتیں
رباعی	
ہو لوگ گزر گئے اُنھیں یاد کریں	یا الفتِ خوبان پرینداؤ کریں
ہر دم ہو بجومِ یاسِ حسرتِ صفہ	فرصت اتنی کمان کہ دلِ شاد کریں
رباعی	
جو مرتبہ دروالم جانتے ہیں	دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہیں
بیدرد کو درد کی کمان پر لگتے	جو ذائقہِ اسیمین ہو وہ ہم جانتے ہیں
رباعی	
اُس رخ سے اُٹنے نقابِ توبہ توبہ	وہ ہمسے ہوں بے حجابِ توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بتیاری ہو عیث	احول نہ کر اضطرابِ توبہ توبہ

	رباعی	
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہو کبھے میں تلاش چار سو تیری ہو		عالم کو جہان میں جستجو تیری ہو آہخانے میں ڈھونڈنے میں ہندو بھگو
	رباعی	
فردوسی کی روح منکے بلبل ہو جا محفل میں چراغِ انوری گل ہو جا		گلزارِ رضا میں وہ کھیلے گل ہو جا وہ طبع رسا سے پڑھکے ہنسوں بھونگو
	رباعی	
وہ ظلم و ستم سننے کی طاقت نہ رہی وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نہ رہی		اب ہم کو حسینوں سے وہ الفت نہ رہی ہمراہ جوانی کے گئے جوش و خروش
	رباعی	
منظور تھی جسکی پاسداری نہ گئی زینت میں بھی اپنے خاکساری نہ گئی		تھی تو سے تواضع جو ہماری نہ گئی کبستہ دل میں ملا عطر تو مٹی کا ملا
	رباعی	
آئینہ صفت نہیں صفائی ہم سے منہ دیکھے کی ہر یہ آشنائی ہم سے		روشن ہر تمھاری کج ادا کی ہم سے آنکھوں سے نہان ہو تو دل سے اترے
	رباعی	
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہو		قدرت تمھیں وصلِ ہجر میں حاصل ہو

مجمور ہوں مینِ غریب مختار ہوں تم	آسان ہر تمحیص سب مجھے سب مشکل ہے
رباعی	
افسردہ ہر دل کمالِ اس گلشن سے	صبرِ صر کی چلون مینِ چالِ اس گلشن سے
پھولوں سے مجھے خاک ہوا امید وفا	بلبل ہوئی کیا نہالِ اس گلشن سے
رباعی	
آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے	بیدم ہو سہ دم بتوں کا بھرتے بھرتے
مشتوق و فدا دار نہ پایا صفدر	حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے
رباعی	
دنیا مٹائی ہے زندگانی مٹائی	یہ ساز طرب یہ کامرانی مٹائی
صفدر کبھی فال بھی جو ہنسنے دیکھی	نکلا کلمہ یہی کہ مٹائی مٹائی
رباعی	
اس عمر میں ہنسنے اک زمانہ دیکھا	گلزارِ جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت مینِ مردت مینِ سخا مینِ صفدر	انواب کو ہر وصف مینِ یکتا دیکھا
رباعی	
مجلس مین جو سرکار کا جلوہ آج	در پردہ مرا نصیب چمکا ہر آج
اغرا ز حضور نے بڑھایا صفدر	ذرا ہر قطرہ دریا ہر آج
رباعی	

صفدر کی دعا ہو یا خدا سے متعال	نواب سلامت رہیں با جاہ جلال
ہمین شاہ دوزیر دوزن مجلس میں شریک	دوزن کے محب شاد ہوں دشمن پامال

رباعی

مجلس میں دعاؤں کا یہی جوش رہے	لازم ہو کوئی زبان نہ خاموش رہے
صفدر کی ہر عرض حیدر صفدر سے	صحت نواب سے ہم آغوش رہے

انجمن بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

اللہ رحیم و رباجیران ہین ورد پری	ابروین جو ہر تیغ کے آنکھوں میں ہنسوں گری
تورشید ماتھے سے نجل عارض سے ماہ دشتی	ای چہرہ زیبا سے تور شک تہان آذری

ہر چند صفت یسکنم لیکن ازان بالائری

ہر بات ہر جادو بھری دلکش سرگ شدہ گری	ہر یونکو عجوبے پری حورو کو ناز چاکری
گل کیا مقابل سلکین عجبے کریں کیا ہستی	تو از پری چاکتری ذر برگ گل زکتری

دور ہرچ گویم بہتری حفا عجائب دہری

مستوق عاشق میں بہت جاری ہر رسم دستی	رہنے ہیں بیرون ایکجا لیکن نہیں جانی دلی
دنیا میں ہوتا ہر کین اس درجہ بھی ربط دلی	من تو شدم تو دشمنی من تو شدم تو جان شدی

تا کس نکو بد بعد ازین من دیگر تو دیگر

ای غیرت شمس و قمر تیرا سراپا دیکھ کر	کتنے میں سب اہل نظر دیکھا نہیں ایسا بشر
کی جستجو شام و سحر عالم کو دیکھا سر بسر	ہرگز نیادہ در نظر صورت زردیت و خیر

	شمسے ندانم یا قمر حور سے ندانم یا پری	
ہر دم تلاشِ حسن کی میں کیا اکدن نہ دم	پھر تارِ بامین عمر بھر دیکھا عجب چھانا جسم	خضر طریقِ عشق ہوں ہر ملک ہر زیر قدم
	بسیارِ خوبانِ دیدہ ام لیکن تو چیزِ دیگری	
لیکن تری صنعت کا میں بے انتحانِ فانی نہیں	اکھنچیں میں تو سیکر وں شکیلین حسین و چین	ہو زنگر نقاشِ چین یا صورتِ یارم بہ بین
	یا صورتِ کشِ اینچیں یا ترک کن ہو زنگری	
آسِ فتنہ آفاق سے اک در صہرے کے کہا	اک عاشقِ دار فتنہ ہر مدت سے تیرا پیلا	تا چند یہ جو روحِ جفا ہر جسم بھی لازمِ ذرا
	باشد کہ از ہر خد اسکو غریبانِ بگری	
	مخمس بر اشعارِ اساتذہ فارس	
نریم خوانِ الفتِ مزہ چشیدہ باشی	نر ریاضِ نعمِ بدامن گلِ دافعِ چیدہ باشی	یزمینِ بسانِ لیلِ زالمِ طیبیدہ باشی
	بر بہتِ غبارِ گشتم ز صبا شنیدہ باشی	
مرے بخت نے دکھایا مجھے ترکِ کوہِ مایان	کہ کشادہ در تھکا تیرا شبِ تار و ابر باران	جو ترے مکان میں پہنچا تو برائے لکے اربابان
	کہتے پاتو بوسہ دادم ز خفا شنیدہ باشی	

ترے ناز و دربانہ کوئی میرے لیے پوچھے مراد ہی جانتا ہے جو مگر اٹھائے یں	وہ نئی نئی ادا یں وہ نئے نئے کرشمے ابہ من بددستی بسترِ قسم کہ روز سے
از تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
ہوئی بحث عاشقین بہم ایک دوسرے کہا ہنسکے آرسی نے غلط یں سب کے	تو ہر اک کو تھمایہ دعویٰ کہ ہمیں ناز دیکھے ابہ من بددستی بسترِ قسم کہ روز سے
از تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
نہ وہ نشے کی ترنگین و میکشی کے جلسے سبب طلال کیا ہے جو خوش ہو کچھ ایسے	نہ وہ بھولی بھولی باتیں نہ وہ پیار پیار عمر کے نہ قسمی نہ فرسے نہ حکایتیں نہ حرفے
از زبان بریدہ ناصح سخنیں شنیدہ باشی	
دل غمزدہ میں اپنے جو ہو جو غلغلہ ساری بچد اہر ختم اسپرہ و رسم جان نثار کے	وہ کہاں شہیم گل میں صفتِ وفا شعار کے دل میں گیر و گوین تو اگر دماغ دار کے
گل باغِ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی	
غم و درد و رنج دارمان گئے عمر بھر نہ لے کے خوب چشم دلیس دم داسین نظار کے	جو قصا قریب کی تو نصیبِ حفتہ جاگے بچہ ناز رفتہ باشد ز جان نیاز مند کے
اک وقت جان سپردن بسترِ سیدہ باشی	
وہ عجب مرکز کے دل کد خوشی بھی محکوم جرعی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہر اب یہ عالم	نہ خیال ہیچ جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم دل ہر کراہہ بنیم پیش جو خود بد انم

	بر بہت گزشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی	
بغداد کہ آئے اس دم کچھ تیر جان نثار وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھ کر	جو ہماری طرح تو بھی جو کسی پہ دل ز جفا عشقا زان شوی کہ زبان شیریں	
	کہ تو ہم ز جو ز جوان ستمی کشیدہ باشی	
تری بقیار یونین ہوا ہون بخت عاری نہ کسی ہمدمی جز نہ کسی دوستداری	کبھی ناکہ سیر ہو کبھی شب کو آشکباری بغراق نہ دزاری ہوصال بقیار	
	بہ کجا بریم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی	
عجب آرزو کہ ہر یہ جہان رنج و رخت کوئی راغب توکل کوئی خوشگزار نعمت	کوئی قتل غم ہو کوئی صرف عیش عشرت منم و ہمین تھا کہ بہ خلوت وصال	
	برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی	
وہ جفا شعار اکدن کچھ ملگیا جو تنہا تو یہ حال سنے صفدر نہ برا کہانہ اچھا	کہا میں نے درد دل پر مرا قابل ہوا بجراحت دل مانگی نشانہ و گفتا	
	کہ تو ہم ز خوان و علم قدحی کشیدہ باشی	
	سلام	
تلم ہوشاخ طوبی کا ورق ہر نور کا عجب معجز نما پر ذکر تھا اسرا کبر کا گلا مشتاق ہر آب دم شمشیر و خنجر کا	سلامی وصف لکھا چاہیے سبط پیر کا شہ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ صغیر کا یہ فرماتے تھے شاہ تشنہ لب حق شہاد	

گرے گھوڑیے جب مجروح ہو کر سید و لا تلاطم تھا رجز خوانی عباسؑ لاورست ولی شہسپہر میں دوزخ میں تھے ناسور بڑھ کر پیسچا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ و زاری نثار شاہ دین ہو کر رٹے کس کشمکش سے اکلوے شاہ دین تھا بوسہ احمد مرسل کہا زینبؑ شہ نے عازم گلزارِ جنت ہوں	زمین تھرائی برپا ہو گیا ہنگامہ محشر کا ہلاتا تھا زمین کر بلا نعرہ غضنفر کا کبھی فرزند کا غم تھا کبھی مصدبہ برادر کا ہنگھٹتا موم کی صورت جگر موتا جو تیر کا فسانہ رنگیا عالم میں عباسؑ لاور کا اُسے خنجر سے کاٹا حوصلہ دیکھو سنگر کا نشان ہو گل اس باغ میں قفہ پر دم بھر کا
---	--

نظر شام و سحر ہر پنجتن کی دستگیری پر
ہیں کونین میں کوئی وسیلہ اور صفہ رکا

سلاخی دہر میں شہرہ ہوا تک حسن اکبر کا و کھلایا دل آزار رون پیغمبر کے دلبر کا نظر آیا جزو نفونین رخ پر نور اکبر کا شہید کر بلا کا غم جو پہنچا چرخ چارم تک ہزار دن اشقیاء آمادہ انذار سالی بین علم نیکر کہا عباسؑ غازی خوش قسمت تصور کیجی اہل غراوہ و شت غربت میں دور ضعف تن باغ گل خسار پر مردہ	رہیگا تاقیامت ذکر مشکل پیغمبر کا چڑھایا سر سر نیزہ شمعگاروں کے سرور کا گمان اعدا کو ہالے میں ہوا ماہِ منور کا اُردا سی چھا گئی رنگ اُرد گیا سلطانِ خان کا نہ پہچانا کسی نے مرتبہ سبطِ پیغمبر کا ملاحزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا ترپ کر جانِ نیا شاہ کے ہاتھ پہنچا صفر کا عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیمار و مضر کا
---	---

<p>شناے شاہِ نیردان کیا کسی سے ہو سکے صفدر تھک ادو جہانِ افتابِ جو رہے حیدر کا</p>	
<p>بحرائِ پیشِ خیر یہ رہتا حسین کا موسیٰ سے بڑھکے کیوں نہ رہتا حسین کا ایسا خضرِ دوزخ میں پرہیزِ مدحِ خوں مشہور ہے جہانِ مین جو محبوبِ کردگار ذرا انھیں کے فیض سے ہوتا ہے آفتاب بھائی بھتیجے بھانجے سب گئے شہید مقتل میں لاکھ طرح کے صدمے مگر نوحِ شقیٰ نیر کا دم بھرتی تھی ادھر فرزندِ فاطمہ بھاپے میر کا جانشین قدسی فلک پہ روئے مین حورین بہشت میں</p>	<p>روضہ ہر تاجِ عرشِ معالیٰ حسین کا ہر نقشِ پا موجبِ پیرِ بیضا حسین کا دم بھرتے مین فلک پہ مسیحا حسین کا سو جان سے تھا عاشقِ شیدائے حسین کا ظلِ خدا ہے پاک ہے سایا حسین کا خشکی میں ہے تباہ سفینا حسین کا راہِ رضا ہے پانون نہ سر کا حسین کا نعرہ بھال دین میں ادھر یا حسین کا رہہ شکرِ دوزخ نے نہ جانا حسین کا تامم کمان کمان نہیں برپا حسین کا</p>
<p>صفدر نہیں ہے شبہ کچھ اسکی نجات میں محشر کے دن ہے جسکو وسیلا حسین کا</p>	
<p>بحرائِ خاکِ خون میں ہے لاشا حسین کا بازو مین بیویں کے رس سے بندھے ہوئے وہ بیکسی دہ یاسِ وحشت وہ زخمِ تن</p>	<p>سر پہلے مین کاٹ کے اعدا حسین کا اونٹوں پہ سر رہنے ہے کلبا حسین کا وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا</p>

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین	وہ پائے نحس شمر وہ سینا حسین کا
اک دن یہ ہر کہ جسم مبارک ہر خاک پر	کوئی نہیں ہر پوچھنے والا حسین کا
اک دن وہ بھاکہ کے گلستان نعلہ	روح الامین جھولانے تھے جھولا حسین کا
اٹھایا شور گھوڑیسیے عباس جب گریے	مارا ایسا فرات پہ سقا حسین کا
حیدر برہنہ سر پہن گریبان نبی کا چاک	پیلے کے نام روتی ہر زہر حسین کا

صمد رکسی سے کام نہیں کوئی کچھ کہے
سو جان سے ہوں عاشق شیدائ حسین کا

نبی کے دلیں بے حجب علی گھر ہو نہیں سکتا	سلامی گھر میں داخل کوئی بے در نہیں سکتا
زمانے میں کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہیں سکتا	جھک کر درہ خورشید منور ہو نہیں سکتا
فضیلت میں علی کے کلمے چین کوئی کیا قدر	کلام السدین دخل سخور ہو نہیں سکتا
علی متنازعین بے شبہ گلزار پیہر میں	شیر سب میں گر کوئی صنوبر ہو نہیں سکتا
کرے کیا فرق کوئی ربہ شبیر و شبیر کا	دو نیمہ بے پر جہول گوہر ہو نہیں سکتا
کہا حضرت نے فوج شام ہم کیا مکر ہو	خمار آلودہ رو کاہ انور ہو نہیں سکتا
پکا شمر اے عباس تم بھی ابن حیدر ہو	شرت بھائی کا کچھ بھائی سے کٹر ہو نہیں سکتا
خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکتا ہو اوناری	کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہیں سکتا
بہت ساحل پہ شور شن ریون کی کہا اگر	یہاں خیمہ تو اس سبط پیہر ہو نہیں سکتا
کہا حضرت ہو خفا رر دو کو گھاٹ دریا کے	یعینوں فرق لیکن تم سے کوثر ہو نہیں سکتا

جو آئے رن میں اکبر پڑھ کے ابن سعد چلایا	مقابل اس کی کوئی دلاور ہو نہیں سکتا
کہا سب نے شائین کس طرح تصویر بنی ہے	کہ امت میں ہن ہم خون پیر ہو نہیں سکتا
پھر بے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے سے	بڑے یہ شگل دل میں دم پیچ ہو نہیں سکتا
کہا زینب نے شہ نے گھر لے یا سر کئے میرا	قدم تسلیم کے جا دے یا سر ہو نہیں سکتا
سر شیر نیز بے پر بھکا پر اعجاز ظاہر تھا	کٹے سے کبھی قرآن ازبر ہو نہیں سکتا
نہ رو شاہ بقیابانہ ایک سے کبھی لا پر	کسی سے صبر یہ اسرا کبر ہو نہیں سکتا
کہا شہ نے تمھیں عباس دین کی ضا کیونکر	آلتا ہی جگر صبر ہی برادر ہو نہیں سکتا
گلا جب کاٹا تھا شاہ کا یہ شمر کتا تھا	یہ خشکی ہر روان تیزی سے خیر ہو نہیں سکتا
گلے کی تھی صدا اس دم تو کھوڑا سا بلا پانی	سلوک اتنا بھی تجھ سے اس مگر ہو نہیں سکتا
لکھا صغرانے اکبر کو نہ جینی سوچ میں دم بھرت	کروں کیا بے اجل عدہ برابر ہو نہیں سکتا
چلے آدینان دد کی خصت یکے بابائے	ہن اری یہ کیا تم سے برادر ہو نہیں سکتا
کہا عابد نعش شہ پڑ غل کفن کیونکر	رہا قید مخالفت میں لاغر ہو نہیں سکتا
گلے میں طوق جو بھاری ہو یہ بار گران	خجالت کے سبب پچار سر ہو نہیں سکتا
کوئی اتنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا	ترا حکوم فرزند پیر ہو نہیں سکتا
غم شہ میں مین گریان و شوق گریان	ضمون
رقم اس سے مرے عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا	مضمون
رطب اللسان لوح شہ نامدار میں	مضمون

بیٹوں کا داغ بھائی کا ہمدردی کی فکر مرنے چلا ہر شاہ کا فرزند نہ جو ان تعریف کیا ہوا کبر یوسف جمال کی عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر کھینچی امام دین نے جو مصداقِ حیدری اسد رمی صفائی دست شہ زان دم یکے مثل برق صفوں گزر گئے کتے تھے شاہ وعدہ طفلی و ناکردن عرض میں لکھا فاطمہ صغرائے شاہ کو چادر ملک نصیب نہ تھی اہل بیت کو ہونخت پرزید لگن میں سر حسین	کیا کیا الم تھے شہ کے دل افکار میں کشتا ہر سر و باغ تنہا ہر سر میں چھوٹا تھا ایک گل چمن و زگار میں یہ فرد سیکڑوں میں وہ یکتا ہزار میں ہلچل پُری سپاہِ فطالت شعار میں سوسو کے سر اڑا دیے ایک ایک اڑ میں جو ہر ہو قضا کے عیان و وفکار میں یار نہ آنے فرق مرے اعتبار میں کب تک گزوں فراق کے دن انتظار میں بیرون کے شمع چھپائی تھی مری غبار میں کیا دخل ہر مشیت پروردگار میں
---	--

صفتِ رعنایت شہ عالی جناب سے

حسن قبول ہر سخن خاکسار میں

آئی خزانِ ریاض نبی پر بہار میں ہنگامِ رزم چہرہ روشن حضور کا جاننا زبان کھاتے تھے موکے جان یونان یونان درہم و درہم بھی فوج شام	کیا کیا ستم ہوئے چمن و زگار میں تا بان تھا مثل نیر اعظم غبار میں جاتا تھا مثل شیر ہر اک کارزار میں طوفانِ جسطرح ہوتا طم بجا رہا میں
--	--

حکیم

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق دیار	گرمی میں بھوک پیاس میں نصف انہار
فرمایا شہ نے صبر مناسب ہر ای بہن	چارہ نہیں ہر قدرت پر در دگار میں
آنسو بہا کے زینب مضطر نے عرض کی	مجبور ہوں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
کہتے تھے شاہ دلو قرار آئے کس طرح	ضیغم ترپ رہا ہر ہمار کچھار میں
پانی ملا نہ افسوسہ ناشاد کام کو	کانٹے تھے پیاس سے دہن شیرخوار میں
ہوئے جو ملک شام میں مظلوم کر بلا	تھی قتل شہ کی عید صغار دیکھار میں
کس بگیسی کہتے تھے رد و اہل بیت	لایا ہر دور چرخ ہمیں کس دیار میں
زینب پچھاڑیں کھاتی تھی کالی لاشیں	بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار میں

یار باریہ آرزو ہے کہ صفدر ہو درخشاں

ظل حمایت شہ والا تبار میں

بھڑکی شہ نے کہا سب گئے جانو اے	اک نقطہ رہ گئے ہم دغ اکٹھا نیو اے
شامی وردمی و کوئی دعواتی و عرب	ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیو اے
بھوکے پیاسے ہو گئیں تن سے جا جا شہید	سر رہ خالق اکبر میں کٹا نیو اے
عمر سعد سے عباس دلا در نے کہا	او دل سبط ہمیر کے دکھانیو اے
جیت ہو نہر سے سیرت سب خلق خدا	تشنہ ہوں ساغر کوثر کے پلانیو اے
ایک اک دار میں چورنگ کیا دس میں کو	کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے
خروج لشکر سے چلا ہاتھ غیبی نے کہا	دیکھو یوں جاہلین فردوس کے جانو اے

آتشِ فہر آہی سے پھین گے گیونکر شمر بیدرد سے کہتی تھی سیکندہ روکر نہ پدر ہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر شانخِ حشر کو دکھلایٹنگے کیا رد سیاہ واہ نیزنگ فلکِ قتل خون یوں نہ دہن	خیمہ آل محمد کے جلائیو اے رحم لازم ہی تیروں کے ستانیو اے گئے دنیا سے مرے نازاٹھائیو اے شمعِ قندیلِ امامت کے بجھائیو اے لبا عجاز سے مردوں کے جلائیو اے
---	---

شامل حال اگر فضلِ خدا ہی صفدر
ہم کئی ہیں ردھہ شیر پہ جانیو اے

مجرئی میدان ابنِ بوتراب آئیگو ہی ای غرادر وادے اب سنبھل بیٹھو ذرا آج ملکِ شام میں ہی صبحِ محشر آشکار اشقیما کہتے تھے ہمیشہ نبی کو دیکھکر کہ بلا میں زلزلہ ہی کا پتی ہی فوجِ شام کہتی تھی صفرا پھر کہتی ہی چشمِ انتظار حرب سے اعدائے کہا سید پہ یہ جو دستم کہتے تھے قدسی کہ آنکھیں بند کر لو قدس سیدِ مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم دستم شاہ کہتے تھے برہنہ سر پہ نیلے ہنست	ابج پر برجِ شرف کا آفتاب آئیگو ہی بزمِ مین ذکرِ شہِ عالیہ جناب آئیگو ہی زینبِ ناشاد و مضطر بے نقاب آئیگو ہی اس حسینِ نوجوان پر اثاب آئیگو ہی کہا علمدارِ شہِ گردون رکاب آئیگو ہی کہ بلا سے میری عرشی کا جواب آئیگو ہی خالو اصر کا تم پر عتاب آئیگو ہی سر برہنہ زینبِ عصمت کا پ آئیگو ہی یہ نہ سمجھے بے خبر روزِ حساب آئیگو ہی ایک دن یہ بھی جانیو انقلاب آئیگو ہی
--	--

<p>فرط غم سے اینہیں تاب تم صفدر خوش گشت دل پر رنج و نام کا سجا بانی کو</p>	
<p>طبیعت بزم میں شوق ہر نازک خیالوں کی جلکہ ہر فاطمہ زہرا کے ولین رو و الو کی نثران ہر عین فصل گل میں شہ کے نوہا کی وہ گیسو خم خم وہ شان گھونگر و الو کی جہا نہیں حشر تک شہرت سب کی مژد الو کی تصدق جن پہ پھیل جان لکھن لو کی ملی تھیں خاک و خونین صورتیں سو جہا کی عجب صورتوں کی گرجی گورے گورے گا کی شال آفاق میں عکس نہیں ان بٹیا کی عجب حالت ہوئی تھی تشنگی سے خستہ کی وہ فریاد حرم وہ ہرقاری خردہ سال کی پلا دیتی تھی عرش کبریا آواز نا کی</p>	<p>سلامی مدح لکھنا چاہیے قدسی خصالوں کی مجھ کو عجیب رتبہ ملا آنسو بہانے سے جلے میں جان دے اکبر و قاسم جوانی میں علی اکبر کا وہ حسن جانی وہ رخ روشن زیقان شہ والا لڑے کس کس شجاعت سے وہ چشم ز گسی پامال ہو یوں ظلم اعدا سے پڑے تھے چار ستون میں بے گور و کفن لا شہ مظلوم جب لا علی اصغر کو میدان میں جوانان حسینی و فوجرات میں یکتا تھے وہ فوراً توانی ضعف بٹیا بی پریشانی خیام شاہ میں برپا تھا اک ہنگامہ محشر اسیران شہ زندان میں جب فریاد کرتے تھے</p>
<p>زمین کیسی ہر شکل ہو دکھا دیتی ہر رنگ اپنا زبان مکتبی نہیں صفدر کبھی صاحب کمال کی</p>	
<p>چار دن ہر یہ ہو باغ کھانیکے لیے</p>	<p>گلشن عالم میں سب آئے ہیں جانیکے لیے</p>

چاہیے ذکر شبہ دالار لائے کے لیے جس جگہ ہوتا ہر وصف باو شاہ کر بلا حق تو یہ ہر شان صبر شبہ منظور تھا خار ہو کج دل میں بھی کیا کیا شہادت کی انگ خوش ہو اکبر دم آخر پدر کو دیکھ کر جانشین ساتی کو شریہ پانی بند تھا اک ذرا نصائح بہر خدا فرما سیئے غازیان فوج دین کہتے تھے کچھ پروہین قید کی تکلیف بھالے کالم بیوں کا غم بیکسی شاہ پر روتا تھا ابرو ہزار ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد	منظر بن سامعین آنسو بہانیکے لیے آتے ہیں قدسی دہان کھینچھانیکے لیے سب غم و رنج و الم تھے آزمائیکے لیے جانے تھے کس کس خوشی سے سرٹانیکے لیے برگ گل سے ہلکے بسکرائیکے لیے ادرا دھڑائی دان تھا اک زمانیکے لیے تھکا گلوے ہنر نادان نشائیکے لیے سرٹانیکے لیے ہر جان جانیکے لیے ای فلک زینب بھی یہ خدا اٹھانیکے لیے آئی تھی مقتل بن مر مر خاک اٹھانیکے لیے اک بہانہ تھا انھیں آنسو بہانیکے لیے
--	--

ہستی مہر دم کا صہد رہیں کچھ اعتبار

ہر یہ نقش عالم فانی بنانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھانیکے لیے قبلہ کوین نے کیا کیا سے رنج و الم اکھ رو کو زبان ہر ہر دم شہستن کس خوشی سے آئے تھے مقتیل غازی کھٹ	کر بلا میں آئے تھے جنگل بنانے کے لیے کار ہا امت عاصی بنانے کے لیے دل و لہ کے واسطے سرٹانیکے لیے راہ حق میں نقد جان دل ٹانیکے لیے
---	---

<p>اکبر و عباس کیا کیا جراتیں دکھلا گئے عابد بیمار رو دیکھ کر سو سے فلک تھے ہزاروں صد غم ایک جانِ ار پر شاہِ بیکس اٹھا یا صد مہ بے انتہا</p>	<p>رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے بیڑیاں لائے سنگِ جب پنھانیکے لیے سیکڑوں جسم تھے اک لکھانیکے لیے سم گنہ کاروں کے عہدیان بخشوانیکے لیے</p>
<p>سیرِ عالم کر چکے صفہ در چلو سو سے عدم قافلہ تیار ہو دینا سے جانے کے لیے</p>	
<p>اُس شہِ خاصِ عام پر بحرِ بھی سیرِ سلام بھی شاہ پر جو قدر ہو ان کے عجیب نصیب تھے آکھو شہِ دنوں میں رو سیاہ ہو گئے غارت و تبا ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسد کی واسطے قاسم نامزد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی ہوتے تھے غازیانِ دین و خدا میں فرار صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی حرصِ جہاں ہو بر اسکر و نکو پھنسا دیا مرچکے جبہِ نیت و یار شہ کا عجیب حال تھا دوست بلا کو دیکھ کر بھائی شہ نے کہا خاک میں آہ ملیگا اکبر و جوان کا حسن</p>	<p>جو ہو امام دو جہاں مادی خاصِ عام بھی باغِ جنان بھی بلگیا رہ گیا انکا نام بھی شہر بھی ابنِ سعد بھی فوج بھی شیرِ عام بھی شیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے جسم بھی شادی کے اہتمام میں تھو کا تھا پیام بھی آتی تھی خلک کی ہوا لاتی تھیں بنِ جام بھی بند تھا تین وزے آب بھی (و طعام بھی دشمن دین کے پاس تھا دانہ بھی دروہم بھی آکھو نہیں اشک لب پر آہ یا اس کے کلام بھی یہ وہ زمین ہے جس جگہ کوچ بھی ہر مقام بھی عارض تا بناک بھی گیسو مشکفام بھی</p>

شکر شام سے کہا سبط نبی نے جیٹ ہو دشت بلا سے شام تک جا پہنکے پیر بیان اہل حرم جو ہر سحر ہوتے تھے غم سے نوحہ گر کہتے تھے یہ امام دین نوحہ دارم کی حد نہیں نام شاہ انس و جان ارض سما میں ہو عیاں	قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی چل نہ سکے جو نانو ان نصیحت جند گام بھی رونے تھے لکے حال پر کوفی بھی اہل شام بھی تن سے جدا ہو کر کہیں قصہ ہو یہ تمام بھی جن ملک ہیں نوحہ خوان رومین خاں عام بھی
---	---

صفدر ریح خوان ترا اب یہ امید وار ہو
فرو میں ڈاکر و کج ہو نام بھی اور کلام بھی

ایم جرجی حسین کی کیا بارگاہ ہو حیران ہوں مجھ دکھائیگا محشر میں کیا نرید اٹھا ہو کر ملا میں یہ طوفان ظلم و جور گیچرا ہو آ کے شام کے لشکر نے شاہ کو جاتا ہو ایک ایک اوجھڑے رفیق شاہ اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا کس کس خوشی سے کرتے ہیں لایہ نثار خویش در رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے میدان میں شاید ابجا ہیں اہل کین و کھلا کے کتھر میں علی صغر کو شاہ دین	جس میں گدا کو مرتبہ بادشاہ ہو خون حسین خون رسالت پناہ ہو خشکی میں اہل بیت کی کشتی تباہ ہو بالہ ہو گر دیچ میں زہرا کا ماہ ہو بلوہ آدھری فوج کا بچہ سپاہ ہو بازو کا ہو یہ دور وہ نور نگاہ ہو میدان قتل فازیو کو عید گاہ ہو تنہا امام رہ گئے اور قتل گاہ ہو انکی زبان پر اشہدان لا الہ ہو ششماہہ شیر خوار ہو اور بیگناہ ہو
---	--

<p>پیا سا ہی تین روز سے حالت تباہ ہے آمادہ قتل کرنے پر ہر کہینہ خواہ ہے خوف خدا بھی کچھ سمجھے اور دسیاہ ہے اسی جیسا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہے یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہے غارتہ کو سوسے خیرہ روانہ سپاہ ہے نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہے آندھی سیاح چلنی ہے عالم تباہ ہے تین پر نہ پیرین ہے نہ سہ پر کلاہ ہے بیمار ہے ضعیف ہے حالت تباہ ہے حقایی تو بخشش امت کی راہ ہے</p>	<p>اس چھوٹے بھانجے نہ پانی کرو عزیز لڑکر گریں شاہ جو گھوڑی سے خاک پر رو رو کے اہل بیت یہ کہتے تھے شہر سے خجور کے رگڑے دیتا ہے جس طق خشک پر ظالم ہے جسکے سینہ زخمی پہ تو سوار آنکھ شہید ہو گئے وہ شاہ شہد کام اڈٹھوں پہ سر برہنہ ہیں سب بیدیاں گریان ملک فلک پہ لرزتا ہے آسمان جانتے ہیں ملک شام کو سجاد اسطرح شدت ہے تپ کی پائوئیں شہری گلے میں لیکن ہے ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا</p>
<p>صفدر چلو حسین کے روضہ پہ بندہ ہے سب کچھ دہان ملیگا بڑی بارگاہ ہے</p>	
<p>مفتاح ہودہ روضہ دار السلام کی ہر بات ہے حدیث رسول انام کی ہر صبح ہنسنے رو کے محرمین شام کی رکعتا ہے جو سبیل شہید ونگے نام کی</p>	<p>ای بھری جو بیت ہے اپنے سلام کی دل جانتا ہے قدر کلام امام کی ہر وقت یاد آئی جو غریب امام کی کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیکا</p>

حضرت بڑے بخش امت ہو شہید
 بزم عزائے شاہ کا اندر سے مرتبہ
 حورین بھی رو آئی ہن غلمان بھی شاہ کو
 سرتک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی
 آئی ہو کر بلا سے اگر تو ذرا ٹھہر
 تو حورین حسین پر رو دلیں غریب کو
 اصغر کے نعم میں دلی تھی بانویہ کے بن
 فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہو شہید
 ہر قتل شاہ ترجمہ نزع عظیم کا
 ہر بزم غم میں ممدی مادی کا ہر نزد
 کہنے تھے حرکی لاش کو یوں دیکھ ملک
 و خشم گلو پہ بالہ کے رومال فاطمہ
 حق حسین پر ہر شہادت کا خاتمہ
 کہنے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہیں بہن
 چشم عدو سے کیسے اٹھے پردہ جیا
 بچوں کو گود میں لیے پھرتے تھے اہ بیت
 و شربت بلا میں شہیدوں کا نپا اٹھے

واجب ہر سب پر تغزیہ داری امام کی
 سرمہ ہر چشم حور کا خاک اس مقام کی
 کچھ کم نہیں بہشت سے مجلس امام کی
 کیا شان ہو حسین علیہ السلام کی
 بونچھ میں اسی نیم ہر خون امام کی
 عورت ہر پیش چشم نہیں اس مقام کی
 کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی
 تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی
 تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی
 تسبیح میں ضرور ہر شرکت امام کی
 تقدیر کیسی تر گئی اس شہد کام کی
 آقائے کیا ہر صافی ہر غرت غلام کی
 جیسے نبی پر حق نے ہوت تمام کی
 لذت ابھی سے لب پر ہو کر شر کے جام کی
 چھیننی روا نہیں عورت خیر الانام کی
 جلتی تھیں چار سمت فتاتین خیام کی
 فریاد سننے زینب ناشاد کام کی

شہ نے کہا میں مصحف ناطق کا ہوں سپر بیدار شہر تھا شب عاشور وشت ظلم شکر میں شاہ دین کے بہتر جو ان تھے کل کہتے تھے شاہ پانی دوا صغر کو ظالم حرنے یہ ہاتھ باندھ کے حقیر سے عرض کی عفو و فور شہ نے کیا دواہ رکے کرم بھولی دجا بخش است نہ شاہ کو نیردن یہ شہیدوں کو افشونہ ملیت کپڑے بدلے آئین تماشا کے مرد و زن در بار میں نیرید سے یہ شہ نے کہا چن چکے مارے ہننے رفیقان شاہ دین وست و گلہ میں چکے رسن بچھے ہوئے سرننگے ہو جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی لکھا ہر لٹ کے آئے جو شیر باہن ملیت نریا دکی جو بیوؤں سر کھول کھول کر صفہ رجو سر پہ جید و خند گسا یہ ہو	بولے عدو کہ اس میں جگہ کیسا کلام کی ماضی اتنی جمع ہوئی فوج شام کی اس بہت انتہا تھی نہ کچھ اثر حاکم کی جاری ہو نہ کیا ہو بہت ایک حاکم کی یا شاہ دین قبول ہو تو بہ غلام کی تلائی راہ خضر نے دار السلام کی اسد م کہ تھی زبا کو نہ طاقت کلام کی غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی ہر عید قتل بسط رسول انام کی سوئے سے وصال کچھ تو بھر و غلام کی ون رنگیا تھا کچھ کہ لڑائی تسم کی عشرت ہی ہر باد شہ تشنہ کام کی زنیب ہی نو اسی ہو جسہ الانام کی نریا د تھی ہر ایک طرف وادہا کی ملنے لگی فترت رسول انام کی وشت نہیں ہر گرمی روز قیام کی
سلام سپر عبادتیں رہا مضر و جودل سے	خبر تھی سجدہ حق میں بخیر سے نہ قاتل

شتم اعدا کا شہ کی بکسی شہور ہوا تک
 جو پہونچے کر بلا میں شاہ زیب کے کمار و کر
 کہا شہ نے سفر پر ختم اب پاں نہ جائیگا
 انگشتا تھا ادم کا ایک غازی شکاریہ سے
 نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
 بدن مجروح آنکھوں میں اندھیرا کی شدت
 کہا شہ نے کہ ماں ہر فاطمہ یا ناہی میسر
 اور اسوچو تو دین کیا جو بہشت دو گے
 ہزاروں ختم تن پر اور شہ دور و زپا سے
 یعنی شتم کیا کیا کیے سجا دیس پر
 سو جواہر میں عابد کے چھ لاکھ لکھا تھا
 شہید دکن جو سرگرد شہر تھے سنان
 کہا اہل حرم جب یار شام میں پہونچے
 طلب پانی کیا پیا سو پہ تیر کی ہوئی بارش
 دیا پانی نہ جس فخر سلیمانکو یعنی شہ نے
 سلام شاہ کیا موزوں کیا ہر تو ای صفدر

ہوا ہرق بھی شہید کہیں غلامین باطل سے
 نہایت بغیراری دیکو ہر اس سخت منزل سے
 کہیں گے سر اسنی نسل میں سبک تیغ قاتل سے
 اُدھر لاکھوں تھے لیکن بھاگ جلتے تھے
 جو ان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی بابا کے دل سے
 اٹھالی لاشیں کبر ضعیف میں حق نے مشکل سے
 نہیں آگاہ کیا اترو تم میرے فضائل سے
 کر دنگا شہر میں فریاد جب میں غا دل سے
 اذیت پیاس کی کو منصفو پوچھو تو بسبیل سے
 جگر تار کوئی بیمار کو طوق سلاسل سے
 بیابان تک تھا فریادی زبان غار منزل سے
 شاد روئے یہ بہتر تھے وہ ہر مکار کا دل سے
 کہاں میں اتارا کرتے تھے ہلکو جو محمل سے
 عجب فانی اٹھا ظلم کا دریا ساحل سے
 غریز انگشتی جب کی پیر کی نہ سائل سے
 جو نہ صفت ہیں کہیں گے کم نہیں ہر تو بھی بسبیل سے

اگر مشکلا ہوں حضرت مشکلا صفدر

تو ہو آسان آسان جو مشکل مشکل سے	<p>بھری جنگ کے میدان میں جو اکبر آئے شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب رود کے صغرائے کہا پھر گئی قسمت کیسی دی حد احرے کہ کیوں ای عمر سعد لعین غل ہو اشام میں ناموس پیر میں یہی لاشِ شیر یہ ہر رات عسناداری کو</p>
آستانِ بوی شیر میر آئے	یہی صفدر کی تنہاے دلی ہی یاد آئے
<p>قطعہ تاریخ وفات برادرِ مہاجر محمد کلب حسن خان بہادر خلعت غفرانِ مآب جنابِ نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنتِ آرام گاہ</p>	
<p>کیسے ایجا دستم روز یک کرتا ہر تو درد کے حسین نکلے ہیں ہزاروں پہلو کونسا بھول کر حسین نہیں مٹ جانے کی بو تہ شیریں گردن تہ خنجر ہر گلو صبح دیکھا تو شکستہ مخم و جام و سبو وقفہ زیست کو پوچھو تو جناب لب جو انجین انکھوں سے جو دیکھو تو وہ درد میں لہو</p>	<p>واہ امی چیخ ستم پیشہ ہی کیا و درمزا نظر آتے ہیں عجب طرح کے تیرے حرکات کون لالہ ہر نہیں رنگ فنا کا جس میں اہل و نیاہین جو مقتول تو دنیا مقفل شام کو چلتی تھی جس بزم میں عشق کی شراب حالی دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھوٹا منفصل جسے کہ ہرگز شہلاے چمن</p>

<p>کیا کمون حادثہ مجھ پر ان روزوں تھن جان کلب حسن خان نکاح جو بھائی میرا باسے فسوس و آسکو قضا نے مہلت جوش غم نے یہ کیا ہر دے دلو پانی عمر کیا تھی ابھی تہیں برس کا سن تھا دن یہ مریکے نہ تھے روئے گئے ہو چھوٹے</p>	<p>کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو بچھٹ گیا مجھ سے علی اسکی جوانی کی نو پردہ خاک میں پوشیدہ ہوا آئینہ رو ضبط کرتا ہوں مگر تھم نہیں سکے آنسو کھا گئی کسی لٹیر چل گیا کسکا جادو میں منالاولیٰ مگر کچھ نہیں چلتا قابو</p>
<p>نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفر کے آہ اے کلب حسن ڈر چیلے تم بازو</p>	
<p>تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر فرمانروا رامپور</p>	
<p>مسند پہ جو بیٹھا وہ مسہرچ کمال صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی</p>	<p>باغرت و شان و جاہ و اقبال جلال ہر سہرت ہوئی عروس صبح اقبال</p>
<p>قطعہ درہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہا از سفر حجاز</p>	
<p>ازنی کے روز سے جو لوگ ہیں سعادتمند خیال جاہ و تجل میں کب یہ رہتا ہر کرین جو دولت دنیا میں فکر دولت دین خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے</p>	<p>وہی ہیں حکم خدا اور رسول کے پابند کہ عیش میں ہو مشقت پہ نواب پسند کہان میں ایسے جو اندر زیر چرخ بلند جھکیں یہ سجدہ میں محراب کعبہ کے ہند</p>

یہ شرط عشقِ خدا ہے کہ دل سے محو رہے
ہزار بعد اسافت ہو کیچ لیچا سٹے
وہی ہر عشق ترقی ہو جسکو روز بروز
یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہی
جناب کلب علیخان بہادر ویشان
ہزار شغل جہان بانی و جہان داری
حصول حج و زیارت پہ بندہ گئی جو کر
ندیم سب حکما ساتھ ہمیشین علما
دیار ہند سے تاملک شرب و بطحا
ٹٹاے گنج یہ مکے میں اور مدینے میں
طریق آمد و شد جب تلک رہا درپیش
شریف کعبہ تو کیا ساکساکنانِ حرم
اسی طرح سے مدینے میں بھی لٹکا گنج
ہوئی قبول زیارت یہ حج ہو مقبول
کمان تلک کوئی نواب کی کرے تعریف
و عاکا وقت ہر صفہ رخدا کر یہ دعا
بڑھے حیات ترقی ہو عمر و دولت کو

خیال دولت و زرافت زنِ فرزند
کشش و کھلائے اگر الفت خدا کی کند
وہی ہر شوق جو ہر دم ہر ایک سے وہ چند
سیاسے شوکت و رفعت کے آفتاب بلند
کہ جبکہ فیض کی کھاتے ہیں بحر و کان سو گند
ہزار فخر نظام امور و دفع گزند
وہ قطب دین ہوئے سیار عمر کے مانند
بڑی ترک سے یکایک اٹھی عنان ہمند
کمان کمان ہوئی آنسے خلق فائدہ مند
کہ مصطفیٰ ہوئے راضی خدا ہوا آخر سند
درِ خسرانہ عالی ہوا نہ دم بھر تہد
امیر ہو گئے دست سخا ہوا یہ بلند
تمام شہر میں باقی رہا نہ حاجت مند
کہ جد و دین میں خدا و رسول کو ہر پسند
کہ ہر کمال میں ہن بھیشال و بے مانند
کہ یا کریم مجھے اپنے دست کی سو گند
رہے ستارہ اقبال شل مہر بلند

تقطیعِ تہنیت پوشی جنابِ نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

ریاستِ مبارک حکومتِ مبارک	حضورِ رسالی کو خلعتِ مبارک
یہ شوکت یہ ثروت یہ خیرت مبارک	نہ اہلِ غیب کی آبرہی ہر
مبارک سلامت سلامت مبارک	یہی آجکل ہر براک کی زبان پر
ترقی اقبال و دولت مبارک	ملا قیصر ہند سے جاہ و منصب
قدم کو ہو تخت حکومتِ مبارک	پھرے فرقِ اقدس پہ حقیر ہاؤ
شجاعت سخاوت عدالت مبارک	تہنیت کی حاتم کی کسری کی صورت
ہو اخوانیوں کو یہ سرت مبارک	یہ دن عید کے دن بھی ہر یاد
یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک	اس یوانِ مین ہر روز ہوشیار
قدم سے ترے زینتِ مبارک	ہو اورنگِ فرمانرواہی کو شاہ
یہ قبل ریاست یہ رایت مبارک	رہے عمر بھر سکھ حکمرانی
محبوب کو ہوش و عشرت مبارک	رعایا رہے سایہ عاطفت میں
جو دشمن ہوں انکو نجات مبارک	خوشی خرمی تہنیت دوستوں کو
اگل نو دیدہ کی نگہ مبارک	کسی کا شگفتہ ہو دل شل غنچہ
کسی دل کو ہو دغِ حسرت مبارک	خیابانِ عشرت میں لا کی صورت
ہو سرکار کو جشنِ عشرت مبارک	رہے جام سے جب تک نامِ حم کا
ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک	سکندر سے جب تک ہر آئینہ باقی

<p>مرے شاہ کو اوج نعت مبارک کہ نواب کو خشن صحبت مبارک شب روز ہکوا طاعت مبارک</p>	<p>برہن ہر وہ جب تک آسمان پر خداوند عالم سے صفدر دعا ہو نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے</p>
<p>قطعہ درینیت مندر نشینی اعلیٰ حضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خان صاحب بہادر و مملکت اقبالہم</p>	
<p>عنایت ساتی کو شکر کی ہو طفت پیہر ہو ترا سر روز روز عید عشرت میں ہر ملکہ ہو سکندر کی طرح تخت حکومت ہفت کشور ہو سیمان کی طرح سارا جہان تیرا سنہر ہو طے رتبہ تجھے دنیا میں جو ہر تر سے بڑھ ہو عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو شم الہم خلق سے تیرے شہا عالم معطر ہو یقین یہ کہ خار خشک شا سے گل تر ہو گل مقصود گلزار جہان میں تازہ و تر ہو نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو</p>	<p>مرے نواب تجھ پر رحمت سایہ گستر ہو شب قدر و شب معراج ہو شب سعاد میں رہے شل فرید و فرق پر تاج جہان بانی اکسی طاقت طاقت قبضہ میں ترے آئے زیادہ ہو تری دست و دو بالا ہو تری حشمت محب کو تیرے شام محشر صبح عید دیار ہو نسیم عدل سے تیرے جہان سر سبز دیار ہو چمن میں صورت باد بہاری تو اگر جائے نہال آرزو دیار مراد و نیکو عمل لائے ریاض دہر میں شاہد گل جلوہ گر جب تک</p>
<p>رہے ممدوح دوران شرف ہو مدح کو تجھ سے ہمیشہ بزم عالم میں ترا مداح صفدر ہو</p>	

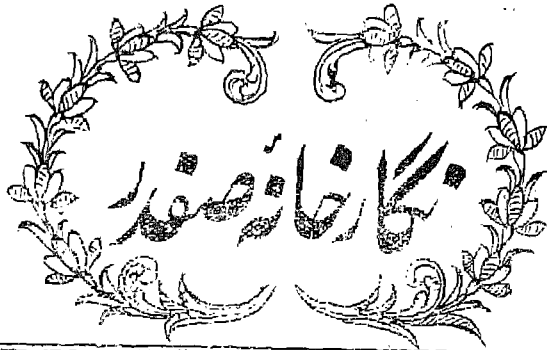
قطعہ در بیان محفلِ رقص و سرود

<p> ہوا سے عیش سے محفل بھی رات کو گلزار کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑوں مست کہیں بناؤ کیے زنبیروں کا جھڑٹھا وہ لیکے ہاتھ میں پشوا زمار سے چلنا وہ تھاپا طبلوں کی سارنگیوں کا وہ لہرا سرہلی آنکی وہ آوازیں تان لیتی ہیں کسی کی تیرنگہ سے ہوا کوئی بسمل تیار ہی تھی کوئی اپنے جنس کا بھاؤ کہیں بھاگ کہیں پورا کہیں سوٹھ کہیں بھاگ کہیں سنگھڑا کہیں کامود کہیں تنگ کہیں دیس تھا کہیں کھاج کہیں کتھک کہیں کشمیری تھے کہیں نقال کہیں لاپ لگ تان اوج کا چرچا تھا بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب کمال کہیں بجاتے تھے بیٹھے ہو نوازندے عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجیب محفل </p>	<p> ہجوم لالہ رخون کا دکھار ہا تھا ہمار ہر ایک نشہ کسب و کمال سے شہار وہ اُنکے گھنگرودنی قص میں عجب کھکار وہ نازکی سے لچکنا کر دم رفتار گنگ وہ بامیں کی ہوئی تھی آسمان کے پار وہ لفظ لفظ پہ گانے تہانے میں تکرار چلی کسی کی کہیں تیغ ابرو خمدار دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار کہیں شہانہ کہیں کاٹھرا کہیں تھی بہار کہیں خندورہ کہیں سادنی کہیں تھا طار کہیں بچ تھی کلنگڑا کہیں کہیں گندھا کھڑے تھے مجھے کو پشوا زین پہنے ستار کہیں تھا ناچنے میں تال سم کہیں ٹھنکار سرود میں سُر آئینہ بر سنگار ستار نفیری بانسری انوزہ چنگ ستیوار تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار </p>
--	---

خیالِ طولِ سخن ہو گرنہ اور صفہ ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار	
نامہ	
<p>مرے دربارِ محرم و نگسار ریاضِ لطافت کے سرور و ناز ہمیشہ صحیح و سلامت رہو اگر سن سکو تم بیانِ فراق ہو اتنے رخصت میں جسمِ اوجھڑ کہ یکبارگی ابر غم چھا گیا لگی کوئٹہ نے برقِ رنج و لال میری چشم بھی غیرتِ آبشار کبھی کم ہوا جو شرفِ اگر ادھر آگیا لب پہ شور و فغان ہوئی عقل یہ دیکھ کر کتنے سنج اگر یوں ہی روتے رہے عمر بھر ادھر شوق نہ نہ شک وہی یہ صفا رہے جو جنت میں ثابت قدم</p>	<p>انیس دل و مونس جانِ راز سرورِ دل و راحت جسمِ جان سلامت رہو تا قیامت رہو سنائون تمہیں ستانِ فراق اٹھا اس قدر دود آہ جگر اندھیرا سا پیش نظر آگیا مصیبت میں یاد آیا عشقِصال مرا اگر یہ تھا رشکِ ابر بہار تو آہِ شرابِ رنجیِ نوحہ گر ادھر دہر میں غل اٹھا الامان کہا خیر ہر کس لیے ہر یہ رنج نہ ہو گا کبھی آنکے دل میں اثر کہ نہ زہار کہنے پہ اس کے نہ جا ہم مقصود سے محروم رہتا ہر دم</p>

لکھی یہ غزل مینے محش مین	یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین
غزل	
بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان ہر ہر صبح چہین ہر وہ سنگ آستان ہر اک درد دل ہمارا مدت کا راز دان ہر صد ہزار با مین اک جان ناتوان ہر	قسمت مین کیا ہون وہ گلبدن کمان ہر عاشق ہو تو پھر کیا دیر درحرم سے مطلب راز نہان سے اپنے وقت نہیں ہر کوئی لاکھوں مین یا میں حشر اک دل ہر نسیم ہر
قاصد سے حال نہان باد صبا مخفی صفیرِ جہان مین کوئی تیرا بھی از دان ہر	
کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار کہ تصویر و نکی ہاتھ آئی کتاب گئیں صورت مین سب کی دل اتر بہت داغ دل اپنے دمویا کیا پھر اگر تصویر کے بار بار مگر شوق دل رہ گیا نا تمام ملا در دو غم سے جو دل کو قرار	اتنی دکھا محکو دیدار یار خدا نے دعا کی مری مستجاب نظر جب پڑی تیری تصویر پر اُسے دیکھ کر خوب رویا کیا کیے گوہر اشک اُس پر نثار اگرچہ ہوا نامے کا اختتام لکھو نگا مین کچھ اور بھی حال زار
اشعارِ تفریق	
دل سینے مین جتنا تجا مدت سے جدا تھا	مین صحبت دلدار مین اک و ز گیا تھا

بیاختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہو کسکا ہر گام زمین پستی تھی فریاد و فغان سے	دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا کل راہ میں اک خاک بسر ہو کھولا تھا زنجیر کی جھنکار سے اک حشر پاتا تھا
اُس فتنہ عالم نے کہا سوچکے دل میں وہ صفہ روارفتہ ہے ہنسنے بھی سنا تھا	
دیگر	
پھر ہوا ہر فصل گل میں جوشِ حُشّت اندو سبرہ چو ٹھنڈی ہو اہو بار ہو گلزار ہو	پھر کسی پرے دل پر اضطراب آنے کو ہو ساقیا جام و صراحی لا سحابا نیکو ہو
دیگر	
دل کو ہمارے صفہ رابا کی جستجو ہو	دیر و حرم میں عاشق جس کو پکارتے ہیں
دیگر	
کہتے نہیں مضمین کوئی سست غزل میں	رہتا نہیں کاٹنا کبھی گلشن میں ہمارے
دیگر	
دل کھینچا جاتا تھا دیوانوں کا اک کھٹا	یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو نون عالم سے محبت کے میں نیزنگ جدا
یہ مرقع ہر الگ مستحب ہر از رنگ جدا
اس گمان کا ہر اک نگہ مستحضر رنگ جدا
یہ جدا اور یہ رنگ اور یہ آننگ جدا

ہر کسی سے نہ جہان میں یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمد ہم پریشان کوئی حیران کوئی
سہ لہجہ ہر کوئی مبسوس و سدا مان کوئی
چاک دہن ہر کوئی چاکہ گریبان کوئی
غرق دریا ہر کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیزنگ جہان فسونگر سے ہے
رحمت حق ہو تو ہنگامہ محشر سے ہے

اس تمکار نے دیران کیے گلشن کیا کیا
پہرے پہرے کیے اس غار نے دہن کیا کیا
پھونکے اس برق شر بار نے خرم کیا کیا
نوجوانوں کے لے خاک میں جو کیا کیا

غائب و روشن

خانہ برو دش ہو عاشق شیدا لاکھون اہل ناموس ہو عشق میں رسوا لاکھون	
یہ وہ صحرایہ کہ ہر گام پہ مین خارِ اسمین یہ وہ جادہ ہو کہ دشواری ز قمارِ اسمین	یہ وہ دریائے ہو کہ ہر موج پہ تلوارِ اسمین مست کا کام نہیں چاہیے شیارِ اسمین
جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے دام سے حید نکل جائے تو کیا بات رہے	
ساری باتوں کی خبر چاہیے عاشق کے لیے حفظ ہر شام دس چاہیے عاشق کے لیے	درے درے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے جستجو آٹھ پہ چاہیے عاشق کے لیے
رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پاسے اُس کے شیشے میں بری بھرنے نکلنے پاسے	
دو لہین آتا ہر طلسم ایک بناؤں تازہ باغِ سبزی محبت کا دکھاؤں تازہ	دہستانِ عشق کی بارون کو سناؤں تازہ جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤں تازہ
سب ہوں مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جا بھیرنگ جائے فوگر کا تماشا ہو جا	
اندون ایک پریش سے ملاقات ہوئی صحبتِ عیش و طرب گرم جو دہرا ہوئی	دونوں جانب سے بڑھنا رطبتِ ارا ہوئی جس سے بڑھکر نہ کوئی باہودہ بات ہوئی
شب بسر ہوئی تھی باہم گل و شبنم کی طرح	

	دن کو اک جان دو قالب تو ام کی طرح	
دل سے آتش بد مخمور کا دیوانہ ہوا ہوش مطلق نہ رہا سب سے مین بیگانہ ہوا	شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا دل ہوا چاک تو ان گیسو دن کا شانہ ہوا	
	ریشک عذرا تھا جو وہ وہن مفتون میں تھا وہ اگر غیرت یللی تھا تو مجنون میں تھا	
سیکڑوں ناز اُدھر تھے تو اُدھر لاکھ نثار شمع دہروانہ صفت و لون طر سوز و گداز	اُس پر پردہ بچھے فخر اُسے مجھ پر ناز ساتھ ہر دقت کا جسطرح کوکت کی نماز	
	جہذا ربط کیے شد دل و جان میں تو میں تو گم شد ہر دو دیان میں تو	
جو مری چال ہی اُس ت کم سن کا چلن دلین کچھ پیچ نہ پیشانی انور پر شکن	ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک ہن جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن	
	میں جو کچھ بات کہوں وہ بھی ہی بات ہے دن کہوں دن کہے گرت کہوں رات کہے	
نلک تفرقہ پر داز کو بھالے نہ یہ طور قند پر داز دن کا تخت میں اُس کے دور	چار ہی روز میں کچھ رنگ ہوا اور اسے مہر و الفت نہ ہی ہو گیا آٹھ روز	
	وہ مروت وہ عنایت وہ ہدایت گئی رفعت رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی	

دل جہاں چاہا وہ جا جا کے دیا رہنے لگے	دور لے لے کر ایسے کامکان بنے لگے
نہیں معلوم کہ چھپ چھپ کے کہاں بنے لگے	صورت رازنہاں ہمسے ہاں بنے لگے
شکل ملنے کی گئی قانع ایسا ہوئے دن کو محتاب ہوئے رات کو خوش ہوئے	
آدمی روز پتا نہ لگا کر بھیجے	کبھی قاصد کبھی خود پہنچے کہو تر بھیجا
اک نہ اک تحفہ شب در در برابر بھیجا	کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجا
جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر میں نہیں جسے جس وقت پکارا یہ سنا گھر میں نہیں	
عقل حیران کہ اکی سبب اسکا کیا ہو	دل پریشان کہ اکی سبب اسکا کیا ہو
غم فراوان کہ اکی سبب اسکا کیا ہو	ہوش پران کہ اکی سبب اسکا کیا ہو
باہمہ لطف و کرم قہر و غضب راجہ علاج ہر دم آزر دلی غیر سبب راجہ علاج	
جستہ در غم رفت و لہذا کو عرصہ گذرا	اضطراب دل بقیاب ہوا اور سوا
صبر کا فور ہوا ہوش ہوئے سر سے ہوا	رفتہ رفتہ ہوئے آثار جنوں کے پیدا
اشک بہ بہ کے چلے گوشہ دامن کی طرف ہاتھ رو رہ کے لگے آٹھنے گریبان کی طرف	
فکر تھی دلیں اکی وہی ہونا کام	مشکلین غیر دن کی آسان جو کرتا کام

کیا ہوا آج مجھے یہ تعجب کا مقام	دن کو فریاد و نغان نیند ہی رات کو حرام
چارہ گرد کا جو ہوا سے چاراندہ ملے	غریب ہوتے ہوئے تنکے کا سہارا نہ ملے
آخر کار ہوئی راہ ناما عقل ادیب	زن سحرالہ جو ہمسایے میں ہستی بھی قریب
اسکو ہوا کے کہا میں نے یہ احوال عجیب	ہنسکے بولی کہ میں آئی ہو بیدار نصیب
سحر سے زراغ کو دم بھریں ہمارتی ہوں	شکل آسان ہو دیکھو تو میں کیا کرتی ہوں
خدا سے حر کو باتو نہیں لگالاتی ہوں	پردہ قاف سے پر یوں کو اڑلاتی ہوں
چرخ سے توڑ کے متاب سہا لاتی ہوں	کام بگڑے ہو دم بھر میں بنا لاتی ہوں
شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہوں	بلکہ اڑتے ہوئے طائر کے میں گنتی ہوں
مجھ سے یہ کیسے روان جانب بازار ہوئی	جوڑی والی ڈھنڈی مستعد کار ہوئی
جوڑیاں بیکے دہان جانے کو تیار ہوئی	گھر میں اسکے گئی دو روز میں مختار ہوئی
رازدان بنکے یہ باتو نہیں لگا یا اسکو	کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اسکو
رات بھر بیٹھ کے پاس اسکے کہانی کہنا	ساتھ عشق و محبت کے زبانی کہنا
چلے چلے کبھی اسرار نہانی کہنا	داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

<p>مذکرے ہر وجہت کے سناٹا اُسکو ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو</p>	
<p>وقت پا کر یہ کہا اُس سے کہ ایجان جان جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تھے خواہاں</p>	<p>یہی دن سن میں جوانی کے نکلا اور مان اور رعنا نہیں لفاق میں کیا کوئی جوان</p>
<p>جنس اچھی ہو تو میں اُسکے خریدار بہت تم سلامت رہو دنیا میں طلبگار بہت</p>	
<p>آنکھ تو تم سے جو سروکار نہیں اور سہی جی بھلنے کو وہ گلزار نہیں اور سہی</p>	<p>وہ اگر خطاب دیدار نہیں اور سہی سیر کرنے کو وہ بازار نہیں اور سہی</p>
<p>زیب بازو ہر جو مرغوب تو زیور لاکھوں زینت گوش ہر مطلوب تو گوہر لاکھوں</p>	
<p>صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں پابندین مجھ سے فرماؤ تو لادوں میں کوئی ناہین</p>	<p>جی اگر ہر تو جہاں ہر یہ شغل جھوٹ نہیں جس سے بہتر نہ دینا میں کوئی اور حسین</p>
<p>ایک ہولا کہ جوانوں میں طرحدار بھی ہو رشتہ یوسف بھی ہو عاشق بھی ردا بھی ہو</p>	
<p>ہو گی مرضی تو ابھی جان نرا دو گئی میں جن کے موتی کوئی بازار سے لادو گئی میں</p>	<p>ارغی افلاک کے قلابے ملا دو گئی میں یوں نہیں پیشتر آنکھوں سے دکھا دو گئی میں</p>
<p>اگر مہلے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا</p>	

	دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا	
دل میں پیدا ہوا اُس شمع بجلی کے گداز سائے آکے مرے دور سے دی یہ آواز		اس قدر چرب زبانی سے ہمارے غن قاز پالی مرضی تو ہے تعجیل چلی شعبہ باز
	لو مبارک ہو تبرا کام کیا واہ ری میں بت کو کہئے سے چرا لالی ہوں اندر سیا میں	
اب کوئی روپ بنا دیہ شہاست بدلو چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو	غیر کی شکل بنو اپنی یہ صدمت بدلو کہو کیا دو گے تجھے شرط تو حضرت بدلو	
	بانع سے جاے خزان باد بہاری آئے جس مکان میں کو اُس گل کی سواری آئے	
مژدہ یہ سنے سوے بن کے لوگ روان عیش و عشرت کے میاں ہو سارے سامان	صحن گلزار میں تھا ایک تکلف کا مکان درو دیوار سے تھا جلوہ فردوس عیان	
	نسل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی فرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی	
خوب اسباب تکلف سے آئے سجاوایا رشنی نے شب منتاب کو بھی شرمایا		مٹل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا شیشہ آلات نے کچ رنگ عجب دکھلایا
	شمع کا دودھ ہوا ہر جواٹھا نور ہوا سنگ و رتک بھی خوشی سے یہ ہر صا طور ہوا	

ٹوایاں پھولوں کی آتی تھیں نظر چار طرف	نیشیان عطر کی موجود تھیں ہر چار طرف
عینر و مشک ختن عود اگر چار طرف	جا بجا خواں گزنگ نقل و شمر چار طرف
بار پھولوں کے کہیں ساتی گلہام کہیں	
بادہ ناب کہیں شیشے کہیں جام کہیں	
اُس طرف نہدی لگی رنگ جوانی چمکا	کھانہ بل دوش پہ لہرائے لگی زلف سا
بدلی پوشاک نئی پھولوں کا زیور پہنا	سرمہ آنکھوں میں لگایاں کا لاکھا بھئی
طرز بیداد نئی کا کل خمدار نے کی	
اکہ قیامت تھی کہ بازیاب کی جھنگا لگی	
اور ادھر کو ہو ہر دیکے سامان تمام	وہ بھرا روپ کنجا بھی کرے جس کو سلام
زلف کی طرح سے رخسار ہو سنبل نام	زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جاہ شام
بال سر کے ہوئے بل کھل کے وہ گھونگر دے	
وہ تو کیا جس سے نہ بیجا نہیں برابر دے	
ول میں پوشاک بدلنے کا پھر کیا جو خیال	انگر کھا پنا کہ جو ننگ تھا ادھر کمال
صحت ظاہر ہوا باندھا جو کر سے رد مال	عشق پیچہ کوئی پٹا ہوا ہر گرد نہال
پایجامہ کہ جو پٹا ہوا زانو سے رہے	
بانگی ٹوپی جو ملی گوشہ ابرو سے رہے	
الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہکو	مردہ وصل مقدر نے سنایا ہکو

اضطراب دل مضطر نے سستا باہم کو	اشوق گلشن کی طرت کیچنے کے لا باہم کو
ہنشین جاسے نرگش ہو دالانوں میں	بشورے نظم و نسق کے ہو دربانوں میں
مین تو سند پہ بیان شکل بد لکر بیجا	زن محتالہ گئی سوئے چن شل جبا
نہیں معلوم وہاں کونسا افسون بچو لگا	طرقتہ العین مین آئی نہ ہو کی ویز درا
اُس پریر کو مجھ سے مین بٹھا کر لائی	انگشت گل کی طرح صاف اُڑا کر لائی
در پہ اک دھوم ہوئی بخت کا اختر چمکا	دن پھر سے عاشق شید اکا مقدر چمکا
ظلمت بھر گئی ماہ منور چمکا	بخت بیدار ہوئے طالع صفدر چمکا
آئی اُس فننہ عالم کی سواری آئی	یا گلستا نکی طرف باد بھاری آئی
تا در باغ گیا شوق مین سُکھ پر خبر	اُس پریر کو سند پہ بٹھایا لا کر
چشم ددل دُنوں ہو مچو جمال دلبر	زن محتالہ کو خوش ہو کے ویا خلعت نہ
پاکے انعام وہ خوش ہو کے گئی گھر کی طرت	منوج مین ہوا اُس بہ انور کی طرف
اُس نے وہ شکل وہ پردشاک جو بائی دیکھی	دیز تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی
مین نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو خیر کیسی	کسا حیران ہوں کہ تقدیر کہاں لے آئی

بندہ پرور مجھے کیوں یاد کیا کام ہو کیا یہ تو کیسے کہ اس آغاز کا انجام ہو کیا	
کون ہیں آپ بیان کیجیے کچھ نام نشان بوچھا کس کا ہو یہ گلشن یہ چمن رشک جان	کہا مشہور معون میں عاشق خوبان جان کہا میں نے کہ اسے جانیے آپا پنا مکان
باغ سبز اس گل رعنا کو دکھائے ہیں اور ہی نام و نشان اپنے تہائے ہیں	
دل بیتاب کو پھر ضبط کا یار نہ رہا بے حجابانہ اُسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا	نشہ بخودی شوق نے مخمور کیا لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کنسا
کس کساکش سے مسہری میں ٹٹایا ہیں خوب جی کھول کے سینے سے لگایا ہیں	
شوق اور مصدوق اور پیار اور صراہ خواہش و میل اور چھیننے پر آہ اور صر	ایک ہی حالت دلخواہ اور خواہ اور صر طلب بوسہ رخسار اور صر داہ اور صر
زلف کے چھوٹے پہ کھینچا مگر ان کے ساتھ لب بہ لب ہوئے رکنا مگر انداز کے ساتھ	
مستی شوق میں پھر خوب چلے جام بہ جام اچھ گیا سارا تکلف نہ ہا شرم کا کام	شل گل نشہ موسے ہو چرے کلفام دہری کی کبھی باتیں کبھی بخشش کے کلام
کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی میں	

انکی شمشیر بنی عالم عریانی میں	
ولین پھر دونوں طرف جوش ثبت اٹھا	زندگانی کا مزہ کیا شبِ صلت اٹھا
لطف اس بات جو اٹھا وہ بشرکت اٹھا	روح کو واقعہ میوہ جنت اٹھا
پھر وہی رنگ جا صورت اصلی کی طرح	
دو درق تھے کہ ہم ہو گئے وصالی کی طرح	
دو بجے صحبت عشرت کا گیارنگ بدل	عیش و صلت میں پرائند کے جھوک کو بھل
عالم خواب میں بھی دونوں سے دست و پل	نہ جیسا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل
زانو دین میں کشتب بھر زانو اسکے	
طوق گردن میں کھلے وہ گیسو اسکے	
وہ ادھر نیند میں غافل میں ادھر خواب میں	جس طرح نشہ بن بیہوشی میں وہ باور میں
صبح کے بعد نصیب میں گریزی شکست	کہ نمایان ہوئے آثار قیامت سرست
شور محشر ہوئے قانون کو بھر کی آواز	
بن گئی دل کو چھری مرغ سحر کی آواز	
خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگام سحر	جلوہ گر تخت فلک پر ہوا شاہِ خا در
بستر خواب سے میں اٹھ کھڑا گیا سندیر	سانے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے اگر
نشتے میں چور سے ہوش رہا کے باعث	
سر نہ اٹھتا تھا نور اشرفِ دنیا کے باعث	

اُسٹون فصحت بدستنی اعضا شکنی	اُسٹون چہرہ مسرت سے عقیق بینی
اُسٹون شرم و جیا بچی نظر کم سخنی	اُسٹون دلیں خوشی ب پندہ پندی زنی
حوصلے خوب اذکارے کوئی حسرت نہ رہی	رنجِ فرقت کی مقدار سے شکایت نہ رہی
پھر جو منظور ہوا آپ کو طہا ہر کرنا	عسل کے واسطے حمام کو قصد نہ گیا
سائے اُسکے نمائے سے یہ طلب تھا مرا	صاف ہو صورت اصلی نہ رہے کچھ پروا
مجھ کو بچان کے وہ شوق پشیمان ہو جا	حوصلہ پھر نہ رہے تاجِ فرمان ہو جا
الغرض غسل کی جس وقت کہ نوبت آئی	جسم شفاف ہوا چہرے پہ رنگت آئی
اُس پر پرد کو نظر جب مری صورت آئی	رنگِ نق ہو گیا ہوش اڑ گئے چہر آئی
وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو	جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو
شفعل ہو کے گرا پاؤں پہ بھولا لگ تاز	ایسے مغرور کو مطلق نہ با حسن پہ ناز
اشکِ نکھوٹیں روانِ شمع صفت دین گداز	جوڑ کر ہاتھ کہا غفوکا دامن ہر دراز
واہ کیا بات محارسی کھین بچان گئے	ایک ہو ایک ہو تم جان گئے جان گئے
بخشد و بہر خد اہو گی نہ اب ایسی خطا	کہا میں نے کسی نادان کو فقرہ یہ سنا

اب یقین تیری کسی بات کا جھگڑنا رہا	کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے لاجل ولا
تیری جاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند	اپنے غم کے کی قسم اپنی ادا کی سوگند
مُسکرایا جو میں بیباختہ شکر یہ قسم	کہا سچ کہتے ہیں واقف ہر خدا عالم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل شلم	شک اگر ہو تو ابھی چلکے اٹھا لو میں علم
ہاتھ پر سورہ جن سورہ رحمان کھدو	لاؤ لاؤ مرے سر پر ابھی قرآن کھدو
شریف مرتبہ حفرت حوا کی قسم	دامن طیبہ مادر عیسیٰ کی قسم
بالہ امانی بلقیس وزیرینا کی قسم	سب سے بڑھکر ہر بہین فاطمہ ہر کی قسم
بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم	حضرت زینب و کثرت کی عفت کی قسم
علم جعفر تیار کی سوگند ہمیں	شان عباس علیہ السلام کی سوگند ہمیں
تربت چندر کوہ کی سوگند ہمیں	روضہ امجد مختار کی سوگند ہمیں
لوث عصیان سے بچائینگے برابر دین	کنوین میں ڈوب مرین جو جو بھی تردین
ایسی قسم سوچ مرے دلو ہوا اٹھائیں	کہا میں نے کس بات تک مجھے زنا نہیں
گئی دشت دل بقیابے پائی تسکین	بھرو ہی باغ وہی پھول وہی ہیں گلچین

<p>بخت اسی طرح سے بیگانے یگانے کے پھرین دن مرے جیسے پھر سارے زمانے کے پھر</p>	
<p>نئے انداز کا دوسوخت سنایا صفدر عشق بازی کا عجب رنگ جایا صفدر</p>	<p>جلوہ حسن سخن خوب دکھایا صفدر دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر</p>
<p>ہر جوان فہم اُسے ذائقہ کیسا اٹھیکا صاحب فہم کو البتہ مزا اٹھیکا</p>	
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وفادار جناب فشی امیر احمد صاحب شاد حضرت</p>	
<p>آج کل طبع شیخ صفدر نے سر بنا تو ہوا ایسے فقیر</p>	<p>کی جو موزون حکایت شیرین نام رکھا شکایت شیرین</p>
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شیخ امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی</p>	
<p>زہے فکر بلند رشک سبحان شرافت مفتخر از گوہر آد بہ لطف و خلق در آفاق نامی جنابش قبلہ ہمت بلند ان چو استادان بہ موزونی فسانہ بہ تکلیف اجا طبع کامل بہ اندک مدت آن نظم گرامی</p>	<p>رئیس نامور صفدر علی خان امارت خانہ زاد چاکر آو چو اجداد خود از اقران گرامی در شش امید گاہ مستمند ان بہ نظم و نثر ممتاز زمانہ سودا سوخت گوی گشت مائل ز فکر شش یافتہ حسن تمامی</p>

<p> بختی شهرت انگیز جان شد بجان شتاق شد هر کس که شنید خطش مانند خط گلزاران سوادش موج دو شمع کافور نقاب از رو معنی چون کشادم طلم آرزو پیش نظر شد نزاکت یافتیم شوخی هم آغوش نمایان از بیان نازک خیال لغات متاع الفاظ و معانی درین بیابانی شوق جمالش نوشتیم مصرعی تسلیم به دست پسند خاطر پیر و جوان شد بطرز خواب آخر طبع گردید طرب بخش دل ریحان نگار بیافش جلوه بخش عارفان تنهارا مبارکباد دادم من از دل دل زجیت بخی شد بلاغت با فصاحت دشمن با دشمن تصدق بر ادا بندی زلال خبر داند از غیب اللسانی خیال آمد به تاریخ سالش مقفی شکوه پیر حمی دست </p>	<p> بختی شهرت انگیز جان شد بجان شتاق شد هر کس که شنید خطش مانند خط گلزاران سوادش موج دو شمع کافور نقاب از رو معنی چون کشادم طلم آرزو پیش نظر شد نزاکت یافتیم شوخی هم آغوش نمایان از بیان نازک خیال لغات متاع الفاظ و معانی درین بیابانی شوق جمالش نوشتیم مصرعی تسلیم به دست </p>
---	--



بسم اللہ الرحمن الرحیم



یار ب مرا ریاض طبیعت نہال ہو	زنک بہار زہن رسا بہتال ہو
جو گل کھلے وہ غار زہ روے جمال ہو	سنبھل بڑھے تو طرہ تاج کمال ہو

یکتا ہو زنک و بوین ریاض سخن مرا
پھولے پھلے بہار و خزان میں چین مرا

جاری ہیں تیرے فیض کے چشمے ہزار ہا	ابر کرم سے گل کو عطار رنگ و بو کیا
قمری کو نغمہ بلبل شہید اکو زمر ما	پروانے کو جو سوز و یا شمع کو ضیا

بخشا فروغ ماہ کو تو سیر مسر کو
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو

پروردگار دے وہ طبیعت سنا مجھے	قدسی کلام سنکے کہیں مرجا مجھے
بحر محیط علم سے کراشنا مجھے	مضمون عطا ہوں شل درجے بنا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا چرچا ہو خاص و عام بین حسن کلام کا	
ہر شہر بے نظیر ہو ہر لفظ انتخاب معنی دکھائیں جلوہ متاب آفتاب	ہر بندہ بیشال ہو ہر بیت لاجواب بندش میں صاف سلک گھر کے ہو آفتاب
مضمون ہر ایک تاج سرافخا رہو جو حرف نکلے کلاک سے وہ یادگار رہو	
درگاہ حق میں تیری دعا ہو گئی قبول مداحوں میں امام زمین کے ہوا شمول	آواز غیب آئی کہ صفدر مہمول مطلب برآیاد کی تنہا ہوئی حصول
وقف نہ کر غناں کیت قلم اٹھا وہ سامنے ہر منزل مقصد قدم اٹھا	
دریائے بڑھکے میری طبیعت ہوئی روان اے غنایب نطق یہ ہر وقت امتحان	مستکبر کا غیب ہوا دل میں شادمان دل مضطرب ہر شوق سے کئی نہیں بان
اہل سخن کو زور طبیعت دکھا آج نغمے نئے ترانہ رنگین سناوے آج	
بزم غزائیں رنگ بہار چمن دکھا عرش برین پہ قدسیوں کے انجمن دکھا	اے نخل بند طبع ریاض سخن دکھا اے طائر خیال بری کا چلن دکھا
اے یکہ تازہ فکر بسرعت روانہ ہو	

	ای شہسوار ذہین و چہر زمانہ ہو	
سرور ریاض خلد برین ہر عسلم مرا ہستی کے انجمن میں غنیمت ہر دم مرا		فرمانرواے ملک سخن ہر قلم مرا روشن ہر شل نیر اعظم حشم مرا
	مانند شمع رونی بزم جان ہونہیں طرز بیان میں پیشرو نکا نشان ہونہیں	
ریشک عروس باغ ہر حسن زبان مرا شاخ نہال سد رہ پہر آشیاں مرا		بلبل کے زخمی سواہر بیان مرا مکمل نہیں نظیر ہر آسان مرا
	میں آپ ملک نظم میں اپنا مثال ہوں مانند مہر روز جزا لازوال ہوں	
فرمانرواے شعر ہوں سلطان نظم ہوں روز ازل سے شیر نیتان نظم ہوں		بلبل جہان میں بلبلستان نظم ہوں روح کلام قلب سخن جان نظم ہوں
	روشن ہر شل شمس و قمر مرتبہ مرا پہونچا ہر شرق و غرب ملک بدبہ مرا	
لاٹے میں رنگ جامدگی میں شمیم ہوں دشت ختن میں مشک میں ہن دیم ہوں		گلزار میں بہار چمن میں نسیم ہوں معدن میں لعل بحر میں در نسیم ہوں
	یہ سب اثر ہر رحمت پر در و کار کا کیا نطق کیا بیان ہر اس خاکسار کا	

بس از زبان شیر کو تعلق نہیں روا راہی ہر ایک روز سوئے عالم بقا	کیا اصل کیا وجود ہر اک مشت خاک کا آواز غیب آئی ہر ہر دم فنا فنا
جانا ہوا ایسی راہ کہ جس کا نشان نہیں منزل نہیں مقام نہیں کاروان نہیں	
ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہے دنیا سے بے بقا کا عجب کارخانہ ہے	ہر دیجات تیرا جل کا نشانہ ہے پیش نظر جو آج ہر کل وہ فسانہ ہے
آفاق میں اجل سے کسی کو منفر نہیں آما وہ رحیل ہیں لیکن خبر نہیں	
یہ دہر بے ثبات نہیں قابل قیام وہ کام کر زمانے میں رہ سکا جس سے نام	اندیشے کی جگہ ہے یہ عبرت کا مقام پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام
ہنگام نزع صدائے فرقت اٹھائیگا اعمال کے سوانہ کوئی ساتھ جائیگا	
کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال اندیشہ عذاب گناہوں کا انفعال	رنج عیال فرقت اجاب کا ملال بعد فنا لحد میں نیکرین کے سوال
کنج مزار میں بھی نہ آرام پائیگی زیر زمین مصیبتیں کیا کیا اٹھائیگی	
وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانگزی	وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ مکیسی

وہ خوف باز پرس وہ وحشت جواب کی	وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بے بسی
ہم نہیں رفیق نہیں آشنا نہیں	دان کو کی دستگیر سدا سے خدا نہیں
اکدم کی زیست پر عبث اتنا غور ہے	اک روز سب کو چھوڑ کے جانا ضرور ہے
دار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہے	جو دور سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہے
اکتا ہے روز ہا تف غیبی فنا فنا	ایسا کتنا منزل ہستی فنا فنا
کیا کیا دورنگی چمن روزگار ہے	فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے
بزم جہان میں شادی و غم بکھنار ہے	عبرت کی جا یہ ہستی ناپائدار ہے
اندیشہ خزان ہو تو نطف بہار کیا	اس چلتی پھرتی چھاؤں کا ہر اعتبار کیا
قافی میں سب قیام کسی کو بیان نہیں	جو صاحب علم تھے اب الکا نشان نہیں
دست قضا سے شاہ و گدا کو امان نہیں	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہیں
جو آج سرفراز ہو کل پائمال ہے	جسکو کمال ہے اُسے اک دن زوال ہے
غرم سفر ہے یاس نہیں راہ راہ آہ	منزل گری ہے دوش پہ بارگناہ آہ
افراط معیشت سے ہر نامہ سیاہ آہ	لیکن عبث ہے حسرت و فسوس داہ آہ

	پیش خدا وسیلہ ہیں نجات کا ہر روئے جزا و ریہ حسین و حسن کا ہر	
کیا خوف ہو کہ شافع محشر ہیں مصطفیٰ محشر میں ہو گا سایہ دامن قبول کا	حلال مشکلات دو عالم ہیں مرتضیٰ پشت و پناہ امت عاصی ہیں مجتبیٰ	
	کیا کیا قلع اٹھائے شبہ مشرقین نے دی جان ہر بخشش امت حسین نے	
کیا جانے کوئی منصب اعلیٰ حسین کا از فرش تا بعرش ہر جلوہ حسین کا	پیش خدا بلند ہر رتبہ حسین کا کافی ہر عاصیوں کو وسیلہ حسین کا	
	سردیکے اسکی راہ میں سردار ہو گئے سرکار زوہ الجلال کے مختار ہو گئے	
برج شرف کے نیر اعظم حسین ہیں رونق فراے کعبہ و زمزم حسین ہیں	مسند نشین بزم دو عالم حسین ہیں درگاہ کبریا میں معظم حسین ہیں	
	ممکن نہیں کہ وصف ہے دوسرے لکھوں اب سرگذشت معرکہ کربلا لکھوں	
جب آسمان پہ جلوہ نور بر سر ہوا تخت خلک پہ مہر بین جلوہ گر ہوا	پنہاں ہوئے نجوم روانہ نمبر ہوا شورش آدھر صلوٰۃ کا نعرہ ادھر ہوا	
	سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا	

	یعنی فریضہ سحری کو ادا کیا	
وہ صبح کا ٹھور وہ بیدار پرفضا وہ شاخ گل پہ نغمہ مرغان خوشنوا	وہ یاد کسریا میں درختوں کا جھومنا وہ سنبہ زار وہ گل خود رو سبز استوا	
	مہکا ہوا اتحاد امن صحرا لیم سے میدان تھار شک غنبر سارا شیم سے	
جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے نغمے تھے قمر یوں کے ترانے ہزار کے	جو بن نئے نئے تھے عروس بہار کے کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے	
	مست مے نشاط جوانان باغ تھے بوسے گل دشمن سے معطر داغ تھے	
سوج نسیم صبح میں پھولوں کی وہ مہک وہ لالہ زار سنبہ صحرای کی وہ لہک	عکس شعاع مہر شبنم کی وہ جھلک کوئی کی کو کس بلبلی شیدا کی وہ چپک	
	وہ بھو لانا شفیق کا وہ جو بن بہار کا آئینہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا	
پھولے تھے دشت میں گل خود رو چمن چنچون میں وہ مہک کہ فدا نافہ ختن	گلزار و لالہ نرگس و نسرن و اشترن تھی شاخ گل پہ بلبلی خوش بچہ نعرہ زن	
	ہر باغ میں بہار ریاض جنان کی تھی پر گلشن حسین میں آمد خزان کی تھی	

آبادہ جہاد ہوا عی شکر خدا	ناگاہ آئی ہاتھ غیبی کی یہ صبرا
کھائی ہوا اسے سرد تو خوش ہو یہ کہا	سُکر ہوئے سوار ہوا ناناں بہ لقا
انغم کیوں نہ دور ہو دل عرفان نیست	
بھوکے ہوا کے آتے ہیں باغ بہشت سے	
چہرے جگے صولت شیر خدا عیان	جرات میں شک سام و زبیاں تھیں جوان
نیرے تھے سب کے ہاتھ نہیں مانند کمان	ترکشن کر میں برین زرہ و و شہر کمان
یون دبدم تہی تھیں تیغین بنام میں	
جسطح اضطراب ہوا ہی کو دم میں	
بولی زبان تیغ کہ آیا ہر دقت ضرب	آئی جو زمر گاہ سے آواز کوس حرب
شوق و غامین کوئی نہ تھا غازیو لکوکرب	گھوڑے کی طرح نہ دبالا تھے شرق و غرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے	
بہرے خوشی سے صورت یا قوت لال تھے	
نور شید کا پٹا تھا فلک تھر تھراتے تھے	گھوڑے اٹھا اٹھا کے جو شیر لہاتے تھے
اعد اپہ ضرب تیغ کے سکے بھجھاتے تھے	شان شکوہ و شوکت جرات دکھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبہ مرگ فوق تھیا	
جنت کا شوق چشمہ کو شرکا ذوق تھیا	
ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برا بری	تلواریں تول تول کے کتے تھے شب جری

وہ تاج نرید ہین ہم فوج حیدری	ترک فلک کو ہنسے نہیں تاب ہمیری
یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے	یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے
سرد چین کی بے ثمری سے بہا رہے	رخت حیات پیر ہین مستعار ہے
سربھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس ہین	کیا خوشنما ہے یاد خدا بھوک پیاس ہین
فاتے ہین تشنگی ہین ٹینگے سپاہ سے	ہین سیر ذکر آشتی دان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہین مے عشق شاہ سے	قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہون ہم شہ بیکیں کے ساتھ سے	پیتے ہین جام ساقی کو ترے ہاتھ سے
جعفر تھے حرباً قرب ہین جعفر کے یادگار	شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رنجہ شادی کے سہر کی تھی بہار	اکبر تھے ہم شجیہ رسول فلک وقار
تھکا یہ نشان علیؑ ولی کے نشان کا	لہرا رہا تھا سر پہ پھر برا نشان کا
عباس نامور کا رہے رعبِ احشام	ہلچل تھی فوج شام میں لڑائی خاص نام
کہتے تھے کس بآں ہو شکر شہ انام	دیکر نشان بلند کیا غازیونین نام

	فوج خدا کے کج عملدار ہونگے ہم شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم	
اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ تنگ چہرہ دفر شوق شہادت سے سرخ رنگ	بازو میں زور لب پہ منسجی لمین تن جنگ قوت میں شیر دشت و غار و زمین تنگ	
	جلوہ تھا گیسو و نمین رخ لا جواب کا لابرج سنبہ میں خور آفتاب کا	
قاسم کا وہ جمال وہ گیسو شکبار سینے پہ پرتو در و دندان تھا آشکار	وہ حسن بھیاں وہ رخسار تابدار جس طرح سے موزیب گل و موتیوں کا ہار	
	رخسار پر جو خال قضا را چمک گیا پہلو میں آفتاب کے تارا چمک گیا	
آبادہ قتال تھے زینب کے نونہاں وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ عجب جلال	جرات میں لا جواب شجاعت میں بھیاں تلوار میں کھینچ کھینچ کھینچتے تھے نرساں	
	جانبا زیاں کھائے گئے گوبھو پیاسے میں فدیہ حسین کے میں علی کے نواسے میں	
حاضر تھے در بہب یہ گل گلشن سبّا شریف لایمہ عصمت سے یوں خباب	تھا انتظار آمد شاہِ فلک رکاب نکلے خیام خنج سے جس طرح آفتاب	
	آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے	

	نور شید نے سلام کیا آسمان سے	
صفت بستہ جو کمرے تھے نقیان خوشنما	انسلیم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال	بولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال
	خلاق کائنات کا فضل و کرم رہے انصرت ہو ہم کاب طفہ ہم قدم رہے	
وان ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزہ	سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا	بکھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا
	فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو خاطر نیرید کی ہر تومار و حشین کو	
ملواریں کھینچ کھینچکے بولے وہ شقیہ	خنجر سے آج کاٹین گے شیر کا گلا	مشہور ہر شجاعت عباس با وفا
	کیا ذکر فوج شاہ مین برنا و پیر کا اصغر ملک بھی آج نشانہ ہر تیر کا	
یہ سنکے ابن سعد ہوا دلین شان	اسوار جوق جوق کیے نہر پردن	خود دہ شیر ہاتھ مین لیکر بڑھا کمان
	بکھر تو لگاے تیر یہ فوج شریہ طوفان اٹھایا بارش باران تیر نے	

فوج خدا میں تیسہ جو آئے ہزار ہا	مخرج ہو گئے رنقاس شہ ہا
سینہ کسی کا خانہ زہور نہیگا	سیردن کسی کے جبہ روشن سے خون بہا
انجام کار عازم پیکار ہو گئے	
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہو گئے	
جس وقت مستعد ہو غازی جہاد پر	برق غضب گری سہ اہل غناد پر
سرگرم تھے وہ فتنہ عالم فساد پر	ان کی نطفہ عنایت رب العباد پر
انظرون میں مرتبے جوشہاد کے ٹل گئے	
آنکھوں کے سامنے در فردوس کھل گئے	
ہر اک کے دل میں گلشنِ جنت کی تھی اُمنگ	فوجِ شتم سے آئی جو آوازِ طبلِ جنگ
چہرے ہوئے دفر شجاعتِ سرخ رنگ	کہتے تھے اب دغا میں مناسب نہیں رنگ
کثرت پہ ظالموں کو نہایت غرور ہی	
چلکر سپاہِ شام سے ٹرنا ضرور ہی	
انقصہ ہو کے شاہ سے رخصتِ رقیقِ بار	شیرانہ معرکے میں گئے بہر کارزار
فوجِ شتم سے ٹرتا تھا ایک ایک جانِ ثناء	دس دس ہزار گرتے تھے اسپر شتم شمار
اس درجہ مجمع سپہ بد خصال تھا	
ایک خیال کا بھی گذرنا محال تھا	
پہونچا غبارِ دشت جو تاجِ آسمان	پیش نگاہِ سد سکندہ ہوئی عیان

تاریک مثل پرودہ ظلمت ہوا جہان	نصف النہار پر کھاشب تار کا لگان
دشت بے درو صحن قیامت سے کم نہ تھا	مینا سے چرخ شیشہ ساعت سے کم نہ تھا
اُس گردین امام زمین کے رفیق دیار	مانند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار	جس طرح آسمان پہ ستارے ہوں آشکار
آلودہ تھے نہ چہرہ گلگون غبار میں	محضر لکھا تھا خون کا خط غبار میں
ہر گام پر بھی برق سمند کی جست و خیز	مثل زبان شعلہ آتش بھی تیغ تیز
خبر شرفشان تھے سائیں بھین برق زبر	صحرے زرمگاہ تھا میدہ ان رستخیز
جتنے پہاڑ روئے زمین پر تھے بل گئے	اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے مل گئے
دوریا خون کا دشت و غامین ہوا یہ جوش	پچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے دوج جوش
بسمل کی بچکیوں کا اٹھا ہر طرف خروش	مثل نشاندہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش
طاری تھارعب فوج خدا رزمگاہ میں	ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ میں
آتی تھی ذرے ذرے سے آواز الامان	کتنا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
نجم فلک پہ تھے صفت چشم خون نشان	ساکن تھا مثل قطب تھیرے آسمان

روز و غاموٹہ روز شمار تھا اعداسے دین پہ تہر خدا آشکار تھا	
جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شہر فوج یزید کو بھی تناسے مال و زر	بد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر ان سب کا دل میں فاطمہ کے بنگیا تھا
کیا کیا لڑے جہا دین کیا کام کر گئے کون و مکان میں شتر تک نام کر گئے	
ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست عبرت کی جاہری سستی فانی کا بندوبست	اعداء پہ حملہ در ہوسے مانند شیر مست دام اجل میں ہو گئے پابند حق پرست
گلزار فاطمہ پہ خزان رن میں آگئی کیا بیکسی حسین کے لشکر پہ چھا گئی	
حرم مر گئے تو شاہ کے یاد رہے شہید زینب کے دونوں ماہ منور ہو شہید	پھر مسلم غریب کے دلبر ہوے شہید شادی کی صبح قاسم مصطر ہو شہید
عباس ابن ساقی کو شہر بھی مر گئے اکبر شہر بھی مر گئے علی اصغر بھی مر گئے	
باقی رہا نہ طفل ملک فوج شاہ میں بس لڑے تھے خاک پہ بے تعلق گاہ میں	آئی خزان ریاض رسالت پناہ میں عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ میں
ٹوٹے ہوئے تھے بھول چن میں شہر ہوئے	

شیر نل سرد تھے انہیں کھڑے ہو	
اکبر کی لاش کو کبھی چھانی لگاتے تھے قاسم کو دیکھ کر کبھی آنسو بہاتے تھے	عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے اصغر کی جھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے
بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا فرزند کے فراق میں جینا محال تھا	
رخصت کو آئے نیمہ میں پھر شاہ بحر و بر دنیا سے بے ثبات سے اب ہر مہر اسفر	فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھ کر تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر
اب اہل بیت سے نہ تجھے گھر سے کام ہے پیاسے گلے کو برش خنجر سے کام ہے	
یہ سنکے اہل بیت تو روتے تھے زار زار کیا فائدہ فغان سے کرو ہر اختیار	سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار لازم ہے وقت رنج و الم شکر کردگار
لو الوداع سب سے ہے رخصت حسین کی دنیا سے غریب ہے رحلت حسین کی	
یہ کیلے اہل بیت سے رخصت ہوا ام کس شان سے سوار ہو شاہ نشہ کام	حاضر تھا در پہ نیمے کے سپ سب کجام میکال و جبریل تھے سرد گرم تہام
برج شرف سے رن کو سوار ہو روان گو یا چمن سے باد بہاری روان ہوئی	

کس طعراق سے فرس باد پا چلا	استانہ نخل باد صبا جھوٹا چلا
حسن خرام ناز دکھاتا ہوا چلا	مانند راہوار شبہ لاف چلا
بڑھکر سبکروی مین لیم سحر سے تھا	دو چار گام آکے یہ پیک نظر سے تھا
یکتا و لاجواب تھا ہوار بیتال	گلگون نزار دھور شمالی پری جمال
عالی و مانع زہرہ جبین غبرین اہل	انازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نوکا سرا پا تھا نور کا	پہچل بل پریشونگی جھکڑا تھا اور کا
گیتی نور باد یہ پیا صبا شتاب	میتاب بیقرار سبکد و مرقاب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب	لاکھون مین بے نظیر نزار زمین انتخاب
نخل براق یہ ہمہ تن بے شمال ہر	بالا ردی مین رہبر پیک خیال ہر
ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہیں فرس	اڑ جائے آسمان سے جو رکب کھے نہ بس
اُسکی رکاب تک جو کسی کو ہود سترس	باقی رہے نہ سیردو عالم کی پھر ہوس
میتاب تھا وہ برق جہا تاب کی طرح	مضطر تھا بیقرار تھا سیما ب کی طرح
سرعت مین برق جست مین پیک نظارہ تھا	شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا	زہرہ جمال تہر قمارہ پارہ تھا
آیا صفت نبردین اس زرق برق سے	جسطح آفتاب نمایان ہو شرق سے
یونچے جو زرمگاہ میں شاہ فلک مقام	چار و نظرت تھا فوج شکر کا از و حام
اعدادین سے آپ نے فرمائے یہ کلام	منصف ہوا پنپے دلمین دراگر گردہ شام
تم جسکے کلمہ گو ہو میں اسکا نواسا ہوں	سمان ہوں غریب بن بھوکا ہو پیاسا ہوں
آگے مرے شہید ہو سب رفیق و یار	باقی رہے نہ اکبر و عباس دیوتار
مرنے کی آرزو ہر شہادت کا انتظار	ہو جلد راہ خالق اکبر میں سرشار
کچھ اور مدعا نہیں حجت تمام کی	اب مانویانہ مانو نصیحت امام کی
سنگریہ گفتگو پس سعد نے کہا	ہم خوب جانتے ہیں جو رتبہ ہو آپ کا
لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا	حاکم کے دشمنوں پہ ترحم نہیں دا
بہتر یہی ہو کیجیے بیعت یزید کی	لازم ہو ہر بشر پہ اطاعت یزید کی
جب یہ سنا خوش ہو شاہ نامدار	تلوارین کھینچ کھینچ آئے ستم شعار
حسرت بھی اس طرف ہو سرگرم کارزار	دیکھا نگاہ تہر سے پھر سو ذوالفقار

	منیض دم سح تمہا چشم امام میں اکسار جان آگئی جسم حسام میں	
نکلی چمک کے میان سے اسل جتا ہے یا برق شعلہ خوشی کہ نکلی سحاب سے	جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے یا ہو گئی شعاع جدا آفتاب سے	
	کس بل دکھائے فوج کو چمکی رُکی چلی گھونگٹ اُٹ کے ناز و آدا پیری چلی	
آمادہ و غامدلی مصمام حیدری ضوین قمر فروغ میں خورشید خاوری	جلوہ نہا تھی چار طرف، شان قیفری صورت میں جو رخسار ملک ناز میں پری	
	چلنے میں شعلہ بار بھی تھی ابدار بھی باد سموم بھی تھی نسیم ہمار بھی	
خیم دم میں لا جواب تھی کس بل میں بتیا سفاک وقت جنگ سر افکن دم جلال	آتش مزاج شعلہ نشان صاعقہ خصا پیغام مرگ حکم قضا تہر ذرا بحلال	
	پنہاں کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی آلواری کیا تھی قدرت پروردگار تھی	
چلتی تھی رن میں چار طرف تیغ و دُور بان زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان	ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شر نشان ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان	
	دہشت سے وحش و طیر بیا بان چھپا ہے	

	سببت سے جا کے شیریشان میں چھپ رگ	
آیا پیام مرگ جد صرین میں آگئی	بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی	ہستی سے نقش کفر و فلاحت مٹا گئی
	آدہ جد ال تھی گرم قتال تھی	گویا نمونہ غضب زرد الجلال تھی
چم خم دکھا رہی تھی عجب ٹنگے منگے	جلوہ نما تھی ایک پری لاکو رنگے	کھینچ کھینچے جان لیتی تھی کس کس اننگے
	کس کرد فر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار	سفا کیا غضب کی دکھاتی تھی بار بار
جہی تو مثل برق چمکتی چلی گئی	بھکی تو مثل شاخ بچکتی چلی گئی	مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
	اُس تیغ ابدار کا جس جا گزر ہوا	اک ضرب میں زمانہ ادھر ادھر ہوا
گرم دغا تھی مستعد کا رزار تھی	سیما ب دار مضطرب و بقرار تھی	سرکش تھی سرفراز تھی عالی وقار تھی
	سج دھج نہی تھی قطع نہی بانگین نیا	دم خم نیا تھا جال نہی تھی چلن نیا

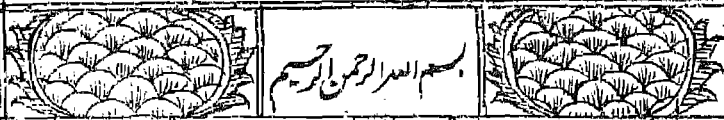
تاگن کی طرح فوج پہ لہر کے پھر گئی	اٹکھیلیاں نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دریا خونیں لاکھوں نہلا کے پھر گئی	دل میں شال ہم دگمان کے پھر گئی
کھینچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا چورنگ کی ہوس تھی صفائی کا ذوق تھا	
چکی بڑھی رُکی ادھر آئی ادھر چلی	پلچل پڑی سپاہ عدو میں جدھر چلی
جس صف پہ جس پر پہ چلی بھٹیسہ چلی	خون نیرائی خون کیے خون میں تر چلی
آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا	
سجے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی	روئیں تنو کی روح بدن سے نکل گئی
زخموں کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی	باد بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی
چلنے میں دونوں باکوں وہ سفاک کشی تھی تھی ابرو بہار چھما جھم برستی تھی	
وہ تیغ اور وہ دست امامِ فلک تار	لاشوں سے کوسوں پاٹ دیا دشت کا زار
پلچل تھی زلزلہ تھا قیامت تھی آشکار	ناگاہ الامان کی ہوئی ہر طرف پکار
اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ اس ترشہ کام ساتی کو شر کا واسطہ	
آئی نند اسے غیب کہ احمدیہ خدا	دودن کی بھوک پیاس میں جنگبہ جا

اب ذوالفقار روک لہس ہو چکی دغا	امستہ کے بخشہ اینکا وعدہ کرو دغا
جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو	لبیک کہکے روک لیا ذوالفقار کو
رکتے ہی ذوالفقار پھرے تنگ خانان	ہنس گامہ نشور ہوا زیر آسمان
پھر بہر کارزار ہوئی فوج کلین روان	پھر طبل جنگ بجائے پھر کھل گئے نشان
پھر ہر طرف سے سیکڑوں خونخوار آگئے	پھر مثل ابر تیرہ و تار یک جھاگئے
اتنا امام اور ستمگر ہزار ہا	اک بے گناہ ظالم خود سہ ہزار ہا
اک نیچان کے واسطے خنجر ہزار ہا	اک دل نگار مستعد شد ہزار ہا
یہ ظلم و جور فاطمہ کے نور عین پر	ہرگز کسی کو جسم نہ آیا حسین پر
سر گرم قتل شاہ ہوئی فوج روم و شاہ	لاکھوں جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
چاروں طرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام	مخروح ہو گیا ہمہ تن پیکر امام
تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر	توک سنان نکل گئی پہلو کو توڑ کر
اک بانی ستم نے لگایا جبین یہ تیر	اُس زخم جاں سنان ہوا حد نہ کثرت
وہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریہ	ناگہ حرا
	سرے پار ہوا نیزہ شیر

چہرے پہ اشک شمع کے مانند وصل ہے نزدیک تھا کہ ننھ سے کلیجہ نکل پڑے	
کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہاے ہاے وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہاے ہاے	تیر و سنان لگاتے تھے جلا دہاے ہاے دل بند مصطفیٰ پہ یہ بیدار ہاے ہاے
لاکھوں میں ایک بیکس تنہا ہزار حریف وہ فاطمہ کے نازوں کا بالائے ہزار حریف	
ای حاضرین بزم اب آیا ہر وہ مقام نزدیک ہر سیاہ ہو کر زمین تمام	سننے ہی جسکو خاک آڑا بیٹے خاص عام نزدیک ہر کہ درہم درہم ہوں صحن عام
گھوڑے سے خاک و خونین شہنشاہ دین گرا تقدیریل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا	
بیٹھا زمین پہ قبلہ آفاق قبسلہ رو تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو	سردار فوج جمع ہوئے آکے چار سو لاکھوں سنان و خنجر و شمشیر اک گلو
اسلام ابن سعد شمر نے گھو دیا ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا	
ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا ہیر جم نے دورانہ کیا غوث کبیر یا	خنجر کمر سے پھینچ کے شمر لعین بڑھا فرزند شیر حق کا گلا کاٹنے لگا
جبش ہوئی فلک کو زمین بھر بھرا گئی	

آندھی سیاہ دشت مصیبت میں آگئی		
ہنگام نزع بخشش امت کی بھی دعا دنیا سے مہراج شرف کوچ کر گیا	خیر تھا خلق پاک پہ لب پڑھا خدا القصد تن سے فرق مبارک جدا ہوا	
آئی صد اشہید امام زمن ہوا عالم میں آج خاتمہ نبیستین ہوا		
دشتِ بلا میں کانپ ہی تھی ہر ایک لاش آئی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش	لاشوں کی ابن سعد شکر کو بھی تلاش نزدیک تھا کہ کوہِ ذرین ہو پاش پاش	
سرورِ ریاض ختم رسالت لگون ہوا ماتم سے ردے چرخ برین نیلگون ہوا		
شیر خدا تھے مضطرب الحالِ نوحہ گر بھائی کے رنج و غم میں حشر تھے برہنہ سر	تھے بقرارِ دختہ جگر سید البشر جاری تھے اشکِ فاطمہ کے روپاک	
صدہ بکھا بحساب شکایت ذرا نہ تھی جز شکرِ حق لگے سے زبانِ آشنانہ تھی		
زینبِ قریب مرگ تھی کلثومِ بقرار پادِ پرین بانی سکینہ تھی اشکار	ماتم سے اہلیت کے محشر تھا آشکار سرِ بیتی تھی بانو سے شاہِ فلکِ قار	
سینہ زلی سے چار طرف شور و شین تھا ارض و سما میں ماتمِ قتل حسین تھا		

نہنم سے اٹیکارنھا چرخ برین ملک نعم سے جگر کیا با تھا مہر سبین ملک	نرط الم سے خاک بسر بھی زمین ملک سدرہ پہ پتھرا سے تھوڑی روح الامین ملک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھر تھراتی تھی جن د ملک کے روئے کی آواز آتی تھی	
نوح شتم میں بچے تھے نقار بھٹھنہ تھی بسکہ ظالمون کو نکال دزر	دیتا تھا ایک دو ستر کو فتح کی خبہ فارت کو آئے خیمہ عصمت میں اہل شہر
اسباب لوٹا آگ لگالی خیام میں اہل حرم کو قید کیا از وحام میں	
صفدر بس اب خموش کہ صدرہ کمال ہے بزم غزائین کثرت رنج و ملال ہے	شرح مصائب شہ والا محال ہے اہل دلا کو وجد محبوبن کو حال ہے
خلاق کائنات سے اب ہے دعایہی خواہش یہی مراد یہی التجایہی	
جبتک کہ مہر دلق چرخ برین رہے جبتک رواج دین شہ مرسلین رہے	جبتک گلون سے زینت رک زمین رہے جبتک جہان میں بزم عم شاہ دین رہے
نواہد نادر کار تہہ دو چہند ہو اقبال مثل شہرہ تحسین بلند ہو	



نشان جسکے لاکھوں پہنچ دے نشان
 وہی ہر عمل کی شئی تدبیر
 علیہم خبیثہ عزیز حکیم
 غنی کبیثہ عظیم جلیل
 تجھے خود پسندی سزاوار
 ہو بے انتہا بادشاہی تری
 تری ذات ہو وحدہ لا شریک
 نہ آغاز ہو اور نہ انجام ہو
 کسی کا تجھے خوف اصلا نہیں
 یہ ہر غیر ممکن سہرا سر محال

لکھنوں حمد پروردگار جان
 وہی بندہ پروردہی دستگیر
 سمیع بغیر غفور الرحیم
 حیث مجیب حقیق وکیل
 ترا نام جبار و قہار ہو
 تجھی کو ہر زبا خدائی تری
 نہ کوئی ہو اور نہ ہو گاشریک
 فناسب میں باقی ترا نام ہو
 کسی چیز کی تجھ کو پروا نہیں
 ترے کنہ قدرت کو پہونچے خیال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا	زمین آسمان کو وہ صحرانسا
عیان ہر ہر اک شرمین جلو اترا	کن آنکھوں سے دیکھوں تہا ترا
نہو کس طرح مغفرت کا یقین	تری ذات ہر ارحم الراحمین
نہاں قطرے قطریں پھر عیان	عیان درے درے پھر بے نشان
دو عالم کو اک دم میں پیدا کیا	تماشاے قدرت ہویدا کیا
فقط لفظ کن سے جہاں بن گیا	زمین بن گئی آسمان بن گیا
عیان صورت کھلشان ہو گئی	گلوں سے زمین بوستان ہو گئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا	وہی ہو گیا جو ارادہ کیا
اُسی سے ہن گردش میں لپٹ نہا	اُسی کے ہن قدرت کے جلوے نہا
اُسی کی تجلی ہو دیکھو جہاں	عیان میں نہاں ہر نہاں میں عیاں
ظور اُسکا ماہی سے ناماہ ہو	جدھر دیکھو اُسہی اُسہی ہو
اُسی کی ہر اک لب پہ ہر گفتگو	اُسی کی ہر اک دلیں ہر آرزو
اُسی سے درخشاں ہیں سس قر	اُسی سے نمایاں ہیں شام و سحر
اُسی سے ہر شرم کی نشو و نما	اُسی سے بقا ہر اُسی سے فنا
اُسی سے مناسب ہر امید و بیم	وہی منتقسم ہو وہی ہر کہیم
وہ ہر شرمین ہر پھر نہیں ہو کہین	وہ سب کچھ ہو دیکھو تو پھر کچھ نہیں
اُسی نے بنائے ہیں حور و قصور	اُسی کا ہر ارض و سما میں ظور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات	اُسی کے مین پر تو اُسی کے صفات
ملانگ بشر جن و غلمان و حور	میں ہر کوئی اُسی رحمت دور
ازل سے مین سب اُسکے در فقیر	غنی و گدا و صغیر و کبیر
سب اُسکے مین مخلوق خالق ہر وہ	سب اُسکے مین مزدق بائق ہر وہ
سب اُسکے مین محتاج وہ بے نیاز	سب اُسکے مین بیکدہ بندہ نواز
ہر اول وہی اور آخر وہی	ہر باطن وہی اور ظاہر وہی
ہمیشہ رہی ہر رہیگی نمود	اُسی کو سزا و اجر ہر بہت بود
وہ خالق وہ رازق و نکتہ نوا	وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز
جہان مین عبث ہر غم پیش و پس	ہر اندر مین اور باقی ہوس
و یا رتبہ اوج افلاک کو	کہا فرش اس سطح خاک کو
ضیاء مہر کو تاب اختر کو دی	ٹپ برق کو آب گوہر کو دی
شفق کو دیا رخوانی لباس	فلک کو ملا آسمانی لباس
ہوئی زیب و زینت گل کو عطا	ترائے ہوسے بلبلوں کو عطا
کیا نر کو عالم مین حاجت و	جو اہر کو بخشا عجب مرتبہ
کسی کو کیا تاج شاہی عطا	کسی کو گدائی کا کاسہ ملا
سکندر رہوا مالک و بحر و بر	سلیمان کو بخشا عجب کو فر
کسی کو جہان مین تو انگر کیا	کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جانے شاد	مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا	کسی کو ملا ذوق مہر و وفا
کسی کو دیا اسنے حسن و جمال	کسی کو تمنا سے لطف وصال
کسی کو نہیں وصل چون و چرا	وہ مالک ہر جو اسنے چاہا کیا
کوئی با ہنر ہر کوئی بے ہنر	مگر اسکی رحمت ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے	سمندر کو چاہے تو قطر کرے
بشر کو دیے گوش و چشم و دین	رہن سے کیے لاکھ پید اسخن
بہار چمن زینت انجمن	سخن ہر سخن ہر سخن
بیان مراتب انبیاء و ائمہ و اولیاء و علمائے	
ہدایت کو بھیجے بہت نبیا	جد آگاہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا	گر وہ ملائک سے سجدہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو	عنایت ہوا علم اور یس کو
ہوئی تہجد کی التجا مستجاب	گنہگار و مشرک ہو غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل	ہوئی رشک گلزار نار جلیل
ملی چشم نو بنار یعقوب کو	عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا	تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کفنان کو حسن و جمال	برہمایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوئے طور سینا پہ موسیٰ کلیم
 سیحا کو بخشا عجیب معجزا
 محمد ہوئے خاتم الانبیاء
 ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہا
 ہوئے سرو فارس کے آشکدے
 ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک
 بجا عام نعت سارہ اسلام کا
 نہ گھر مشرکوں کے نہ بستی رہی
 ازل سے ہوا کون مجو بیاں
 ہوئی کسکو نہر نبوت عطا
 میسر ہوئی کسکو سیر حنّان
 یہ ادنیٰ ہوا عجز از خیر البشر
 کسی نے نہ سایے کا پایا نشان
 ہوئے آپ کے جانشین و وصی
 کہا حق نے زرد ولایت عطا
 ملین نہ وجہ نیست نبی فاطمہؑ
 رہیں محو یادِ حیدرِ اعظم بھر

نظر آئے انوار رب کریم
 کہ تم کیلے مردوں کو زندہ کیا
 شفیع قیامت حبیب خدا
 ہوئے اُنسے پر نورِ ہفت آسمان
 گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
 ہوئے بت پرست و منافق ہلاک
 مٹا نام ہستی سے اصنام کا
 رہی جس جگہ حق پرستی رہی
 ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص
 یکسے حق نے تاج شفاعت عطا
 بنا کس کا حلقہ مکدہ لامکان
 کیا اک اشاریے شوق القمر
 کہاں ہر کہاں ہر کہاں ہر کہاں
 امیر عرب شاہ مردانِ علیؑ
 وہی ہن زمانے کے مشکلاشا
 کہ عصمت کا اُپڑ ہوا خاتمہ
 یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

عنایت کے حق نے دونوں عین	کہ ہر نام جنگا حسن اور حسین
خلعت تھے کہ دو گو ہر بے بہا	شہادت کا دونوں کو رہتہ ملا
ہوے سلسلہ وار پھر تو امام	ہے دین و دنیا میں سب نیک نام
ہر اک رہنا سے زمانہ ہوا	ہر اک معرفت میں یگانہ ہوا
زہے شان اصحاب خیر الورا	کہ اوصاف میں جنگے بے انتہا
ہزاروں ہوے اولیا کرام	بہت اُن سے جاری رہا فیض عام
کیے خلق ارباب علم و فیتین	ہوے عالم دین و رکن رکین
بہت اہل دل اور موجد ہو	بہت علم عرفان کے موجد ہو
بہت جام وحدت مدہوش تھے	غم دین و دنیا فراموش تھے
ہوا مختصر حال سب کا رستم	رہا سب پر خالق کا فضل و کرم
مگر چشم انصاف سے دیکھے	وہ کیسا ہر جس نے یہ رتبے دیے
اسی سے منور ہیں و نون جہاں	وہی ہر بیان اور وہی ہر وہاں
اسی کا ایمان ہر طرف نور ہے	مگر لاکھ پردوں میں مستور ہے
سوا سب سے ہر بد حجاب وئی	جہاں اُنھو گیا یہ حضوری ہوئی
نہ جانے کسی وقت اُس کا خیال	اگر دل میں ہر اشتیاق وصال
ولا منزل دوست کیا دور ہے	کہ جو نیدہ یا بندہ مشور ہے
پرستش کے قابل نہیں ہر کوئی	وہی ہر وہی ہر وہی ہر وہی

بیان فصل بہار و فضاے صحن گلزار زمرہ سنجی مرغان خوشنوا و
حمد و ثنائے خانی یکتا

نظر آئے حسن عروس بہار	پلا سا قیاسا غر مشکبار
بنارے مضامین کا گلدستہ آج	شگفتہ بواہی خاطر خستہ آج
کھیلین لالہ و ترگس و نترن	نگاہوں میں پھر جا رنگ چمن
بہار طبیعت سے گلشن بنے	ورق آج گلچین کا دامن بنے
معانی بیان ہونے دھنگ سے	مضامین رقم ہوں عجیب رنگ سے
شمس چمن لائے باد صبا	حسینان گلشن دکھائیں ادا
ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن	مہیا ہو بزم عروس چمن
کٹے حوصلہ سر و شمشاد کا	بڑھے اوج طبع خدا داد کا
سین یہ مضامین تو گل پھولتے	نوا سنجان بلبلین بھول جائیں
ہلک کر کہاں سے کہاں آگیا	آئی ہو اس بیخودی کا بُرا
ذرا دیکھو گلشن میں منع خدا	نہیں آدمی کو تعالیٰ روا
جہان میں اُسی کے ہیں نقش و نگا	گل و غنچہ دسرو وابر بہار
جدھر دیکھو ہر اک شگونہ بہا	نمائے ہیں گلشن میں بے انتہا
چمن میں شگفتہ ہوے گل ہزار	جہان میں وزان کی نسیم بہا
عطا کی تڑپ لب لبس نزار کو	دیا حسن گل کو خلش خار کو

اگر آنکھ فرگس کو حیران ملی	تو سنبل کو زلف پریشان ملی
کیا بلبلوں کو چکنا عطا	گل و یاسمن کو مکناعطا
جو سبرے کو اُسنے دیا خوابناز	تو سوسن کو بخشی زبان دراز
ملے راستی سر و آزاد کو	دیافتہ محبوب شمشاد کو
اگر بوئے گل کو طافت ملی	تو شاخ سمن کو نزاکت ملی
محافظ کیے برگ ادھر اور ادھر	کہ لچکے نہیں شاخ گل کی کمر
جو آب روان کو روانی ملی	تو سبرے کو پوشاک صافی ملی
اگرچہ دیے دل پہ لے کے داغ	اگر خار کے غم سے بخشا فراغ
جو غنچوں کو شوق تبسم دیا	تو بلبل کو صفت ترنم دیا
ملی چال کباب درمی کو اگر	تو نغمے میں طوطی کے بخشا اثر
نہیں بے سبب یہ بہار و خزاں	اُسی کی مین در پردہ نیلگیان
جو انان گلشن پر دمنہ ہیں	حسینان گلزارِ خرسندہ ہیں
لچکتی ہر شاخ گل تر نہیں	اگر تھے ہیں سر و دمنہ برکین
زمین پر گل دلالہ و انخوان	فلک پر شفق پھولے کا گمان
کہیں ہر گلستان میں ابر بہار	کہیں ہر روان چادرِ آفتاب
نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیاں	وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیاں
کہیں رقص طاووس مستانہ ہر	کہیں عشقِ بلبل کا افسانہ ہر

کہین نہ ہر عروس چمن کا سنگار	کہین لطف موج نسیم ہزار
کہین عند لیون کی نوحہ گری	کہین شاہد گل کی جلوہ گری
صنوبر پہ قمری کی حق سرہ	کہین نغمہ طوطی خوش گلو
کہین جوہی کی بھینی بھینی شمیم	کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
کسی سمت چنبے کی متانہ بو	کہین یاسمن کی عروسانہ بو
وہ مکی ہوئی جا بجا کامنی	وہ شامانہ خوشبو مدنیان کی
کہین کیوڑا ہر کہین کیستگی	کہین مالتی ہر کہین سیوتی
لب نہر شعبو کی شب کو نفا	کہین موگرا ہر کہین موتیا
کہین زریب گلشن گل چاندنی	کہین زینت باغ سورج کھی
سراپا ہر شبک لباس عروس	کہین شوخی رنگ تاج خروس
کہین ہر گل اشرفی کی نفا	کہین تختہ صدف برگ کا خوشنما
نہالان نوخیز ہن صفت بھفت	کسی سمت لالہ ہر ساغر بھفت
درخون کا وہ لہلہانا کہین	گلوں کا وہ جو بن کھانا کہین
بہار چمن چھوٹی چھوٹی کہین	معطر ہر سنبل کی چوٹی کہین
وہ پھلی ہوئی بوریجان کہین	وہ پٹا ہوا عشق پچان کہین
حصار گلستان ہر کیلا کہین	مکنا ہر گلشن بین بیا کہین
شگفتہ کہین نغمہ زعفران	چمن میں خاکی کہین ٹھیان

دوختان سایہ نلکن میوہ دار	سراسر لکھن سراسر بہار
کیمین مین گلستان مین نہرین دان	کسی جا مین فوارے کو ہر نشان
کسی سمت عالم ہر گلزار کا	جدا سب سے جون ہر شمار کا
کسی سمت گلشن مین آمونکا بو	دکھاتا ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نماتا ک پر	ستارے ہوں جسطح افلاک پر
کیمین سیبغے شریک خوش اتفاق	کہ سیب زرخندان ہو جیسے فدا
کیمین ہر شریفہ کیمین ہر انار	کیمین زینت بلع ہر کو کنار
کیمین جلوہ گر مین رخت مین ام	تماشائی مین جنکے سب خاص عام
کیمین ناشپاتی ہر جامن کیمین	دکھاتی ہر رنگ اپنا آمن کیمین
اگر کوہ و چراگی دیکھو بہار	شگفتہ مین گلہائے خود و نرا
جدا سب کی خوشبو جدا سب کا رنگ	جدا سب کی خلقت جدا سب کے چھنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زراں	نظر آئے لاکھوں گل نو بہار
نہ وہ خود نمائی نہ وہ رنگ بو	اُسی کی مگر سب کو ہر جستجو
ہر اک رنگ سے بلبلی بوستان	اُسی کی بیان کرتی ہر بوستان
مگر شیفے کو چاہیے گوش ہوش	نہیں ذکر سے کوئی اسکے خوش
طلب کر اُسی سے گل آرزو	اُسی کی ہر قبلی ہیک چار سو
اُسی سے ہر تازہ نہال مراد	اُسی کا تجسس اُسی کی ہر یاد

<p> دہی اس گلستان کا ہر باغبان یہ گلشن جو اس زینتِ زینت کا ہر ہمیشہ رہے چشمِ دلِ سقو بشر کو مناسب ہے سب سے بنایا اسے اثرِ کائنات نہ بھولو کبھی اس کا فضل و کرم زکوٰۃ کے آگے جبینِ نیاز کہانِ مین کہانِ حمد پروردگار </p>	<p> گلِ دغیبہ سے اُسکی صنعتِ عیان لگایا ہوا دستِ قدرت کا ہر ہر اک گل سے آتی ہے خوشبو حق رہے رات دن محوِ یادِ خدا عنایت کیے حق نے اپنے حقائق ہمیشہ رہے فرقِ تسلیمِ جنم وہ معبودِ برحق ہے بندہ نواز کہانِ نگہت گل کہانِ نو خوار </p>
<p> بیانِ موسمِ برسات سرسبزی و شادابی نباتاتِ حالِ نازِ فیضان سراپا صفات و حمد و ثناءے خالقِ کائنات </p>	
<p> کدھر ہے تو ایسا قی عشوہ گر اٹھی ہے پیارِ دل سے کالی گھٹا یہ موسمِ یہ سامانِ یہ ٹھنڈی ہوا فضا بادہ خوار و نکو دکھلا دے آج یہ موسمِ یہ مہمانِ برسات کا دکھا سا قیما پیاری پیاری رہے نام تیرا سخاوتِ تری </p>	<p> تجھے کچھ بھی برسات کی ہے خبر جھلکتا ہوا آج سا غرِ پلا گھٹا آئی ہے دل بڑھا ہوا مے ظاہر و صاف ہے سا دیکھ آج مہیا ہو سامانِ برسات کا سب کو کی طرف سے دستِ نازک بڑھا دکھا می پرستون کو دریا دلی </p>

یہی ہر تنہا ہی آرزو	کہ ٹوٹے کہین جلد ہر سب
دکھا عارض دخت رز کی بہا	دل مضطرب ہر بہت بقرار
رخ ہر پر ہر گھٹا کا حجاب	دکھا جام میں جلوہ آفتاب
دکھائی ہر برسات عالم کچھ اور	چلے دور پر بادہ خوار و فیر
صدار عد کی ابر میں ہوا دھڑ	اٹھے بزم میں شور فلق اُدھر
اُدھر برق تابان کو مضطرب	ادھر سیر دکھائے موج شراب
ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے	سہو میں نہ اک بوند باقی رہے
اپنا اس قدر بادہ تند و تیز	کہ میکش کرین نشے میں جست و خیز
وہ ہو گیا ہر جس میں مستی نہ ہو	وہ تلواریں کیا ہر جو کستی نہ ہو
مگر مستی معرفت ہو ضرور	رہے جس کا روزِ ابد تک سرو
یہ مینچو ابر ہر بادہ خوار راست	ازل سے ہر دل جام و حد
ہر اک سمت چلتی ہو ٹھنڈی ہوا	ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا
وہ سہرے کی صحر میں شا و بیاں	وہ برقِ درخشان کی تیا بیاں
وہ بادل کا آنا گر جتا ہوا	وہ لغتارہ رعد بخت ہوا
وہ ساون کی گنگھوڑی گھٹا	ٹرپ برق کی رعد کی دھندلا
تلے میں برسے پہ بادل کہین	بحرے آبِ حیات جھل جھل کہین
وہ گلشن میں بنی پرتا بہا	وہ بادل میں قوس قزح کی بہا

وہ بارش میں پروائیوں کی فضا	وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
وہ بیتابی برق کسار پر	وہ آنا گھٹاؤں کا گلزار پر
وہ پھولوں کی باد صبا میں مک	وہ سبزے کی صحرائیں کسوں لہک
وہ تاروں کا کم کم چلنا کہیں	وہ تھم تھم کے بجلی دگنا کہیں
تھرکا وہ چھٹا نکلتا کہیں	ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی
برستے ہیں بادل جھماکے میں	دکھاتی ہر برق اپنا عالم کہیں
وہ دادر کی آواز گلزار میں	وہ جگنو چکنا شب تار میں
کہیں کالی کالی گھٹاؤں کا زور	کہیں ابر باران میں رونکا شو
اٹھے جس سے بیساختہ دلمیں ک	کسی سمت آموں میں کون کی کوک
پہیے کی دلکش صدائی کہاں	کہیں نغمہ بلبس بوستان
چراگاہ میں کثرت وحش و طیر	دھونڈھا بادل میں بگڑائی سیر
وہ شادابی کوہ و صحرا کہیں	وہ طیفانی آب دریا کہیں
ہوا سے وہ موجوں کی بتیا بیان	وہ دریا میں سرخاب مرغابیان
جباؤں کا بنسا بگڑنا کہیں	تلاطم سے گرداب پڑنا کہیں
وہ کھٹنا کنول سطر آب پر	وہ جھیلو نہیں لطف گل نیلوفر
حسینوں کے وہ جھولنے کی ہوا	چمن میں خرامان کہیں گلخدا
شفق میں کہیں چڑیوں کی فضا	کہیں دلرباؤں کی ناز و آوا

کسی کے وہ دست خاکی غضب
 کسی آفت جان کی جٹی بھوین
 کسی سر قد کی کمرین لچک
 سراپا کوئی صورتِ ناز ہے
 کسی کی نشیلی وہ چوٹ غضب
 تھرا مان کوئی شل کبک دہی
 دکھاتی ہے کوئی رخ تاناک
 کوئی سیر گل دیکھتی ہے کھڑی
 کوئی گل بد امان کوئی گل سر
 کوئی محو نطفارہ آبشار
 کوئی خوش گلو گاہی ہو ملا
 کوئی دیس گاتی ہے کوئی بہاگ
 کسی سمت ہے ناچ کی دھوم
 دم رقص چھیل بل کھانا کبھی
 وہ گانا حسینوں کا پیا خیال
 وہ گھونگھٹ میں خسارِ زیبا کی شان
 وہ عشوہ وہ انداز وہ باغین

کسی کی وہ نازک کلائی غضب
 کسی شوخ کی تا کر کا کلین
 کسی زلف کی بھینی بھینی مہک
 کسی کا جد اسبے انداز ہے
 جوانی کا آٹھنا وہ جو بن غضب
 کسی میں سراپا عشوہ گری
 کھڑی ایندتی ہے کوئی زیر تار
 بناتی ہے پھوٹو ٹوٹو کوئی چھڑی
 پیٹنے کوئی ہار موبان پر
 کوئی برق کو دیکھ کر بقرار
 بجاتی ہے گلشن میں کوئی تار
 کوئی کامل فن سنائی ہے راگ
 کہیں بہ جبینوں کا ہزار دم
 بٹانا کبھی سکرانا کبھی
 وہ دود و قدم در باکی کی چال
 سر دوش زلف چلیپا کی شان
 تبسم سے وہ گنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا ناز سے	کبھی مسکرانا اک انداز سے
کسی کی وہ زلف رسا خم بزم	کسی کی وہ رفتار دو دو قدم
اشکا کر وہ پشواڑ چلنا کہیں	ٹھہرنا اگر ناسنبھلنا کہیں
جینوں کے جھگٹ کے جھگٹ کہیں	ہزاروں خرامان ہین نہرہ چین
کہیں چشم مخمور جا دو بھری	کہیں مہ جینوں کی جلوہ گری
بڑھاتی ہر جھولے ہن چلیں کوئی	کوئی چپکی بیٹھی ہر سہمی ہوئی
الگ سبے دو چار نہرہ چین	پکاتی ہین پکوان بیٹھی کہیں
نباتات انواع واقسام کے	گلستان دمخرا میں پیدا ہوئے
طرب خیز موسم ہر برسات کا	دکھاتا ہر عالم طلسمات کا
جان میں ہر اک شے کو دیکھا بغور	سوا اسکے صانع نہیں کوئی اور
وہی ہر خداوند ہفت آسمان	اسی سے منور ہین دونوں جہاں
اسی کی طلب میں روان آب ہر	اسی کے لیے برق بیتاب ہر
اسی سے وزان ہر نسیم بہار	اسی سے روان چادر آبشار
اسی سے ہر نیرنگی و وجہاں	اسی سے ہر فوس تریخ کا سماں
زمین آب رحمت سے سیراب ہر	جان فیض قدرت سے شاداب ہر
جیات دور و زہ ہر مثل جاب	سراسر یہ بحر جان ہر سراب
کرو فکر سامان ملک عدم	دور و زہ ہر دنیا کا جاہ و حشم

<p>لے خاک میں جنبلکشت خاک نہ بھول اسکو دم بھر جو عاقل ہو تو جہان تک ہو ممکن کرو ایک سوئی اسی کا تجسس اسی کی طلب خوشا چشم جو چشم ہوتی نہ خطا پوش ہو وہ عطا پاش ہو</p>	<p>تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک جہان میں عبث اتنا غافل ہو تو نہ بانی رہے دل میں حرد و غمی اسی کا تصور رہے روز و شب خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا عبث جرم کی فکر یادش ہو</p>
<p>حکایت معراج خیر الہ اور سیدن مقام سدرۃ المنتہی و دیدن اشتران بے انتہا و تماشا سے قدر خدا بعدہ حمد جناب کبریا</p>	<p>پلا سا قیاس غصہ بخودی ترقی ذہن رسا آج ہو دکھا استفادہ راج فکر رسا ہمیشہ رہے فضل رب جلیل نقاب رخ و خستہ رز اسٹھا نہیں احتیاج کما بسمک چلے استقدر و دور پر آج و در سے معرفت کی یہ تاثیر ہو نہیں سجدہ حق سے ہر عمل</p>
<p>کہ حاصل ہو کیفیت سہرہ دی اُترے یہ طبیعت کہ معراج ہو کہ آئے نظر سدرۃ المنتہی بتائیں مضامین مجھے جبریل بس اب کھول دے فضل صدق کا بطور کے پیچھے ہوں جا کر نظر آئے مستی میں عالم اک اور کہ نشے میں بھی لب پر تکبیر ہو جو لغزش بھی ہو تو گردن کے بھل</p>	<p>پلا سا قیاس غصہ بخودی ترقی ذہن رسا آج ہو دکھا استفادہ راج فکر رسا ہمیشہ رہے فضل رب جلیل نقاب رخ و خستہ رز اسٹھا نہیں احتیاج کما بسمک چلے استقدر و دور پر آج و در سے معرفت کی یہ تاثیر ہو نہیں سجدہ حق سے ہر عمل</p>

<p> بہوش میں آکر بخود نہ ہو ہو معراج کی شب رسول خدا نظر آئی وہاں قدرت کردگار نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار تھے صندوق دو دوسرے کا ڈنٹ تکلیف دین بھی تفلوں کے بہرہ بخشین پیہر نے روح الایمن سے کہا کہاں سے چلی آئی ہو یہ قطار یہ صندوق کیسے دین کیا نہیں کر یہ بولے بہت سوچ کر خبر پیل مجھے جب سے خالق نے پیدا کیا نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا یہ کی میں نے خالق سے عرض مجھے ایمین جی رہا ہر شام و صبح حبیب خدا جب یہاں آئیگا یہ راہ نہاں اب بتائیں حضور </p>	<p> بس اپنا قصہ قدرت حق لکھو ہو سکے وار دس درتہ المثنیٰ چلی جاتی تھی آشترو کی قطار ہو سکے محو حیرت رسول خدا کوئی ساربان نہ تھا نہ کوئی سوا مگر سب مقفل تھے وہ سرسبز اگر ساتھ کوئی محافظ نہیں بتاؤ انھی ہو یہ کیا ماجرا کہاں جاتے ہیں آشترو بشار خدا جانے کیا مدعا نہیں ہو ترہے شان پروردگار جلیل ہمیشہ یحییٰ انکو دیکھا کیا نہیں کوئی واقعہ سوا خدا کہاں جاتی ہو آشترو کی قطار ہوا حکم چندے ابھی صبر کر تو یہ راز مسرورہ کھل جائیگا تماشاے قدرت دکھائیں حضور </p>
--	---

<p> یہ سنکر رسول خدا نے کہا حبیب الہی کے ارشاد سے کھلا راز قدرت جو ستور تھا ہر اک بیغیرہ فعل تھا اور کلید کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے وہ فعل سر بیضہ جب وا ہوا نظر آیا اک اور عالم وہاں فلک پر اسطرح تھی کمکشیان ستارے یوہن زیر افلاک تھے یونچین رات بھر چاندنی کی فضا اسطرح فصل بہار و خزان روان تھی کہیں چادرِ ایشاں کہیں سنبہ صحرائین کو سون تلک یوہن مور کرتے تھے پانی کی جھوم سندرین دیکھی جہاز و نی سیر یہی کوہ و صحرا یہی بحس و ہر اسطرح آبادی و زرگار </p>	<p> ذرا کو تو فعل ایک صندوق کا جو کھولا وہ صندوق جبریل نے وہ صندوق بیغیرہ سے معورت تھا ہوئی اور حیرت پر حیرت مزید حقیقت ہو گیا اک نظر دیکھیے تماشا کے قدرت ہویدا ہوا اسطرح دیکھے زمین آسمان اسطرح قوس قزح کا سماں اسطرح گل زینت خاک تھے یونچین مہتابا لگی دن کو ضیا اسطرح گردش میں تھا آسمان وزان تھی چین میں نسیم بہار کہیں بچو لڑکی بھینی بھینی مہک گھٹائیں یوہن آتی تھیں جھوم جھوم کہیں دیکھے انسان کہیں وحش و طیر یہی قصر و ایوان یہی بام و در یوہن جا بجا دیکھے شہر و دیار </p>
---	--

ہر اک شہر میں خلق کی دھوم مچا	نرن و مرد کا ہر طرف از و حام
کہیں بزم شادی کہیں بزم غم	کسی کو مسرت کسی کو الم
کہیں دور میں ساعت مشکبو	کہیں دیکھے لبریز جام و سبو
یہ ہیں ہر جگہ محفل انبساط	اسی طرح ہر پاتھی بزم نشاط
کہیں دیکھے سیلے برائیں کہیں	سینین عشق بازی کی باتیں کہیں
کہیں مدرسوں میں مسائل کی دھوم	مر فیوں کا دار الشفا میں ہجوم
کہیں مسجد میں خالق امین کہیں	کہیں مسجد میں عابد بنی جبین
کہیں بزم عیش و نشاط و سرو	کہیں جوش با تم سے شور و نشو
غرض دیکھتے سیرست و بلند	ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند
گئے اک جگہ جو رسالت آب	نظر آیا دان جمیع شیخ و شاب
جو دیکھا تو دان بزم میلا دہر	ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہر
زبان پر ہر سبک ہی تذکرا	کہ ہر آج معراج خیر الودا
ہوئے سینکے جہان رسول خدا	کہا اس کی قدرت ہر بے انتہا
یہ کمر رکھا سجودہ حق میں سر	کیا شکر خلاق جن و بشہر
چلے دان سے ہمراہ روح الہی	گئے تھے جہان سے پھر آئے دہن
نہو شکر قدرت حق بیان	لکھوں عمر بھر گزنی درستان
بہت ایسے عالم بہت روزگار	ہمیشہ بنائے بگاڑ سے ہزار

<p>اُسی کی رہی غمِ بھر جستجو اطاعت کرو تو اُسی کی کرو وہ راضی اگر ہو تو راضی جہاں چلو اُسکی راہ طلب میں چلو ہمیشہ زمانے میں رہنا نہیں غیبت ہر یہ چند روزہ حیات جو کچھ ہو سکے راہ خالق میں دو فقط زندگی تک ہیں سب آشنا جیو تو تصور میں اُسکے جیو نہ مڑ کر بھی دیکھو کسی کی طرف</p>	<p>اُسی کا تجسس کرو کو بکو عبادت کرو تو اُسی کی کرو وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہاں ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو کفن مرگ کا کس نے پہنا نہیں جہان میں کسے ہر قیام و ثبات بھلا کچھ تو راہ سفر لے چلو پس مرگ ہو گا خدا ہی خدا مرد تو تصور میں اُسکے مرو اڑے خاک بھی تو اُسی کیطرت</p>
<p>استدراک موسیٰ از خلقت ارض سما بجناب کبریا وحسب علم بر سر چاہ رسیدن و سنگریزہ دران انداختن از نماشا قدرت آگاہ شدن</p>	
<p>پلاسا قیام آج صبا سے تو را اٹھا دے نقاب رخ تابناک دکھا سیر وادی ایمن مجھے پہنچو طہر سینا پہ بلع سلیم</p>	<p>دکھا چشم و دل کو تجسلی طور زمانہ ہر شتاق دیدار پاک نظر آئینِ حبت کے گلشن مجھے کہ دیکھوں تجسلی رب کریم</p>

وہی شوق نقشہ جانے لگے	صدائیں ترانی کی آنے لگے
وہی ہوتا وہی التجا	وہی کوہ سینا وہی ہوا ضیا
یہ لذت بڑھے جلوہ یار سے	کہ آنکھیں نہون سیر دیدار سے
اسبی طرح پھر طور جلنے لگے	اسبی طرح آنکھوں کا سر نہ بنے
ثرپ کر گرے دل پہ وہ صاف	کہ جس کا رہے عمر بھر ذائقہ
بڑھے نشہ معرفت اس قدر	نہو دل کو دونوں جہان کی خبر
وہ متی ہو جس میں ہوں شہار	نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار
مگر کس زبان سے ہو حمد خدا	صفات حمیدہ میں بے انتہا
ہمیشہ سے ہر اس کی خلقت یونہی	عیان ہر تماشا سے قدرت یونہی
خدا جانے یہ کمکشان کب سے ہی	زمین کب سے ہر آسمان کب سے ہی
یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوئے	یہ شام و سحر کب ہویدا ہوئے
ہوئی کب سے کون مکانی نمود	ہوا کب سے عرض و سما کا وجود
کسی کو نہیں علم اس کے سوا	وہ خالق ہر بے شبہ ہر خیر کا
ادب سے بدرگاہ پروردگار	گزارش یہ موسیٰ کی ایک بار
ہوئے خلق کب آسمان زمین	ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین
ہوئی کب طلسم جہان کی بنا	ہوں مشتاق میں اس کے ادراک کا
ہوا حکم چندے کرو قطع راہ	لیگا فلاں دشت میں ایک چاہ

اٹھانا کوئی سنگریزہ وہاں
 مفصل ملیگا تمھیں ان جواب
 غرض وہاں سے موسیٰ علیہ السلام
 ملے راہ میں کوہ و صحرا کہیں
 پہاڑوں میں دیکھے کہیں ایسے غار
 کہیں جھاڑیاں دیکھیں جنگل کہیں
 کہیں کالی سیلی اٹھیں آندھیاں
 ملے وحشت افزا بیابان کہیں
 کہیں بن بن بن بانسوں کا ہجوم
 کسی جاہلی موج ریگ روان
 کہیں سایہ معدوم کو سون تلک
 نہ آئی نظر دوزخ شکل آب
 نظر آئے غول بیابان کہیں
 بہت جا بجا دیکھے بہت بلند
 مصائب اٹھا کر ہوئی قطع راہ
 نظر آیا اک سنگریزہ وہاں
 اندچاہ سے آئی حیرت فرا

اسے ڈالنا چاہ کے دریاں
 عیان ہوگی قدر اٹھیکا جاب
 چلے اس طرف کو بہ شوق تمام
 نظر آئے پرشور دریا کہیں
 نہ ہو جنہیں تمیز لیل و نہار
 نظر آئے پر خوت بادل کہیں
 کہ جسے ہوتا ریک سارا جہاں
 نظر آئے خار غیلاں کہیں
 کسی جاترائی میں شیریں دھوم
 کہیں اڑ رہے دیکھے آتش فشاں
 کہیں دیکھے انبار خار و خشک
 جسے آب سمجھے وہ نکلا سرب
 نہ دیکھی مگر شکل انسان کہیں
 بہت منزلوں میں اٹھائی گزند
 وہاں آئے جس دشت تھا وہ چاہ
 وہ پھینکا جو آسجہ کے دریاں
 کہ ہر آئے ہو کون مطلب ہر کیا

<p> بتایا کہ موسیٰ مرانام ہے کہا ہوں فرستادہ کبیریا اند آئی پھر چاہ سے ناگمان یوحنین حق کا مرسل اسی نام کا یوحنین ڈالکر سنگریزہ یہاں یہاں تک کہ آدم کا کنواں بھر چکا ہو تم کو سب سے موسیٰ ذی کتاب بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی خداوند عالم کو سجدہ کیا کہا قدرت حق ہی لا انتہا سرا سر معطل ہے عقل بشر رہے محو حیرت جہاں انبیا وہی سمجھے جو آئنے سمجھا دیا مگر اس قدر جاننا ہے ضرور جدھر دیکھو مرضی رب العلا ادا ہونے شکر خدا کے جہاں یہ کیا لطف کم ہے کہ انسان کیا </p>	<p> کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہے پڑھا اپنا آدم ملک سلسلا اس طرح اک شخص آتا ہے بیان بتاتا ہے آدم ملک سلسلا مفصل بتاتا ہے نام و نشان نہیں سنگریزہ دنگی کچھ انتہا کس آدم کی اولاد میں ہو جتا تماشاے قدر تھے حیرت ہوئی رہے دیر تک محو حمد و ثنا نہیں اسکی کچھ ابتدا انتہا بشر کیا نہیں عقل کل کو خبر تو ہم کیا ہماری حقیقت ہے کیا وہی دیکھتے ہیں جو دکھلا دیا اسی کا ہے دونوں جہاں ظہور آدم رنج کر و شل قبیلہ نما سراپا اگر موسیٰ تن ہوزبان پھر اسپر ہو نور ایمان عطا </p>
---	---

<p>یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی کیا مرحمت دل کو علم و یقین جہان میں عطا سرفرازی ہوئی ہوئی بزم عالم میں غرت عطا ہیسا زمانے کی نعمت ملی ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم عطا کین امیرانہ خوین بہت رکھا ہر مصیبت میں ثابت قدم کرین شکر کس کس عنایت کا ہم نفیست ہو یہ عہد ناپائدار رہا ہر نہ بانی رہے گا کوئی</p>	<p>کیا خلق امت میں محبوب کی کوئی اسکی توحید میں شک نہیں سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا بڑی بات یہ ہر کہ صحت ملی بڑھا روز بندے کا جاہ و شہم بزائین مری آرزو میں بہت نہ آیا کبھی پاس بیچ و الم ازل سے ابد تک گنین تو ہم کر و روز شب یاد پر در گام رہا ہر ہمیشہ رہے گا وہی</p>
<p>حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا بر آدورہ و طواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس براہ منزل مقصود و بعد عازر سید بن معرفت عجز و قصور و</p>	<p>کہ کلفے میں اوصاف عرش خدا کردن نظم شیشے کا منہ جو کر عنایت سے تیری چکے لگون</p>
<p>پلا سا قیام کو شربلا مضامین لکھوں نشے میں جھوکر پلا کج اتنی پہنکے لگون</p>	<p>کہ کلفے میں اوصاف عرش خدا کردن نظم شیشے کا منہ جو کر عنایت سے تیری چکے لگون</p>

بجائے گز کہ سینت حنبت سنگا	آٹھا جامِ شیشے کی گردن جھکا
گھٹے بیداری بڑھے انبساط	نظر آئے حور دن کی بزمِ نشاط
وہ مضمون عالی ہونِ طبعِ رسا	ملا لیک کہیں سُننے مسئلِ علا
بلندی پرواز دکھلا دے کج	خبر کر ہی و عرش کی لادے آج
یہ رفعت دکھا آج پیکِ خیال	کہ آسان نظر آئے کارِ محال
بہک کر جلا بخودِ مین کہان	بس ایسا ہوس آگے ہولامکا
مناسب نہیں اتنی بالادوی	کر و اہل تہذیب کی پیروی
مقامِ ادب ہر یہ منکرِ رسا	ہوس ہر تو عرشِ برین کم ہو کیا
تھکے نہج کیا اسکی طبعِ سلیم	خدا جسکو فرمائے عرشِ عظیم
گردن اسکی دست کا کونکر بان	مقابل نہیں جیسے کون و مکان
وہ گنبد کی رفعت ہر جوئی تان	جانِ عقل کل کا نہ پہونچے گمان
ستونِ لعلِ الماس کے بحساب	ہر اک کنگرہ غیرتِ آفتاب
جدھر دیکھو سامانِ دھرتی کے	کس نور کے بامِ دوزخ کے
حجابِ اسیمِ قدرت کے بنے تھا	سراسر عیانِ صنعتِ کسریا
وہ تابندہ قدرت کے نقشِ درگاہ	کہ ہونِ لعلِ دیاتوتِ انہرِ تار
نہ دانِ دھوپ ہر اور نہ دانِ چاند	نبجلی ہر چاروں طرف نور کی
نہ شامِ دھوپ نہ شمسِ دھوپ	مشابہ ہر کچھ کچھ جنات کی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین و ان	گل و غنچہ رشکِ یاضِ جهان
کسین طائرانِ خوش الحان کی دھوم	وہ مرغانِ نغمہ سرا کا ہجوم
نہ پانی کی خواہش نہ دانی کی فکر	ہر اک کی زبان پر اُسی کی ہر ذکر
یہی اُسکی تعریف محدود ہی	تجلی کہ خاصِ معبود ہی
لکھا ہی کہ پائے میں ستر ہزار	محافظِ ہر اک کے ملائک ہیں جا
جد اگانہ ہیں اُن ملائک کے نام	ہر اک اُنہیں فطرس بھی مشہور عام
خدا نے عطا کی ہی طاقت بہت	ہی پرواز کی اُسکو کثرت بہت
وہ اُڑنے میں ہر سب سے چالاک تر	بہت مستعد ہی بہت تیز تر
ہر اک پل میں کرتا ہی وہ تیز گام	ہزار دن برس کی مسافت تمام
بہت ناز ہی اُسکو پرواز پر	روش اُسکی ہی ایک انداز پر
ادب سے ہوا ملتبس ایکبار	کہ ہی آرزو میری پروردگار
ترے عرشِ عظیم کا دورا کرو	تری صنعتوں کا تماشا کرو
میں دیکھوں تو ہی کس قدر سکا دو	گردن سیرِ عرش معلیٰ لغور
ہوا حکمِ خلاقِ ارض و سما	کہ ممکن نہیں سیرِ عرشِ علا
ترے بال و پر میں یہ قوت کہاں	بکھتے اتنی اُڑنے کی قدرت کہاں
بصد التجا اُس نے پھر عرض کی	ہوا حکمِ رب خیر تیری خوشی
چلا سنے مسلمانِ معبود کو	روانہ ہوا راہِ مقصود کو

<p>نہ آگے بڑھا اس سے بیک خیال ہوئی کس قدر طریہ راہ دراز</p>	<p>اُڑا چھ مینے علی الاتصال یہ کی عرض خالق سے ایسے نیا</p>
قطعہ	
<p>ہر اک پائے سے دوسرا جتنی دور ہوئی ہر چارم ابھی راہ طر ہوا فرط پرواز سے مضمل یہ منزل کڑی کس قدر طوی ہوئی کہ اب مرحلہ نصف طوی ہو گیا نہ مطلق رہا پھر وہ جوش خروش بری یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی تو ہر بندہ پر در غفور الرحیم نہ اپنی جگہ پھر کے آئنی تاب نہ جاے اقامت نہ پائے گریز پریشان نہو آنکھ کو بند کر مسافت وہ اک دم بین طوی ہوئی کیا سجدہ شکر خالق ادا خدا جانے کیا وہ ہوگا مبین</p>	<p>ہوا حکم پر در دگار غفور وہاں تک پہنچنا تو معلوم ہر وہ بھر چھ مینے اُڑا متصل خداوند عالم سے پھر عرض کی ہوا پھر یہ فرمان رب العلا یہ سنکر ہوا ہو گئے اس کے ہوش بہت منفعل ہو کے پھر عرض کی نہایت ہر اب میری حالت سقیم نہ اب دو قدم آگے جاؤ گی تاب نہیں کوئی چارہ سوا گریز ہوا حکم خلاق جن و بشر عرض آنکھ فطرت سے جب بند کی جہان سے اُڑا تھا وہیں آگیا مکان جسکا ایسا ہو عرض بر</p>

<p>نشان اُسکی قدرت کے ہیں بشمار کسی کو بھی یکتائی زیبا نہیں اگر آپ ہر وحدہ لا شریک رہے اُسکی توحید کا اعتقاد عبادت کریں اُسکی شام و سحر اگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو پس مرگ پھرتے جانا تو کیا کسی کو نہیں ہر ثبات و قرار افنا سب کو ہوتا ہر انجام کار کسی کی ہوئی ہر سر امین سہ ہو قبضے میں جسکے جات و مآ غضب ہر غضب ہر غضب</p>	<p>وہ چاہے تو ایسے بنا لے ہزار کوئی اُسکا عالم میں ہمتا نہیں وہ ہر مصیبت میں سب کا شریک تہ بھو لو کبھی دل سے خالق کی با ہوے ایسے خلق جن و بشہ سوا مصیبت کے جو چاہو کر د کر و زندگانی میں یاد خدا دور و زہ ہر یان کی خزان ہما ہر اک شریہان کی ہر ناپائدار نہ آفاق میں دل لگائے بشر محل تعجب ہر حیرت کی بات بشر اُس سے غافل رہے روز و شب</p>
<p>حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت غریب در بارہ قبض روح خلق خدا و رسم آمدنش بر کسے شاہ و گد اعرض نمودن ترجمہ خود ہر احوال طفل تختہ نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شدہ اولین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی</p>	

ہمین شد او ناشاد بود

مجھے ساقیادخت زر کی قسم
 سے معرفت کا طلبگار ہوں
 مگر پاس اسکا بھی ساتی رہے
 زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوے
 وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم
 مری جان وہ صہبا گلرنگ دے
 خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے
 سے صاف و طاہر کا دریا بہا
 بطور ہر اک سمت بہتی پھرے
 بنا اے تصور ارم کی مثال
 میں نازک طبیعت ہونالی داغ
 وہ گلشن کہ جبین ہو سیر خیاں
 لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
 وہاں تھے اگر گوہر آبدار
 بنائے تھے اُسے ستون بلور
 وہاں تھے جو نوارہ و آبشار
 دکھا دے تماشاے باغ ارم
 پلا مجکو جینی سرا و ارجون
 تیز بہ و نیک باقی رہے
 خم و شیشہ و جام توڑے ہوے
 سب کے سب وہی کے لیتا تھا دم
 کہ جو نشہ شوق میں رنگ دے
 رہے تو فقط الفت ہی رہے
 ملا طم اٹھا جوش طوفان دکھا
 حرا کی ہون ہر طرف تھمتھے
 مگر ہونہ شداد کا سا خیال
 دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی داغ
 وہ گلشن زمین جسکی ہوا آسمان
 ہر اک سمت ہو بھینی بھینی نسیم
 تجلی قدرت ہو یاں آشکار
 سراپا نظر آئے یاں قہر نور
 یہاں قطرے قطرے بہتوتی نشا

زور و سیم کے کنگرے تھے وہاں	سر بام شمس و قمر ہوں یہاں
وہاں تھی اگر نگشت بوستان	یہاں ہر طرف ہوشیہم خبان
وہاں تھیں اگر دختران جبین	یہاں آئین حوران خلد برین
بہت طول دینے سے کیا فائدہ	اٹھا و قسطنطنیہ اب لکھنؤ مدعا
جناب خداوند آفاق نے	کہا ایک دن قابض روح سے
خلافت کی روحیں بہت قہر مین	کسی پر تمہیں جسم آیا کہین
یہ کی عرض سب کچھ ہر شوش تھے	نقطہ دو جگہ جسم آیا مجھے
ہوا حکم پر در و کار جہان	نفس کر دسب حقیقت بیان
گذارش کی اس خالق دوسرا	سمندر میں جاتا تھا اک قافلہ
تضار را تباہی میں آیا جہاز	نہ شاہ و گدایں رہا اقیانوس
پھنسے سب بیان محیط الم	سرون پر گرانا گمان کوہ غم
اٹھا ہر طرف شور آہ و نغان	ہوسے صاف آثار محشر عیان
کوئی نوحہ گر تھا کوئی بقرار	کوئی مضطرب تھا کوئی شکیبار
تلاطم سے تنگے ہوئے سب جدا	مسافر ہوئے غرق بحر فدا
اجل سے کسی کو نہ صلت ملی	مگر اک زن حاملہ رہ گئی
اکیلے وہ تنگے پہ تھی بچو اس	بچر یا اس وحشت نہ تھا کوئی پاس
وہ تنگہ کئی روز بہت رہا	دل اس کا غم ورنج ستا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی
 دین درد زہ اسکو پیدا ہوا
 نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی
 وہ رہ رہ کے تکلیف اُس دکی
 ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی
 وہ ہر سمت باد مخالف کا زور
 تلاطم سے پانی اچھلنا کہیں
 بجز ذات معبود کوئی نہ تھا
 عرض راز قدرت ہویدا ہوا
 زبے شان پروردگار کریم
 تسلی ہوئی طفل کو دیکھ کر
 وہ تختہ گیتا تھا ابھی تھوڑی دوا
 ہوا مجھ کو حکم خدا سے جہاں
 بجایا فرمان رب العلاء
 وہاں جسم آیا مجھے دیکھ کر
 مگر دل میں پھر سوچ کر یہ کہا
 دوبارہ بھرا ہی خالق بحر و بر

نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی
 یہ اک اور صد سے پہ صد مہ ہوا
 نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی
 وہ چاروں طرف حسرت و تکیسی
 وہ موجوں سے موجوں کا ہلنا کبھی
 مگر چمچ کے پانی اگلنے کا شور
 وہ گرد آبِ ثمر صکرا ہلنا کہیں
 جو اُس درد و غم میں اُسے بچیتا
 اُسی حال میں طفل پیدا ہوا
 صدق سے نکل آیا ورنہ یتیم
 رہا دل میں خوفِ ہلاکت مگر
 نہ ٹھہرا تھا اسکا دل نا صبور
 کرو قبض روح زنِ خستہ جان
 وہ بیجاں ہوئی طفل تنہا رہا
 کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسہ
 مجھے حکم معبود میں دخل کیا
 تا سفت ہوا حال شد ادھر

کیا تو نے اس کو یہ رتبہ عطا
 فردن و بدیم اس کی سلطنت ہوئی
 پڑھا اس قدر اس کا جاہ و چشم
 گھڑتا تھا ہر دم بعیش و نشاط
 میاں زمانے کا اسباب تھا
 شبِ روز تھا عیش و عشرت کا کام
 ملی تھیں جہان کی اسے نعمتیں
 یہ کجخت کے ولین آیا خیال
 کیے جمع سامان سب انتخاب
 رہا ایک مدت اسی فکر میں
 بلائے ہر اک جا سے اہل کمال
 زمین و یکھکر اک جگہ پر نضا
 ہر اک فن کے صنوع و اہل ہنر
 لگاتے تھے انہیں زر و رسم کی
 طلائی جھپٹیں تھیں مرصع لکار
 عوض سنگریز و نکے درخوشاب
 زر و رسم کے کنگرے دس ہزار
 لکھ تھا قاف سے قاف تک پیرا
 ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
 مسخر ہوا سب جہان یک قلم
 نہ تھی فکر کوئی بحسنہ انبساط
 ہر اک قصر میں فرش سنجاب تھا
 کبھی شور و فقل کبھی دور جام
 اٹھاتا تھا ہر جزیر کی لذتیں
 کہ خلد برین کی بناؤں مثال
 زر و رسم و لعل و گہر لا جواب
 اسی مشغلے میں اسی ذکر میں
 جو صنعت گری میں تھے سب پیشاں
 رکھی آئینے باغِ ارم کی بنا
 تھے سرگرم تعمیرِ شام و صبح
 چنائی وہ سب شک و غبر سے بھی
 ستونِ امین ہو کر کے بشمار
 پڑے تھے ہر اک نہر میں بچا
 چمک چکی یاسان بھی بے ناز

عوض خاک کے زعفران و عبیر	ہر اک سمت تھی نگہت و پذیر
وہ کو سون ملک مشک عنبر کی بو	گل و یاسمن کی ملک چار سو
در خون پہ نغمہ سرا جانور	گلستان میں لطف نسیم سحر
کہیں طائر و نہی نوا سنجیان	کہیں عندلیب و نہی خوش فطیان
ہوین منتخب دختران جهان	رکھا قصر میں شل حور جنان
جو غلمان بنانے کا آیا خیال	کیے جمع طفلان صاحب جمال
بلندی دوست کا کیا ہو بیا	نہ تھا مثل اُس کا تہ آسمان
ہوا پانسو سال میں اختتام	زرد مال بھی ہو گیا سب تمام
خبر شکے نیساری باغ کی	بہت اُس کے دل کو مسرت ہوئی
عجب کرو فرسے بجاہ و چشم	روانہ ہوا سوے باغ ارم
در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ	کہ آیا مجھے حکم رب العلا
روانہ کرو اُس کو سوے عدم	نہ دیکھے تماشاے باغ ارم
یہ سنتے ہی حکم خداے جهان	بسرعت ہوا اس طرف میں روان
قدم پشت زین سے اتارا نہ تھا	کہ پہونچا میں سر پر شال قضا
نہ دی ہلت سیرنا کام کو	کیا قبض روح بد انجام کو
مشیّت میں قبری مجھے دخل کیا	اگر اُسکی حسرت پر جسم آگیا
بنانے میں کی صرف عمر غریبہ	جہان میں نہ باقی رکھی کوئی چیز

یکے صرف الماس و لعل و گہر ہوا حکم خلاق جن و بشر وہی طفل ناشاد شداد تھا سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال جہان میں کیا مالک تخت و تاج یہاں تک عطا کی اُسے برتری سراسر جو کفرانِ نعمت کیسا یہ سنکر ہوئے قابضِ روح رنگ یہ کی عرض اسی قادر ذوالجلال جسے چاہے دم میں کرے سرفرا جسے چاہے نازل ہو سپرِ خدا تو خالق ہی مالک ہی مختار ہی جہان قابضِ روح کا ہویہ چال کوئی چشم حق بین دیکھے اگر وہی ہر زمانے کا حاجت روا گدا کو وہ چاہے تو سلطان کرے وہ چاہے تو ذرے سے ہوا آفتاب	تماشا نہ دیکھا مگر اک نظر تجھے رحم آیا تھا جس طفل پر کیا ہنسنے عالم کا منہ مازوا دیا ہنسنے اُسکو یہ جاہ و جلال بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج کہ کرنے لگا دعویٰ ہمسری اُسی کی دو عالم میں پائی منزل ہوا خوف سے زرد چہر کا رنگ تجھے سب ہیں آسان کا رس حال غنی ہی تری ذات اور بے نیاز جسے چاہے تو بخش دے جیسا تجھی کو خدائی سزاوار ہی دیوان کیا ہی عقل بشر کی مجال تو آئے تماشا کے قدرتِ نظر وہی ہر زمانے کا مشککشا اگر مور ہو تو سلیمان کرے وہ چاہے تو قطرہ ہو درخوش آب
--	---

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے ہر اک سکی رحمت سے ہر فیضیا کرے جس کا خالق ستار بلند اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو اسی سے ہر عرض و سما کی نمود ہر اک شے سے ظاہر شانِ خدا نہو اسکی وحدت کا کیونکر یقین کر و یاد میں صرف عمر غزیر زبان کو نہ ہملت ملے ذکر سے اسی کی ہو اہو اسی کی ہوس ہمیشہ رہو طالب کبریا	جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے برابر میں دان ذرہ و آفتاب وہ آفاق میں کیوں نہوار جند جو خلاق اکبر ہو ایسا تو ہو سمندر ہر اک قطرہ بحسب جود اسی سے ملا ہر نشانِ خدا کوئی اسکا ہمتا و ہمسر نہیں کہ خالی نہیں ذکر سے کوئی چیز نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے نہ بھو لو کسی حال میں اک نفس زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا
حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاسنزدی مشرق باشاسنزدہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال اوصا ہر دو بحکم قادر ذوالجلال و نہان گردیدن سیمرغ از نفع	دکھا سیر تخت ہوا ساقیا ہر اک لفظ مہر سلیمان بنے
شہر ابا طہور اہل ساقیا بیاض ورق مرتابان بنے	

معاذ بن جلوه ہو بقیس کا	مضامین دکھائیں پری کی ادا
جو مصرع ہو عالم میں پاؤں داج	ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج
کہ جس پر صدق ہوں جن دہری	وہ بندش میں پیدا ہو جلوه گری
دل مضطرب میں بھری ہوا سنگ	چلے خوب دور سے شعلہ رنگ
سیاحت کروں پردہ قاف کی	یہ تاثیر ہو بادہ صاف کی
تیر بلندی دہشتی رہے	سراسر نہ دل محوستی رہے
نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار	وہ مہمو کہ جہین رہوں ہوشیار
لکھوں داستان قضا و قدر	پلا بادہ معرفت اس قدر
تھے اک روز مصروف دربار عالم	جناب سلیمان علیہ السلام
کھڑے دست بستہ نبی جان تھے	مودب چپ راست انسان تھے
بہت صاحب مملکت تاجدار	بہت تھے امیران عالی وقار
جو انان نامی و صولت اثر	ہزاروں غلامان زرین کمر
تھے بے انتہا حاجب و چوہدر	ہزاروں کمر بستہ خد شگدار
دور دیہ تھے صف بستہ پیش فضا	چرند و پرند و دوحش و طیور
وہ سیرت وہ صورت وہ حسن جمال	وہ شوکت و عظمت وہ عجب حال
عیان شان معبود تھی سرسبز	خد اسنے دیا تھا عجب کردن سر
نظر آتی تھی قدرت کبریا	لکھوں قصور و ایوان کی تعریف کیا

<p> ازل سے ابد تک نمون یہ تمام بیان آپ کرتے تھے حمد خدا نہیں اُسکی قدرت کی کچھ انتہا جو ہوتا ہے حکم قضا و قدر کسی سے ہو سبز و کبھی ہو کین کہ امیر بادشاہِ جان حق شناس مرے دلو تصدیق کامل نہیں حقیقت ذرا اُسکی سمجھائیے جہان میں ہو آئندہ جسکا ظہور مشیت ہے حکم خداے جہان وہ بے شبہ عالم میں پیش آئیگا کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور نہیں اُنکے وہم و گمان میں نمود اُسے دیگا حلاق عالم پسر بلکی اُسے دختر لالہ فام ملائیگا اُنکو خداے جہان </p>	<p> رستم ہوں اگر وصف دربارِ عاک اُٹھاؤں قلم اب سوے مدعا پس حمد حلاق عالم کسا ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر کوئی کام قدرت سے باہر نہیں یہ کی سُنکے سیرِ غ نے التماس قضا و قدر کا میں قائل نہیں مشیت ہے کیا غیر فرمائیے کوئی حال ایسا بتائیں حضور کہا اُس سے حضرت نے اسی بدگمان جو کچھ اُسے روزِ ازل لکھ دیا کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا یہ اک مختصر حال سن نے ضرور نہیں اُنکا عالم میں اب تک جو د ہر مغرب میں اک شاہ والا گھر جو مشرق میں ہر شاہ عالی مقام وہ جب دختر و طفل موعنے جوان </p>
---	---

رہے قدرتِ قادرِ زود الجلال
 بہت گرم مغربِ مشرقِ ہر دور
 اُسی دن سے سیمخ کو تھا خیال
 ہوئی خلق جب دخترِ گلزار
 اڑا کر اُسے قافِ مین لے گیا
 دیا کچھ دنوں شیرِ جوان اُسے
 پس شیرِ میوے کھلاتا رہا
 غرض رفتہ رفتہ جوان ہوئی
 یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار
 وہ دکن وہ جوہن و جنجال
 نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہو گیا
 ہوئی جیسے وہ ماہِ پارہ جوہن
 اسے رہنے دوساکنِ اشیان
 وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال
 ہوا افضل خاقی سے وہ نو جوان
 رہے صرف تعلیمِ اہل کمال
 ہر اک علمِ مین وہ یگانہ ہوا
 لکھا ہر مقدر مین اُنکے وصال
 مگر جوشیت ہی ہوگا ضرور
 وہ مشرق مین جاتا تھا ہلرہ و سا
 اٹھا لایا پنجون مین مثلِ شکار
 وہاں اشیانہ بنا کر رکھا
 نہ دکھلائی پر شکلِ انسان اُسے
 تر و تازہ پھل روزلاتا رہا
 سراپا وہ جانِ جہان ہو گئی
 حبسِ عالم ہونِ جبرِ تبار
 مگر تھی طبیعت مین وحشتِ کمال
 نہ کھاتی تھی باغِ جہان کی ہوا
 نر و مادہ دونوں رہے پاس
 سنو شاہِ مغرب کی اب دستار
 دیا حق نے فرزندِ صاحبِ جلال
 سراپا شجاعتِ سعادتِ نشان
 ہوا تھوڑے عرصے مین دہشتِ جلال
 عرضِ انتخابِ زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بقرار	طبیعت میں تھا ذوق شیر و شکار
وہ کیللا شکارِ غزالان کبھی	کیے صید شیرِ نیتان کبھی
نہ چھوڑا شکارِ چسپند و پرند	مگر دل سے تھا صید ماہی پسند
وہ کشتی میں اک دن ہوا جلوہ گر	رفیقِ آکے بیٹھے ادھر اور ادھر
سمندر میں کشتی روانہ ہوئی	نسیمِ سحرِ تازیا نہ ہوئی
یکایک جو بادِ مخالف چلی	آڑا کر اسے قاتل میں لگی
سمندر میں کشتی بھی نکل سجا	ملا طم سے آخر ہوئی غرق آب
مصاحب ہو غرق بحیرہ فنا	یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ ہوا	کنارے پر اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشت و حشتِ فرا	اتر کر ادھر شاہزادہ چلا
قضا و قدر سے وہ پہنچا دلا	کہ سیمرخ کا تھا جہاں شیا
ٹھہر کر لیا سائے میں دمِ ذرا	ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہِ مشرق کی نورِ نظر	اسی شیانے میں بھی جلوہ گر
نفا و دشت کی دیکھتی تھی کھری	سوے شاہزادہ نظر جا بڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک	رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب	طبیعت میں پیدا ہوا اضطراب
ادھر شاہزادے نے دیکھا ذرا	کہ ہر نحوِ نظارہ اک مہرِ الفت

وہ تیرے نظر کا رگ ہو گیا	محبت کا دل پر اثر ہو گیا
دل اُس کی نیت جان پہنچا ہوا	سہا پایہ محبت ما شا ہوا
ہوئی دل میں تاثیر دونوں طرف	لگا عشق کا تیر دونوں طرف
یہ لبیل وہ بیدل یہ بجان تھا	یہ ہنچو وہ مضطر یہ جبران تھا
ادھر ٹپکے دلیں نئے ہزار	ادھر تیر الفت ہوا لکے ہزار
ادھر خیمِ حشر سے ندی بھی	ادھر شکلِ زنگس بندھی ٹکلی
گئی اُسکی فریاد افلاک پر	گرے اسکے آنسو اگر خاک پر
ادھر ویدم تھا اُسے مضطر	ادھر ہجر میں اُسکا دل بقرار
ادھر شربتِ وصل کی آرزو	ادھر لب بہ لب ہو نیکی جستجو
گیا یہ بعد شوق سے حبيب	اشارے سے اُسنے بلا باقرب
یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر	وہ تھی آشیانے میں یہ خاک پر
سخن رہ گئے لب پہ آج کے	بہت کچھ اشارے کنا بے ہو
پریشان ہوا شاہزادہ کمال	نہ سمجھی کوئی بات حشرِ خصال
آجھپ جاتا شاہزادہ نامور	نرمادہ جوت آگے اُدھر
یہ آبیٹھنا پھر آشیان	جب انین سے کوئی نہوتا و بان
دکھائی تھی ہر روز جلوہ گری	نئے رنگ سے پھر دہر شکری
محبت کی الفت کی گھاتین بہن	کئی دن اشاروں میں باتین بہن

غرض رقتہ رقتہ ہوئی آشنا
 کہا شاہزادے نے اسی مہ لقا
 یہ سنکر ہوا اسکو صد مہ کمال
 اسی روز سیمرخ بہر شکار
 اٹھا لایا نیچے مین اک نیل گاؤ
 غرض کھاکے دونوں زیر نہال
 وہ جسم ہوے سیر ہو کر دل
 نہیں کوئی تدبیر اسکے سوا
 جب آئیکا سیمرخ ہنگام شام
 یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا
 ہوا شب کو سیمرخ کا جب نرو
 کہا اُس نے گھبرا کے اسی مہ لقا
 کہا شاہزادی نے اسی مہ بان
 مجھے اس مین حیرت ہر جلدی تبا
 وہ بولی یہ شے ہر عجیب غریب
 گیا سنکے سیمرخ زیر نہال
 بہت خوش ہوئی کھال کو کھیکر

سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
 بلا لے مجھے یا مرے پاس آ
 رہا شاہزادی کے دلمین خیال
 گیا آشیان سے سوے کو ہزار
 کہا اپنی مادہ سے ہی بھر کے کھائے
 وہ مین چھوڑی نیل گاؤ کی کھال
 کہا شاہزادی نے اسی نوجوان
 تو اس پوست گاؤ دین بیٹھ جا
 منگا لوں گی اس پوست کو لا کلام
 سر شام اُس پوست مین چھپتا
 بہت شاہزادی کو پایا ملول
 مکر رہی کیوں آج باعث ہی کیا
 پڑی ہو یہ کیا شہوتہ آسمان
 کہا اُس نے ہی پوست نیل گاؤ
 ذرا اسکو لے آؤ میرے قریب
 سوے آشیانہ اٹھا لایا کھال
 رکھا آشیانہ مین پیش نظر

<p> نکل آیا شہزادہ نامور ہوئی ہم بغل آکے وہ ہر تھا ہوئی فرط الفت سے وہ سچا دلوں سے ملے دل بدلے بدل کہ دونوں کے دل ہو گئے بقرار شراب محبت سے دونوں چھلکے ادا ہو گئی وصل کی رسم و راہ ہوئیں بھر کی دوسرے کلفین بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام یہ اُس پوست میں جلے کرنا قیام نکلتا تھا گہرا کے وقت سحر اسی طرح گزرے کئی سال جب تولد ہوئی دختر مرہ حسین سدا ب جناب سلیمان کا حال ظہور مشیت کے دن آگئے ہوا اپنے دعوے میں مین کا مینا کہان اب وہ دختر کہان وہ سپر </p>	<p> لگے جب نرودادہ وقت سحر بڑھا شوق میں جانب دربار رخ صبر سے اٹھ گئی یان تھا لبوں سے ملے لب دہن دہن یہاں تک بڑھا طعنت بوس کنا اٹھائے فرے شربت وصل کے ہوئے مشکل جو زابہم مرد ماہ دلوں میں نہ باقی رہیں حشرین غرض روز و شب خرم و شاد کام جب آئے نرودادہ ہنگام شام بسر کر کے تنہائی میں رات بھر وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طر و باحق تعالیٰ نے طفل حسین اسے چھوڑ دہمراہ اہل عیال کہا ہنسکے اک روز سیرخ سے یہ کی عرض سیرخ نے اسی غنا گیا سر بسر وہ زمانہ گذر </p>
---	--

<p> تھمر جاؤ را دیکھو شانِ خدا کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا سراسیمہ دربار میں آگیا کہ اے مرسلِ حقِ رسالتِ اب ستمیدہ بیکس دل نگار میں جہان میں غریبوں کا فریاد رس کیا عرض دونوں نے درودی ہوئی سب حقیقت مفصل بیان ابھی شاہزادی کو ملاقات تھی غرض داخلِ آشیا نہ ہوا تو اس پوست میں بیٹھ آرام سے کیا ہر جناب سلیمان نے یاد سوئے تخت گاہ سلیمان چلا کہ پہونچا یہ دربار میں ایکبار وہ پشتارہ پیشِ نظر رکھ دیا کہ ہو قدرتِ حقِ تعالیٰ عیان کہا اسطرح دیکھ کر آپ نے </p>	<p> تبسم کیا آپ نے اور کہا ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا اُسی وقت مشرق کا فرما ہوا یہ کی عرض دونوں نے پیشِ جناب عجب مختصر میں گرفتار ہیں خدا نے کیا آپ کو دادرس کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی سنی دختر و طفل کی داستان کہا اُنکے سیمرخ سے آپ نے یہ سنکر آدھروہ روانہ ہوا پہونچکر کہا اُس گل اندام سے مرے دل کی برائیگی اب مراد وہ بیٹھی تو بیکرِ مثال ہوا جناب سلیمان کو تھا انتظار ادب سے قریب آکے بجا کیا کہا کھول دے اب یہ رازِ نمان وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے </p>
--	--

نکل شاہ مشرق کی نعت جگر
 یہ سنکر نکل آئے دونوں شتاب
 مودب کھڑے ہو کے مجرا کیسا
 دیا حکم بچوں کو بھی ساتھ لاؤ
 وہ جا کر اسی پوست گاؤ سے
 کیا پایا رحمت نے اطفال کو
 ہوا پھر یہ ارشاد سیمرخ سے
 قضا و قدر کا نمونہ یہ ہر
 ہوا بسکہ سیمرخ کو انفعال
 لگا ہون میں سب کے جور سوا ہوا
 ہوا چشم انسان سے ایسا نہان
 یہ ادنیٰ ہر ذکر تضاوت در
 مشیت میں جس چیز کا ہر طور
 جو کچھ لکھ دیا اُسے روز ازل
 مشیت میں اُس کے بدل نہیں
 کر و بندگی اُسکی شام و سحر
 اسی کی عبادت کر و متصل

نکل شاہ مغرب کی نور نظر
 وہ ہفتاب یہ غیرت آفتاب
 سلیمان کے قدموں پر سر کھیدا
 وہ کم سن ہن گجبر اہونگے بلاؤ
 اٹھا لائے بچوں کو بھی سائے
 کہا دیکھو خاق کے افضال کو
 تماشاے شان خدا دیکھ لے
 مشیت سے خالی نہیں کوئی شے
 اندامت سے تھا سُرٹھا تاجی
 خجالت زدہ ایک سمت آگیا
 نہ پایا کسی نے پھر اسکا نشان
 ہزار دن تماشاے ہن دیکھو اتر
 وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور
 ابد تک نہ آئیگا اُسین خلل
 سہ موترقی تنزل نہیں
 رکھو اُسکے فضل و کرم پھر
 رہے اُسکی الفت سے ہرگز دل

<p>سو اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو نہ کھاتے پھر وٹھو کرین در بدر کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد عجب اُسکی قدرت عجیبان ہی جب ایسا ہی خالق تو پر ہوا کیا بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہیں مسرت ہو یا رنج ہستی رہے</p>	<p>ادھر توڑ درشتہ ادھر چوڑ دو اُسی کے رکھو آستانے پہ سر دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو اُسی کی دم واپسین بھی ہو یا جو شکل سے مشکل ہو آسان ہی یہ دنیا ہی کیا مال دنیا ہی کیا کسی کی مگر چشم بینا نہیں ہر اک حال میں حق پرستی رہے</p>
<p>بیان بے ثباتی دہرنا پائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہرزہ بھیات فنا و ذات جناب باری رابقا</p>	
<p>پلا سا قیام بادہ مشکبو حیاتِ دور و زہ کا کیا اعتبار وہ می ہو جو ناقص کو کامل کرے وہ می ہو کہ جس سے ہو ترک طلب وہ می ہو کہ جس سے نمودل آس وہ می ہو کہ جس سے نمودر دسر</p>	<p>سلامت رہین تیرے جام و سبو دکھا دے لالہ گون کی بہار وہ می ہو جو شونکو بسمل کرے تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب وہ می ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس رہے ہیخو دی میں بھی خیر نظر</p>

<p>وہ مری ہو کہ جس سے طلاقت ہو وہ مری ہو کہ جس سے نہ ہیکے خیال دور زنگی زمانے کی ہر آشکار کہان ہم کہان پھرے لاد نام بکھروسانہیں صبح کو شام کا زمانے کی ہر شے ہر نقش بر آب یہ ہو بخود ہی بادہ صاف میں خرابات میں جوش مستی رہے ہمین کیا رہے بانہ عالم رہے بدلتا ہر روز رنگ آسمان زمین اسکی رہتی ہر امید وار عیان میں زمانے کی نیز نگین کبھی جلوہ گر انجسم دکھلشان خرابات دنیا ہر عبرت کدہ کسی کو جہان میں نہیں ہر بقا پہ دنیاے فانی ہر صمان سرا مسافر بیان جتھر آئینے</p>	<p>سخن میں فصاحت بلا بڑھے دکھائے عروس سخن کا جمال چلے دور پر دور لیسل دنہار پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام ملا دے مرے سمجھو منجھ جام کا نقطہ ہلکو کافی ہر دور شراب بسکتا پھر دن روز انصاف میں گھٹا ایک دے پر ہرستی رہے تراجم سلابت تراجم رہے مٹاتا ہر نام آدرو کج نشان کہ ہر دم طے مجھ کو تازہ شکار نمودہ ہر جگہ بہار و خزان کبھی خاک ہر پردہ آسمان تماشاے عالم ہر حیرت کدہ ہر اک شے فنا ہر فنا ہر فنا جو آیا بیان چارون رہ گیا یہ وہ رفتہ رفتہ چلے جائینگے</p>
---	---

<p>فقط رات کی رات لیتے ہیں ہم یہ جاگھر بنانے کے قابل نہیں جو آیا وہ صدے اٹھا کر گیا جو عاقل ہیں وہ دل لگاتے نہیں جو عالم ہیں اگر یگانہ ہوا ہوا ہو گا کوئی زمانے میں شاید رہے ہم تو اگر ہمیشہ ملول کبھی بھول کر مثل گل جو ہنسا ثمر اس جہان سے یہ حاصل ہوا ہوا وہوس کے پھنسنے میں نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا</p>	<p>سرا ہر یہ دنیا مسافہ میں ہم ذرا دل لگانے کے قابل نہیں بہت اشک حسرت بہا کر گیا غم و رنج ہستی اٹھا تے نہیں وہ تیر فضا کا نشانہ ہوا ہزاروں چلے جاتے ہیں مارا ریاض جہان سے مواہ حصول وہ روتا ہوا اس چمن سے گیا کہ دور روز جینا بھی مشکل ہوا رہے مبتلا دور ایام میں رہے گا فقط ایک نام خدا</p>
<p>زمانے میں آئے بہت انبیا شناور ہوئے بحر توجہ کے شب دروز جاری یا فیض عام ہدایت رہی سب کو بد نظر زمانے سے کفر و فحشاء کٹے</p>	<p>احوال انبیا بڑھا اُسے اسلام کا سلسلہ طلبگار تھے حق کی تائید کے بجز دعوت حق نہ تھا کوئی کام گذرتی تھی طاعت میں شام و سحر بڑھے اہل ایمان شائق کٹے</p>

<p>رہی جس جگہ وحدت حق رہی ہوئے رفتہ رفتہ حبیبِ خدا گئے دار فانی سے سو جہان تو ممکن نہیں ہر کسی کو قیام سوا اسکے فانی ہر ہر ایک شہر</p>	<p>دہلی مشرکون میں مطلق رہی شفیعِ امم کا یہ رتبہ بڑھا کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہاں نہ باقی رہے جبہ عالی مقام بقا ہر تو اک ذات واحد کو ہی</p>
احوالِ یادشاہان	
<p>کہان آج ہر آنکا جاہ و جلال کہان ہر سلیمان کا تخت ہوا زلزلے سے کیا ہو گیا جامِ جسم ہوا خاک گردش سے انداک کی سکندر جہان سے گیا خالی ہوا نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب کہان ہر وہ دارا کا بلبلِ نشان کہان ہر وہ تخلق کی نوحِ کثیر فسانہ ہوا حالِ چنگیز خان نہ نادر کی باقی رہی نادری نہ چھوڑی باقی کسی کو نہ میں</p>	<p>سنا ہو گا شاہانِ بافی کا حال کہ صحرے سکندر کا تاج دلا کہان ہر فریدوں کا جاہ و چشم بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ ہوا دور گردوں سے یہ انقلاب ہر عمر مکہ طاقِ نوشیروان کہان ہر وہ محمود کی دار و گیر کہان اب ہر تیمور صاحبِ قرآن نہ سنجر کی باقی رہی سنجر جہان میں ہو تبصر کہ خاقانی</p>

<p>ہمیشہ فلک پر تھا جکا مزاج کبھی جکے سر پر تھا چتر زری کسی کی نہ تھی اصل جکے حضور جہان کے فرے سب فراموش کسی کی حکومت نہ سطوت تھی اگر دیکھو انصاف سے اک نظر</p>	<p>تہ خاک غافل وہ سوئے ہیں آج لحد میں ہوئی خاک سے ہمسری لے خاک میں وہ سپر پر غور عز و سجد سے ہم آغوش ہیں رہی تو فقط یاس و حسرت رہی کھلونے تھے شی کے یہ سر بسر</p>
احوال علما	
<p>بہت دار فانی میں فاضل ہے کے مسئلہ یا ر منقول کے کسی کی ہوئی ضمیر عمر و صفت کسی کو رہا شغل تفسیر کا کسی کو تھا علم ادب میں کمال معانی میں کوئی جو شاق تھا وظائف کوئی پڑھ کے عامل ہوا معطل رہے سب کے علم و کمال نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ لحد میں پڑے سوئے ہیں بنجر</p>	<p>بہت علم منطق میں کامل ہے ہوئے نشی علم معقول کے کسی نے پڑھا نچو کو حرت و حث کوئی فقہ دان و محدث ہوا کوئی علم اخلاق میں ہمیشہ ال تو علم بیان میں کوئی طاق تھا کوئی نقش لکھنے میں کامل ہوا ہوا عاقبت خاک سب کا مال فضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ ہوئے سارے بیکار علم و ہنر</p>

ہر اک علم میں تھے بہت شہسوار	رہے محو حیرت وہ انجام کار
احوالِ حکما	
<p> جہان میں جو خلق کیا کیا حکیم نہ تھا مثل حکمت میں لقمان کا ہزار صاحبِ فہم بقراط تھا اور سطو جہان میں یگانہ ہوا ہر اک فن میں بولے تھا انتخاب کوئی نہضِ نبی میں مشاق تھا کوئی تھا نہایت قیافہ شناس کسی کو پسند آیا علم نجوم کوئی جو تشخیصِ امراض تھا ریاضی کوئی پڑھ کے لائق ہوا نہ کام آیا اشرافیوں کا کمال یکے عمر بھر سب کیا کیا علاج نہ کچھ بس چلا حکمتیں کہیں ہزار </p>	<p> عنایت ہوئی انکو عقلِ سلیم فلاطون زمانے میں کامل ہوا محیط کمالات سقراط تھا بلیناس فخر زمانہ ہوا ہر اک علم میں بولے لاجواب کوئی فن تشریح میں طاق تھا کسی کا گیا آسمان تک قیاس کسی کو ہوئی علم ہیئت میں صوم کسی کو مطب کار رہا مشغلا طبیعی کوئی پڑھ کے فائق ہوا ہوا خوابِ مشایخوں کا خیال نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج ہوئے استخوانِ خاک انجام کار </p>
احوالِ پہلوانان	
ہزاروں نمودار تھے پہلوان	ہوئے رفتہ رفتہ عدم کو روں

نہ باقی بہن زلالِ نریمانِ سام	تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستمِ داستان	فرامرز و سہراب و بزرگمان
قباد و فرہ و ہریر و اسفندیار	ہوے اور بھی پہلوانِ ہشمار
کوئی شیردل تھا کوئی پلین	کوئی تیغزن تھا کوئی صفت شکن
کوئی نشہ زور طاقت سے	سبھی تھا کوہِ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوقِ تیردکان	کسی کو تھا مرغوبِ گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا	کوئی شیر نرسے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور	ہوے بعد مددِ ہم آغوش گور
جو دیتے رہے لشکر و لشکرست	اجل کا نہ کچھ کر سکے بند بست
جہان میں بُری دجوم رستم کی بھی	قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی میں بھی بیتال	لحد میں ہوئی انکو جیشِ محال
جب آکے قضا سرِ ناپا زل ہوئی	تو کر دہ بدلتی بھی شکل ہوئی
احوالِ حسینان	
بہت بہ حسینِ زیبِ عالم ہوئے	بہت اپنے عشاقِ بیدم ہوئے
کسی کا وہ جو بن وہ جس جمال	کسی کو تھا ناز و ادا میں کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب	کسی گل کا وہ سرِ ساقِ غضب
کسی کی وہ آنکھیں لپا چان	کوئی مستِ بادہ عجب حال میں

کسی کو تھا دل کا شوق	کسی کو تھا دل کے جلنے کا شوق
کسی کی دہ ریت رستا کر	کسی کے دہ رخسار رشکِ قمر
اشاروں سے دہ دل بھانا غضب	کسی کا وہ آنکھیں لڑنا غضب
کوئی باوہ حسن سے بخیر	کسی آفتِ جان کی بچی نطفہ
کسی کوئے لالہ گون کا سرد	کسی کو تھا ناز و ادا پر غم و
کوئی مہر طلعت کوئی بہت	کوئی نازنین کوئی جاد و ادا
طے خاک میں سب وہ رشکِ قمر	تھانے نہ چھوڑا کسی کو مگر
کمان آئینہ شاہِ بسل بہار	کمان دہ رخ و گیسو تابدار
کوئی شکل آئینہ حیران گیس	کوئی شل گیسو پریشان گیس
نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا	نقطہ زندگی تک تھے ناز و ادا
ہر خاک سوتے ہیں وہ گلبدن	اگر ان تھی جنھیں نگہتِ باسمن
کمان ہر وہ اچان شارونکی دھوم	کمان ہر وہ اب عاشقوں کا جوم
سر قہر آنسو بہانا نہیں	کوئی فائز کو بھی آنا نہیں
دہ الفت کمان دہ رفاقت کمان	پس مرگ پھر وہ محبت کمان
بحد پر وہ آئے نہیں بھو لکر	تصدق جو ہوتے تھے شام دگر
احوالِ نوجوانان	
گئے منزلِ دہر سے نامراد	ہزاروں جوانان عالی نژاد

عجب لوستے تھے عجب جوش تھے	شراب جوانی سے مدہوش تھے
کوئی مچھ ہنگامہ انبساط	کوئی روز و شب مرثیہ نہ نشاٹ
دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی	ہوا رسم الفت کا بانی کوئی
کوئی شمع رویوں کا پروانہ تھا	کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا
کوئی ہجر جانان میں تھا بقرار	کوئی رات بھر یا رے ہلکار
کسی کا کوئی محدودیدار تھا	مے حسن سے کوئی سرشار تھا
کسی کو بھی مرغوب سیر حرم	کوئی محو نظارہ گلبدن
کسی کو بھی صحرانوردی پسند	رہا کوئی طوق و سلاسل بند
کسی کا ہوا دل لگانے میں خون	کسی پر رہا سایہ افکن جنون
کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب	کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
وہ جی بھجی گنج لب پر شکن	کسی میں جوانی کا اک بانگین
ہر اک بات میں اک نئی آن بان	وہ رخسار پر سبزہ خط کی شان
کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق	کسی کو تھا نیچے کلائی کا شوق
کوئی شہسوار سی میں تھا بٹال	کسی کو تھا صید افگنی میں کمال
کہ مچھ سا جہان میں نہیں دوسرا	یہ سر میں ہر اک کے بھری تھی ہوا
ہوا ہو گئی سب بہار شباب	حقیقت میں عہد جوانی تھا خواہ
نہ اب ہم صیغہ دل کے وہ تھے	نہ مانند بلبل رہے چھچھے

نہ باتی رہا کچھ جوانی کا جوش	ہوئی مثل شمع لحد سب خموش
احوالِ حین	
تجیرِ نفسا ہر طلسمِ جہان	کبھی فصل گل ہو کبھی ہر خزان
کبھی چشمِ بلبل میں ہو جا گل	کبھی ہر طرف شور ہو ہاے گل
کبھی ہو بہارِ گل و یا سمن	کبھی خار و خس میں بیانِ چمن
کبھی نغمہِ بلبلِ بوستان	کبھی برگ و گل نذر بادِ خزان
کبھی شاہدِ گل کے جلو ہزار	کبھی صحنِ گلشن میں انبارِ خار
کبھی طائرانِ خوش الحان کی دھوم	کبھی شور کرتے ہیں میانِ چند و بوم
کبھی جھومتے ہیں نہالِ چمن	کبھی جاے عبرت ہو حالِ چمن
کبھی زینتِ باغِ شمشاد ہو	کبھی سرنگون سہ و آزا د ہو
کبھی قمریوں کی ہر حق سرہ	کبھی نغمہ ہر چند ہو چار سو
کبھی موطی نوشندا خند و زن	کبھی شور کرتے ہیں زراعِ ذرخن
کبھی سایہ افکن ہو گلشنِ تاک	کبھی بادِ صحرے اُرتی ہو خاک
نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار	دور و نزدیک ہر باغِ جہان کی بہار
کبھی زندگانی یہ نازان نہ ہو	بزرگِ گل و غنچہ خندان نہ ہو
بہت پھول کھلے کھلے گرجا گئے	بہار اپنی عالم میں دکھلا گئے
خزان نے مٹائی نفاہِ چمن	ہوئی بادِ صحرے ہواے چمن

ترانوں میں بلبل کی ہر یہ صدا
 عبثِ نغمہ سنجان گلشن میں شاد
 نہیں ہے سببِ گریہ آبشار
 گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی
 بقا رنگ کو ہر نہ ہو کوشاہستہ
 ریاضِ جہان کا تماشا کیا
 عجب یاس سے بلبل بقرار
 کبھی ایسے گلشن میں آنا نہ تھا
 یہاں آ کے کیا شاد و خرم ہو
 جفا گل کی دیکھی خلش خار کی
 کہا گل نے شکر پریشان نہ ہو
 یہاں عیش و عشرت کی فرصت کسے
 ہم اک دم کو گلشن میں آ تو کیا
 فنا سر یہ ہر وقت موجود ہو
 زبا پر تھا گل کے ابھی یہ کلام
 کہا ایسے الفت میں بخود ہو
 بھری دلی سے بلبل نے اکٹاہ سر

بہارِ چین کو ہر آہستہ فنا
 مناسب ہر فصلِ خزان کی بھی یاد
 عدم کی مسافر ہر فصل بہار
 نہ غنچوں کو کھلنے کی فرصت ملی
 بہار گل تازہ ہر ایک رات
 نہ پائی کسی گل میں بوسے وفا
 یہ کہنی ہر بادیدہ اشکبار
 یہاں اشیانہ بنانا نہ تھا
 ہوئی اک خوشی سیکڑنِ غم ہو
 نہ حسرت بر آئی دل زار کی
 سبب اس کا ظاہر ہر گریان نہ ہو
 تبسمِ قلم کی مہلت کسے
 اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا
 خوشی اس گلستا میں میوہ ہو
 کیا آ کے بادِ خزان نے سلام
 کہ اکبار دل سے بھٹا پا مجھے
 تھیرے گل کا ہوا رنگ زرد

<p> ابھی دل میں دنوں کے اک خوف تھا ٹھکانا نصرت ہوا چار سو کسی کو نہیں ہر قیام و شبات چہاں میں فقط شب کی شب ہر قیام قنارے زمانے میں سب کے لیے ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہر زمانہ ہر حادث وہی ہر قدیم نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی کوئی اُسکا عالم میں مانی نہیں نہ باقی رہیگا کوئی ذبیحات نہ ہمسری اُسکا نہ ہمتا کوئی یہ ہر وحدت حق کی کافی دلیل وہی دونوں عالم کا معبود ہر گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے اسی کی ہر اک گل میں ہر رنگ بول وہ شمع تجلی ہر بر توہن سب ہمیشہ اسی سے رہے لو لگی </p>	<p> کہ با و فنا کا طمانچہ لگا نہ گل ٹھکانہ بلبل نہ وہ گفتگو نباتات ہوں خواہ ہوں ذبیحات رہا ہر نہ کوئی رہے گما مدام بقا ہر فقط ذات رب کے لیے وہ باقی ہر فانی ہر ہر ایک شہر مسافر ہیں ہم سب ہی ہر مقیم نہ ہو گا کوئی اک رہیگا وہی کسی کو بقا جاودانی نہیں ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات نہ اب تک ہوا ہر نہ ہو گا کوئی زمانے میں ہر خیر ہر بے عدیل وہی دین و دنیا کا مقصود ہر ہزاردن میں جلوے جد و جہد اسی کی عنادل کو ہر جستجو حقیقت میں اُس نور کی نمودین نہ ہو بزم عالم میں دبستی </p>
--	--

سراسر یہ دنیا ہی خواب خیال	بجز یاس و حسرت نہیں کچھ مال
شب زندگانی بسہ ہو گئی	میں غافل رہا اور حسہ ہو گئی
سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا	غضب ہی اسی طرح سوتا رہا
بجا سر پہ جو وقت کو میں حیل	کھلی آنکھ جب رہ گیا دن قلیل
میں اُس وقت مر رہا ہوا تھا	سفر کا جہان سے سراخام تھا
جلی چھوڑ کر جسم روح روئی	اٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوئے جمع بیگانہ و آشنا	ہجوم غریزہ و اقارب ہوا
ہوا پھر یہ منظور اجاب کو	پے دفن جلدی اسے لے چلو
غرض جہ سامان جب ہو چکا	جنازہ مرا لے چلے آشنا
جیانے کہا کچھ چھپا چلو	جہان میں عیان رہ گیا ہی نہ
نہ افشا کرو اسکا حال تباہ	عدم کو چلا ہی بہت رو سیاہ
غرض رفتہ رفتہ حد تک گئے	مگر بار عرصہ ان سے سب تھک گئے
حد میں آتا رہا جنازہ مرا	ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا
غریزہ و اقارب نے تنگھے دیے	دعا سب کی مشغرت کے لیے
حد میں مری آنکھ جہدم کھلی	نظر آئی چاروں طرف تیرگی
ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس	نہ مونس نہ ہمد نہ غمخوار پاس
چب وراس ہمایہ لاکھوں گز	نہین ایک کی دوسرے کو خبر

دہ رنج و تعب دہ لحد کا عذاب دہ تنہائی قفس دہ بے بسی دہ خوف مکافات اعمال بد کہیں سے نہ مطلق ہوا کا گذر خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا یگانہ سدا اسکے کوئی نہیں پس مرگ خالق کو جانا تو کیا ربا دولت دین سے میں مرا بہت دست افسوس بلین درمیں کروں کس سے غلام حال خراب دہی ہو غریبوں کا فریاد رس دہی رو سیاہوں کا ہر پردہ دار	نیکیرین کے دہ سوال و جواب ندامت گناہوں کی دہ بیکسی وہ چار دم طر فٹے فشارِ رحم نہ خورشید کی فون نہ نورِ قمر نہ خویش آقا رب نہ یار آشنا ہو ادل کو اس وقت حق یقین مگر حیف ہے مر کے مانا تو کیا کبھی زندگی میں کی سسکی یاد سراپا ہوں عصیان بہر طور میں قیامت تلک ہی یہی اضطراب سدا اسکے کوئی نہیں داد رس دہی عاصیوں کا ہر آمرزگار
--	--

غدر و جراثیم و مناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہے التجا طے نارد و رخ سے یار بنجا ہوے آکے ہستی میں کیا قصور بحان سے چلا ہوں بہت رویا	یہی جستجو ہے مدعا حیات دور و زہ ہے آخر مات تو ستارہ میں سراپا تصور اٹھائے ہوئے سر پہ پار گناہ
--	--

<p>اگر تیری رحمت ہو قصہ ہر پاک ترا بحر رحمت ہے بے انتہا مے جرم عصیان کی کچھ حد نہیں بجز یاس و حسرت نہیں کوئی سا کیا تو نے دنیا میں سب کچھ عطا تاشائے قدرت نہ دیکھا کبھی جہان میں رہا صفت عصیان ام کیا ایسا کیا کام جیسے ہونا ز کئی عمر غفلت میں صبح و ساء اگر تیری رحمت ہو بیشمار بار سزا سے خطایا ہو فضل و کرم جب آئیگی محشر میں نوبت مری عنایت کا تیرے طلبگار ہوں</p>	<p>حقیقت ہے انسان کی شستہ خاک گناہوں کی یہ حقیقت ہے کیا تیرے لطف احسان کی کچھ حد نہیں ریاضِ جہان چلا خالی ہاتھ ہوا کچھ نہ چھوئے سوائے خطا حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی بجز رو سیاہی نہ تھا کوئی کام مگر ہے ترا دست رحمت دراز ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا وگرنہ جو منظور پروردگار بہر حال ہے فراق تسلیم خم عیان ہوگی شان رحیمی تری گنگار ہوں میں گنگار ہوں</p>
خاتمہ کتاب	
<p>نہ دو طول صفہ رکرو ختم انزل سے اب تک لکھے گر قلم صفات اس کے لکھنا کچھ آسان ہیں</p>	<p>کہاں تم کہاں حمد پروردگار نوشتمہ حمد خالق رستم جو طرے ہو سکے یہ وہ میدان نہیں</p>

طبیعت کو گرا زما یا تو کیا کرے قطرہ کیونکر سمندر کا و ^{صفت}	فروغ مضامین دکھایا تو کیا ہو ذرے سے کیا ہوا نور کا و ^{صفت}
لکھیں حمد خلاق جن و بشر زبان و قلم کو یہ قدرت کہاں	یہ دشوار ہے بلکہ دشوار تر کرین حمد خلاق عالم بیان
رسم ہوں اگر دستہ بشمار کسی سے بھی ممکن نہیں اس کی حمد	نہ ہوں ختم اوصاف پروردگار اُسی کو سزاوار ہے اپنی حمد
ذریعہ مگر معرفت کا یہ ہے یہ ہے عرض اہل سخن سے مری	یہاں نہ فقط نعت کا یہ ہے گزارش ہے ارباب فن سے مری
کسی جا اگر دیکھیں سو و خطا لکھی ہے عجب حال میں ثنوی	کرین چشم پوشی یہ لطیف و عطا تین پرہ دنیا کی مطلق نہ تھی
فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا دکھانی نہ تھی قابلیت مجھے	زبان پر جو آیا وہ موزون کیا کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے
مے معرفت کا تھا ہر دم سرور نہ تھی اُن دنوں محکوم دل کی خبر	نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور نہ دل کو تھی زہار میری خبر
مین دل سے الگ ہے تجھ دل جدا فصاحت بلاغت جو منظور ہو	نظر میں تھا ہر دم خدا ہی خدا تو حاضر ہے دیوان کو دیکھو
سوا اسکے ہر قسم کا ہے کلام	سلاست قنات ہے جیسے تمام

صلہ آسکا مدح دیگا مجھے	جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی	جہان میں سب ادنیٰ میں اعلیٰ وہی
کسی سے طلب ہو جو اسکے سوا تو صفدر خطا ہی خطا ہی خطا	
قطعات تاریخ طبع	
قطعة تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر	
بے بندش ہے مضمون ہر آئینہ ہر چوین	زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہر
امیر اسکی کسی تاریخ میں بھی بہت سچی	کہ حقا جو حکایت ہر وہ اکسیر ہدایت ہر
قطعة تاریخ از جناب مولانا طور الحق صاحب	
شعری شہد نظم چون سلک گہر	در شنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہر نقیال طبع	بے نظیر و بیشال و بے عدیل
قطعة تاریخ از جناب منشی گوہر پشاد صاحب صبا	
حشمت و جاہ جلال میں سکر نواب میں	حضرت صفدر علی خان بہادر شمل
باسل پرستم شکار عاتل نقمان شعار	عادل کسری و تار باذل حاتم عمل
میدہ دولت کے باغ باغ ایاات کے نخل	نخل ریاست کی شاخ شاخ ارات کے پھل

<p>ثنوی تازہ ایک آپ نے تصنیف کی طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع</p>	<p>معرفت اس کے ہر اک شعر کا ہر حاصل دوا چھپی خوب یہ ثنوی ہے بدل</p>
	<p>قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز</p>
<p>چھپ گئی فصل حد سے ثنوی وہ لاجور فکر جب فیروز سال طبع کی مجھ کو ہوئی</p>	<p>جس کے ہر مصرع میں حسن بیان معرفت عیب سے آواز آئی بوستان معرفت</p>

=====



تعبیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان
مسمی بہ انوار وحدت

<p>آب کوثر سے میں صوفیوں پہلے خلعے کی رہا شہرِ جبریل چشمِ حور ہوں کلک دوتا اقتیاجِ صوف بھی ہر دشنامی کے لیے حاجتِ شہر بھی ہوگی مجھے وقتِ رسم بہر نقاشی سپید و بھی مجھے درکار ہے چاہیے وقتِ کتابت ماہی قرطاس گیر گوشتِ قرطاس لکریوں نہیں کرتے دست بھگو نامق ہر تلاش کار و کاغذ تراش</p>	<p>پھر لکھوں حمد خداوند زمین و آسمان ہاتھ میں جاوے درق ہوں برگِ شجرِ جنان ماہ سے کہہ دو کہ لائے پارہ جیبِ کتمان لائے رضوانِ سرخی رخسارِ حورانِ جنان جلوہ گر اگر بیاضِ صبحِ جنت ہو یہاں جلد آئے عالمِ بالا سے حوتِ آسمان کس لیے تعارضِ جزا چرخِ برہرِ یگان کیا نہیں کافی ہر میری تیزی طبعِ روان</p>
--	--

آب ز فرم آنے کہے سے وضو کیا سطر
 پھر طلب تائید کی اس کے فرض عین
 ہو چکین جہم مہیا سب یہاں رسم
 خامہ میری انگلیوں میں دیکھ کر عیسیٰ کہیں
 تہ نہ رانا یہ کاغذ دیکھ کر بولیں ملک
 کیلے بسم اس کے حمد لکھتا ہر مسلم
 صا خالق کا نشان ظاہر ہو مخلوقات
 اس کی قدرت پر گواہی دی رہے ہیں روز و
 قدرت کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے
 کیا بنا دست و پا و چشم و گوش و جان و تن
 ہر وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم
 ہر وہی دانا وہی مینا وہی رب کریم
 لو کہ اس کا ہر اک رفت میں پیغام نجات
 ہر کلام پاک اس کا روح جسم ہر کلام
 حمد خالق کیا حیات بے بقا میں ہو سکے
 یک نہ رہا وہی قدرت میں سیاری زمین
 سب نہ وہ گل ہیں دلیل صنعت پروردگار

پھر مہل چاہیے وقت رقم فرش مکان
 آئیہ نصر من اسر چاہیے ورد زبان
 پھر قلم کاغذ پر شل ابر ہو گوہر نشان
 پنجہ خورشید میں یہ جلوہ گر ہو لکھشان
 بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہو گمان
 کیلے کن پیدا کیے جسے زمین و آسمان
 حور و غلمان غلہ و دوزخ ایش و فداک انیس
 عرش و کرسی مرد و مہ لوح و قلم و دیادگان
 چار غصہ خاک باد و آتش و آب و دان
 شکر خلاق دو عالم کیسے بان سے ہو بیان
 ہر وہی قادر وہی عادل ہی ترہیب و ان
 ہر وہی مالک ہی بخشندہ تاب و توان
 یاد اس کی ہر اک شکل میں تعوید امان
 یہ گھر ہے سب قند یہ مغز ہے سب استخوان
 مات کہ سے کم زیادہ سے نہ زیادہ دستار
 ایک قطرہ بحر صنعت میں جاب آسمان
 باغ سے ظاہر ہوا اس کا ہر کوئی باغبان

کاسہ گر کے پھیرنے سے چاک پر بنتے ہیں نظر
 چشم دل بیٹا اگر ہر رنگ تدریکہ لے
 دور سے دیکھتے قطرے قطر میں نہان پھر شکار
 ہر جہت میں ہر وہی موجود لیکن بے جہت
 چشم جو سب کو ہر یوسف کا پتا مٹا نہیں
 بحر و بر میں ہر وہی ہر روز نو اسکی تلاش
 کون ہر شتاق جو آس کا زلزلے میں نہیں
 جلوہ حق دیکھنے کو چشم بیٹا چاہیے
 چشم نے پائی ہر بنائی جو اسکے فیض سے
 تہذوق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے
 اب لکھوں کچھ شعرا بیسے جنہیں ناز و نیاز
 دیدہ یعقوب میں وہ حسن رو ماہ مصر
 جلوہ حسن جعفری صاف آتا ہر نظر
 تاختہ کو ہر جو اسکے قدموزن کا خیال
 دیکھ کر گلشن میں کیوں تھماں ہر طاہر حسن
 صاف چلتا ہے میں پردے در پردہ نہیں
 جس کو ہر گرد با دوست کی گردش پسند

دور روز و شب نہیں کرتا ہر خود یہ آسان
 یہ قمریہ مہر یہ قوس قزح یہ لکھناں
 تپتے تپتے بوٹی بوٹی سے عیان پھر نشان
 ہر مکان میں ہر گراں اسکی تجسس میں جہاں
 رنگ کی صورت ہر نالان کا روز کا کاروان
 آب دریا میں روان ہر رنگ صحرائیں دل
 وعدہ دیدار پر مڑتا ہر یہ سارا جہاں
 دور نہ کب فانوس میں ہر شمع کا شعلہ ہماں
 کیا زمین جلد جاتی ہر نگہ تا آسمان
 کوزہ کھڑن میں گنجائش دریا کہاں
 ہونم تحریر حسن عشق و دونوں توان
 طور پر ہر نگر تجلی چشم موسیٰ میں عیان
 روئے گل کو دیکھ کر بلبل جگر تپتی ہر فغان
 جان دل سے ہو گئی شیدائے سروستیاں
 مگر نہیں ارسجہ وہ گیسو عنبر نشان
 شمع کے پردے میں اسکی بے نیازی ہر عیان
 یسلی محل نشین کا کچھ تو پایا ہر نشان

عشق شیرین چو شیرین آفرین پر جان
 چاہیے نل کو کہ اس سے سلسلہ پیا کرے
 عاریت کچھ نور آئے اپنے چہرے کا دیا
 اپنے پر تو سے ندیا دہ اگر حسن و جمال
 رہبر عشق حقیقی ہر بیان عشق مجاز
 چشم عالم سے نہاں ہے ہر ہستی آشکار
 حق ہے یہ دعویٰ مرا کافی میں اس کے دو گوا
 اس کی ہستی کو دی ہو کچھ جو ہستی سے
 جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہیں کچھ اعتبار
 روح کو این جسم خاکی میں نہیں ہرگز قیام
 نقش اطل ہے جہان اول فنا آخر فنا
 سمجھے کیا راحت کو در اول اگر غم دستہ
 جب ہو ایسی بے ثباتی فکر یعنی ہر فرد
 جستجو ایسے مکان معرفت کی جا ہیے
 نور کے پردہ ہوں آئین نور کے دیوار و در
 فرش کی جا آئین آئین قدس کی فرش
 رقص آئین رقص نعل نعل آئین آہ دل

کہ کہن سے روز گشتی تھی یہ پیشے کی زبان
 دم آفت ہر دم کا گیسوے غنہ نشان
 ہو گئے اسوچے بوسہ غنہ کاروان
 قابل نظارہ کب ہوتے حسنین جان
 کون جا سکتا ہے اوج بام پر بے نردبان
 جلوہ گر ہے ہر طرف ہر نشان نے نشان
 اک حسنین کا دہن اور دوسرے ہو بیان
 دیر انسی ہے کہ پردہ ہر خودی کا در بیان
 غفلت دنیا فانی کو سمجھ خواب گران
 چارون کو مل گیا ہے یہ کر دیہ کا مکان
 نما کجا پائے خوش خضر عمر جاودان
 ہر صباح عبد پر شام محرم کا گمان
 چارون کی واسطے سر پر نہ بے بار گران
 جس مکان میں پردہ چشم ملک سائبان
 جلوہ برق بجلی جسکی نصیب ہے عیان
 کرسی در عرش کا پایہ نظر آئے وہاں
 سامعین جا کے باہر خودی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر بجو تصوف کا مزہ
 ایک بین چشم موحد بین اگر گلچمن ہزار
 ایک لار ایک نر گل ایک سنبل ایک گل
 ایک اصل نسرین ہو ایک فرع یا سمن
 چشم وحدت بین اگر ہو ایک بین خشک تر
 باغ میں گلہار غنا دیکھ کر ثابت ہوا
 خاک باد و آب آتش میں نہیں کچھ تفرقہ
 قاضی مفتی شیخ دوا عطا دینخوار ورنہ
 ایک مغل ایک صحبت ایک فاضل ایک شمع
 ایک شیشہ ایک تل ایک ساغر ایک عمر
 ایک طوفان ایک نظرہ ایک گرداب ایک موج
 ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ
 ایک منہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ
 گوش سامع چاہیے دونوں کی گفتار یک
 جب ہو کئی تو پھر کشی دو کی خاطر بین
 شکستہ ہو آئینہ خانے میں چلکر دیکھ لو
 راہ نامہوار جب چھوٹی کمان پست و بلند

بے تکلف ہو مرے خوان سخن پر پیمان
 کون کتنا ہو کہ رنگارنگ ہو یہ بوستان
 ایک سوسن ایک نسرن ایک سمن کی زخا
 ایک برک ضمیران ہو ایک شاخ زعفران
 سنبڑہ بیگانہ ہو یا سنبڑہ آب روان
 ہر خزان میں نو بہار ان نو بہارائیں خزان
 ایک طینت ایک خلقت ایک تابا ایک جان
 فور سے دیکھو تو سب میں ایک جلوہ ہو عیان
 ایک طنبور ایک غمہ ایک مطرب نغمہ خوان
 ایک سانی ایک شاہد ایک ہرم میکان
 ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران
 ایک محل ایک تاقہ ایک میر کا روان
 جو بیان ہو وہ زبان ہو جز بان ہو وہ بیان
 خواہ غنیجے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان
 ایک بین خوشید ذرہ ایک منتاب و کنا
 ایک صدف کی نظراتی میں سوسن شکن و بان
 عالم عرفان میں یکسان میں زمین و آسمان

اُس مین کو ترک کر حسین حسین قیام ہوں چا
 ایسی محفل میں جا حسین کہ شمعین جلین
 ویکہ ابدل سحر بالا دومی اچھی نہیں
 ہوش میں گفتگو سے بخودی لازم نہیں
 چھوڑا پیر یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہوں
 جان اتنا قائل توحید رب کو ہر نجات
 کفر مطلق و ہر باطل حلول و اتحاد
 دور باطل ہر سلسل کی حقیقت کچھ نہیں
 ہر طرح بیفائدہ ہر بحث جبر و اختیار
 چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہیں
 باعث ایجاد عالم منہج جو دو کرم
 نہر سبج رسالت شمع بزم معرفت
 ضبط روح الامین محبوب بالعالین
 حامی و مخمور امت تاجدار شش جنت
 واہ کیا رہب نہوت ہر کہ جسکے خوف سے
 بحر یسے گرمی بستر دہی باقی رہی
 معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا

اُس نکلک سے بھاگ ہو جبکہ جزا کا نشان
 ایسے گلشن سے خدر کر پل ہوں حسین تو امان
 کس طرف کا قصد تھا جو سے آنکلا کمان
 یہ وہ محفل ہر جہاں انسان کی کنٹی ہر زبان
 صاحب لولاک کا تو ماغر فنا ہر بیان
 اور کو چ نہیں نہیں ہر چلنے والوں کو امان
 محض چچا ہر مذاہب میں حکموں کا بیان
 بن سراسر کذب احکام نجوم آسمان
 مصلحت اسکی ہر ظاہر زنجبار کا گھوٹا
 راہ سیدھی ہر طریق بادشاہ ہر سلطان
 منفرد آدم سرور کون و مکان
 قبلہ اہل حقیقت کعبہ کرو بیان
 زیب بخش صدر تمکین خسرو عثمان
 شافع روز قیامت مالک نار و جہان
 تر لڑے میں آجک ہر مرقعہ نو شیردان
 آپ کے بھی گئے بھی ہر سیر لامکان
 وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

<p>یہ شرف بہ مرتبہ اور انبیاء کا ہر کمان چشم نابینا میں ہو سر نہ جو خاک ہستان وصف خود کرتا ہو قرآن میں احد اودھان کھول درگاہ انہی میں تضرع سے رہاں یا خدا اے پاک بہر جہد عالی مکان مار و زنج سے رہائی ہوئے باغ جنان</p>	<p>مجمع اعجاز ہر ذات مقدس آپ کی نقش پاؤں تک گن لے شب تار یک بین بندہ عاجز سے کیا نصرت پیمبر ہو سکے اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا یا خدا اے پاک بہر شافع روز جزا اس سراپا جرم پر بخشش ہو بفضل و کرم</p>
	<p>عیش عشرت میں ہمیشہ زندگانی ہو بسہ جملہ کمروہات و پیاسے مٹے مجھ کو امان</p>
<p>قصیدہ دوم در نعت سرور کائنات باعث ایجاد موجدات مسمی بہ مہر نبوت</p>	
<p>سمیع صفت جلے مجھے گل ہو چراغ شاعری کس کو نصیب ہو مرام نہہ سخسوری پائی ہر ایک بیت نے نعت قمر قہری کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابر ہی سب ہو میرے اتنی مجھ کو ملی ہمبیری جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہ سرسری مجھ سے بہر پیر سیکھی ہی کیمیا گری</p>	<p>بزم سخن میں ہمزبان خاک ہو چچہ فوری خالق علم سے مجھے روز ازل سبق ملا ملک کلام میں مجھے پایہ خسروی ملا وروز بان ہو ذکر حق مصحف رب ہوں مرا خلقت علم جب ہوئی ملک کلام جب بسا قطرہ آب بحر ہو ذرہ خاک مسہر ہو سیم قرطاس مہر کون نہ بنا صبح و شام</p>

فصل خدا سے ہر گھڑی طبع سا کے ساتھ ہیں
 نودعی زبان ہونین المسی زمین ہونین
 صفحہ مرے باغ کا صفحہ آفتاب ہر
 منطق معنی دیان سب ہونین زبان ہر
 علم وحدیث میں کمال فقہ میں کمال ہونین
 کاشف راز حق ہونین عوی کشف ہر کچھ
 نقطہ ہر ایک ہر مراتب جو ابع الکلم
 معنی صاف کارے سامنے ہر وہ آئندہ
 خانہ فکر ہر مرا ملک سخن میں بادشاہ
 عامل اگر کوئی کے محکو تو کچھ عجب نہیں
 باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ہی
 شے مرے کلام کو کہتے ہیں جنکو فہم ہر
 طبع سا ازل سے ہر بحر ہنر میں آشنا
 فصل کمال کم نہیں جاہ وجلال کم نہیں
 خسرو خوش بیان ہونین سہمی نکتہ دان ہونین
 نوہن کو وہ ضیائی جسکی چمک کے روبرو
 خضر رہے کلیم ہونین پیش رو سلیم ہونین

پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری
 نسخہ نویس ہر مرا ایک حکیم آذری
 نقطہ مرے نام کے میں دہرہ و ماہ و مشتری
 کند و ہر سیرے نام پر خاتم نام آذری
 علم ادب میں بوعلی علم لغت میں جوہری
 اکبر سے کروں مقابلہ زندہ نہیں و مشتری
 نکتہ ہر ایک ہر مر و شرح فصول اکبری
 جسکی چمک سے آب آب آئندہ سکندری
 صفحہ تخت سلطنت دائرہ تاج قبضہ کی
 بندش صاف شیشہ ہر منی روشن اکبری
 ہر گل جعفری ہر یان رشک ملا جعفری
 معجزہ کلیم ہر بابہ فسون سامری
 بط کو نہیں ہر حاجت کسب فن شناسوری
 اس میں بھی جواب میں گر جہیز نگ شامی
 اور ستے اور ہو گیا مرتبہ سنخوری
 دود سیاہ بلیا شطہ شمع نوروری
 جو کمری نیاز مند کرتی ہر ناز شاہی

میرے بچھڑا فکر میں رود کی ایک موج ہے
 جامی و آملی و کمال قاسم و فطرت و نظیر
 عرفی و فیضی و منبر شوکت و بیدل خزین
 صاحب حافظ و غنی طالب دانش و وجد
 شاعر انتخاب ہوں نام نہاد جواب ہوں
 حق کے گماندہ جو میں انہیں و جد عصر ہوں
 ایسے سخن اگر کہے میں نے تو کیا مفسد بقدر
 سامنے اہل فہم کے پڑھکے اسطرح کے شعر
 ہر یہ عجیب جرات کھائیں کہاں کہ صبر گیا
 اس شبہ دین پناہ کا وصف میں اب تم کر
 مطلع اسلئے تاب کا زیب رقم ہوا اس قلم
 جلد چلا دے سابقہ بارہ صاف کوثری
 پھر صکے کلام نعت جو قدسید نکو سنا و نہیں
 مدح ہر جسکے دست کی بخشے وہی صلہ مجھے
 نعت ہی شروع ہر نرم میں آئیں سامعین
 احمد عرشستان باعث خلقت جان
 خاص جناب کبریا نگر کردہ انیس

میرے بیاض شعر کا جڑ و ہر ایک عنصری
 شرم سے سب ہیں سرنگون خاک کر نیکی ہمیں
 قافیہ تنگ ہوا اگر مجھ سے کرین برابر
 کھدو کہ مجھ سے یکے لین رسم و رہ سخنوری
 سبزہ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمیں
 ملتی سمجھے نبی کے بعد ہوتی اگر ہمیں
 اہل سخن کی رسم ہر لات و گزاف شاعری
 میں نے بھی کچھ دکھا دیا بد یہ سخنوری
 طبع سادہ دکھا دے اب شوکت مدح گنہگار
 جسہ خدا ختم کی روز ازل ہمیں
 جسکو سپہر بھی کہے مطلع مہر حنا وری
 عرش برین پہ جا فکر تادم مدح گستری
 سب یہ کہیں کہ مر جا چاہیے ایسی شاعری
 میں ہوں گناہ سے بری سچ گناہ ہوں
 حورین دان میں خلہ سے جرح آئے شہری
 فخر زمین و آسمان افسر فری سروری
 آئیہ رحمت خدا شافع روزدادہ وری

زیر نگین ہیں و جهان تاج حکم آسمان
 رب کا شریک ہے عدم آپکا سایہ ہے عدم
 جا کے جو لامکان میں سو فلک نگاہ کی
 اُس شہ خالص عام کا خوان کرم ہے فلک
 نام شر و فساد کا عہد میں اُسکے اُٹھ گیا
 دود میں اُسکے ہتھ دھڑھڑ ز دلیل ہے
 عدل سے اُسکے یک ظلم ظلم کا نام مٹ گیا
 شافع حشر کا کرم خلق سے کس نے کہ دیا
 خلق و کرم کا صفت جو کلک دوانے لکھا
 عارض تابناک پر گیسو مشکبار ہے
 رفت تھر جاہ ہے غیرت اوج لامکان
 اُسکے محب کو خسرین خون حساب کچھ نہیں
 اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا
 کون نہیں ہے بہرہ ور کون نہیں ہے فیض آباد
 واہ رے اوج گنبد مرقد نخر انبیا
 اُسکی نگاہ قمر کو دیکھیں اُردہ اک نظر
 لک عرب ہند تک تیغ جہاد کھینچ گئی

چرخ ہرین پہ کیوں نور جوت قمر قمری
 غور سے دیکھو مرتد کس سے ہوئی برابری
 آیا جناب سا نظر گنبد چرخ چہری
 مہر ہے ایک فلکی ماہ ہے ایک شتری
 ذرہ آفتاب میں مٹ گئی جنگ زرگری
 توڑ دیا ہر تاج نے رشتہ مرادری
 عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے شگری
 خشکی زہد پر ہوئی دامن ترکو برتری
 انگشت مشک سیمن ہر اہن ہے چہری
 پنجہ آفتاب میں دامن ابر آوری
 ہر وہ بلند آستان رشک سپہر چہری
 لاکھ گناہ ہوں گھر چہ وہ گناہ سے بری
 طول جہات خطر ہے تا دم دود آخری
 عادت آفتاب ہے شیوہ ذرہ پروری
 ایک کلس ہے ہر رنگ گنبد چرخ اختری
 انگلیں تیرگی بہر بجا بین ساحری و شگری
 چھٹی ہر نعت قتل ہے ہر بین جاکے کا زری

ہستم صان اڑ گئے جنگ میں بکشتوں کے
 ساتھ تھے جو رفیق یا رب ہر جہتی جان
 دہرائے زور و چار چار لاکھ پست
 تار و نوک و دم و غبار حق صفت جلا دیا
 راہ خدا سے جو پھر خلق پہ تیغ پھر گئی
 عالم دین میں جا بجا رکن بکین ہزار ہا
 شور اذان کا پانچ وقت و عظمیٰ بزرگ کی یہ
 دین حسین میں حشر تک آنے کے خلل نہ را
 روز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ
 نور جناب کبریا آپ میں جلوہ گر ہوا
 نور پھر اکہاں پھر دین پہونچا تھا جہاں
 صفدر را بہتصار کر طول سخن کہاں
 چار کردگو جب تک گھیرے سے یہ آسمان
 پہ بھولیں جن میں جب تک لاد و گرگن سمن
 ابر ہمار جب تک باغ جا کو زرب دے
 شاہ گل ہو جب تک تخت چمن پہ جلوہ گر
 نزم جہا نہیں جب تک جام نام جم ہے

طنطنہ جہاد تھا بمعجزہ ہمیشہ ہی
 رخ سے ہر اک کے آشکار وہ بہ غضنفر ہی
 کسی کمون بہاوری کسی کمون لاوری
 چاہ میں آگ بن گئی آب حسام حیدری
 آیا جو راہ راست پر تپ سے دہ رہا بری
 آج ملک ہر موجزن قلم فیض گسری
 شہرہ ہر آج تک ہی زیر سپہر خبری
 شرع تین سے باندھ دے طرہ سد سکندری
 ایسے ذات پاک پر ختم ہوئی پیمبری
 پنج میں چند روز تھا ایک حجاب ظاہری
 دائرہ ازل ہوا حلقہ دور آخری
 مانگ دے یہ دعا بعد نیا زگسری
 جب تک آسمان پہ ہر جلوہ مہر خاوری
 خرچ پہ جب تک ہن زہرہ و ماہ و شتری
 گنت گل ہو جب تک رشک شمیم غبری
 بلس نار جب تک گل کی سے سنگری
 جب تک لٹے سے ہو تذکرہ سکندری

<p>زیر فلک ہر جنگ شام و سحر کا سلسلہ دین ہی کا جنگ چار طرف ہو غلغلہ صحت و عافیت رہے غرت و منزلت کے یوں ناز زندگی عیش و طرب میں صرف ہو</p>	<p>تسلسلہ قرین جنگ رونق چرخ چتری دیرین جنگ بے شرو و تیغ جہد ری دولت و مرتبت میں مدح و نعت رسائی یاد ری ابر عطا حق سے جو کشت مراد دل ہری</p>
<p>حامی نزع نفی شافع حشر مشطع سایہ جعفر و تقی لطف نقی و عسکری</p>	
<p>قصیدہ سوم در نقبت علی شیر نردان مشکک شام ہر دو جہان کی نابہ علی کوئین میں بخشی ہر خدا نے مجھے توفیر لکھا جو سرج مراحل مسلم نے سرکار کرامت سے ملا منصب عالی کیا کیا بہن شرف نش جہت ہر میں حاصل رکھوں جو قدم سنگ پہ ہو جاؤ وہ پارس کہد وہ مصور سے مرار تہہ ہر اعلیٰ دی رتبہ میں ایسا ہوں کہ کھی درازل بھی سایہ کی طرح ساتھ ہوں شانوں سے اتر کر سزا بقدم غم ہوں جرات ہو سراپا موسیٰ مری پیشانی پر نور جو دیکھیں</p>	<p>ہستی میں ہوں جہد تو باندی میں کعبہ تقدیر نے خوش ہو کے کسا داہری تحریر اقلیم سعادت میں عنایت ہوئی جاگیر علم و عمل و خلق و کرم عزت و توفیر گر ہاتھ میں لون خاک تو بجا وہ اکسیر دنیا کے مریع میں نہ کھینچے مری تصویر فرد سر دفتر مری لوح خط تقدیر معلوم فرشتوں کو اگر ہو مری توفیر شمشیر جو نہیں سوے بدن جو ہر شمشیر فرما میں کہ بیشک یہ عمل کی ہر تدبیر</p>

ہنگام تکلم ہر دہن مسرہ سلیمان
شامل ہیں بلاشبہ مرے خاک کا ڈبہ
میخانہ حکمت میں فلاطون سے آگے
اسد سے شرف دیکھ کے مادِ مضاف کو
روشن ہر مری روشنی شمع سے عالم
بیوجہ مرے گرد اجابت نہیں پھرتی
اسرے سے پہلے ورقِ عرش تو مانگے
ابر و کی طرح ہوں جو تواضع سے خمیدہ
بجلیہ شرف تو نے کیے خلق پہ ظاہر
وہ آئندہ ہر بزم سخن میں مری تقریر
کیا مرتبہ بخشا ہر مرے علم نے مجھ کو
مردوں کو مسحا کی طرح کرتی ہر زندہ
خاق نے نبی کو دیے علم بجز شعرت
تو بہ میں پیر نہیں شاعر ہوں و لیکن
بساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی
پاکیزہ مرے شعر اگر کان میں پہنچیں
خبر سے مرے دو چار مڑانے میں مقرر

پھر کیوں مجھے آسان نہو اتفاق کی تسخیر
مس کو زرخاں جو بنا دیتی ہر اکسیر
اک عمر سے ہر گوشہ نشین جنم تشویر
منہ دیکھتے ہیں لوگ مرا صورت شہشیر
ہر قاف سے تافات برابر مری تنویر
نقطہ تر دعا حلقہ پر گار ہر تاثیر
سننا ہوں کہ کھینچا گا مصور مری تصویر
اک لکھوں پہ بٹھاتے ہیں مجھے صاحبِ قہر
اب اور کوئی نغمہ سننا بلبلِ تقریر
دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر
دل ہو مرا قرآن زبان ہر مری تفسیر
اعجاز کا اعجاز ہر نصیر کی تقریر
قسمت سے ملی روزِ ازل مجھ کو یہ جاگیر
اعجازِ مضامین میں کرامت مری تقریر
دیکھے مری تحریر کو گر کا تب تقدیر
بیوقت ہو یا وقت موزون کے تکبیر
داعظ سر منبر جو کیا کرتے ہیں نصیر

پر نور زمانہ ہر مرے فیض سخن سے
 قائل ہیں مگر کہنے ہیں سب صاحبانِ نصرت
 اور وں کا سخن خاک ہے میرے سخن سے
 کیا بچے سے مقابل ہو وہ میدانِ سخن میں
 کیا مرتبہ پایا ہر دوات اور قلم نے
 ہنگامِ رقم رشک سے کٹ جائیں صاحب
 دیوان میں نقشہ جو مضامین کے کھینچے ہیں
 ان کے سوا اور سنا جو ہر ذاتی
 خاکِ قدم احمد و جید رہن جو ہیں جب سے
 آنکھیں رہ مولائینِ حریٰ فرش میں ہر دم
 اے طہر سا اور شہنا مطلع روشن
 کی مدحت جید رہن کوئی بہت جو تحریر
 جس دن ورقِ صنم پہ کھینچی تھی تصویر
 معلوم ہر سب کو کہ وہ ہمنامِ خدا ہے
 وہ نور بنی ہے جو نبی نور خدا ہیں
 منظور ہے جو اسکو وہ منظورِ خدا ہیں
 ادنیٰ کو عنایت جو اگر مرتبہ غسل

ہوں دشمنی طبع سے خورشیدِ جہانگیر
 دیکھی دشمنی ہینے یہ تحریر یہ نصیر
 داؤد کا احسان نہیں آوازِ عصا ہے
 ہر علم عدد و قبضہ نامرد میں شمشیر
 وہ نورِ جہان ہر اسے کہنے ہیں جہانگیر
 تحریر کی تحریر ہر شمشیر کی شمشیر
 اور راق ہیں سب مورت اور ان نصا ویر
 کیسی مجھے لائی ہے وہ بہت پہ نقد ہر
 جن کرنے میں تعظیم ملک کرنے میں توقیر
 گو یا مجھے نخل سے ملی خواب کی نصیر
 جسکو کہ سجا کہیں خورشید کی تنویر
 گھرا پنا ہوا گلشنِ فردوس میں نصیر
 تمنا بال ملک مودتِ ملی نصیر
 معنی میں جو سکونِ نوبین کچھ نصیر
 پھر تو نصیری کی عبت کرنے میں نصیر
 ہلتے ہی زبانِ صاف بدل جاتی یہ نقد ہر
 نورہ ہو چوک کر ابھی خورشیدِ جہانگیر

وہ تہ سے جس وقت بلند و نگو کرے پست
وہ چاہے تو گرمی کو بنادے ابھی سردی
وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
دریا پر جو وہ بحر کرم شہر بسائے
ہو شب کو اگر نور نشان وہ کف روشن
کیا عدل ہو جو دائہ شبنم پوشکستہ
یہ خوف ہو گوشے سے نکلتی نیند ظالم
سب کام میں یوں مرضی خالق کے موافق
ایسے میں زمانے میں کمان موحیات
کیا ساتھی کو شر کا ہر میخانہ اُلفت
اب دلیں ہر کچھ شکر لکھوں ہو کے مخاطب
مضمون جو خلق حسن کے ہوئے تحریر
وسعت سے ہو وسعت ترے دریا گرم
ہر چند ترے لطف و غضب نون ہیں یکساں
آیا جو غضب پر تو کیا داخل و زرخ
کیا دور عدالت ہو کہ میدان میں دم
گر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے

ابحکم صفت قطرہ شبنم ہون زمین گیسر
پیدا کر دے ناز کرے برفت کی تاثیر
آتشکدہ گیسر بنے خطہ کشمیر
موتی کے محل بدلے جابو کے ہون تعمیر
خورشید کرے ماہ سے در یوزہ تنویر
گردن صفت آس کرے ناز شکیں
ہر چلہ نشین توس کی محراب میں ہر حق
جس طرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر
سر سجدے میں ہو یا مبارک سے کھینچے شیر
مست سے وحدت کے لیے در دہی کسیر
جسکو کہیں سب اہل نظر نور کی تصویر
مشہور ریاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر
چھوٹا سا جاب ایک ہر حسین ظلمت پر
لیکن اسے تقدیم ہو اور اسکو ہر تاخیر
دیکھا نظر لطف سے دی خلد میں جاگیر
وونکر سے برابر ہو ترا کشتہ شمشیر
کہے میں مناجات نہ رہے ہو تحریر
پہ سفاعت کی ہر تدبیر

قدسی ہوئے کیا شاد جو نقاش ازل نے
جس زہم میں روشن ہو چراغ رخ انور
یوں نقش ہر ہر دلیں ترا دلغ بخت
مشہور ہو جو عرش خداوند دوز عالم
جانی ہو واجب تکرر دھکے کی چین میں
درد کی ترے در کی اگر آنکھ ملائے
اسد رجزانہ ہو جان عہد میں تیرے
یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہیں عہد کے
کوثر ہودرات اور تسلیم سب شجر غلہ ق
سرگرم کتابت ہوں ملائک بھی ابد تک
تعریف شجاعت کی تو جرات نہیں پرتی
کیونکر سر میدان ہو کوئی معرکہ آرا
ہر سورہ و افصح اسی تیغ کا تعنا
کیا کام کہے بدر میں خفق میں اعدا
حاجت نہیں کچھ اسکی نکلنے کی دعا میں
دم دیکھ یہ لیتی ہر شمشاد رو کی جان میں
نقاش بنائے اگر اس تیغ کا نقشہ

کھینچی درق عرش برین پر تری تصویر
اعلیٰ ہو تو اس زہم میں پڑنے خط تقدیر
آپنے میں ضبط کھینچے عکس کی تصویر
شامادہ ترے ردھ انور کی ہر تصویر
کاٹھنک بھی گل بھونے میں اور تھانہ
خوشبید کا حو با کی طرح رنگ ہو قبشر
ہفتے میں کوئی رز بھی باقی نہ رہا پیر
نامے میں لکھیں اُسکے جو ہود سے تقصیر
ادراق یہ ساتون جفا ت فلک پیر
ممکن نہیں ہرگز کہ ترے وصف ہوں گیر
منظور ہو اب خاص مجھے مدحت شمشیر
اسرے وہ شیر جری پاسے جو شمشیر
انصر من اسر سرفض ہو تحسیر
آوازہ ہو اس تیغ دد پیکر کا جاگیر
چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو نیچہ
وہ ہوتی ہیں فی انار ہوئی ہو شمشیر
ہو جائیں ابھی ہاتھ ظلم کھینچے ہی تصویر

نور شید قیامت کی طرح فوج عدو پر
 یوں کاٹتی ہے برق کو یہ تیغ درپیکر
 سفاک ہے قتال ہے خونخوار ہے خونریز
 اشرار کی کیونکر نہ جلیں نحر میں ہستی
 اور مبع روان اب یہ ہوا سر میں بھری
 ثابت نہیں ہوتا کہ چھلدا ہے یہ کیا ہے
 جو تیز طبیعت میں ہے ہر آنکی زبان پر
 گلشن میں اگر منتر گل پر یہ روان ہو
 بالائے ہوا جت میں آیا جو پسینا
 پڑنے میں سرخاک جو نقش قدم اسکے
 اس صحر چالاک سے سب گرد میں ہوا
 بالائے خاک ہے کبھی یہ زیر زمین ہے
 پیشش جت دہر کو مگر کے پھر آئے
 سیلاب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے
 اب طول قیامت کو مناسب نہیں صفدر
 اس در میں خفرت کی صفت لکھی ہے مشکل
 کسی کے یہ طاقت کہ لکھے مدت مولے

کس شان سے جانی ہے دکھائی ہوئی تیور
 جسطح سر شمع جہ اگر تہی ہو گلیسہ
 پیغام اجل قہر خدا کی ہے یہ تصویر
 برق غضب خالق اکبر ہے یہ شمشیر
 رہو اس بیکرد کی صفت کیجیے تحریر
 ہر صر کا یہ نقشہ ہے کہ بجلی کی ہے تصویر
 ٹاؤک یہ روانی میں تیز تیزی میں ہے شمشیر
 ہر گل گل ترکانہ ذرا رنگ ہو نصیر
 کیا کا خدا بری ہے کچھ بجلی کی تصویر
 آڑاڑ کے وہ بجاتے ہیں نجم فلک پر
 پرواز کو غفا کے نہ ہو پھینکے عصافیر
 جانے میں توقع ہے نہ آنے میں نہ تاخیر
 پہونچے بھی نہ انسان کی ہرگز فاطمہ پر
 یہ سب سوا ہے اسے کیا کیجیے تعبیر
 ہوتی ہے گران سب کو جو بڑھتی ہے تغیر
 شاید کہ قیامت کی آدھر جیسے ہو تحریر
 پر روز قیامت پہ شفاعت کی ہے تحریر

مقصود دلی ساتی کو ترسے طلب کر	و آفت میں ترسے حال خود شاہ جہانگیر
یا شیر خدا واسطہ بافت و سجاد	یا شیر خدا واسطہ شیر و شیر
عقبیٰ میں عنایت ہو مجھے دولت عقبیٰ	دنیامیں نہوں صد مدد دینا سے میں لگیر
مخلج نہوں دولت و شمت سے لبستر	فردا سے قیامت کو طے خلد میں جاگیر

محشر میں ہمیر کی شفاعت ہو میر
الہ سے دے جرم و خطا کی مجھے تفریر

قصیدہ چہارم در منقبت امام حسن مقبول لرگاہ دولتمن سہمی بظن حسن

نقش باطل ہر طلسم ہستی ناپائدار	ہر نصرت میں خزانگی اس گستاخی بہا
جائے عبرت ہر سراسر یہ جان بے بقا	اس کا حاصل حشر و فوس ہر انجام کار
روز و شب ہی میں لاکھوں خانے سوہم	غیر ذات حق کسی شے کو نہیں دم بھر قرار
اس تماشا گاہ میں چشم بصیرت چاہیے	ہر جگہ ہر شو میں ہر رنگ تدش آشکار
صنعت خلاق عالم خشک ترسے ہر عیان	آج صحر خشک میں کل موجزن ہو بچار
عالم اسباب میں تو دم میں ن شان دی و غم	گلشن ایجاد میں جلیح گل کے ساتھ خار
عالم فانی میں ہم آئے ہیں دم بھر کے لیے	زندگی دینی جابا سا ہر یا شل شرار
پیش آئی ہر ہر اک کو منزل ملک عدم	شیخ ہو یا برہن یا محسب یا بادہ خواہ
کوئی بچکر جائے اس سفاک عالم سے کہاں	سرو ہر دم ہر قضا مانند تیغ آبدار
روح ہنگام فنا کا شانہ تن چھوڑ کر	حائز بے آشیان کی طرح ہوگی بہتار

رنگ عبرت چھارہ ہاں ہر طرف گلزار میں
 دیکھنا کیا ہوں کہ سارے باغ ہر مائیکہ
 خاتہ سکتے ہیں بلبل دم بخود طوطی خوش
 دماغ حشر دل پہ لکے ہے سبزہ سرنگون
 اک طرف پردہ ہر باغونین کوئل کی صدا
 چشم عبرت ہیں خون دل بہانی ہر حسنا
 ہاں گل شمشاد ہر شمشاد پر قمری نموش
 تپے حریت سے کف افسوس ملتے ہیں کہیں
 انقلاب ہنسی موبہم پر ہنستے ہیں گل
 دیکھ کر یہ کثرت رنج و الم گلزار میں
 بھر کے آہ سرودہ بولا کہ ظاہر ہے سبب
 فصل گل میں چل رہی ہے چار سو باد فنا
 ایک تباہ و بھمن و اسکندر و دارا و جسم
 کل تلک کتنے تھے بہت قلم پر جو دسرس
 کیا ہوا تخت سلیمان کیا ہوا خضر کا تاج
 طاق سے کسری کو جم کو جام کیا لگیا
 حیف ہے مال ہو وہ کاسہ سرور تلک

جوش و خشت میں جو کی اک رذریر لہ زار
 گل گریبان چاک ہیں وئی ہر شبنم زار زار
 محو حیرت نرگس شہلا ہر گریبان آیشا ر
 بار غم سے اٹھ نہیں سکتی ہر شاخ میوہ دا
 اک طرف گلشن میں عبرت خبر ہے صو زار
 لوتی ہر خاک پرنیل کی زلف مشکبار
 کثرت افسردگی سے سرنگون ہیں برگ با
 ہر شجر و نخل ماتم ابر گلشن اشکبار
 بے ثباتی دیکھ کر وئی ہر شبنم زار زار
 باغبان سے میں نے پوچھا ماجرا ہے فقیا
 بے ثباتی ریاض ہستی نا پائدار
 اس ریاض بے بقا میں چار دن کی ہمار
 اٹھ گئے اس عالم فانی سے کیا کیا نامدا
 آج وہ کچھ حد میں سوتے ہیں بے اختیار
 کیا ہوا اختر فریدون کیا ہوا اسفندیار
 رنگے دنیا میں سب دنیا کے یہ نقش و نگار
 تمنا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاج افتخار

طوطیاے چشم سے بڑھکر بھی جنکی خاک پا
 نیند آئی تھی نہ جنکو قاتل سم و سحاب پر
 آج انکی تربتون پر شاہانہ تک نہیں
 صفحہ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان
 جب کسی کی شمع عشرت بزم میں روشن ہوئی
 دے گئے ہیں دماغ حسرت کیسے کیسے جبین
 خاک میں آلودہ ہیں آج انکے سو عمر بزم
 انکی وہ نازک مائمی کیا ہوئی بعد فسا
 شل گل جو خندہ رنگ شل بلبل نعرہ زن
 مرقدوں میں انکے اہل تارکفن تک بھی نہیں
 چھپ گئے افسوس کیا کیا مہر طلعت خاک میں
 خواب میں بھی اب نظر آتی ہیں وہ صورتیں
 ہو گئے آنکھوں سے اوچھل اب وہ بارانِ عدم
 کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو روئے
 جسکے اول بھی عدم ہوا در آخر بھی عدم
 کس طرح طر ہوگی یارب منزل ملک عدم
 دیکھئے ہیں نہ تماشے جو کبھی کیجئے نہ تھے

کو کج صرصریے پھرتی ہر آب انکا غبار
 خاک پر وہ سو رہے ہیں بختیزیر مزار
 گرد سر پہ نہا تھا جنکے چتر زرین بار بار
 کبھی کبھی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار
 جنبش باد فنا سے گل ہوئی انجام کار
 گلے میں خاک میں کیا کیا حسین گلغذا
 غیرت شہل تھی کل جنکی زلف مشکبار
 جنکو ہوئی تھی جہنم میں گت گل ناگوار
 تھے ہیں خاموش وہ کنج لحد میں غنچہ دار
 جنکے در پہ جسم رہا تھا لباس زر نگار
 شکل اسکندہ تھی جنکی سیکڑی آئینہ دار
 زلف رعاض دیکھئے تھے جنکی ہم میل و نسا
 جنکو بے دیکھئے ہیں دم بھر نہ آتا تھا قرار
 روز جاتے ہیں عدم کو بخشین زمین چار
 اس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار
 بختیزم کردہ رہے تو شہینہ یار و دیار
 دیکھئے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصویر میں سویا خواہیں دیکھا یہ حال
 ہر بشر کو پیش آتی ہے یہ راہ ناگرہ
 انکسے کیا فائدہ حسین بشر مجبور ہو
 چاہے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے
 نوکرا جاتا ہے اکثر جام سے جشید کا
 ہر کلام اچھا ترا لیکن اسے ضائع نہ کر
 سبدا پیغمبر قسم کو شر دخت حسن
 خواب راحت سے ہوا پیدا جبے تہ سحر
 وصف میں کس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لیکن
 بخشش امت کا ہر تیری شفاعت پر ہوا
 ایک تیرے دست فیض میں ساقون رنگ
 واسم خلد و جنسم حاکم ارض و سما
 جہنم انساں ملک سب میں شرفان پذیر
 جب شے خلق حسن کا ذکر ہوتا ہے کہیں
 بے طلب پائے سائل تیرے سے ہر در
 آگاہ کھوئے غنم رہتے ہیں تار رات بھر
 روز میدان ہمنان جعفر غازی لقب

ایک مرد پیر مجھے سے کہ رہے ہیں خضر وار
 ایک دن ہر اک کو ہوتا ہے لحد سے ہکنار
 روز و شب اسکے تصور میں عیش ہی بقرار
 آوی دنیا میں کچھ تو چھوڑ جا یا دگار
 نام اسکندریہ اب تک آئے سے برقرار
 فرض ہے تجھ پر شناسے خسرو عالی وقار
 نیردین شمع بزم بادشاہ دو الفقار
 انکے کھلنے ہی خیال آیا یہ دل میں ایک
 ہو جو دیوان سخن میں انتخاب روزگار
 عروہ الوثاق سے دین اس کا تیرے تار تار
 ایک قطرہ تیرے بھر جو دین ساقون بچار
 واہ کیا پایا ہے سرکار خدا میں اختیار
 تھے سلیمان بھی گر ایسا کہاں تھا اقتدار
 دو دھڑاٹھکے بنجاتا ہے ابر مشکبار
 جیش لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنج انتظار
 اس تمنائے کہ سر نہ ہو تر سے در کا غبار
 وقت جولان ہر کا بخر و دل دل سو بار

آستان پاک پر جوین اگر بہرہ یاب
 واہ کیا تاثیر ہو مج سیم سیف کی
 تیرے کوچے میں قدم کھے تو حال یہ اوج
 تیرے باغ خلق سے شاید ہوئی ہر مستفیض
 اعتبار خاندان حشمت و اقبال و جاہ
 بزم عالی میں اگر ہو جا میں کا گزر
 نہر کو تیرے رخ روشن سے کچھ نسبت نہیں
 عدل تیرا سا جگہ جگہ کو جلا دیک تسلیم
 سنگ اگر شیشے کے چہر پر کڑی ڈالے نظر
 تیری میزان عدالت میں اگر عالم تلے
 رونق اسلام تیرے عہد میں لسی ہوئی
 مرکب ذری کا جو ہوتا ہی پاتا ہی سنا
 تیری تعریف شجاعت گر کوئی کاتب کھے
 جتنے ہیں حرف مرکب بیان کھنڈے میں جدا
 اس قدر اوصاف میں ثبات متعدد میں شکر
 ایک ساحل تو ازل ہی دو سر ساحل ہیں
 عہد میں تیرے کہیں تکلیف اب باقی نہیں

ساکنان ہر بلد باشندگان بردبار
 کمیشان گردون پہ تو ماروں سے شاخ میوہ دار
 نقش پا آسکابنے گردون پہ تاج افتخار
 جامہ گل میں جو شہنم نے طاعن ہر بار
 افتخار و دمان شوکت و غرور و تار
 پھول کر گل سے کہے اب ایک سے چین نہ ر
 اس میں دس سین نظر آتا ہی فرق نور و نار
 پاسے رہرو کے اگر چھالے کو توڑے تو خار
 تیرے رعب لبتہ سے کاتب جا میں کو ہوا
 سال بھر نکلیں براہ و زن میں بل نہا
 پاسے بت پر اب ہی سجدہ برہمن کو ننگ عا
 خط کتب خوابان کے بین ذریخا کے حق میں
 ہاتھ میں نیچاے خار صاف تیغ آبدار
 صفو قرطاس پر مانند امواج بھار
 ہوسکے ہرگز شمار انکا نہ مار و ز شمار
 کس قدر رکھتا ہی وسعت قلم غرور و تار
 تند سنی عام صحت بر کسی سے ہکنار

اور سے دور سے کوہِ تیرے زایر و نکایہ آؤ
 چو ترے پیردینِ انبیا صاف پر تو ہی ترا
 آستانِ پاک پر گردنِ ہو تیرا محب
 حشرِ ناک آسائش و آرام سے سوتا رہے
 مدحتِ شمشیرِ مینِ قاصرِ رخسارے کی نہ بان
 روزِ میدانِ اسکے کھینچنے کی کوئی حاجت نہیں
 معرکے میں جب چلی اک حشرِ سرا کر دیا
 روزِ میدانِ اک جھلکے سن قش قش کی دیا
 بادۂ خونِ عددِ پیکرِ عجب انداز سے
 یہ برش یہ آبِ یہ دمِ خم یہ جو ہر یہ چک
 بے تکلف لیتی ہو سے دہانِ زخم کے
 ہو گئے بسمل ہزاروں اڑ گئے لاکھوں کے سر
 موشوں کے ہاتھ میں وزوفا ہوئی ہر پھول
 ناشتا سا پیشکش کرتے ہیں نقدِ جان دلا
 بشمارِ اوصافِ ہن کس کس کو ظاہر کیجیے
 روزِ ناول سے ہی تغا ہر اس شمشیر کا
 کس نے باک وصفِ جو اب سکر قمار کا

کاروانِ جا جہدِ عظیم کو اٹھے غبار
 جیسے ذراتِ زمینِ نورِ شید کے آئینہ دار
 عرش سے قندیل اگر کیوں نہ شمعِ نزار
 پرستشِ اعمال کی دہشت نہ تکلیفِ نشان
 تینرِ مثل برقِ رخشانِ مثل گوہرِ آبدار
 ذکرِ چلچالے اگر نصرتِ ہودم میں آشکار
 صاف آئی ہر نظرِ شانِ جلالِ کردگار
 کوئی بسمل ہر کوئی تیناب کوئی بقرار
 جھومتی ہر نشہِ جراتِ میں مثل بادۂ خواہ
 ہر پہ تیغِ حیدری یا قدرت پر دردِ گاہ
 بے تامل ہوئی ہر اعدا دین سے ہنگام
 چل گئے جب دارِ اسفل کے درمیں چاہ
 کافروں کے دل میں جھپتی ہر بزرگِ نوکِ خار
 واہ کیا پایا ہر بارِ زارِ نصیبِ امنِ اعتبار
 پاکِ طینتِ صاف باطنِ مستقلِ عالی وقار
 لا فتا الا علی لا سیف الا زوال و افتخار
 ہر براقِ مصطفیٰ کی نسل سے یہ راہِ ہدایا

سب ازل سے اسکے ہیں از قہ طرز خرام
کیا چھلا دایہ کین اک دم ٹھکرا ہی نہیں
ایک دن دیکھا تھا کا وہ اس صبا ز قنار کا
جلد ایسی جیسے رنگ رو شیریں ہو فنا
شوخی ز قنار پر پس گئے پر یوں کہ دل
برق و باد و ابر و نور شید و سہیل مانتا
خاتمہ سرعت کا ہر اس اپ خوش رفتار
غرم را کب سے پہنچ جاتا ہر پہلے زرم میں
مگر کسے افلاک کو آئے تعلق پر اگر
غرض کو نہیں کو یہ بے تکلف طر کرے
کیا کروں تعبیر اسکو کس نسبت و ان سے
کیا کیت فکر اسکی وصف موزون کر کے
رب قصیدہ ختم کر صفہ روعا کا دلت ہر
جہنمک عالم میں ہر دین نبی کا غافل
جہنمک ہر گردش کروں دن کا سلسلہ
جہنمک میں بلبلین گلزار میں گل پر فنا
ماز پر دہ چمن جہنمک خواجہ کے ہر مول

موج دریا جو گل ریگ روان باد بہار
شش دل قیاس شش نبض عاشق سیر
اوموند منی پھرتی ہر تہک کہ شش میل نہا
بال ایسے جیسے زلف صاحب شمع شام
جب ادوار سے رکھے قدم زمین جا
عالم ایجاد میں سب میں اسی کے یادگار
اگے جانا ہے اسے اپنے فکر کا ناگوار
باک ٹھکانا کبھی کرتا نہیں یہ ہفتار
داخل تحت اشرفی ہو گردھائے انکار
جہنمک باشت بھر بھی راہ میں اٹھے غبار
سیل ہر باب ہر شعلہ ہر بجلی ہر شرار
جو سمنہ با دیا جو انتخاب روزگار
عرض کر خدای عالم سے کہ اس پر دروگا
جہنمک شہور ہر حیدر سے نام و زوال فقار
جہنمک فاق میں ہر انقلاب روزگار
جہنمک میں فرمان سروب جو پر شمار
مکش عالم میں اے جہنمک فصل بہار

<p>عاشق و معشوق میں ہو جتنا کہ توں قرار وصل میں عیش و معشوق جتنا کہ ہنگام جتنا کہ ہون فرط وحشت گریبان تار تار سایہ رحمت سے سر پر ہوتا جہ افتخار گرمی محبت سے بچے جسم نزار میں ہمہ تن بعیت تو داد آفرگار یاد میں تیر سے بس ہو زندگی بیل و نہار</p>	<p>مشتبہازی میں ہو جتنا کہ عہد و زمانہ گنج یہ قدر و قدر میں جتنا کہ بحر انصب جتنا کہ نیرین جوش جنوں چاک چاک درہ التاج شرف ہو غل جگر منفرت روز محشر ہوں بنا ہا اچھٹھا رین میں سراپا ہوں تو خالق نکتہ دار شغل غنیہ باغ عالم میں نہ ہو دولت گلی</p>
<p>جتنا کہ دنیا میں ہو شعر و سخن کا تذکرہ یہ قصیدہ و غنیمتی رہے نرم جہا نہیں یادگار</p>	
<p>قصیدہ نعیم و رنقت رام حسین تو رنگا شہنشاہ مشرقین مسی بہ جام شہادت</p>	
<p>کیا ہی بگڑا ہی مزاج فلک دوں پرورد نہیں معلوم کہ ہی چرخ کو کیا مد نظر دلو ہلا میں کمان کس سے ملین جانیں کہہ در بدر خاک بسیر چہ کرتے ہیں ارباب ہنر دم بخود بیٹھے ہیں وہ سر کو جو کھٹکشتہ شل مقررین زبان چاٹی ہو انکی فر فر</p>	<p>آج کل حال زمانے کا ہوا ہی ابتر روز راک شہدہ تازہ ہوا کرتا ہی صحبت علم و ہنر اب کہیں باقی نہ رہی فلک شہدہ پردار کی نیلگی سے غیرت نغمہ بلبیل تھے ترانے جنگ بات کر نیکانہ تھا جگر سلیقہ مطلق</p>

ایک گوشِ مین فلک کی صفت تیغِ صیل
وہ سما نہیں نظروں میں کسی کے افسوس
چشمِ عالم سے نہاں گئے یوں اہل کمال
نامِ عالم میں کہیں شرم و حیا کا نہ رہا
اب کہاں نعرۂ بکیر کہاں شور اذان
ہو اگر قصدِ حرمِ دیر کا رستہ تباہ
چار سو گرم ہر آفاق میں بازارِ قریب
ایک پیسے کے عوض کھلتے ہیں جھوٹی مین
آبِ رحمت کی دعا اگر کوئی دستان مانگے
صورتِ خضر اگر آبِ بقا بھی مل جائے
قصرِ دیوان میں جو دن رات بسر کرتے
فرشِ تھے قائم و سجاد سے بہتر چنگے
رہ گئے عالم فانی میں فسانے اُنکے
یہ جہری ٹوپی پسند آئی ہر ایک عالم کو
کرسی و میسر کا اس درجہ بڑھا ہوا پایا
عطرِ کبر و نہیں لگانا ہر خلافتِ مندیب
آندہ سر میں دس کی زمین گلزارِ دین

زنگِ کلفت میں چھپر اہل ہنر کے چہر
شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جھکے نہ رہے
ابرِ ناریک میں چھپ جاتا ہر سطحِ قمر
ہٹنی بھرتی میں عصمت و عفت گھر گھر
زنگِ ناتوس کی آئی ہر صدا آٹھ پہر
منزلِ دہر میں پیش آنے میں ایسے رہے
جنسِ ایمان کو حبثِ بخیچے میں سوداگر
پہنیں قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور
کشتِ امید پہ افلاک سے برسین تھر
نعلِ امید نہو حشرِ ملک بار آور
اب کرایکا میسر نہیں آئے کو چھپر
بورے اب وہ پھلتے ہیں جگا ہنر
آٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر
بھول کر بھی کوئی بنیاد نہیں نامِ نسر
تختِ طاؤس بھی پائین لگاؤں ٹھوکر
سرگردانی کا سبب بنے ہیں شک و ہنر
نعلِ خوشبو جو حسین و گانے میں ہنر

نئے انسان ہیں نئے علم نئی صحبت ہے
 نہ بزرگوں کا ادب ہے نہ عزیزوں کا لحاظ ہے
 دیکھو ہر جا نہ کش رات کو شاہد بازی
 چاند و خانوین شب و روز پر رہتے ہیں
 شرم قاضی سے کسی کو ہے نہ نفی سے حیا
 فہم برعکس ہے تدبیر غلط عقل خلاف
 ماز میں بھول گئے عشوہ دانداز و ادب
 نہ وہ چھل بل نہ وہ شوخی نہ وہ طنز و تمنا
 نظر آتی نہیں وہ چشم فسون ساز کبھی
 کیا ہوئے مرقعہ ماہ جبین گلزار
 چشم و چشم ہر حسین کہ نہیں شرم و حیا
 فلک نفرت انداز کی اک گردش میں
 گردش جام کمان صحبت اجاب کمان
 شہ محو کی ترنگین میں نہ شور و فطرت
 اب ہر اس دور میں یہ حال تنگ ظرفوں کا
 دن کو بدست پھر اکٹھے ہیں باز آئین
 قیمت محل بدیشان ہے نہ قدر الماس

کیا کرے وہ جو نہ ان ہفتوں کا نوگر
 نو جوان اچکل اس رجب ہو میں خود
 نہ انھیں باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر
 امر ازادوں کی یونٹنی ہر اوقات بسر
 خم کے خم پیتے ہیں میخانوں میں بخوف و خطر
 منفعت جسکو سمجھتے ہیں اسی میں ہر ضرر
 اکٹھے عشاق سے ملنے ہی طلب کرتے ہیں
 نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
 بھرتی ہے آنکھوں میں وہ زلف ساتا کمر
 سندان بیٹھی ہیں جگلوں میں جو بنکر دہر
 زلف وہ زلف ہے جس سے کہ پریشان ہو
 وقت بزم خرابات ہوئی زیر و زبر
 درمک کی طرح بند ہیں میخانوں کے در
 بادہ خواروں کے نہ جگھٹ میں نہ دور ساغر
 آپ کو بھول گئے بادہ نخوت پیکر
 شب کو ہیوش پھر رہتے ہیں کھائی کے قطر
 سنگریزوں سے زبون تر ہے حقیق احمر

اشک خون نیکے گرا چشم جہاں سے یا قوت
 کوئی غیر در سے کویتا نہیں رنگار کے ل
 جھوٹے موتی میں حسینو کو پسند خاطر
 قابل رحم ہر احوال جو اناں چمن
 بلبلین بھول گئیں زمرہ سخی اپنی
 نہ کہیں نعرہ قمری میں مذاق الفت
 نہ کہیں نرگس شہلا نہ بہار سو سن
 نغمہ سچاں چمن اُڑ گئے گلزار دن سے
 حسرت و یاس و ملال و قلق و رنج و الم
 بلبلین شل صبا ہو گئیں گلشن سے ہوا
 گردش چشم غزالان چمن بھول گئے
 ہنس آنکھوں سے شان ہو گیا مثل غفا
 چیل بہرگی سوا شیرہ بدد سے خزون
 نعین کھا کے ہوئی گر پوسکین فرہ
 دیکھتا کوئی نہیں رقص حسینان جہان
 دیکھتا بلبل ابام کی فتنہ سازی
 کیوں ہوا حال زلزلے کا درگون باز

سبزہ فصل خزان سے ہر زمرہ مکشہ
 ایگلون شیشے کو دینے میں شرف تلم بہ
 باہر سے نہیں اب بطن صدف کے گوہر
 کوئی شرمندہ خزان سے ہر کوئی خاک لبر
 پناز پرورد چمن ہو گئے حسرت پرورد
 نہ کہیں شور غزال میں محبت کا اثر
 نہ کہیں نگہت گل ہر نہ کہیں باد سحر
 چلیں شد لال میں باغ کی دیوانہ
 باغ عالم سے ملے ہو کو یہ دوچار شرم
 کلچری بیٹھی ہر شاخ گل نسرین پر
 نو مری زعم میں اپنے ہر پرستی پڑھکر
 زرع کی دم میں نکل آباہی غلابا پر
 بار سے بوم سوا چند بہا سے بہتر
 ہو گئے شیر زبان نافہ کشی سے لاغر
 تاجے پھرنے میں اب شرمین مگر گھربہ
 خانہ چشم سے باہر نہیں جالی ہر نظر
 وہی دن میں ہی رانین میں ہی شام و سحر

شکل آئینہ تجھے آنکھ پر حیرت ہو
 گردشِ چرخ سے دونوں بین یہ محو حیرت
 پہلے عالمِ فانی سے مخالفت کیا کیا
 استخوانِ خاک ہو خاک بھی برباد ہوئی
 میں زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ ہیرا
 بات وہ بات ہر جنات میں ہو کچھ تاثر
 فائدہ ہند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہیں
 اس تصور میں بادیر ملک میں غلغلی
 انقلابِ فداک پیر حسین آج نیا
 ہو کچھ تو گندے ہیں عالم میں قلیع کیا کیا
 جکے گدے کا ملک الموت ادب کرتے تھے
 نیچے فرق شہِ دین تخت کے اوپر یوزیر
 چھوڑ اس فکر کو لکھ مدحِ شہنشاہِ زمین
 دل کی یہ راہ پسند آئی نہایت مجھ کو
 آپ زور سے لکھوں اب مطلعِ رشونِ الیا
 ساقیا جلد بلا بادۂ صاف کو شر
 وہ شہ جن بشر کوں حیلِ مظلوم

جو تماشے نہیں کیے تھے وہ آتے ہیں نظر
 دل کو کچھ میرے خبر نہ مجھے دلی خبر
 سوزِ دل رنج و الم کثرتِ غم دایع جگر
 ہوا فداک سے ممکن نہیں مرکز بھی مفر
 مجھے عالمِ سرگران میں ہوں گراں عالم پر
 رنگ وہ رنگ ہو جس رنگ کا دل پر ہوش
 شمع کی طرح سر بزمِ خموشی بہتہ
 دل بیتاب نے گھبر کے کہا امیرِ مضطر
 سیکڑوں رنگ بدلتا ہے یہ چرخِ اخضر
 یاد رکھو کہ قتلِ شہ نامِ آدر
 شام و کوئی نہیں پھر انکے حرمِ خاک ہر
 گردشِ چرخ کا کہنے میں اسے زیرِ وزیر
 جسکا ادنیٰ ہر صلہ گلشنِ جنت کا ثمر
 دفعۂ مدحتِ شہیر ہوئی مدِ نطر
 جسکے آگے ہو تجسّس مطلعِ مہرِ حناور
 شوقِ کتنا ہو کہ لکھ مدحِ شہ جن و شر
 فدائے حناقی کو نین شہید اکبر

صابر و شاکر و غازی و امام برحق
نیر و برج شرف لہو خورشید نجف
حاکم کون و مکان بادشہ ہر دو چہا
راہ کیا مہمہ دربار حدر این پایا
کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہوگا
جسین ہو بادچاہ حدیثی لہر وہ دل
کیون نہو کیسے یہ بیٹے ہیں اسے کس کے
سیکڑ دن رنج و الم صدئہ و تم تھے لیکن
سرویا حاکم ظالم کی اطاعت نہ ہوئی
شہ مظلوم پہ گزرے مصائب کیا کیا
تصدیب آپکے ادھاکے گئے کا کرے
بہر بخشش بہن کافی ہر دلا شہ دین
اور طوفان سے نہیں کوئی بچا ہوا
کون ہر خلق میں مصروف عبادت ایسا
ذکر حق باد خدا بخشش امت کی دعا
دل وہ دل ہر بے جس دلین تصور اسکا
تھایہ عجاز بس قفل کہ ہنگام نماز

قرۃ العین نبی راحت جان جیدر
رواق دین بسین زینت و زیب منہر
قاسم نار و جان مالک حوض کوثر
دے کے سر ہو گئے سرکار کے منظور
کیون نہ ہو مہمہ درگاہ خدا میں ہر نہر
جوندہ راہ میں بھوکے ہو سر ہر نہر
خلف شیر خدا تخت دل پتیبہر
منفرت امت عاصی کی رہی مد نظر
کرتے فرزند نبی بیعت فاسق کو نہر
سوز و دل داغ جگر درد کمر ضعف بھر
پہلے تبار دے ہمیں ریگ کے ذرے گنگر
خوف محشر سے نہو ادھول غلگن مضطر
کشتی امت عاصی کے ہی جن سنگر
کبھی غافل نہوے باد خدا سے دم بھر
تھے ہی شغل امام دو جہان آٹھ پہر
آنکھ وہ آنکھ ہر جس آنکھ کی حق پر ہو نظر
نیرے پر کعبہ کو بھر جاتا تھا رقی طہر

<p>بندگی ایسی بوقاق کی عبادت یہی صبر و شکر و ادب جو دوستی خلق و کرم نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت میں بہترین خبر تھے سزا بقدم خلق و کرم دشمنوں سے تھے مدارات بھونچے کرم صبر ایوب ملا خلق حشون زور علی ختم تھا حضرت پشیر بہ عدل انصاف نام تک ظلم و ستم کا کہیں باقی نہ رہا سنگ بکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کی پٹری آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے ہند میں سبر و خواہدہ کے آئے جو خلق کوئی چپ کر ہو اگر مرکب بخوار ی شمع کر سکتی نہیں گر میان پرہیز سے کبھی دیکھی نہ سنی ہو گی سخاوت ایسی وقت بخش کبھی اس بہت کرم کے آگے ہوا مولیٰ کی سخاوت سے یہ عالم سمور قادر بنے سین پاتا تھا کہیں عالم میں</p>	<p>موم آخر بھی رہا سجدہ معبود میں تھوڑے ہو گیا ان سب کا شہ والا پر رہی ہر حال میں خانی کی عتلا پہ نظر جامہ صبر و رضایت ہوا تھا شہ پر تھے سراسر شہ دین رحمت حق کا منظر علم اور بس ملا سجدہ چیمپٹ اب کہاں ایسے زمانے میں عدل گستر بچہ ہر کو نہیں شیر سے کچھ خوف و خطر آتش عدل سے جل کر ہو دین خاکستر خود سے ریز دین کا پٹا تھے اسکنہ راشید شاد پہ گلشن میں چڑھے باد سحر طوق بخوار بنے حلقہ دور ساغر شعلہ آتش سوزان کو ہر پٹے سے خدر مال کیا چیز و امت کے لیے دید پاس نہ ہوا ہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھار منغلی کتی ہر سر پٹ کے بین جلاں ہر آکے مولیٰ کے یہاں کرتا تھا اوقات بسر</p>
--	--

شہ نے بخشا تھا اسے سب فروشا لہذا کدن
 دیکھ کر جو رو عطا چاک ہوا بخل کا دل
 فیض سے جبکہ نہ محروم رہے شاہ و گدا
 لکھنی ہر جرأت ابن شہ مردان مجسکو
 دیکھنے سام وزیر بیان جو دغا مولی
 شاہ کو تیغ بکھت دیکھ کے ہنگام دغا
 روز میدان شہ والا نے ستم گاروں کو
 چشم شیرین تمہا رب اکسی ایسا
 کیا ہوش شیر زبان صفت تیغ اہیل
 حق نے بخشے ہیں اسے جو ہر ذاتی کیا کیا
 نوح اعدا کی صفین درہم و برہم کر دین
 سرکشوں کے کبھی سرین گئی شل نخوت
 جب ذرا شکل بری تیغ نے جھل بل
 خوفشان دیکھ کے تنوار کو کتنی تھی تضا
 تھلا کا پڑ گیا بھل تھی تلاسم برپا
 تیران اپنی دکھا فکر سایک نیال
 تور کے سانچے میں ڈھالا ہر سر پایا کا

اور مجھے پھر تاہم جو آفاق میں چرخ اخضر
 بڑھ گیا انکی سخاوت سے سخاوت کا جگر
 آٹھ گئے عالم فانی ست وہ عالم پرور
 تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جو ہر
 نام پیتے نہ شجاعت کا کبھی بار و کر
 خوف سے ترک فلک کا پتا تھا کر دوئی
 صاف دکھلا دیے شمشیر تضا کے جو ہر
 آنکھ ملتے ہی ہوئے درہم و برہم شکر
 تاب میں برق تپان آب میں شکر گوہر
 ہاتھ میں تاج اجل حکم میں فیض میں فخر
 چار سو ہو گیا ہنگامے روز محشر
 مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نقشہ
 ذکر کیا ناریون کارہ گئے سائے جلکر
 بھل ہر تیغ کا یا بھل شجاعت کا شمر
 رن میں شکر تہ و بالا میں صفین یزیر
 صفت اسپ سکر ہر بجھے مد نظر
 حور سے شکل سوا چال بری سے ہتر

دل تھن کا ترپ برق کی شغلی کا مزاج
 دیکھے کر سو فلک آنکھ اٹھا کر راکب
 گردِ ستم تک بھی نہ اس شوخ کے پہونچے گا بھی
 غم راکب سے بھی پہلے یہ وہان تک پہونچے
 دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اس کو
 کس خوشی سے شہ دلا کے رفیق نصا
 شہ بادہ جرات سے چھکے تھے غازی
 سر کیا نذر ہوئے شاہ کے قدم پہ فدا
 قیدستی سے رہا ہو کے گئے سو خزان
 خونِ ناق کا شہید وں کے اثر باقی ہر
 دیکے سر پہ کیا مرتبہ غسل پایا
 شہر بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس لب
 رخ پر نور تھا اس طرح لموین تابان
 خونِ شیر دمِ دوحِ زمین پر نہ گرا
 داہ نیزنگ فلک یہ بھی ہر نصا کوئی
 غم حسین بن علی کا ہر خدا کے گھر میں
 ارض و افلاک میں برپا ہر عرا مولی

جست آہو کی نظر شیر کی چلنے کی کمر
 گزریے افلاک سے یہ راہ میں رہ جا نظر
 سیکڑوں ابلق ایام لگائے چکر
 غیر ممکن ہو جان پیک تصور کا گزر
 ہو گیا آنکھوں سے ادھل یہ چھلاوا بنکر
 نشے میں جھومتے تھے جامِ شہادت پیکر
 سر فرشتوں نے شہادت کا پیا تھا ساغر
 بھائی عباس دلاور سا ہوا کبریا سر
 ملکیا غازیوں کو باغِ شہادت کا شمر
 آج تک ہر شفقی پیر فلک کی چادر
 اس شہادت کے قدم پر ہو فلا کا ظفر
 تھا گلے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر
 جیسے ہنگامِ شفق ہو رخ مہر انور
 خاک پر فرش تھے جبریل میں کے شہر
 قتل ہوں شہدِ دین مالکِ حوض کوثر
 دیکھ دو کہے کی پوشاک میں ماتم کا اثر
 روئے میں آج ملک حور و ملک جن و بشر

ہر ق بیاب ہر نام میں شہر یکس کے
 اشک ریزان ہر غم شاہ شیدا میں سخا
 لہ لہ بلبل شیدا میں ہر نوحے کی صدا
 ہر زمیں خاک ہر غم میں شہر والا کے
 رحم آیا نہ ذرا سنگد لڑکوا افسوس
 نہ رقم ہوں کبھی اوصاف شہر دوسرا
 رو کی غائے کو مناسب ہیں اطل سخن
 عرض کر خالق عالم سے کہ اویں نہ نواز
 جہنک ہر مین ہر سلسلہ لیل نہار
 جہنک خلق میں ہر غلغلہ دین نبی
 موجزن گلشن جنت میں ہر جہنک تسنیم
 جہنک شاد میں گلشن میں جوانان حین
 جہنک باغ ہون باغونیں ہے فصل ہار
 جہنک بلبل شیدا کرے آہ وزاری
 جہنک چھو لڑکی خوشبو سے معطر بو باغ
 جہنک نرم میں ہر قلقل بنا کی صدا
 جہنک وصل مینان ہر نصیب عشاق

پھرتی ہر خاک اڑاتی ہوئی باد صحر
 نخل نام ہر ہر اک گلشن عالم کا شجر
 اہلک چاک گریبان ہر چین میں گل تر
 آسمان پھرنا ہر اڈرے ہو نیلی چادر
 دل سے پھر کے بھی اس غم میں نکلتے ہیں شہر
 ہر لکھن کا تب اعمال اہلک دستہ
 سننے والا کی نہ خاطر ہو پریشان صفہ
 جہنک زینت افانک ہر مین تسنیم و قمر
 گردش جہنک سے جہنک ہر جان برور
 جہنک دہر میں ہر شہرہ تیغ جسد
 بادہ صاف سے ہر مین ہر جہنک کوثر
 جہنک بلبل شیدا کے ہر نالوں میں اثر
 جہنک نخل ہوں اور نخل بن گل میں ٹہر
 جہنک چاک گریبان ہر چین میں گل تر
 جہنک گلشن عالم میں بچے با و سر
 جہنک نخل عشرت میں ہر دور ساغر
 جہنک ناز و کر سے ہوں باندہ از دگر

جنتک آئینہ حینو کج رہے پیش نظر نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آدرا زندگانی ہو مری یاد و عبادت میں سپر دل قیاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر نہ جہان خویش دہرا نہ رفیق و یاد شائع حشر کا سایہ رہے میرے سر پہ باغ فردوس کی ہر دم ہونفا پیش نظر	جنتک شانہ رہے زلف رسا کا ہر دم نکر دنیا سے نہ ہو جگو ملال حناطر نخت کی دل کو تنہا ہونہ فسر کی ہوس استد تیری محبت میں ہر سے محویت دل نہ گنبرائے مرا تبر کی تنہائی سے گرمی مہر قیامت سے بچا نایا رب نار و دوزخ سے ملے بندہ عاصی کو نجات
--	---

کوئی عالم میں گنہگار نہیں مجھ سے سوا

الحمد را بخند را کرد اور روز بر محشر

قصیدہ ششم و منقبت چارہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنما
خاص و عام سہمی برج شہیدان

دیکھا یا عالم وحدت میں عشق کا جنم کہ جیسے جانب قبلہ ہو رہے قبلہ نما اور اسے عشق جو دل پر تو دل چشتو غیہ برنگ کاہ ہو دل عشق مثل کاہ رہا جو سوز عشق میں حاصل ہو پیکر دنگو فر مکان خاص ہو دل عام عالم بالا	اندائے روز ازل دیکو جب کیا پیدا رجوع دلی ہو یوں سو عشق ہوشن با جان میں خلق کو میں یہ لازم و لازم حضور عشق نہیں بے سبب کشش دلی کسی ٹکر کسی نعمت میں یہ نہیں لذت یہ دو مقام ہیں روئے سرا حضرت عشق
--	--

<p>کین ہر یہ دم عیسیٰ کین ید بیضا ہوے جو طالب دیدار حضرت موسیٰ ہی ہر سر سلیمان ہی ہر تخت ہوا ہی ہر خضر طریقت ہی ہر آب بہت ہی ہر روشنی قلب اہل صدق و صفا ہی ہر کوع بنی فاطمہ ہی ہر سجدہ ہی ہر سجدہ خاصان حق ہی ہر دعا ہی ہر دار ہی دار پر ہر جلوہ نما ہی ہر درد ہی درد لادوا کی دوا کسی کے دل سے دوئی کا اٹھا دیا پردہ کبھی ہر دہرین ناتوس برہمن کی صدا کبھی ہر یود کبھی برہمن کبھی ترسا ہن ہر مدرسے میں خانقاہ میں ہر دعا اسی کا گہر و مسلمان میں کو بکو چرچا جلس مجلس سلطان انیس گنج گدا اسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہر خوشا تصور بیل خبہ ہوئی نہ ذرا</p>	<p>عیان میں خلق میں بجز نمایان اسکی ہی تھا وادی ابن میں خضر نزل شوق ہی ہر مدد پیغام ہر ہی بلقیس ہی ہر پردہ ظلمت ہی ہر اسکندر ہی ہر دیدہ ارباب معرفت کا نور ہی صلوة ہی ہر اذان ہی تکبیر ہی ہر ورد و وظائف ہی ہر نقش و عمل ہی صدائے انالخی ہر ادب ہی منصور ہی مریض محبت ہی سحر زمان کسی کو صورت و خد کھائی کثرت میں کبھی ہر خانہ کعبہ میں نعرہ تکبیر کبھی ہر پیر طریقت کبھی ہر شیخ حرم سب و ساغر و مینا شرا بخانے میں اسی کا دیر و حرم میں ہر جا بجا مذکور یہ ہر دم دہرین کس کا شریک حال نہیں اسی سے عشق زینجا ہر آج تک مشہور طیور نے سر مخنون پر آشیاں باندھے</p>
---	--

<p> رہا یہ زانوے شیریں پہ آئندہ نہ کر اہل دامن میں اُسی کے سبب نام اور رہے نصیب جو محمود ہو غلام آیا ز بنائے اُسے زائے میں کیر و ن معشوق کبھی یہ کسی یل نش کی زلف کا حشم کبھی ہر چشم فسوگر کبھی ہر سبب قن کبھی ہر آنکھ میں مہ کبھی ہر لب ہنسی بچک کر میں تو چشم سیاہ میں جادو وہاں نگ میں نئی نگاہ قمر میں رہ رہ کبھی فراق میں فریاد و نالہ و زاری کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت میں کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اُسے کسی کی مجلس ماتم میں گرم آہ و فغان کسی کے دلیں جگہ پائی آرزو نہ کر کسی کے غنچہ دل میں ہوا بوس و کنار اسی کی بو ہر برک بو میں کُشتلے دماغ چرخ و شمع پہ جلے ہیں آکے پروانے </p>	<p> ہوا یہی سر فر باد کے لیے تیشا اسی کی وجہ سے مشہور وائق و غدر یہ وہ مقام ہر یکسان میں حسین شاہ و گدا سکھائے اسے حسین کو طرز تازہ دادا کبھی کسی رخ شیریں ادا کا ہر عسار کبھی ہر عارض روشن کبھی ہر زلف رسا کبھی ہر ماتھے پہ نشان کبھی ہر رنگ خفا فروغ رو سے حسین بیچ و مانہ لفت و تا شکاری میں شرارت فسوگری میں جیا کبھی دھال میں شوخی و شرم و ناز و ادا کبھی کسی کو کسی کا ہنس دیا شیدا کسی کو کوچہ و بازار میں کبسا رسوا کسی کی محفل عیش و طرب میں نغمہ سرا کسی کے چشم خماری سے خون ہو کے بہا کسی کی نرگس مخور میں ہر شرم و جیا اسی کا رنگ ہر اک رنگ میں ہر جلد نہا فرہ یہ جانور دن تک کو بھی ہوا ہر عطا </p>
--	--

چمن میں عاشق ابر بہار ہر طاؤس
 یہی ہر شور غنادل یہی ہر نگہ گل
 یہی ہر نگہ و رنگ گل ریاض جنان
 اسی کی مہر شنائہ بکھار میں سو سن
 لانا ذاق محبت پہ عشق پیمان کو
 چمن میں لالہ و گل نہرو سنبہ سردوچن
 برے بڑو کو یہ عند ابرچ دیتا ہر
 کمان کمان اٹھائے شریر نے طوفان
 قلم کیے کہیں شانے اڑا دیے کہیں سر
 فریب سے نہیں خالی ہر رستی اسکی
 فرالی سبے ہیں نیزنگ سازبان اسکی
 ادا جو دل کو ستائے تو مرجبا یہ کہے
 نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر
 گرین جو چاہ میں یوسف ہر اسکی مر
 دکھائے دشت جنون رہر دان الفت کو
 گمان ہوا کو کہیں شاد دیا نے بختے میں
 یہ تیرہ ہر جو کرتا ہر مینصور ہر

ازل سے قمری و بلبل ہر سرو و گل پہ فدا
 یہی ہر رنگ گل تر یہی ہر باد صبا
 یہی ہر ذائقہ سبب جنت الما و ا
 اسی کی محو تماشا ہر نرگس شہلا
 پست پست کے درختوں کے ٹٹا ہر مزا
 فلک پہ نشتری وزرہ و مہر و ماہ و سہا
 اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہر چرخ میسر یا
 کمان کمان نہ شیفے کیے تہ و بان
 یہ تیغ مردم ہر بجا چھری ہر وقت و غلا
 نمان ہر تیغ بھی آسین جو ہاتھ میں ہر
 یہ روز کرتا ہر اک شعبہ نیا بر یا
 شمع چونا کر کے دیہ آفرین کی صد
 سننے جو نالے تو سمجھے کوئی ہر نغمہ سرا
 چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا
 بھرائے کائناتوں پہ لالہ و زو کو میسر یا
 جو پونچے کان میں سہل کے چکیو کی صد
 یہ تیغ وہ ہر جو بجرم کا نشی ہر گلا

یقین ہو کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہیں
 رگ کے توپیل کی صورت گراے خانہ صبر
 بہان ہو درہم و برہم اسے نہیں مطلب
 کہیں ہو دل کی گدا کی کہیں ہو کافقہ
 کہیں ہو نشہ صبا کے محفل عشرت
 کہیں ہو جاوہ الفت کہیں ہو منزل شوق
 کہیں ہو دروحدائی کہیں دوا وصال
 کہیں ہو شور سلاسل کا سلسلہ جذبان
 کہیں ہو نفرد پر داز صحبت اجاب
 کہیں فراق نصیبوں کے دل کی بتیابی
 ہی انیس دل زار ہو یہی غمخوار
 اسی کی راہ میں مرگ جات یکسان ہو
 جہان میں عشق کے پیدا ہوئی ہیں تین
 خدا کے بعد ہو بندوں پر فرض عشق ہو
 ہو ایہ معنی لولاک سے ہمیں روشن
 انھیں کا رشتہ الفت ہو رشتہ ایمان
 نجات امت عامی انھیں پہ ہو موقوف

کبھی جو رن میں نظر آئے لاشہ شہدا
 چلے تو فتنے کرے گرد راہ سے پیدا
 زمانہ ہو تہہ و بالا اسے نہیں پروا
 کہیں ہو انشہا ہی کہیں ہو غل بجا
 کہیں ہو نرم حریفان میں قلع میںنا
 کہیں ہو شور جلاجل کہیں ہو بانگ درا
 کہیں ہو زبر سہر بلاہل کہیں ہو آب بقا
 کہیں ہو جوش جنون میں یہ باد یہ پیا
 کہیں ہو خانہ برانداز عاشق شیدا
 کہیں وصال میں بازیب لربا کی صدا
 کوئی شریک مصیبت نہیں ہو اسکے سوا
 فنا ہو عین بقا اور بقا ہو عین فنا
 مجازی الفت خوبان حقیقی عشق خدا
 ہمیشہ عدلی بادشاہ سر دوسرا
 نہ ہو تے آپ تو پیدا ہو تے ارض سما
 انھیں کا دامن دولت ہو عودہ الوثقا
 وہی وسیلہ وہی ہیں شفیع روز جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبیر یا کلقب
 چلے یہ راہ طلب میں کہ بن گئے مطلوب
 ازل سے آپ کے اعجاز کے ہیں سب قائل
 یہی ہر سایہ نہون کی حجت روشن
 رہی ہر آپ کی خواہش جو حکم رہا جلیل
 کہو جو اشدان لا الہ الا اللہ
 خلیفہ انکے وہی انکے جانشین انکے
 امام اول و مشکک شاہ جن و بشر
 بہر پہر جلال آفتاب اوج کمال
 لقب ملا ہر یہ اللہ روز اول سے
 قمر ہر جلوہ نما آسمان اول پر
 اتر کے چاہ میں نولا کہ جن کیے فی انوار
 خدا کے گھر میں کیا چاک کلہ اثر در
 احمد میں بدر میں خیر میں جنگ کی لہری
 انھیں کا لطف ہر مومن کی میں لطف الہ
 جہان میں رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے
 اجنب فاطمہ خاتون حشر نبوت رسول

کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
 ہوئے محب تو حبیب خدا خطاب ملا
 خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ موسیٰ
 عیان ہو نور انہی کا کس طرح سایا
 وہی ہر آپ کی مرضی جو رضا خدا
 تو آئے صل علی خیر خلق کی صدا
 جناب حیدر صفیر علی شیر خدا
 سخی و عادل و حاجت روا شاہ و گدا
 نہنگ بحر شجاعت ہر برشت و غا
 یہی ہیں تا بہ ابد دستگیر خلق خدا
 گیا ہر عرش ملک نور پاک کا جلوہ
 پہاڑ ہل گئے جنبش میں آئے ارض و سما
 یہ زور و دست تھا طفلی میں اہل علی
 شجاع مان گئے دود الفجار کا لوہ
 انھیں کا تہر کا تہر کا تہر کے حق میں تہر خدا
 کہ مثل کہنہ خدا یہ فہم سے بالا
 پناہ آسیدہ و محمد مریم و حوا

<p>انھیں کی شان میں نازل ہو آیہ تطہیر خط کبریٰ زہرا اگر لکھے بلقیس نہ پائی عفت و عصمت نے دہرینِ حیات ہمیشہ امتِ عاصی کی مغفرت چاہی خدا نے جملہ فضائل عطا کیے آنکھوں فناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل حسنِ امام دوم پیشوا کے ہر دو جہان انھیں ہر احمد و تحسین پر سطحِ نسبت ہمیشہ رہتے ہیں شقائقِ دونوں عالم میں یہ دو انیس بن اولِ رضا دوم تسلیم اگر ہو آنکھ کو تعلیم طرزِ آمیزش پسند خاطر اقدسِ نبوہ عسریانی ہو اچمن میں جو منع برہنگی کی چلے کلامِ آپ کا ہر منظرِ اجابتِ حق سنجی کا مبلغِ عالی ہر دہ جہان پرورد حسن کے بعد امام سوم جناب حسین زمانے تین بن ماضی حالِ استقبالی</p>	<p>انھیں کی خالق جن بشر نے کی ہر شہنا تو اسپہِ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا امان ملے تو تہِ طہل و امن زہرا اسٹھا کے دست و عاسوے عالم بالا سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفا نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یادِ خدا مہرِ شرفِ آفتابِ صدق و صفا کہ دونوں آنکھوں سے جیسے ہو اک نظرِ سدا زمین پر جن و بشر و آسمان پر جو ترا یہ دو جلیس ہیں اولِ قدر دومِ ترضا نظرِ نظر سے ہو ملکر بزرگِ رشتہ دو تا برہنہ طفل کو مادر نہ کر سکے پیدا تو غنچے شاخ سے نکلیں ہیں پنکے قبا ہمیشہ لازم و ملزوم ہیں قبول و دعا جانِ خلیل بھی ہیں میمانِ نوح و عطا ہوے جو راہِ خدا میں شہید تیغِ جفا نہ تھکانے ہر نہ کبھی ہو گا دوسرا ایسا</p>
---	---

انھیں کے قبض سے یمنون بن تو بن قائم
سینین جو کلمہ توحید ان سے نصرانی
لے بن آپ کو درگاہ حق سے بن لقب
نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی
کیا نہ قصد دم جنگ اشتیاق ورنہ
ہزار و ہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن
وہ بھوک پیاس نہ غربت مگر زہے اعجاز
ہوے امام چارم جناب زین عباد
حق بشر میں عناصر کا ربط ہر جتک
ہوئی بن چار کتا بن جو عرش سے نازل
وہ نامدار کہ چاروں حدین بن یزید بن
یہ شاہ ہر دو جہان بن شاہفت ظہیر
الم وہ بدعت انداسے کر بلا میں ہے
را انھیں سے امت کا سلسلہ قائم
امام خلق میں نبی محمد باک
نازین جیسی کہ بن پانچ وقت کی ہے
اصول محمد اسلام آئے ہر اگر

انھیں سے ہر سہ موالید کو ہی نشوونما
کبھی نہ بھولے تیلیٹ کا کر بن دعا
امام برق و غازی و سید الشہدا
نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق میں فدا
عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ و غما
جو تیغ کھینچی صفین ہو گئیں تہ و بالا
بجالی کشتی تاجر سنی جو اسکی صدا
مسح چرخ چارم بہ جیسے جلوہ نما
انھیں کا بھرتے بن دم رب خاک ناوا
خدا نے چار دن کا انکو کیا ہر علم عطا
وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے میں سوا
وہان ہر سا بہ ہر بیان ہر ظل ہما
جز اشاعت امت ہر جکی روز جزا
یہی جان میں رہے یادگار آل عبا
فروغ چشم حبیب خدا ارض دسا
رہی طرح ہر محزون پسند رض انکی دلا
محبت انکی ہر اس کئے کے حق میں جلا

<p> وہ ذات پاک خمس میں حسین مصراع پانچ خطا سے جرم سے نیاں سے حرص و کسک پاک یقین ہر اس تن پر نور سے اگر چہ جو جائے جو فیض باب ہو مولیٰ کی طرہ عالی سے جناب جعفر صادق ہو سے امام ششم خدا نے بخشے ہیں عالم میں چھ شرف انکو یہ وہ جگہ ہے جہاں فہم و عقل ششدر ہیں نبی نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز اگر ہو مد نظر آب کو سبجائی کہا ہے آپ نے اس درجہ گنج دین تقسیم سزا سے بادہ کشان گر ہو آپکو منظور جناب موسیٰ کاظم امام ہفتم ہیں خلیل کعبہ دین پیشوا سے ہفت اقلیم اسی امید پہ پھرتے ہیں سبع سیارہ جو ہو رہا ہے ستاروں سے آسمان ہفت وہی ہے گوش کہ جسکو ہے شتیاق کلام لکھون جو ایک اوصاف خندہ پیشانی </p>	<p> سعادت ابدی علم و حلم و وجود و عطا ذرا یہ بچتیں پاک سے نہیں ہیں جدا تو پشت خار کا پنچہ بنے یہ بیضا کبھی سماے نہ چشم جناب میں دریا کہ جکے صدق و وفا کی ہر شش جہت میں ثنا عبادت و کرم و خلق و رحم و عدل و سخا راقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا خدا نے انکو دیا علم معرفت اپنا زبان بلبیل تصویر ہوا بھی گویا کہ اسے در کوہِ دون جہاں سے استغناء تو دو در جام بنے طوق گردن مینا کہ گر دپھرتے ہیں بہر ثواب ہفت سما امام جن و ملک رہنما سے ہر دوسرا کہ سات بار کرین طوف مرشد والا یہ نور پاک کا امام فلک پہ ہے جلو وہی ہے چشم کہ جسکو ہے شوق دید لقا زمین شعرین ہو گشت زعفران پیدا </p>
---	--

ہوئے ہیں دستِ سخاوتِ بحرِ کانِ خالی
 امامِ ضامنِ ثامنِ بین رہنماے جهان
 اگرچہ ورپے اندر آنکھے لوگ آٹھ پہرہ
 گناہگارِ زمین جسکی یہ مغفرت چاہیں
 اگر جو جسمِ عدوِ ہشت و صاٹ بڑھکر
 عجیب در کہ جان ایک ہیں صغیرِ کبیر
 بجائے سرِ حسین خاک در لگاتے ہیں
 جو فیضِ بابِ ہوا روضۂ مقدس میں
 ہیں اُنکے بعدِ محمدِ نقی امامِ ہشم
 جو مستفیض ہوں مولیٰ کے دستِ روشن سے
 قیامِ بطنِ ہر نو ماہ بطنِ مادر میں
 ہیں دونوں عارضِ پر نورِ غیرتِ ہمدرد
 انجمن کے فیض سے قائم رہی محشر تک
 جو بوسے گل کبھی بے اذن باغبانِ بجا
 گیا ہر نرم میں جو حکمِ اتساعِ سرود
 پناہِ خلقِ امامِ دہم علی نقی
 میرا کہ بشر کو طے دس حواسِ و نازل

کہے حکیموں کوئی نہیں محالِ خیلا
 جو خاصِ عام میں مشہور میں جنابِ ضا
 مگر تھی بخششِ امت کی فکرِ صبیحِ صبا
 خداے پاک کرے اسکو ہشتِ خلدِ عطا
 چار تر کی طرح کاٹے اسکو تیغِ و غا
 رہے جنابِ برابرِ جان میں شاہِ دگدا
 کہ بہرِ نرگس بیمار ہو یہ خاکِ شفا
 اُسے نصیب ہوئی سیرِ خشتِ المادا
 کہ نہ فلک ہیں درِ پاک پر حسینِ سرا
 تو سنگِ نیرِ زمین پیدا ہو تو تن کی ضیا
 نہ بھولی آپ کو دم بھروان بھی یاد خدا
 جو ایک بدرِ وحی ہو تو ایک شمسِ ضیا
 بنائے طاعتِ در پر ہیز گاری و تقوا
 عدالتِ اُسکی کرے قطعِ دستِ موجِ صبا
 گلے ذہنِ گرہ بنے رہ گئی ہر صدر
 کہ وہ عقول بھی ششدر ہیں تفتِ مخ و مشا
 مگر ہر قوتِ ادراک انکی سب سے سوا

<p>گواہ بیعت مومن ہیں رو برو سے خدا عزا کے واسطے ایام رحلت مولا زمین روضہ نورانی امام ہوا نہ خوف حدت گرمانہ دہشت سرا رکے نہ بحر جابون سے ہو کے آبلہ پا امام سبجہ خاصان بارگاہ خدا کہ وقت مدح شمش دینچ میں ہر فکر سا کہ دوائف سے ہو جسطح یازدہ پیدا کہ صدق دل سے پڑھیں گیارہ باصل علا جو بات آپ کی ہو وہ حدیث خیرہ و را صدایہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا میں انصح الفصحی ہوں میں ابلغ ابلغا اگرچہ آنکے ہیں ایام غیبت کسرا فروغ خیرتہ ابر حلیسے جلوہ نسا ہر ایک برج میں ہر نور پاک کا جلوہ ہر اب بھی پردہ غیبت میں شل نور خدا دعا و حمد و ثنا یا د خالق یکتا</p>	<p>و سون انا لل قدس میں مغفرت کی لیل کسی طرح نہیں کم عشرۃ محرم سے رہے عروج کہ برتر ہر بام کردون سے ہمیشہ آتے ہیں اہل صفایا رت کو از تین نہیں ہوتی ہیں سدا راہ انھیں امام یازدہم عسکری عالی قدر قلم کی کیا ہر حقیقت جو لکھ سکے اوصاف شرف حسین جس سے ہر اسطرح آنکو یہی ہر نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ جو قول پکا ہو وہ کلام رب جلیل مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر جو آنکے وصف لکھے ہیں قلم کو دعویٰ ہو امام مہدی ہادی جو ہیں دوازدم مگر نشان امامت ہیں خلق پر روشن دوازده میں ہر روح فلک اگر دیکھو رہا ہر پہلے بھی بارہ حجاب میں یہ نور یہی ہر کام یہی مشغلہ دوازده ماہ</p>
--	--

جو حق پرست ہیں انکو دوازده ساعت
وجود سے ہر آنھیں کے ثبات عالم کو
زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور
زمانہ عدل کا آئے ہو رزق اسلام
ورق ہوں جو وہ طبق ہا آسمان زمین
کبھی نہ ختم ہو وصف چارہ معصوم
رقم یکے ہیں یہ اشعار مغفرت کے لیے
بس اب زیادہ مناسب ہیں ہر طول سخن
کہ جتلیک ہیں انہی پہ چار حد قائم
ترین پہ دوسرے ہیں جتلیک چک ہر درون
فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جتلیک
صد آفاختہ جتلیک ہر سرو پر کو کو
ریاض دہر میں جتلیک ہر لطف ابر بہار
فریقہ ہوں جیسوں پہ نو جوان جتلیک
اسیر زلف حیدان میں جتلیک بیدار
شبصال ہو جتلیک کہ عاشق کا نصیب
گر شمع تازمین جتلیک ہر نازمین انداز

بنیر آپ کے ہر اک ہر اک برس سے سوا
قیام سے ہر انہیں کے قیام افسوس
ظہور مہدی مادی ہو جلد بار خدا
اٹھئے یہ پردہ ظلمت عیان ہو آب بقا
قلم ہوں نخل گلستان خست المفا
اگر کھین ملک و جن و انس صبح و
خدا سے پاک عنایت کریگا انکا صلا
دعا کا وقت ہر صفہ راضا و دست دعا
یہ مہر و ماہ میں جتلیک چرخ زم سما
فلک پہ مہر جتلیک ہر مہر میں جلو
گلون کو باغ میں جتلیک کھلا با و صبر
چمن میں بلبلین جتلیک میں زفر میرا
جان میں بارش باران جتلیک ہر لطف
خدا نگ ناز چلیں کارگر ہوتیخ اور
مکند زلف میں دل زمین جتلیک ہر قلم
چلیں سہرور میں جتلیک کہ ساغر صبر
حجاب شوخی میں شادی میں جتلیک ہر اور

<p>کسی کو شاہ بنائے کرے کسی کو گدا نہ ہو جہا نہیں کسی جزیر کی مجھے پروا نجات پاؤں عذابِ لحد سے بعد فنا وہ روزِ حسین لحد سے اٹھئے شاہِ گدا معاف ہوں مگر عصیانِ بھلِ مومن و خطا ترے حبیب کا سر پر مگر ہے سایا بہی شافعِ محشر ہو بلغِ حلدِ عطا</p>	<p>یہ انقلاب یہ دورِ سپردِ خونِ جتیک رہوں حوادثِ یل و نہار سے محفوظ تمام عمر بسر ہو تری عبادتِ مین وہ روزِ حسین طلب ہونگے نامہ اعلان ایسے دار ہوں اُس روز تیری رحمت سے بچوں مین گرمیِ خورشیدِ روزِ محشر سے رہا ہونا جنم سے بندہ عاصی</p>
<p>سزا ہو یا ہو عطا تم ہو گردنِ سلیم نہیں ہو مالک و مختار کوئی تیرے سوا</p>	
<p>قصیدہ ششم در صفتِ فصلِ بہار و صحبتِ حینانِ پری رخسار و تذکرہ شعرا سے نامہ ارسامی برسمِ بہار</p>	
<p>مثلِ بد بد فرقِ طبلِ پر ہر تاجِ افتخار تویم کر آیا ہر گلشنِ مینِ جواہر کو ہزار چار سو چھایا ہر ابرِ رحمت پر درِ گلزار مردہ بادا تو بمغنیفِ دردِ حیم کی بہار شاہانِ کل کی صفِ بڑا کہ حور و زلیٰ قطار جا بجا دکھلا رہے مین اپنی اپنی سب بہار</p>	<p>جلوہ آراہی جو گلشنِ مینِ سلیمانِ بہار صورتِ طاووسِ قیامِ مینِ نہالانِ بہار چلتی ہر بادِ بہار می کو نعلی مینِ چلیا کس خوشی سے کہ رہی ہر عندیہِ بہار نصیلِ گل مینِ ہر جنمِ ہر شکِ گلزارِ بہار لا لہ دگلنار و نا فرمان و نسیرین و سمن</p>

ہر گل نوخیز اپنے رنگ میں ہمیں ہر
 مردہ نفس ہاری سنے فرط شوق سے
 زندہ نون گلشن میں ہر سدر جہ رنگ تازگی
 آتش رنگ جن میں نام سوزش کا نہیں
 پتی پتی بوٹی بوٹی میں ہر رنگ تازگی
 ابر آیا لہلہا یا سبزہ تازہ گل کھلے
 ایک جانمہ سر ہر طوطی شیریں مقال
 اک طرف دلچسپ ہر باغ میں کوئل کی صدا
 ایک جانب سرور مشغول توجہ خدا
 ایک جانب نرگس شہلا ہر خوابنا زمین
 واہ رسی قسمت خاکی ہر جگہ متنازع
 ہر روش بر روشی بہرتی ہر گلشن میں صبا
 باغ میں ہر گلشن فردوس کی آب ہوا
 بادہ شبنم کو پیکر جھومتے ہیں باغ میں
 جو گیا گلشن میں طبع عافیت میں ہی جگہ
 فصل گل میں کیا محبت بخیر چلتی ہی ہوا
 باغبان لکڑی گلشن میں لگا کر خوشک

ہر شگوندہ خوشنما ہر نکت گل مشکبار
 پیرتن ہر سار و سان چمن نے ز رنگار
 پنجہ مر جان صفت رنگین ہر سرت چنار
 باغ ابراہیم سے کچھ کم نہیں فصل بہار
 بارش باران رحمت ہر کھڑکی ہر بہار
 چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہر کس کا انتظار
 اک طرف ہر شاخ گل پر زمرہ پیر انوار
 بی کمان اک سمت کہتا ہی مہیا بار بار
 اک طرف سوسن ہر صف و ثنائے کردگار
 اک طرف لہرائی ہر شل کی زلف مشکبار
 عطر میں جو باغ کی رونق حسینوں کا سنگار
 دیکھ کر آرایش حسن عروس نو بہار
 کوثر و شبنم سے کچھ کم نہیں ہر آشبار
 بادہ خود دیکھی صفت ہر بادہ خود کی تھار
 لوٹ میں مہمان نوازی ہر درخت سایہ آ
 گل پہ ٹبل قبلہ ہر سرور برتری نثار
 اکدم میں نخل تازہ ہو سکے لا برگ و بار

دواہ رسی نہ بہت خط گلزار بجھاؤ بھی
 موتیوں کی آب ہر دانے میں پیدا ہو گئی
 ہر سبھا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم
 یاغبان سمجھا جن میں رالہ باری دیکھ کر
 ہر خیابان میں ہر حسن صنعت خالق عیان
 ہر چین ہوا جھل گلہ شر بلوغ جنسان
 یہ نفاہ یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھ کر
 نرم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش
 نہر پر فرش ملکوت ہوشیہ متاب میں
 روشنی کی کچھ شب متاب میں حاجت نہو
 ہر تو متاب سے ہو پتی پتی میں چمک
 ساقیان بہ نقا ہوں شے ساغر بکف
 آتش ترگرم کر دے یکسو نکا جب غبار
 ہر گلانی سے ہو کیفیت نمایاں پھول کی
 قاصد باد باری ہو روانہ ہر طرف
 در پہ میخانے کے جا کر پہلے یہ آواز دے
 پھر کے صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہر

کوئی کاتب بلخ میں لکھے اگر خط غبار
 درج گوہر بن گیا ہر ایک برج کو کنبار
 ہلکے جگنو آؤ گئی جب سنگ سے نکلے شرار
 چرخ کرتا ہر عرس بلوغ پر موتی تار
 ہر گل و غنچہ میں ہر نیز نگ قدرت آشکار
 رنگ لائی ہر بار قدرت پروردگار
 خواہش دل کا نقا ضا ہر سی اب بار بار
 مطرب و ساقی طلب ہوں انتخاب و زگار
 تربیت نرم مطرب ہوں شاہد ان گلزار
 جلوہ گر شل چراغان ہو چمن میں لہ زار
 نور کا عالم دکھائے نوٹا نوکی تقار
 نرم عشرت میں چلے دور شراب خوشگوار
 رال کے شعلے کی صورت قضا از جا خوار
 بوئے گل سب کو سنگھائے نگہت عطر بہار
 ہر گھاسے گل کے خط ہوں ہاتھ میں تین چار
 نغیچو آٹھو چلو گلشن میں آئی ہر بہار
 حشر تک جو باغ عالم میں رہیگی یادگار

خافا ہوں میں یہ فردہ راہ و تن بھی
 شوق سے زبا چلیں نہ کھکے کا نہ سے چرو
 و نغرض ان کدن کی بزم طرب آراستہ
 مونس ہوں ہو اگر شریک بزم عیش
 ہر طرف محفل میں ساز خوشنوا بجنے لگے
 بانسری انوزہ ہلا مار فیم جلتہ رنگ
 تھکا پہ طبلوں پر چربی سا رنگان بجے نگوں
 بزم عشرت میں ہوا نغمہ تہاں حسین
 وہ ادا و تازہ وہ تپیل وہ طرز دہری
 وہ اٹھا کر ماتم میں لپوڑ کو چلنا کبھی
 مثل طاووس چن دو و دو دم ڈرنا کبھی
 مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلاتا کبھی
 منہ چھپانا دانتہ شہزادے انجل سے کبھی
 ناپنے میں وہ بنا اپشیم و ابرو کبھی
 وہ اشارہ عاشقوں سے بوسہ کا کبھی
 وہ کسی کو دیکھنا غصے کی جہیز سے کبھی
 وہ ادا و تازہ غمزہ وہ عشوہ دیکھنا

یہ مصلو کاو کیرن تسبیح کا بھولین شمار
 جسطح دوش پر پر طفل ہو کوئی سوار
 سیکڑوں کچھ کو آکے شاہد ان روزگار
 چار جانب سے تماشائی بھی آکے بشمار
 برید و جنگ رباب میں قانون دستار
 اگر کوئی تنور و مشوق و سرد و سر سنگار
 پہنچی یمن کی ملک اس گنبد گرد و نکلے بار
 کوئے کوئل کی طرح چمکے حسین مثل بنار
 وہ سو عشاق نہیں سنکر بتانا بار بار
 وہ بجا نا پاؤں کھنکھارے کبھی و زمین چار
 پھول عشاق تشریف پار ملنا دیکھا
 و یکسر حیران رہ جانا بھی آئینہ دار
 کھول دینا بھی کھلے رستا بہار
 چھوڑ دینا وہ بھی جہیز پارت شہار
 وہ تہانے میں کسی ہونا کسی سے ہمنار
 وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آبر
 کوئی بس تھا کوئی تباب کوئی بیقرار

وہ حسنین جہان کا تان پٹا زمرہ
 پانڈنی کی وہ نفا اور وہ کداری کا سماں
 کس حرکت میں میں کوئی بجا تھا بہا
 پہنچی بالا ہوا جوت لغوئی صدا
 اک طرف تھا سابقان طلعت کا هجوم
 سکی ہلی انکی باتیں پیار کیا کہ اخلاط
 وہ شہلی انکی آنکھیں وہ نگاہیں شہر گسین
 وہ کسی کے عارضے ابان پھر خرم خرم
 وہ کسی کی زگرستان قتال جہان
 وہ کسی کی بھولی بھولی صورت عالم فریب
 وہ ادوانا زوہ انداز و حسن جمال
 وہ کسی کا روتا بان گیسو دینے دیکھ کر
 زینت خفیل تھے کیا کیا ہر طلعت بہ چین
 بادہ گلگون کا سامان تھا مہا ہر طرف
 بادہ وہ بادہ جو بی لے ایک قطرہ بھی کوئی
 میکشی کے لطف آٹھے سیکڑن ساغر چلے
 سطر یونکی ہر مین اگر کبھی نئے سنے

وہ سہیلی انکی آوازیں کہ زبرد ہونٹار
 وہ برج کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہا
 دین کا چچا کہین تھا کوئی گاتا تھا ملار
 شل طاروس چمن رقصان ہوا ابر بہار
 اک طرف تھی جلوہ آرا مہ جینو کی قطار
 ہر اداسی کہ جیسر سیکڑن جانین تار
 لٹ لین بازار دل کا نور ہو صبر و قرار
 کہ کسی کے کپے لب پر سکر اہٹ غنچہ دار
 وہ کسی کے گیسو پر خرم بلا سے روزگار
 وہ کسی کی قینچی یعنی بوسے زلف مشکبار
 وہ انکسین نوجوانی کی وہ جو بن کا بھار
 پھر گئی آنکھوں کے آگے گردش لیل و نہار
 جنگی صورت دیکھ کر مہا خستہ آجکے پیار
 ساغر و مینا تھے لبریز شراب خوشگوار
 پھر خمار ترے نہ اس کے سر سے تار و زمار
 نو نالان چمن کی طرح جھوٹے بادہ خوار
 نہر پر جا کر کبھی کھیلا بڑھو کا شکار

میر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بعزل
نشہ مری کی ترنگین فصل گل عند شباب
جو شمع سنی بن کہاں لگو خیال عار و ننگ
ہر طرف حور زکا جلوہ ہر طرف سامان عیش
صحبت اجاب میں باہم یہ ٹھہرا مشورہ
جمع ہن اہل سخن ہو جا محبت شعر کی
میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی
سوار کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر
بمقصدی کے شعر پر لوگوں کو حیرت ہو گئی
شعر سودا سے پیدا ہو گیا جو شمع جنون
جبرائیل و انشا کے سنکر شعر لوگوں نے کہا
سکے اشعار ہوس مخفی چہ عبرت چھا گئی
تذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوق سخن
شعر غالب میں پائین بختیان سب نے کہا
ناخ و آتش کو لوگوں نے کہا بالا تفاق
اہل محفل سکے اشعار گہر بار آسیر
فارسی غزلوں کی بھی جلسے میں نوبت آگئی

چاندنی میں خوب اٹھی لذت ہوس کنا
مہ جینوں کا پٹ جالنگے سے بار بار
ہر گھڑی دس میں سو گایاں دوسین جاہر
محفل عشرت تھی با شان خدا تھی آشکار
رات کم ہر صبح کوئی دم میں ہوگی آشکار
باری باری گائے جاہن سب کے شعر آبدار
دل پر کر اہل دل روئے لگے بے اختیار
دور کے شعروں کے اکثر ہو گئے دل بقرار
رجدین آئے جو صاحب غنیمت تھے عالی وقار
ہو گئے وحشت کے عالم میں گریبان تار تار
خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہیں دنوں مایہ دار
مٹ گئی دل سے ہوا سے ہستی نابا دار
خوش ہو سب سکے موسیٰ کا کلام آبدار
کو کہن کی طرح سے اچھے تراشے کو ہزار
فی الحقیقت میں یہ دونوں انتخاب و رنگار
ہو گئے آزاد قید فکر سے سب ایک بار
خسر و سودی پہ ٹھہرا شعر گوئی کا مدار

نظم فردوسی نے نقشہ زرم کا دکھلا دیا
 آگئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند
 خوش ہوئے شکر کلام حافظ فرزندہ فال
 شعوقہ سی کو کنا سب کے یہ ہر پاک صفا
 سب ہوئے فیضی کے سخن سے فیضنا
 شعر اہل دہلائی سنے ہوئے قدر دان
 بیدار ناصر علی پر سر تو لوگوں کے ہلے
 تثنوی سکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم
 کچھ خربن آرزو کے شعر بھی سنے
 شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی
 یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان پسند
 صورت بیل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی
 چاک دامن تک گریا ہو گئے دس بیس کے
 خود سخن کہنے لگا اے آفرین صد آفرین
 چنچ پر ظاہر ہوئے اتنے میں آثار سحر
 دقت خست عطر میں دلجو انسان حسین
 اب قیصد ختم کر صفدر اٹھا دست دعا

پھر گئی آنکھوں کے آگے صاف شکل کا زرار
 جام جامی سے ہو سست طرب باد بھوار
 سمجھے خاقانی کو ارباب سخن میں تاجدار
 شعر صاحب سخندان زمین شہر استوار
 انوری کے ہو گئے نور مضامین آشکار
 اہل یہ ہر جان وہ بیشک ہیں دنوں تاجدار
 ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ دار
 بان غنیمت پر بھی ہیں بانچوں سوار نہیں آ
 آفرین بولا کوئی خاموش کوئی خنجر دار
 نعل ہوا اعجاز ہر با سحر اے پردہ نگار
 واہ کیا کنا کمان ایسے ہیں شاعر نامدار
 وجد میں کوئی ہوا مانند صوفی اشکبار
 سنے دار نقض ہوا اہل سخن دو مین چار
 شاعری ہو گئی خود آ کے قدموں پر نثار
 اپنے اپنے گھر چلے محفل سے وہ شب زندہ آ
 بان کھائے بدھیمان پنپن بے گوشت کے ہار
 عرض کر درگاہ خاقانی میں بعجز و انکسار

یا آگهی جیتلک ہر دو چرخ چشم سپری
 جیتلک ہر نگین ہر تیری قدر کا طور
 گلشن عالم میں جیتلک باغ میں باغونیں نخل
 جیتلک ہون پار آور نہالان چمن
 جیتلک بنبل پریشان ہر کسی کی یاد میں
 فاختہ شمشاد پر جیتلک کے حق سرہ
 غنچہ گل جیتلک خندان نہیں طشوق ہے
 جیتلک ہر دامن صحران گلون سے پر فضا
 جیتلک بارانِ حمت ہے عالم فیضیاب
 جیتلک ہر غفران در زعفرانیں رنگ بو
 زلف میں نہان ہر جیتلک عارض یکا شب
 شمع پرہیز جیتلک محفل میں برد آندا
 جیتلک ہر عشق کا سکھ دل عشاق پر
 تازینوں کو ہر جیتلک حسن صورت پر غرور
 جیتلک عشاق کو ہر جس مشوقان نصیب
 جیتلک نچھائے عالم میں ہر دور شراب
 دولت و اقبال جاہ و غرت و صحت رکھو

جیتلک زیر فلک ہر گردش نیل نما
 جیتلک ہر یہ نماشا گا و عالم پرستار
 نخل میں گل میں گلون پر لبیل شید اشار
 جیتلک گلزار عالم میں چلے باد بہار
 جیتلک ہر چشم ز گیس کو کسی کا انتظار
 شاخ گل پر زعفران پر دازد جیتلک ہزار
 جوشِ غم سے جیتلک گریان ہر چشمِ آشار
 جیتلک ہر مخزنِ سخن و زمرہ کو بہار
 جیتلک میں سخن آفاق میں ساتون بجا
 جیتلک نافہ ہر دوزانے میں ہر شکستار
 صبح صادق کا ہر جیتلک درویش آشکار
 سر و گل پر جیتلک میں قمری و بلبل اشار
 جیتلک ہر الفت معائن کا دگر اقبال
 عاشقان زار میں زرقہ میں جیتلک قیام
 جیتلک ہر قوس میں کیفیت بوس اشار
 جیتلک مخمور میں مہیا نشیست بادہ خواہ
 حدیث و عشرت میں ہر موزندگی میں نما

آرزو کی نہ جو تیری محبت کے سوا نہ وہ وقت ڈالان بجو فشارِ قبر سے بائعِ عیسائیں ہوں ان خیالین جو رحمتِ ہوئی	موجود سے ہو خیالِ ہستی ناپائدار خشر تک آرام سے سونا رہوں زیرِ غبار یہ سراپا جرم دیکھے باغِ جنت کی بہار
خف کو زیادے سزا جو حکم ہو راضی ہو نہیں میرے عقیبان ہر ملائین تیری رحمتِ آشکار	
<p>قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبغہ سیارہ است و رسال یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ ہو دند</p>	
رباعی تاریخ از استادی جناب غنشی امیر احمد صاحب امیر	
ہو کیا سخن مصنف عالیجاہ تاریخ جو اس نعتِ مناقب کی امیر	سبحان اللہ تم سبحان اسد کیا اصل علی کا پسرِ شورشور ہوا
قطع تاریخ از غنشی گوہند پشاد صاحب صبا	
نواب ماضی علی خان بہادر کر عطا آراست از خلقِ نکو خوش گلشنِ برزنگدو طبعش کہ زیور بند الکار سخن با مکنون چون بیتِ ابرو بتانِ فرد ہر یک شعر آن فرمود چون طبع آنرا بہتر تاریخش صبا	خار و حسن حاجات را از سخن گیتی پاک رفت ہر روز دیدہ باد از و صد غنچہ دل شکر گفت در آ مکنون قصائد را بہ سلکِ نظم سفت بل طاق بیت اسد طاقیت کا زانیت این سبغہ سیارہ گشتہ زیب اوج طبع گفت

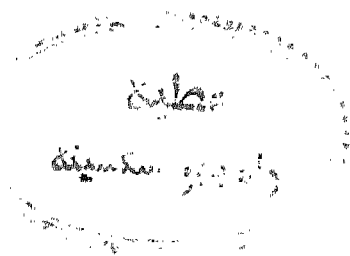
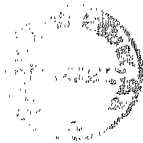
	قطعه تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز	
لے آئے کسی اور سنخوڑ کے قصیدے مجموعہ اسرار بن صفدر کے قصیدے ۱۳۰۹ھ	بیشل ہیہ نظم جسے اسین ہوا نکار فیروز نے یہ طبع کی تاریخ رستم کی	
قطعات تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ در تاج الطالع طبع شدہ ۱۳۰۹ھ	قطعه تاریخ از جناب ششی مظفر علی صاحب آسیر	
ہمہ دنور شید کی رکھتا ہر ضو خط زہے محبوب دل مشوق نو خط ۱۳۰۹ھ	عجب دیوان کہ سطرین کہشان بین ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھپا جب	
	قطعه تاریخ از جناب ششی امیر احمد صاحب میر	
نہ پوچھیں گرد کو پران جنہیں شرارت میں یہ وہی پھولوں میں معنی نہیں عبارت میں ۱۳۰۹ھ	رہے عرایس افکار و شاہان خیال امیر شوخ سامع لکھو پہلے تاریخ	
	قطعه تاریخ از جناب سید محمد اسماعیل حسین منیر	
ہوے اہل دل اسکی غولی سے اسیر کہ زہا و تاباں بے نظیم جو اسیر ۱۳۰۹ھ	یہ دیوان نفل خدا سے چھپا جب منیر اسکی تاریخ میں نے یہ پائی	
	قطعه تاریخ از میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ	
کہ فرمود این چین دلچسپ دیوان بلاغت جلوہ آرا سے بیانش ہمہ ہم با یہ نظم نصانی	زہے دی مرتبہ صفدر علی خان نصاحت ناز ہر دار ز بانس اداو حسن و الفاظ و معانی	

چو شد مطیع این دیوان والا	بخط دلکش دایمن زیبا
پے تاریخِ حُشمت گوہری سفت	کلام شاعرِ شیعین بیان گفت
قطعہ تاریخ از امراد مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاعری برادرزادہ	
و شاگردِ داغِ دہلوی	
زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام	کہاں اسقدر آب و تاب سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم	یہ دیوان ہے آفتابِ سخن
تقریظِ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگردِ منیر	
محصلِ مین گدگداتی ہر شوخی گاہ کی	شیشون سے آرہی ہے صدا قافہ کی
<p>ہاں ہاں اسی بیکدہ سخن کے بادہ خوار و آج یہ بخار کیا لو اور مراد ہم چھکادین کیا ہم کسی حریف کے کھے سننے میں آکر دست و پا لگ کر رہ ہو گئے نہیں نہیں اسی ہر ہم مشرور بہت نہ ہارو ابھی اس مخانہ میں شراب سی شراب بھری پڑی ہے اور سزا بھی وہ شراب جسکے قطرے میں خم افلاطون کی زیادہ تر جوش ہے پھر کیوں خمیا زہ کشی اور آہ دوا دلا چکا رکھی ہے اٹھو اس ٹھکانے رکھو دہم نور کے پھولوں کا پھول فی سبیلِ ہم کیے دیتے ہن مگر دراز میں پرہیز کا ناعرش پر قدمی منجھ کھولے ہوئے ہیں سمجھو تو بادہ گویائی کی سرستی کیا ہے حمد الہی اس مستی کا ترانہ کیا ہے نعت نعتی پناہی بس درد بھیجو اور آپ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہو اگر غضب کیا بڑے سہمت کو سر دیا دولا یا غنی کے کان میں بھنگ پڑ گئی یہ بلا نوش</p>	

وہ حریف جس نے عین بخودی بن اسی درد آتشہ کے ٹھم چڑھائے اور کبھی جنوں
 اٹھ سے نہیں نہ کہا ساری عمر میں ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب وہ
 اپنے لغزش کو ثبات ہوا اور دنی چڑھا گیا آج بھی نشے میں تھا شاہ ہوا ایک
 صبح جنت کی سی بیاض کھولے اسی شراب کے شیشوں کی عینک چڑھائے آپ کے
 گذرا ہوا اپنی موج میں بیٹھا ہوا جھوم رہا ہر میکہ انقلاب کے پیرمغان نے
 خرابات عالم میں خسرو و نشر کے خارشکن صبحی کا سا غریبا سرانیں نے رھوم
 دھام سے اپنی شہنشاہین مصرع بشنوا زلی چون حکایت بیگنہ کا اندر سنایا فلک
 بدست نے اپنا جام تو راز میں نے بخودی چھوڑ کر بنا بوریا بیٹا قتل کو اکب
 اشک حسرت کی طرح گر کر زاپیدا ہوئے ابر باری مانند یہ بیٹا نذر حرج آفت
 ہوا قبطین نے جیس دحرکتی کی شراب سے اپنے خم خالی کیے کراں میرزہ
 نے اس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ بن بولا بھی واہ
 سبحان اس کے سو کچھ نہ یوں مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو
 ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اس ہوش معاذ اسد ہشیار کی خمیری ست خمر
 خبر داری ایک طرف خیال تو کرو وہ بیاض کیا سرد راگیر بیاض تھی جسے
 تہلکون کے بعد بھی حور و غلمان کی دلکش داؤں سے جام دینی پر پائے نگاہ
 کو سجادہ محویت سے لغزش ہونے دی اسدی بد نشینی و شرارت تھی جسکے
 آگے حافظ شیراز غائب ہوا تلخ نبات کو شحم خفیل تھانے خسرو و شفق

عارض شیرین کو قصب الزریر تعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
 گنجینہ مضامین ہر حسین ہر شعر منتخب ہر توجید بین نعرہ عارف سوز و گداز میں نالہ
 عشاق عیش و نشاط میں نغمہ زہرہ مے آشامی میں ہاسے ہوئے سرمد جوش بہار
 میں صباحِ جنت و ردا نگیزی میں کہ ناتوان زخم و جراحت میں گریہ و نو نشان غرض
 ہر رنگ میں جان فصاحت ناب و توان بلاغت ہر سدا الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
 بحسن سعی کا پرہیزان کارخانہ مطبع نامی فتنی نو کشور واقع کھنؤ میں بعالی ہمتی
 جناب فتنی پراگ نرلین صاحب دہم اقبالہ مالک مطبع موصوفت ماہ جون سنہ ۱۳۵۷ ع
 پچھلے لذت افزاے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہیں نقطہ یا شوشہ بجا ہو تو آہ
 نظر نظر نہ فرماین معافی کا خط اطمینان فقط

تمت الکلام





نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات - اشارہ اللہ خان شاعر نامی -	۱۰۰	دیوان وقار از راجہ کشن کمار صاحب تخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مراد آباد -	۱۰ روپے
کلیات نسلخ - عمدہ کلیات مولفہ و مصنفہ مولوی		بہارستان اشعار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب تخلص بہ وقار	۳ روپے
عبد الغفور خان بہادر -	عکس ہوا	کلیات وہبی - کلام مخمور کمال منشی شبیر پشاور و قسم کاغذ -	۹ روپے
یہ کلیات شامل دس رسالہ ہیں از انجملہ بعض حسب ذیل علیحدہ		(۱) کاغذ سفید چکنا -	۹ روپے
بھی فروخت ہوتے ہیں -		(۲) کاغذ سفید رسی -	۶ روپے
(۱) شاہ عشرت -	۶ پائی	دیوان خاقل از نور خان خاقل	۲ روپے
(۲) سخن شعرا -	۱۵ روپے	دیوان ذوق - مولوی استاد	۳ روپے
(۳) زبان ریختہ -	۶ پائی	معروف -	۳ روپے
(۴) قطعہ منتخب -	۳ روپے	دیوان فدا - جلد ثانی -	۶ روپے
کلیات صنعت - عجیب صنعت -	۹ روپے	دیوان داغ -	۱۲ روپے
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور		گلزار داغ -	۹ روپے
عارف بامد کا کروی -	۱۱ روپے	آفتاب داغ -	۱۲ روپے
کلیات نظیر اکبر آبادی -	۶ روپے		

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان زند شهور از نواب		لطف علیخان بریلوی -	۲۲
سید محمد خان رند -	۴۲۴	دیوان نیاز - کلام حضرت	
دیوان غالب - از مرزا		شاه نیاز احمد بریلوی -	۲۲
اسماء خان غالب بریلوی -	۳۴۲	شرح یوسفی دیوان حافظ -	
دیوان مرغوب جهان کلام		از مولوی محمد یوسف علی شاه	
سید نعل حسین خان -	۸۲۲	چشتی نظامی -	۳۲
دیوان امیر مودوم بهرام آغیج		دیوان نعت سروری - از	
استاد بنظیر -	۱۱۲	منفی غلام سرور لاہوری -	۲۲۴
دیوان خواجه میر درد -		دیوان جبرائیل از مرزا حسین	۳۲۴
دلوی عارف ولی -	۲۲	دیوان عاشقی - از پندت	
دیوان بهار عرب کلام مولانا		کنشیا لال -	۲۲
محمد زبیر شمس به حافظه	۱۲۴	دیوان واسطی - کلام سید	
بهارستان سخن - بن استاد		فضل رسول خان قلندر از سند	۶۸
کلام حمدون دهمودیت تاج		دیوان حمدان دودی - کلام منفی	
دانش و آباد از مدنی و شیخان	۴۲۴	غلام سرور لاہوری -	۱۲
دیوان لطف - از حافظ			

